مختلف کیٹیگریز میں ڈھیر سارے مکمل ناول پڑھنے کیلئے ہمارا یہ واٹس ایپ چینل جوائن کیجئے

👇👇👇👇

Classic Urdu Material WhatsApp Channel

ڈیئر ریڈرز اگر آپ سے لنکس اوپن نہیں ہو رہے تو آپ ہمارے کلاسک وٹس ایپ چینل پر جا کر ان تمام لنکس کو ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں۔

آپ کو ہماری ویب سائٹ کلاسک اردو میٹریل پر ہر قسم کے ناولز مل جائیں گے ویب سائٹ لنک نیچے ہے کلک کیجیے

https://classicurdumaterial.com/

ایف بی کے کچھ ایشوز کی وجہ سے بعض اوقات ایف بی پر لنکس اوپن نہیں ہوتے۔ یہ تمام لنکس آپ کو ہمارے کلاسک وٹس ایپ چینل پر مل جائیں گے۔ چینل کا لنک اوپر دیا گیا ہے آپ اُس پر کلک کریں اور چینل کو فالو کریں اور ڈھیر سارے ناولز ڈاؤنلوڈ کریں

اور اگر آپ آڈیو ناول سننا پسند کرتے ہیں تو ہمارے آڈیو ناول یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کیجیے لنک نیچے ہے

Classic Urdu Novels

کلاسک اردو میٹریل کارپوریشن

انوکھا بندھن

از قلم نور عباس

"تم سچ بتاؤ انکو۔۔۔۔۔۔"

انکو بتاؤنا ہمارے بیچ ایسا کچھ بھی نہیں ہے جیسا کہ یہ سب سمجھ رہے ہے۔ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے پلیز "

"------ میرا گھر برباد ہونے سے بچالو

وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑے بے بسی سے رونے لگی۔

وہ مسلسل اسکے چہرے کی طرف دیکھے جارہا تھا جسکا چہرہ بلکل زرد ہو گیا تھا بہت کچھ چھن جانے کا خوف

اسکے چہرے پر صاف دیکھا جا سکتا تھا۔۔

لیکن اسے ان سب سے نظریں چرانی تھی ورنہ اسے اپنے پیار سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونے

پڑتے جو وہ کبھی نا کرتا۔

تم جھوٹ کیوں بول رہی ہو"۔اسکی بات پر اس کے جڑیں ہاتھ ایکدم ڈھیلے ہو کر اسکے پہلو سے آ لگے "

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔یہ۔۔۔یہ۔۔خود میرے پاس آتی تھی حالانکہ یہ جانتی بھی تھی کہ میں صرف اور صرف زوبی سے " محبت کرتا ہوں پھر بھی اس نے مجھے ورغلایا

" مجھے معاف کردے پلیز آپ سب میں بہک گیا تھا۔ ۔"

وہ پھٹی آنکھوں سے اسکے ہلتے لب دیکھ رہی تھی وہ جو اسے اپنی آخری امید مانے کھڑی تھی اسے معلوم تھا وہ اس کا ساتھ دے گا جب ان دونوں میں ایسا کچھ تھا ہی نہیں تو پھر ڈرنا کیسا وہ وہی بولے گا جو سچ ہے کہ ان کے بیچ میں بہن بھائی والا رشتہ ہے وہ اسے اپنی بہن مانتا ہے لیکن یہ کیا وہ اسکے خلاف اتنی گھٹیا سوچ رکھتا ہے وہ جان ہی نا سکی لاعلمی میں بہت بڑا گناہ سرزد ہوا تھا اس سے جسکا کفارہ اسے ساری زندگی بھرنا پڑے شاید۔

کسی نے سچ ہی کہا تھا شاید یہ خودغرضی کی دنیا ہے یہاں صرف اپنے مفاد سے مطلب رکھا جاتا ہے۔اپنے مفاد کے لیے کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ کسی کی دنیا اجڑ رہی ہے۔صرف اپنا الو سیدھا کرتے ہیں لوگ اس نے بھی یہ ہی کیا۔

اس کے الفاظ اسکی آخری امید بھی ختم کرگئے وہ شخص جو اسکی دنیا تھا ان الفاظ کو سن کر ۔ ڈھے گیا اور بے ساختہ صوفے پر گرنے سے انداز میں بیٹھا

۔ کہنے والے نے چند الفاظ کہے تھے لیکن وہ کیا جانے وہ الفاظ کسی کی روح چھلنی کر گئے تھے

۔ اس نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو کیا یہ سچ ہے

جب کہ انکو بے یقینی سے خود کی طرف تکتا پا وہ سوچ رہی تھی کاش زمین پھٹے اور اسے اپنے اندر سما لے۔

کیسی عورت ہو تم پہلے تم نے میرے حق پر ڈاکا مارا اور اب میری بیٹی کی زندگی بھی خراب کرنا چاہتی "ہو ارے ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کے گھر اجاڑتی ہے لیکن تم نے کیا کیا۔۔۔۔

ارے میری بیٹی تو تمہیں اپنی ماں جیسی سمجھتی تھی اور تم نے اسی کا دل اجاڑ دیا تمہیں اور کوئی نا ملا جو تم "اسکے منگیتر کے ساتھ۔۔۔۔

انہوں نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

اسے لگا کسی نے اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو

وہ انکی باتوں پر اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے مسلسل نفی میں سر ہلائے جا رہی تھی

یہ سب غلط ہے وہ کہنا چاہتی تھی لیکن اس سے بولا نا گیا آنسوؤں کا گولا اسکے حلق میں اٹک گیا تھا۔

وہ بھاگ کر اپنے شوہر کے قدموں میں آ بیٹھی اور ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر ابھی وہ کچھ بولتی کہ اسکے شوہر نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھوں سے کھینچا اور وہاں سے اٹھ گیا۔

وہ صدمے سے اپنے خالی رہ جانے والے ہاتھوں کو مسلسل تکے جا رہی تھی۔۔

" میں کبھی بھی کسی بھی مقام پر تمہارا ہاتھ نا چھوڑونگا یہاں تک کہ موت ہم کو جدا نا کر دے۔"

ذہن میں کہے اس کے الفاظ گونجے۔

۔ تو کیا واقعی اسے موت آ گئی تھی۔ اک قیامت سے کم تو نا تھا یہ سب اس کے ل ئے

ابھی اک اور قیامت اسکی منتظر کھڑی تھی۔

تم جو کچھ بھی یہاں سے لے جانا چاہتی ہو تمہیں اجازت ہے کیونکہ آج کے بعد تمہارا نا مجھ سے کوئی" تعلق ہے نا ہی اس گھر سے کوئی واسطہ۔ میں اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں ابھی اور اسی وقت اپنی زندگی سے بے دخل کرتا ہوں۔۔۔"

وہ یہ کہتا بنا اسکی سنے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

اسے لگا اسکی دماغ کی رگیں پھٹ جائے گیں اس نے اپنے اطراف میں نظریں ڈوڑائی اسکی نظریں زوبی پر آپڑی۔

زوبی ہاں زوبی میری بات ضرور سنے گی۔

وہ بے ساختہ اسکی جانب بڑھی لیکن وہ بھی بنا کچھ سنے منہ پر ہاتھ رکھے روتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ گئی۔

"زوبی۔۔۔۔"

اس نے پکارا

۔ بس کردو تم میں غیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہے کیا یا جتنا ابھی تماشہ ہوا ہے تمہیں کم لگ رہا ہے"

"۔۔۔۔۔ بس بہت ہوا جو کچھ لینا ہے لو اور جان چھوڑو ہماری"

وہ رعونت سے بولی۔

اس نے اپنے آنسو پونچھے اور ان کے سامنے آئی

"۔ میں یہ نہیں پوچھونگی کے یہ آپ نے کیا ہے کیونکے مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ نے ہی کیا ہے"

ااس نے زور دیتے ہوئے کہا

اسکی بات پر اس نے طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"ا"چھا تو اگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ سب میں نے کیا ہے تو ثابت کرو پھر۔

اس نے اسکی بات ہنسی میں اڑائی۔

" ۔ میں نہیں یہ وقت ثابت کرے گا"

اس نے انکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

"تم مجھے چیلنج کر رہی ہو لڑکی۔"

انہوں نے غرور سے کہا۔

نہیں۔"وہ تھوڑا رکی پھر بولی"

لیکن میں ایک بات کہو نگی جنکی خود کی بیٹیاں ہونا انہیں چاہیے کہ وہ دوسروں کی بیٹیوں کو نا رولائے۔"

"

اسکی کہیں بات پر وہ بل کھا کے رہ گئی

"۔۔۔۔۔ واٹ ربش"

"تو اب تم مجھے بد دعا دے رہی ہو ہو نا تم بھی اک مڈل کلاس فیملی سے جب خود سے کچھ نہیں ہو پاتا تو

بد دعائیں دینا شروع کر دیتے ہو۔"

وہ ایکدم ہائپر ہوئی۔

"میں کون ہوتی ہوں بد دعا دینے والی۔"

وہ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بولی

"میں دعا کرونگی کے آپ کا کیا زوبی کے آگے کبھی نا آئے اللہ زوبی کو ہمیشہ آباد رکھیں۔"

اسکے بعد وہ اس شخص کے سامنے کھڑی ہوئی۔ جو اس سے نظریں چرائے کھڑا تھا۔

" تم نے کہا تھا کہ تمہاری کوئی بہن بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی اس ل ئے مجھ میں تمہیں اپنی بہن

نظر آتی ہے تو میں نے بھی تمہیں اپنا بھائی بنا لیا۔ میں نے غلطی کی۔ مجھے اب سمجھ آئی

کہ کیوں اللہ نے تم سے تمہاری بہن واپس لے لی۔ تم اپنے مفاد میں اتنا گر چکے ہیں کہ کیا "پتہ میری جگہ اگر تمہاری بہن ہوتی تو تم اس کو بھی نہیں چھوڑتے۔۔۔۔۔

"شٹ اپ او کے جسٹ شٹ اپ"

۔ وہ اسکی بات کاٹ کر چلایا

۔ کیوں کیا ہوا تمہاری غیرت جاگ اٹھی

"کاش کے یہ دوسروں کی ماؤں بہنوں پر بھی جاگ جاتی"

اس نے اسکی طرف دیکھ کر طنزیہ کہا جس نے غصے سے اپنی مٹھی بینچ رکھی تھی۔

تم یہ مت سمجھنا کہ میں کمزور ہوں تو تم لوگ جیت گئے ۔بے شک میں کمزور ہوں لیکن وہ " خالق کائنات نہیں کیونکہ میں اپنا معاملہ اللہ کی عدالت میں پیش کرتی ہوں اور میرا پورا ایمان ہے اس پر کہ وہاں سے مجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جائے گا پورا انصاف کیا جائے گا "کیونکہ وہ عادل ہے

یہ کہتی وہ وہاں سے چلدی۔

جب کے اسکے جانے کہ بعد وہاں کھڑی عورت نے اپنا سر جھٹکا جیسے کہنا چاہتی ہو خس کم جہاں پاک۔۔۔۔۔

وہ داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔اس کے شوہر کے کہنے پر کہ جو کچھ چاہے یہاں سے لے جائے پر اس کا من کیا کے کہدے آپ کے سوا مجھے کچھ نہیں چاہیے۔

لیکن وہ اسکی سنے بنا ہی چلے گیا۔وہ اس گھر میں آئی بھی خالی ہاتھ تھی اور اب جا بھی خالی ہاتھ رہی تھی۔جب وہ یہاں آئی تھی اک شوہر کا مان تھا اور اب وہ اس سے بھی تہی دست ہو گئی تھی۔

جب وہی ساتھ نا تھا تو دنیا کی ساری چیزیں معنوی ہی تھی وہ گھر کے مین گیٹ پر پہنچ گئی چوکیدار اٹھا گیٹ کھولنے کے لیے اس نے ہاتھ کے اشارے سے چوکیدار کو اپنے پاس بلایا۔

"آپ نے بلایا میڈم جی۔۔۔۔"

چوکیدار نے پوچھا۔

آور آج وہ انہیں ٹوک بھی نا سکی کہ وہ اسے میڈم نا بلائے

"بابا میرا ایک کام کریں گے۔"

اس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی۔جی۔"

چوکیدار بابا کو الجھن ہو رہی تھی۔اس کے انداز پر

اس نے اپنے کلائیوں میں پہنے کڑے اتارے اور ان کے ہاتھ میں رکھ دی ئے اور ساتھ ہی ساتھ

لاکٹ اور ٹاپس بھی اتار کر دی ئے

"۔ یہ آپ اگر وہ آجائے تو انہیں دے دیجیئے گا "

اس نے بابا کی ہتھیلی بند کرتے ہوئے کہا

"آپ کہیں جارہی ہیں کیا۔ "

بابا کے پوچھنے پر اس نے کرب سے آنکھیں مینچی

"ہاں بابا اب اس گھر سے میرا دانہ پانی اٹھ گیا ہے وہ کہتی خود پر ہنسی اک دیوانی سی ہنسی تھی اسکی"

اور خود ہی گیٹ کو دھکیل کر اک بار اس گھر پر بھرپور نظر ڈالی اور وہاں سے چلدی۔۔۔

جبکہ اس کی چال میں لڑکھراہٹ واضح تھی۔

انوکھا بندھن

قسط نمبر ۲

از قلم نور عباس

وہ گاڑی کو سڑک کنارے کھڑی کر کے اسٹیرنگ پر سر رکھے لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔۔۔بے مقصد سڑک پر گاڑی دوڑاتے دوڑاتے وہ تھک گیا تھا۔۔۔ تھکن سے اس کا بدن چور چور تھا لیکن یہ تھکن جسم کی نہیں روح کی تھی۔۔۔ کیونکہ اس نے اسے اپنی روح میں ہی تو بسایا ہوا تھا۔۔۔۔

پھر وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے میرے ساتھ اسے ان باتوں کا جواب دینا ہی ہو گا۔۔۔۔وہ خود کلامی کرتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کر گیا اس کا رخ اپنے گھر کی طرف تھا وہ گھر جسے ان دونوں نے کبھی پیار سے سجایا تھا۔۔۔۔

///////

گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر چوکیدار گیٹ کی طرف لپکا اور جلدی سے گیٹ کھولا وہ گاڑی لا کر پورچ میں کھڑی کرتا اگلے ہی پل گاڑی سے نکل رہا تھا اسے اس کے پاس پہنچنے کی بہت جلدی تھی شاید وہ بھول چکا تھا اس نے خود ہی تو یہاں سے جانے کیلیئے کہدیا تھا۔۔۔۔وہ اندر کی طرف قدم بڑھاتا ہی کہ ۔۔۔ تبھی چوکیدار بابا جلدی سے گیٹ بند کرتے اس کی طرف ہانپتے ہانپتے بڑھے

"بابا۔۔۔"

چوکیدار کی آواز پر وہ رک کر پیچھے مڑا اور حیران ہو گیا۔۔۔کیونکہ وہ اپنی جیب کو ٹٹول رہے تھے تھوڑی دیر بعد ہی مطلوبہ چیزوں کے ملتے ہی وہ ہاتھ کی مٹھی اس کی طرف بڑھا گئے جب کہ وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

"بابا جلدی سے ہاتھ آگے کریں۔۔۔"

۔۔۔ چوکیدار کے کہنے پر حیران ہوتا اپنا ہاتھ انکی جانب بڑھا گیا

چوکیدار نے اسکی پھیلی ہتھیلی پر اپنی بند مٹھی کھولی۔۔۔۔چیزیں اس کے ہاتھ پر رکھ کے وہ مودب سا کھڑا ہو گیا۔۔۔۔جبکہ وہ ان چیزوں کو دیکھ کے سکتے میں آگیا۔۔۔

"یہ۔یہ۔آ۔آپ کے پاس س کیسے ے۔'

۔وہ لڑکھڑاتی آواز میں اتنا ہی کہہ پایا۔۔۔

"وہ جی میڈم جی نے دی تھی آپ کو دینے کو۔۔۔۔۔۔"

چوکیدار کی بات پر اس نے اپنی مٹھی سختی سے بینچ لی کیونکہ اسے یاد آگیا تھا کہ جانے سے پہلے وہ خود ہی

۔ تو اسے یہاں سے جانے کا بول کر گیا تھا۔۔۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا روم میں داخل ہو کر دروازہ لاک کرکے اس کے ساتھ ہی ٹیک لگا کر بیٹھتا چلا

گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے بند مٹھی کو کھولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آنکھیں بند کرو۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اسے حکم دے رہا تھا۔۔۔اس نے جلدی سے آنکھیں کلوز کی لیکن ٹھیک طرح سے نا

کی۔۔۔۔۔آنکھ کی جھری سے وہ دیکھ رہی تھی وہ جو جیب سے کچھ نکالنے لگا تھا اسکی حرکت نوٹ کر

گیا۔۔۔۔

میڈم اگر آپ نہیں چاہتی کے آپ کی اس چیٹنگ کے بدلے میں میں آپ کو کوئی سزا دوں"

"تو۔۔۔ویسا کرو جیسا میں کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ورنہ بعد میں آپ نے مجھے ہی الزام دینا ہے۔۔۔

وہ اسکی طرف دیکھتا معنی خیزی سے بولا اس کی بات پر وہ سٹپٹا کر زور سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔جبکہ وہ اس کی معصوم حرکت پر صرف سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اسے اپنی گردن پر اسکے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا لیکن وہ چپ چاپ کھڑی رہی اسکی دھمکی کافی پر اثر رہی کہ وہ جنبش تک نا کر رہی تھی۔۔۔۔

"اب کھولو آنکھیں۔۔۔"

اس کے کہنے پر وہ آہستہ سے آنکھیں کھولنے لگی۔۔۔۔سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں اس نے اپنے گلے میں پہنے خوبصّورت سے نظر آتے نیکلس کو چھوا۔۔۔اور بے دھیانی میں اپنے اور اس کے عکس کو مرر میں دیکھنے لگی۔۔۔۔

"کیسا ہے۔۔"

اسکی حرکت پر زیر لب مسکراتے ہوئے پوچھا گیا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"بہت خوبصورت "

وہ پل ضائع کیے بنا اس کے سحر میں جکڑی بولی۔۔۔م

جھے معلوم ہے کہ میں بہت خوبصورت ہوں لیکن ابھی میں اپنے بارے میں نہیں۔۔اس نیکلس کے "

"بارے میں پوچھ رہا ہوں۔۔

۔وہ اسکی کان کی لو کو لبوں سے چھوتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

"

" می۔میں بھی۔نیک۔نیکلس س کے بارے می میں بتا بتا رہی ہوں۔۔۔"

اس کی قربت میں اس کو اپنی ہتھلیاں پسینے سے بھیگی محسوس ہوئی۔۔۔

۔۔۔ اس لکی جان لیوا قربت اور اپنی چوری پکڑے جانے کی وجہ سے وہییے بے ربط سا بولی

جس پر وہ مبہم سا مسکراتا اسے پیار لٹاتی نظروں سے دیکھنے لگا اسکی خاموشی پر وہ پلکوں کی چلمن کو اٹھا گئی

لیکن زیادہ دیر اسکی جذبے لٹاتی نظروں میں دیکھ نا سکی۔۔۔۔۔نروس سی ہوتی وہ اپنی انگلیاں چٹخانے

لگی۔۔۔۔

"او۔۔۔نہیں ناں۔۔۔"

وہ فوراً سے اسکے سامنے آتا اسکے ہاتھ پکڑ گیا اور پھر سے اپنی جیب سے ایک مخملی کیس نکالا جس میں جڑاو کنگھن تھے جن کا ڈیزائن بہت یونیک سا تھا۔۔۔

۔۔

وہ اس کی کلائی میں سجا گیا۔۔۔۔۔۔۔

"واہ تمہارے ہاتھوں میں آکر تو مزید اسکی شان بڑھ گئی ہیں۔۔"

۔ورنہ لیتے وقت یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنے پیارے لگے گے۔۔۔اسکے دونوں ہاتھوں پر باری باری بوسہ دیتے ہوئے کہا.... جبکہ وہ چھینپ کر اپناہاتھ اس سے چھڑوا گئی۔۔۔۔

یار یہ کیاناانصافی ہے میں نے اتنے پیار سے تمہیں ایک نئی دو دو گفٹ دیے ہیں یہ سوچ کر کہ گفٹ" دیکھ کر مارے خوشی سے تم مجھے ہگ کرو گی لیکن یہاں پر تو مجھے شکریہ کہنے کے آثار بھی نظر نہیں آرہے۔۔۔"

وہ مصنوعی ٹھنڈی آہ بھرتا بولا۔۔۔جبکہ اسکی بات پر اسکی رنگت لال ٹماٹر جیسی ہو گئی۔۔۔۔۔۔

"۔۔۔ یار اب کچھ کہو بھی"

وہ منتظر تھا جیسے۔۔۔اس کے منہ سے اپنے لیے تعریف سننے کو۔۔۔۔

"کیا کہوں۔۔۔"

وہ کنفیوژ سی بولی۔۔۔۔۔

".زیادہ کچھ نہیں بس۔۔"

وہ تین میجک ورڈ بول دو۔۔۔۔۔

وہ زیر لب مسکراتا بولا۔۔۔۔

...جب کے اسکی بات پر اس نے اسے حیرانگی سے تکا

جیسے پوچھنا چاہتی ہو کون سے ورڈ۔۔۔۔

"یار وہی جو اکثر و پیشتر میں تمہیں کہتا رہتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

اب کے اس نے اسے یاد کروایا جیسے۔۔۔۔

"بولوں بھی میں منتظر ہوں۔۔۔۔۔"

وہ اسکی تھوڑی کو چھوتے اسے بولنے پر اکسانے لگا۔۔۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی اور موقعہ دیکھتی وہاں سے فرار ہوگئی۔۔۔جب تک وہ کچھ سمجھتا وہ دروازے کا ہینڈل پکڑے دروازہ کھول چکی تھی۔۔۔باہر جانے سے قبل وہ ٹھری پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔.

کیا محبت کے لیے زبان سے اقرار لازمی ہے کیا۔۔۔میں سراپا محبت ہوں کیا کیا آپ کو یہ دیکھائی "نہیں دیتا۔۔۔۔

پھر بھی اگر آپ کو لگتا ہے کہ تو سنے میر۔۔۔۔۔۔جیسے جسم کو روح کی ضرورت ہے ورنہ وہ مردہ "ہو جاتا ہے ویسے ہی میرے لیے آپ ضروری ہو۔۔۔۔

"ورنہ آپ کے بنا میں سانس بھی نا لوں۔۔۔۔۔۔"

یہ کہتی وہ چھپک سے کمرے سے غائب۔۔۔۔۔۔

"جھوٹ تھا سب فریب تھا۔۔۔۔"

وہ طیش سے ساری چیزیں پھینکتا چلا یا۔ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو جکڑے وہ چیخ رہا تھا رو رہا تھا اپنے اندر کا غبار نکال رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن کوئی اسے سہارا دینے والا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔وہ کھڑا ہو تا بیڈ کی جانب آیا۔۔۔۔۔ جہاں بیڈ پھولوں کی پتیوں سے سجا ہوا تھا کمرے میں جگہ جگہ پر کینڈل جلا کر رکھی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس سے ہلکی ہلکی روشنی تھی ورنہ اس نے کمرے کی لائیٹ ہی نا جلائی تھی۔۔۔ جب زندگی میں ہی اندھیرا ہو گیا ہو تو اس مصنوعی روشنی کی ضرورت ہی کیا تھی کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر وہ جنونی سا ہو گیا۔۔۔

میں ہی پاگل تھا۔۔۔ تمہاری محبت میں اندھا ہو گیا تھا اس لیے تو کبھی محسوس ہی نا کر پایا۔۔۔۔ کیوں "کیا تم نے میرے ساتھ ایسا کیا کمی پائی تھی تم نے میری محبت میں۔۔۔۔

وہ جنونی سا ہو تا بیڈ شیٹ کھینچ کر پھینک گیا اور خود بیڈ پر اندھے منہ گر گیا اور آنکھیں موند گیا ۔۔۔۔۔۔۔ یہ دیکھیں بغیر کے اسکی پھینکی ہوئی بیڈ شیٹ کینڈلز پر جا پڑی تھی آگ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔۔۔۔۔۔

/////

وہ آج بہت دنوں بعد آفس آئی تھی۔۔۔کیونکہ اس کے بابا کی طبیعت بہت خراب تھی جس کی وجہ سے وہ ان کے ساتھ ہاسپٹل میں تھی۔۔اور آفس سے وہ بھی وہ پورے ایک ہفتے غیر حاضر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر نے بائی پاس کا کہا تھا۔۔جس کے لیے اسے زیادہ پیسوں کی ضرورت تھی ۔۔۔آج وہ آئی ہی اسی لیے تھی کہ منیجر سے لون کی بات کریں گی۔۔۔۔۔

لیکن جو خبر اسے سننے کو ملی تھی وہ اسکے لیے کسی دھچکے سے کم نہیں تھی۔۔۔

وہ آفس سے نکالی جا چکی تھی صرف یہ ہی نہیں بلکہ اسکی جگہ کسی اور کو نوکری دے دی تھی۔۔۔

اسکو یہ سن کر حد سے زیادہ غصہ آیا اور اسی غصے میں وہ پیون کے روکنے کے باوجود وہ منیجر کے آفس آگئی۔۔۔۔

جو اندر موجود چیئر کو دیوار کی طرف موڑے کسی سے فون پر مصروف نظر آیا۔۔۔۔

"آپ سمجھتے کیا ہیں اپنے آپ کو اگر آفس آپ کا ہے تو آپ خدا ہو گئے کیا؟؟؟؟؟؟"

اس کو بہت بے حد غصہ آیا ہوا تھا اس لیے اندر آتے ہی وہ۔بنا ادھر ادھر دیکھے شروع ہو گئی۔۔

محتشم جو فون کال پر مصروف تھا اپنے پیچھے اک نسوانی آواز سنتا حیران ہوتے فون بند کر گیا پر رخ نہ پھیرا۔۔

"آپ کو کس نے یہ حق دیا کہ اگر میں ایک ہفتے کے لیے آفس نا آئی تو آپ نے مجھے مرا ہوا سمجھ کر کسی اور کو نوکری دے دی آپ کو معلوم ہیں ان سات دنوں میں مجھ پر کیا کیا مصیبتیں آئی کوئی وجہ تھی اس لیے ہی میں آفس نہیں آرہی تھی آپ کو پہلے معلوم تو کروانا چاہیئے تھا نہ کہ میں آفس کیوں نہیں آرہی تھی۔۔۔۔لیکن نہیں کسی نے آپ سے سفارش کی ہو گی یا پیسے کھلائے ہونگے آپکی تو چاندی ہو گئی پیسے بھی مل گئے اور اگلے بندے کا پتہ کٹ گیا۔۔۔مالک کو جھوٹی رپورٹ بھی دے دی عید ہی ہو گئی۔۔۔لو ہو گیا کھیل ختم خس کم جہاں پاک۔۔۔۔۔"

اسکی باتیں مقابل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی۔۔۔۔۔

"صاب صاب وہ حیا میڈم جی اندر ہے آفس میں۔۔۔۔"

پیون نے اسی طرف آتے مینجر کو اطلاع دی۔۔۔

"اونو بے وقوف تم نے اسے اندر جانے ہی کیوں دیا۔۔۔۔۔"

منیجر پیون پر غصہ ہونے لگا۔۔۔۔۔

"کیا کرتا صاب حیا میڈم بہت غصے میں تھی۔۔۔۔"

"اچھا تم جاواس نے پیون کو رخصت کیا۔۔۔"

اور خود گھبراتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

حیانے دروازہ کھلنے کی آواز پر پیچھے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

اور برف ہو گئی۔۔۔

اگر منیجر اب آئے ہیں تو پھر یہ کون ہے۔۔وہ حیران ہوتی دل میں بولی۔۔۔۔۔۔۔اب حیانے چیئر کی طرف دیکھا۔۔۔

"۔۔ سر آپکا آفس ان لاک ہو گیا ہے آپ اپنے آفس جاسکتے ہیں"

۔منیجر کے کہنے پر وہ اپنی چیئر کا رخ موڑ گیا۔۔۔اب حیا کا منہ کھل گیا وہ تو باس تھے۔۔۔۔۔حیانے اپنی نوکری کے شروع دن میں ایک دوبار ہی دیکھا تھا۔۔۔۔پھر وہ نظر نا آئے۔۔۔۔اب تو حیا کو اپنی نوکری جانے کے ساتھ ساتھ اپنی انسلٹ ہونے کا خطرہ بھی لاحق ہو گیا۔۔۔آخر ضرورت ہی کیا تھی

اتنی بڑبڑ کرنے کی پہلے یہ تو دیکھ لیتی کہ مقابل ہے کون۔۔۔۔وہ من ہی من میں خود کو سے جا رہی تھی۔۔۔پر وہ کرتی ہی کیا۔۔۔۔۔۔سات دنوں سے مسلسل وہ ذہنی اذیت میں تھی اوپر سے ہاسپٹل کی تھکان ڈاکٹر کا مطالبہ پھر یہاں آ کر نوکری چلے جانے کا انکشاف سب مل کر اس کے اعصاب پر حملہ آور ہوئے اس لیے وہ بنا سوچے سمجھے جو اس کے منہ میں آیا وہ بولتی چلی گئی بنا کسی کوما اور فل اسٹاپ کے۔۔۔۔

"اتنی بھی جلدی کیا ہے ملک صاب جی مجھے یہاں سے بھگانے کی۔۔۔"

محتشم ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔۔۔محتشم کی آواز اسے بھی سوچوں سے باہر لے آئی۔۔۔

"نہ۔نہیں سر یہ بھی آپکا آفس ہے آپ جب تک چاہے یہاں بیٹھ سکتے ہیں۔۔۔"

ملک صاب خوشامدی لہجے میں بولا۔۔۔۔جبکہ اسکی کانپیں ٹانگ رہی تھی۔۔۔۔کیونکہ برسوں سے ساتھ ہونے کی وجہ سے وہ محتشم کے غصے کو خوب جانتا تھا۔۔۔

جی بلکل یہ میرا ہی آفس ہے ملک صاب آپ نے مجھے خوب یاد دلایا لیکن جب میں یہاں نہیں ہوتا تو" ۔۔۔آپ کو میرے پیچھے اس آفس کو اپنے باپ کی جاگیر نہیں سمجھنا چاہیۓ"

محتشم نے ملک کو لتاڑا۔۔۔

"آپ کو کس نے یہ حق دیا کہ آپ آفس کے ایمپلائی کو بنا کسی ریزن کے آفس سے بے دخل کرے۔۔اسکی جگہ کسی اور کو اپائمنٹ کر لے۔۔۔۔ خیر ایک حق آپ نے استعمال کیا اب آپ میرا فیصلہ بھی سن لے کل سے آپ آفس مت آیئے گا میں نے آپ کی جگہ کسی اور کو رکھ لیا ہے۔۔۔"

محتشم کی بات تھی یا دھماکہ۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔

انوکھا بندھن

۲ قسط نمبر

از قلم نور عباس

وہ گاڑی کو سڑک کنارے کھڑی کر کے اسٹیئرنگ پر سر رکھے لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔۔بے مقصد سڑک پر گاڑی دوڑاتے دوڑاتے وہ تھک گیا تھا۔۔ تھکن سے اس کا بدن چور چور تھا لیکن یہ تھکن جسم کی نہیں روح کی تھی۔۔۔کیونکہ اس نے اسے اپنی روح میں ہی تو بسایا ہوا تھا۔۔۔

پھر وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے میرے ساتھ اسے ان باتوں کا جواب دینا ہی ہو گا۔۔۔وہ خود کلامی کرتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کر گیا اس کا رخ اپنے گھر کی طرف تھا وہ گھر جسے ان دونوں نے کبھی پیار سے سجایا تھا۔۔۔

///////

گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر چوکیدار گیٹ کی طرف لپکا اور جلدی سے گیٹ کھولا وہ گاڑی لا کر پورچ میں کھڑی کرتا اگلے ہی پل گاڑی سے نکل رہا تھا اسے اس کے پاس پہنچنے کی بہت جلدی تھی شاید وہ بھول چکا تھا اس نے خود ہی تو یہاں سے جانے کیلئے کہدیا تھا۔۔۔۔وہ اندر کی طرف قدم بڑھاتا ہی کہ ۔۔۔ تبھی چوکیدار بابا جلدی سے گیٹ بند کرتے اس کی طرف ہانپتے ہانپتے بڑھے

"بابا۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

چوکیدار کی آواز پر وہ رک کر پیچھے مڑا اور حیران ہو گیا۔۔ کیونکہ وہ اپنی جیب کو ٹٹول رہے تھے تھوڑی دیر بعد ہی مطلوبہ چیزوں کے ملتے ہی وہ ہاتھ کی مٹھی اس کی طرف بڑھا گئے جب کہ وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

"بابا جلدی سے ہاتھ آگے کریں۔۔۔"

۔۔۔ چوکیدار کے کہنے پر حیران ہوتا اپنا ہاتھ انکی جانب بڑھا گیا

چوکیدار نے اسکی پھیلی ہتھیلی پر اپنی بند مٹھی کھولی۔۔۔۔ چیزیں اس کے ہاتھ پر رکھ کے وہ مودب سا کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ جبکہ وہ ان چیزوں کو دیکھ کے سکتے میں آگیا۔۔۔۔

"یہ۔یہ۔آ۔آپ کے پاس س کیسے ے۔'

۔وہ لڑکھڑاتی آواز میں اتنا ہی کہہ پایا۔۔۔۔

"وہ جی میڈم جی نے دی تھی آپ کو دینے کو۔۔۔۔۔"

چوکیدار کی بات پر اس نے اپنی مٹھی سختی سے بھینچ لی کیونکہ اسے یاد آگیا تھا کہ جانے سے پہلے وہ خود ہی ۔ تو اسے یہاں سے جانے کا بول کر گیا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا روم میں داخل ہو کر دروازہ لاک کر کے اس کے ساتھ ہی ٹیک لگا کر بیٹھتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے بند مٹھی کو کھولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آنکھیں بند کرو۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اسے حکم دے رہا تھا۔۔۔اس نے جلدی سے آنکھیں کلوز کی لیکن ٹھیک طرح سے نا کی۔۔۔۔۔آنکھ کی جھری سے وہ دیکھ رہی تھی وہ جو جیب سے کچھ نکالنے لگا تھا اسکی حرکت نوٹ کر گیا۔۔۔۔

میڈم اگر آپ نہیں چاہتی کے آپ کی اس چیٹنگ کے بدلے میں میں آپ کو کوئی سزا دوں"

"تو۔۔۔ویسا کرو جیسا میں کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ورنہ بعد میں آپ نے مجھے ہی الزام دینا ہے۔۔۔

وہ اسکی طرف دیکھتا معنی خیزی سے بولا اس کی بات پر وہ سٹپٹا کر زور سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔جبکہ وہ اس کی معصوم حرکت پر صرف سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اسے اپنی گردن پر اسکے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا لیکن وہ چپ چاپ کھڑی رہی اسکی دھمکی کافی پر اثر رہی کہ وہ جنبش تک نا کر رہی تھی۔۔۔۔

"اب کھولو آنکھیں۔۔۔"

اس کے کہنے پر وہ آہستہ سے آنکھیں کھولنے لگی۔۔۔۔ سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں اس نے اپنے گلے میں پہنے خوبصّورت سے نظر آتے نیکلس کو چھوا۔۔۔اور بے دھیانی میں اپنے اور اس کے عکس کو مرر میں دیکھنے لگی۔۔۔۔

"کیسا ہے۔۔"

اسکی حرکت پر زیر لب مسکراتے ہوئے پوچھا گیا۔۔۔۔

"بہت خوبصورت "

وہ پل ضائع کیے بنا اس کے سحر میں جکڑی بولی۔۔۔۔م

جھے معلوم ہے کہ میں بہت خوبصورت ہوں لیکن ابھی میں اپنے بارے میں نہیں۔۔اس نیکلس کے "بارے میں پوچھ رہا ہوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔وہ اسکی کان کی لو کو لبوں سے چھوتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

"

" می۔میں بھی۔نیک۔نیکلس س کے بارے می میں بتا بتا رہی ہوں۔۔۔"

اس کی قربت میں اس کو اپنی ہتھلیاں پسینے سے بھیگی محسوس ہوئی۔۔۔

۔۔۔ اس لکی جان لیوا قربت اور اپنی چوری پکڑے جانے کی وجہ سے وہیے بے ربط سا بولی

جس پر وہ مبہم سا مسکراتا اسے پیار لٹاتی نظروں سے دیکھنے لگا اسکی خاموشی پر وہ پلکوں کی چلمن کو اٹھا گئی لیکن زیادہ دیر اسکی جذبے لٹاتی نظروں میں دیکھ نا سکی۔۔۔۔۔نروس سی ہوتی وہ اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔۔۔۔

"او۔۔۔نہیں ناں۔۔۔"

وہ فورا سے اسکے سامنے آتا اسکے ہاتھ پکڑ گیا اور پھر سے اپنی جیب سے ایک مخملی کیس نکالا جس میں جراو کنگھن تھے جن کا ڈیزائن بہت یونیک سا تھا۔۔۔

۔۔

وہ اس کی کلائی میں سجا گیا۔۔۔۔۔۔

"واہ تمہارے ہاتھوں میں آکر تو مزید اسکی شان بڑھ گئی ہیں۔۔"

۔ورنہ لیتے وقت یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنے پیارے لگے گے۔۔۔اسکے دونوں ہاتھوں پر باری باری بوسہ دیتے ہوئے کہا.... جبکہ وہ چھینپ کر اپنا ہاتھ اس سے چھڑوا گئی۔۔۔۔

یار یہ کیا ناانصافی ہے میں نے اتنے پیار سے تمہیں ایک نئی دو دو گفٹ دیے ہیں یہ سوچ کر کہ گفٹ" دیکھ کر مارے خوشی سے تم مجھے ہگ کرو گی لیکن یہاں پر تو مجھے شکریہ کہنے کے آثار بھی نظر نہیں آرہے۔۔۔"

وہ مصنوعی ٹھنڈی آہ بھرتا بولا۔۔۔جبکہ اسکی بات پر اسکی رنگت لال ٹماٹر جیسی ہو گئی۔۔۔۔۔۔

"۔۔۔ یار اب کچھ کہو بھی"

وہ منتظر تھا جیسے۔۔۔اس کے منہ سے اپنے لیے تعریف سننے کو۔۔۔۔

"کیا کہوں۔۔۔"

وہ کنفیوژ سی بولی۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

".زیادہ کچھ نہیں بس۔۔"

وہ تین میجک ورڈ بول دو۔۔۔۔۔

وہ زیر لب مسکراتا بولا۔۔۔۔

...جب کے اسکی بات پر اس نے اسے حیرانگی سے تکا

جیسے پوچھنا چاہتی ہو کون سے ورڈ۔۔۔۔

"یار وہی جو اکثر و پیشتر میں تمہیں کہتا رہتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

اب کے اس نے اسے یاد کروایا جیسے۔۔۔۔

"بولوں بھی میں منتظر ہوں۔۔۔۔۔"

وہ اسکی تھوڑی کو چھوتے اسے بولنے پر اکسانے لگا۔۔۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی اور موقعہ دیکھتی وہاں سے فرار ہو گئی۔۔۔جب تک وہ کچھ سمجھتا وہ دروازے کا ہینڈل پکڑے دروازہ کھول چکی تھی۔۔۔۔باہر جانے سے قبل وہ ٹھری پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔.

کیا محبت کے لیے زبان سے اقرار لازمی ہے کیا۔۔میں سراپا محبت ہوں کیا کیا آپ کو یہ دیکھائی "نہیں دیتا۔۔۔۔

پھر بھی اگر آپ کو لگتا ہے کہ تو سنے میر۔۔۔۔۔۔جیسے جسم کو روح کی ضرورت ہے ورنہ وہ مردہ "ہو جاتا ہے ویسے ہی میرے لیے آپ ضروری ہو۔۔۔۔

"ورنہ آپ کے بنا میں سانس بھی نا لوں۔۔۔۔۔۔"

یہ کہتی وہ چھپک سے کمرے سے غائب۔۔۔۔۔۔

"جھوٹ تھا سب فریب تھا۔۔۔۔"

وہ طیش سے ساری چیزیں پھینکتا چلایا۔دونوں ہاتھوں سے بالوں کو جکڑے وہ چیخ رہا تھا رو رہا تھا اپنے اندر کا غبار نکال رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔لیکن کوئی اسے سہارا دینے والا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔وہ کھڑا ہوتا بیڈ کی جانب آیا۔۔۔۔۔جہاں بیڈ پھولوں کی پتیوں سے سجا ہوا تھا کمرے میں جگہ جگہ پر کینڈل جلا کر رکھی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔جس سے ہلکی ہلکی روشنی تھی ورنہ اس نے کمرے کی لائیٹ ہی نا جلائی

تھی۔۔۔جب زندگی میں ہی اندھیرا ہو گیا ہو تو اس مصنوعی روشنی کی ضرورت ہی کیا تھی کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر وہ جنونی سا ہو گیا۔۔۔

میں ہی پاگل تھا۔۔۔تمہاری محبت میں اندھا ہو گیا تھا اس لیے تو کبھی محسوس ہی نا کر پایا۔۔۔۔کیوں"

"کیا تم نے میرے ساتھ ایسا کیا کمی پائی تھی تم نے میری محبت میں۔۔۔۔

وہ جنونی سا ہو تا بیڈ شیٹ کھینچ کر پھینک گیا اور خود بیڈ پر اندھے منہ گر گیا اور آنکھیں موند گیا

۔۔۔۔۔۔۔یہ دیکھیں بغیر کے اسکی پھینکی ہوئی بیڈ شیٹ کینڈلز پر جا پڑی تھی آگ نے اسے اپنی لپٹ میں لے لیا۔۔۔۔۔۔

/////

وہ آج بہت دنوں بعد آفس آئی تھی۔۔۔۔کیونکہ اس کے بابا کی طبیعت بہت خراب تھی جس کی وجہ سے وہ ان کے ساتھ ہاسپٹل میں تھی۔۔اور آفس سے وہ بھی وہ پورے ایک ہفتے غیر حاضر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر نے بائی پاس کا کہا تھا۔۔جس کے لیے اسے زیادہ پیسوں کی ضرورت تھی ۔۔۔آج وہ آئی ہی اسی لیے تھی کہ منیجر سے لون کی بات کریں گی۔۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

لیکن جو خبر اسے سننے کو ملی تھی وہ اسکے لیے کسی دھچکے سے کم نہیں تھی۔۔۔

وہ آفس سے نکالی جاچکی تھی صرف یہ ہی نہیں بلکہ اسکی جگہ کسی اور کو نوکری دے دی تھی۔۔۔

اسکو یہ سن کر حد سے زیادہ غصہ آیا اور اسی غصے میں وہ پیون کے روکنے کے باوجود وہ منیجر کے آفس آگئی۔۔۔۔

جو اندر موجود چیئر کو دیوار کی طرف موڑے کسی سے فون پر مصروف نظر آیا۔۔۔۔

"آپ سمجھتے کیا ہیں اپنے آپ کو اگر آفس آپ کا ہے تو آپ خدا ہو گئے کیا؟؟؟؟؟؟"

اس کو بہت بے حد غصہ آیا ہوا تھا اس لیے اندر آتے ہی وہ۔بنا ادھر ادھر دیکھے شروع ہو گئی۔۔

محتشم جو فون کال پر مصروف تھا اپنے پیچھے اک نسوانی آواز سنتا حیران ہوتے فون بند کر گیا پر رخ نہ پھیرا۔۔

آپ کو کس نے یہ حق دیا کہ اگر میں ایک ہفتے کے لیے آفس نا آئی تو آپ نے مجھے مرا ہوا سمجھ کر کسی" اور کو نوکری دے دی آپ کو معلوم ہیں ان سات دنوں میں مجھ پر کیا کیا مصیبتیں آئی کوئی وجہ تھی اس لیے ہی میں آفس نہیں آرہی تھی آپ کو پہلے معلوم تو کروانا چاہیئے تھا نہ کہ میں آفس کیوں نہیں

آرہی تھی۔۔۔لیکن نہیں کسی نے آپ سے سفارش کی ہو گی یا پیسے کھلائے ہونگے آپکی تو چاندی ہو گئی پیسے بھی مل گئے اور اگلے بندے کا پتہ کٹ گیا۔۔مالک کو جھوٹی رپورٹ بھی دے دی عید ہی ہو گئی۔۔۔لو ہو گیا کھیل ختم خس کم جہاں پاک۔۔۔۔۔"

اسکی باتیں مقابل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی۔۔۔۔۔

"صاب صاب وہ حیا میڈم جی اندر ہے آفس میں۔۔۔۔"

پیون نے اسی طرف آتے منیجر کو اطلاع دی۔۔۔

"او نو بے وقوف تم نے اسے اندر جانے ہی کیوں دیا۔۔۔۔۔"

منیجر پیون پر غصہ ہونے لگا۔۔۔۔۔

"کیا کرتا صاب حیا میڈم بہت غصے میں تھی۔۔۔۔"

"اچھا تم جاو اس نے پیون کو رخصت کیا۔۔۔"

اور خود گھبراتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

حیا نے دروازہ کھلنے کی آواز پر پیچھے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

اور برف ہو گئی۔۔۔

اگر منیجر اب آئے ہیں تو پھر یہ کون ہے۔۔وہ حیران ہوتی دل میں بولی۔۔۔۔۔۔۔اب حیا نے چئیر کی طرف دیکھا۔۔۔

"۔۔ سر آپکا آفس ان لاک ہو گیا ہے آپ اپنے آفس جاسکتے ہیں"

۔منیجر کے کہنے پر وہ اپنی چئیر کا رخ موڑ گیا۔۔۔اب حیا کا منہ کھل گیا وہ تو باس تھے۔۔۔۔۔حیا نے اپنی نوکری کے شروع دن میں ایک دو بار ہی دیکھا تھا۔۔۔۔پھر وہ نظر نا آئے۔۔۔۔اب تو حیا کو اپنی نوکری جانے کے ساتھ ساتھ اپنی انسلٹ ہونے کا خطرہ بھی لاحق ہو گیا۔۔۔آخر ضرورت ہی کیا تھی اتنی بڑبڑ کرنے کی پہلے یہ تو دیکھ لیتی کہ مقابل ہے کون۔۔۔۔۔وہ من ہی من میں خود کو سے جا رہی تھی۔۔۔پر وہ کرتی ہی کیا۔۔۔۔۔۔ساتھ دنوں سے مسلسل وہ ذہنی اذیت میں تھی اوپر سے ہاسپٹل کی تھکان ڈاکٹر کا مطالبہ پھر یہاں آکر نوکری چلے جانے کا انکشاف سب مل کر اس کے اعصاب پر حملہ آور ہوئے اس لیے وہ بنا سوچے سمجھے جو اس کے منہ میں آیا وہ بولتی چلی گئی بنا کسی کو ما اور فل اسٹاپ کے۔۔۔۔

"اتنی بھی جلدی کیا ہے ملک صاب جی مجھے یہاں سے بھگانے کی۔۔۔"

محتشم ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔۔۔ محتشم کی آواز اسے بھی سوچوں سے باہر لے آئی۔۔۔

"نہ۔ نہیں سر یہ بھی آپکا آفس ہے آپ جب تک چاہے یہاں بیٹھ سکتے ہیں۔۔۔"

ملک صاب خوشامدی لہجے میں بولا۔۔۔۔۔ جبکہ اسکی کانپیں ٹانگ رہی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ برسوں سے ساتھ ہونے کی وجہ سے وہ محتشم کے غصے کو خوب جانتا تھا۔۔۔

جی بلکل یہ میرا ہی آفس ہے ملک صاب آپ نے مجھے خوب یاد دلایا لیکن جب میں یہاں نہیں ہوتا تو" ۔۔۔ آپ کو میرے پیچھے اس آفس کو اپنے باپ کی جاگیر نہیں سمجھنا چاہیے"

محتشم نے ملک کو لتاڑا۔۔۔

آپ کو کس نے یہ حق دیا کہ آپ آفس کے ایمپلائی کو بنا کسی ریزن کے آفس سے بے دخل" ۔۔۔ کرے۔۔ اسکی جگہ کسی اور کو اپائنمنٹ کر لے۔۔۔ خیر ایک حق آپ نے استعمال کیا"

اب آپ میرا فیصلہ بھی سن لے کل سے آپ آفس مت آیئے گا میں نے آپ کی جگہ کسی اور کو رکھ" لیا ہے۔۔۔"

محتشم کی بات تھی یا دھماکہ۔۔۔۔۔۔۔

انوکھا بندھن

از قلم نور عباس

قسط نمبر ۳

یہ بات کسی دھماکے سے کم تو ہر گز نا تھی۔۔۔۔۔

اسکی بات پر دونوں نے ایک ساتھ محتشم کو دیکھا۔۔۔

ایک کی نظروں میں حیرانی تھی جبکہ دوسرے کے پریشانی۔۔۔۔

"سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔"

"وہی جو آپ نے سنا۔۔۔۔۔"

محتشم نے نارمل سا کہا۔۔

"پلیز سر ایسا مت کرے۔میں بیوی بچے والا ہوں۔۔۔۔"

منیجر اسکے آگے گڑگڑانے لگا۔۔۔

اتنا تو اسے بھی معلوم تھا کہ محتشم کی کہیں ہر بات پتھر پر لکیر ثابت ہوتی۔۔۔

حیا تو اب تک حیرت سے ساکت کھڑی تھی۔۔۔

سوری مجھے ایسے ورکرز کی ضرورت نہیں ہے جو میری غیر موجودگی میں یہاں کہ کرتا دھرتا بن "

" جائے کیا معلوم کسی دن مجھے مرا ہوا سمجھ کر فیکٹری اور آفس ہی اپنے نام کروالے۔

محتشم نے پورا نقشہ کھینچ لیا۔۔۔

"پلیز سر سوری سر۔۔۔۔"

ملک صاب مسلسل سوری کی ہی گردان کیے جا رہا تھا۔۔۔۔بے بسی کے سبب وہ رونے لگا۔۔۔

آپ کو اتنا دکھ کیوں ہو رہا ہے آپ نے بھی تو یہ ہی کیا ہے کسی کی مجبوری جانے بنا۔۔۔ایک غیر "

" حاضر ورکر کو نکالنا کہاں کی عقلمندی ہے۔۔۔

ہاں اگر غیر حاضر ورکر ذرا عقل مندی سے کام لیتا آفس کال کرتا یا لیو ہی بھجوا دیتا۔۔۔تو ذرا مشکل "

'ہوتی آپ کو فیصلہ کرنے میں۔۔۔ہیں ناں۔۔۔۔

اب کے محتشم نے حیا کو بھی گھیرے میں لیا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اسکو اسکی کوتاہی یاد دلواتا ساتھ ہی ملک صاب سے اسکی تاکید چاہی۔۔۔

حیاتو شرمندگی کے سبب سر ہی جھکا گئی۔۔۔

"واقعی کوتاہی تو اس سے ہوئی تھی اسے لیو تو بھجوانی چاہیے تھی یا کم از کم اک فون ہی کر دینا تھا۔۔۔

سوری سر دراصل میں مجبور تھا جس کو میں نے مس حیا کی جگہ اپائمنٹ کیا ہے وہ میری سسٹر ان لاء" ہے سر میری بیوی اور میری سالی نے میرا سر کھایا ہوا تھا کہ میں اس کو جاب دلواو۔۔۔اس لیے تنگ "آکر مس حیا کی ایپسنٹس کا میں نے فائدہ اٹھایا پر مجھے نہیں معلوم تھا کہ مس حیا آجائے گی۔

۔۔

😲اب کے ملک صاب نے اپنی مجبوری بتائی۔۔۔

پھر تو مس حیا اپنی جگہ بلکل درست تھی کہ آپ کے پاس واقعی تگڑی سفارش تھی بہر حال اگر آپ" نے اپنی سالی کو رکھ ہی لیا ہے تو ایسا کریں کہ اب مس حیا کو ہماری سیکرٹری کے طور پر اپائنٹ کر لے۔۔۔اور آئندہ ایسا مت کیجئے گا جس سے ہماری یا ہمارے آفس کی بدنامی ہو۔ملک صاب۔اٹس "۔۔ڈیٹ کلیئر

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

محتشم اب کے دوٹوک انداز میں بولا۔۔۔

"جی سر سمجھ گیا سر آپ لا بہت بہت شکریہ سر میں آئندہ سے دھیان رکھونگا۔۔"

ملک صاب کا بس نا چل رہا تھا کہ وہ محتشم کا شکریہ کیسے ادا کریں جس نے اسے جاب سے نا نکالا۔۔۔

"۔۔۔ اور ہاں میں آپ کو جاب سے نہیں نکال رہا تھا بلکہ آپ کو احساس دلا رہا تھا"

"۔۔۔ جی سر"

اسکی بات پر وہ سر ہلا گیا۔۔۔

"ایک اور بات۔۔۔"

"مس حیا آپکی سیلری کتنی تھی۔۔۔"

محتشم اس سے مخاطب ہوا۔۔۔

"جی۔۔۔۔"

اس کے مخاطب کرنے پر وہ حیران ہوتے پوچھنے لگی۔۔۔

"میں نے پوچھا ہے آپکی سیلری اب سے قبل کتنی تھی محترمہ۔"

اب کہ محتشم اپنی بات میں وزن ڈالتا بولا۔۔۔۔

"۔۔۔۔ پینتیس ہزار"

وہ ہلکا سا منمنائی۔۔۔

"اوکے۔۔۔"

ملک صاب کیونکہ مس حیا اب میری سیکرٹری ہے تو ان پر کام کا کافی برڈن ہو گا اس لیے اب سے ان کی پے ڈبل ہو گی۔۔۔۔"

محتشم کی بات پر حیا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔

جبکہ ملک صاب سوچ رہے تھے کاش وہ سیکرٹری کیلئے اپنی سالی کا سر کو کہہ دیتا۔۔ کیونکہ محتشم کی پیچھلی سیکرٹری شادی ہونے کی وجہ سے جاب چھوڑ چکی تھی لیکن اب پچھتاوے سے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت۔۔۔۔

اسی سوچ میں وہ باہر نکل گئے۔۔۔

"۔۔۔۔۔۔ کہیے مس حیا کچھ کہنا چاہتی ہے آپ "

محتشم نے اسے ابھی تک وہیں کھڑے دیکھ کر کہا۔۔۔۔

جب کے خود اس کا جائزہ لینے لگا۔۔

بلو کلر کی پرنٹڈ شرٹ جس پر وائٹ کلر کے پھول کی کڑھائی تھی جبکہ وائٹ ہی ٹراوزر اور ڈوپٹہ اور بلو کلر کے حجاب میں وہ سادگی کا پیکر لگ رہی تھی۔۔

۔۔ وہ جو پہلے ہی نروس سی کھڑی تھی۔

۔۔ محتشم کو اپنی طرف یوں تکتہ پا کر ہڑبڑا گئی۔

جب کے اس کے یوں گڑبڑانے پر وہ خود کو ملامت کرنے لگا۔۔۔

"۔۔۔ جی سر۔"

۔۔ اس کی بات میں وہ سر ہلا گئی۔

"۔۔۔ تو کہیے میں سن رہا ہوں۔"

"۔۔۔ دراصل سر وہ۔۔۔میں۔۔۔۔مجھے۔۔۔ایکچوئیلی۔"

ریلیکس مس۔۔۔۔آپ ایزی ہو کر پہلے بیٹھے پھر مجھ سے جو کہنا ہے وہ کہہ سکتی ہیں۔۔۔پلیز۔"

"۔۔۔

محتشم اس کے اس قدر نروس ہونے پر نرمی سے بولا۔۔۔اسکی بات پر وہ سر ہلا کر چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔

۔۔۔۔

"۔ وہ سر دراصل میرے بابا ہوسپٹل میں ہے ہارٹ پیشنٹ ہے۔"

۔۔ وہ سانس لینے کو روکی۔

"۔۔ اوویری سیڈ۔"

۔۔۔"۔۔۔ ڈاکٹر نے بائی پاس کا کہا ہے جس کے لیے مجھے ایک خطیر رقم کی ضرورت ہے۔"

"۔۔۔ اگ۔اگر آپ مجھے لون دے دیں تو آپکی بڑی مہربانی ہو گی۔"

حیا نے بہ دقت اپنی بات مکمل کی وہ اس وقت بہت خفت محسوس کر رہی تھی۔۔۔ سر بھی کیا سوچ رہے ہونگے۔۔ ابھی ابھی تو نوکری واپس ملی اور لون مانگ لیا۔۔۔ یہ تو وہ بات ہوئی کہ انگلی پکڑائی اور پورا ہاتھ تھام لیا۔۔

یہ پیسہ بھی کہاں کہاں خوار نہیں کراتا۔۔

لیکن پیسہ اسے ضرور چاہیے تھا۔۔۔۔ کوئی ایسی قیمتی چیز بھی اس کے پاس نہیں تھی کہ جسے وہ بیچتی۔۔۔ مکان بھی دو کمروں کا تھا۔۔۔ جو پہلے ہی بابا اسکی اور چھوٹے بھائی کی پڑھائی کے لیے گروی رکھوا چکے تھے۔۔۔۔۔ جو کبھی بھی ان سے چھن سکتا تھا۔۔۔ خیر یہ تو بعد کی ٹینشن تھی۔۔۔ فلحال جو صورتحال تھی اس سے نپٹنے کا کوئی ذریعہ اسے اس کے علاوہ سمجھ نا آیا کہ وہ آفس سے لون لے لے۔

"۔۔۔۔ بس یہ ہی بات ہے نا۔"

محتشم نے اسے خیالوں میں گم دیکھ کر پوچھا۔۔

ی۔یس سر یہ ہی بات ہے۔۔۔ سر پر امس اب میں ایک چھٹی بھی نہیں کرونگی۔۔۔ آپ پلیز مجھے "

"۔۔۔ لون دے دیں۔۔۔ چاہے تو آپ بعد کی سیلری سے پیسے کاٹ دیجئے گا۔

"۔۔۔ اوکے اوکے۔۔۔ آپ مجھے اماونٹ بتائے کتنا چاہیے۔'

۔۔۔ محتشم نے اس سے پوچھا

۔۔۔ اسے نجانے کیوں اچھا نہیں لگ رہا تھا بار بار خود کی منتیں کرنا۔

"۔۔۔ سر۔۔۔ دس لاکھ تک کا کہا ہے ڈاکٹر نے۔"

۔۔۔ وہ پست آواز میں بولی۔

"۔۔۔ ہممممم۔"

اب کے محتشم نے خاموشی سے دراز سے چیک بک نکال کر اس میں اماونٹ درج کیا اور پھر سائن

۔۔۔ کر کے چیک۔ چیک بک سے الگ کر کے اسکی طرف بڑھایا۔

۔۔۔ حیا نے لرزتے ہاتھوں سے چیک تھام لیا۔

۔۔۔ چیک پر سرسری سی نظر ڈالی پر یہ کیا۔۔۔ اس نے حیران ہوتے ہوئے۔۔۔۔ محتشم کو دیکھا۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔۔۔ کیا ہوا مس حیا۔"

۔۔ اسے خود کو یوں حیرت سے تکتا پا کر وہ سوال پوچھ گیا۔

"۔۔۔۔۔ سر وہ یہ۔ یہ اماونٹ"

"۔۔۔ کیا ہوا کم ہے۔"

۔۔ اسکی بات کو محتشم نے آگے بڑھایا۔

"۔ نہیں۔"

۔۔ وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"۔۔۔۔۔ سر یہ اماونٹ زیادہ ہے۔"

۔ حیا کے کہنے پر وہ مبہم سا۔ مسکرایا۔

"۔۔۔۔ مس حیا۔۔۔شاید آپ جانتی نہیں ہے بائی پاس پر کتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے۔"

"۔۔ دس لاکھ تو آپ ڈاکٹر کو دے دیں گی پھر آپ کے پاس کچھ نہیں بچے گا۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔۔ پھر آپریٹ کے بعد باقی کا پروسیس آپ بنا اماونٹ کے کیسے کریں گی۔"

اضافی اماونٹ میں نے اس لیے دیا ہے۔۔۔ساتھ ہی ایک ویک کی آفس کی چھٹی بھی آپکی منظور "

"۔۔۔ ہو گئی ہیں۔

محتشم کی بات پر حیا فرط مسرت سے بھیگی نظریں اٹھاتی اسے تشکر آمیز نظروں سے دیکھتی وہاں سے

۔ رخصت ہوئی۔

۔۔۔ ۔جبکہ اک دھیمی۔سی مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا ہوا تھا۔

یہ تھی حیا اور محتشم کی باضابطہ پہلی ملاقات جو آگے جا کے ان میں اک انوکھے بندھن کو جنم دینے والی

۔۔۔ تھی۔

۔۔۔ جس سے فلحال وہ دونوں بے خبر تھے۔

۔۔ ////

میر ضیغم علی جو کہ جدی پشتی زمین دار تھے۔۔۔ان کے دو بیٹے تھے میر ارحم علی اور میر محتشم

علی۔۔۔۔۔۔میر ارحم تو تعلیم کے بعد باپ کے ساتھ زمین داری میں مصروف ہو گیا۔۔۔جبکہ محتشم

کو شروع سے ہی اپنا بزنس کرنے کا شوق تھا۔۔۔ ضیغم نے اپنے بڑے بیٹے کی شادی اپنی بھتیجی جو کہ چار بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی کہ ساتھ خوب دھوم دھام سے کی۔۔۔جو کہ جہیز میں اپنے ساتھ کافی مربع زمین لائی تھی۔۔۔ان کی ایک بیٹی بھی تھی۔۔۔زوبی۔۔۔۔زوبی ابھی پانچ سال کی ہی تھی کہ ایک دن زمینوں پہ کام کرتے ارحم کسی دشمن کی بے رحم گولی کا نشانہ بن گیا۔۔۔. حویلی میں قیامت صغری کا سا حشر بپاں تھا۔۔۔ ضیغم تو جوان بیٹے کی لاش پر اپنی سدہ بدھ ہی کھو بیٹھے۔۔۔بچی باپ سے لپٹی ہوئی تھی اور وہ جسکی مانگ اجڑی تھی وہ ٹکر ٹکر سب کو دیکھیں جا رہی تھی۔۔۔۔اور ۔۔۔۔ محتشم اس کا غم سے برا حال تھا

عدت کے بعد شازمہ کو اسکے مائیکے والے لینے آ گئے۔۔ لیکن ضیغم ایسا نہیں چاہتے تھے ایک تو وہ ان کے بیٹے کی بیوہ تھی دوئم اس کے ساتھ جہیز میں ملی زمین سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا۔۔

پھر انکے دماغ میں ایک سوچ آئی۔۔۔جسکا انہوں نے محتشم سے ذکر کیا وہ تو سن کر ہی تڑپ اٹھا۔۔۔ کہ وہ نہ صرف اسکی بھابھی تھی بلکہ عمر میں بھی اس سے کافی بڑی تھی

لیکن پھر باپ کے بھتیجی کے حوالے سے بلیک میلنگ کرنے سے کہ اگر شازمہ کی کسی دوسری جگہ شادی ہو گئی تو وہ دربدر ہو جائے گی۔. وہ مان گیا لیکن ساتھ اس نے بھی شرط رکھی کہ وہ شہر جا کر اپنا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کاروبار کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔ ضیغم نے یہ سوچ کر کہ چند دنوں کا بھوت سوار ہو گا اسے اجازت دے دی۔۔۔یوں شرائط میں جکڑی انکی شادی ہوئی۔۔۔۔

جو دونوں ہی کسی مجبوری کے تحت گزارنے پر مجبور تھے۔۔۔۔

وہ دونوں سمندر کے دو کناروں کی مانند تھے جو ساتھ رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے کوسوں دور تھے۔۔۔

محتشم نے اس رشتے کو پوری ایمانداری سے نبھانے کی کوشش کی۔۔وہ اسے اپنے ساتھ شہر اپنے فلیٹ ۔۔ لے آیا تھا۔

کیونکہ ابھی وہ یونیورسٹی میں پڑھ رہا تھا۔۔ لیکن شازمہ اسکے ساتھ شہر میں رہنے کو راضی نا تھی۔۔۔وہ دیہات میں پلی بڑھی تھی کھلے گھروں میں رہنے کی عادی تھی کچھ اپنی زمینوں کا زعم بھی تھا بقول اس کے اس سے ان ڈربہ نما گھروں میں نہیں رہا جاتا تھا اسٹوڈنٹ ہونے کی وجہ سے محتشم ابھی یہ ہی گھر افورڈ کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

ابھی تک تو اسکے پڑھائی کا خرچہ بھی گاوں سے ہی آرہا تھا اب ایسے میں وہ باپ سے شہر میں بڑا گھر رہنے کیلئے پیسوں کا تقاضہ کرتا اچھا لگتا۔۔۔وہ بھی تب جب آگے ان کے ساتھ زمینداری میں ہاتھ بٹانے کا اس کا کوئی ارادہ نا تھا۔۔۔اصل وجہ یہ بھی تھی کہ وہاں نوکر چاکر تھے اسے ہل کر پانی بھی نہیں پینا پڑتا تھا جبکہ یہاں اسے کام کرنا پڑتا تھا ایک جذوی وقتی ملازمہ آتی تو تھی اوپر کا سارا کام کرنے لیکن محتشم نے اسے کہا تھا کہ اب سے کھانا شازمہ ہی بنائے گی۔۔۔

سارے دن میں وہ صرف کھانا ہی بناتی تھی پھر بھی اسے وہ کام زیادہ لگتا۔۔۔اس لیے وہ واپس اپنے اسی عیش و عشرت والے گھر میں جانا چاہتی تھی۔۔۔

یوں بمشکل چھے ماہ ہی وہ اس کے ساتھ رہ سکی تھی پھر واپس گاوں چلی گئی۔۔۔پڑھائی کے ساتھ ساتھ اب وہ کاروبار میں بھی دلچسپی لینے لگا کیونکہ اس کا یہ لاسٹ سمسٹر تھا اس کا جنون تھا کچھ بننے کا۔۔۔۔۔اور بہت جلد اللہ کے سہارے وہ اس مقام پر پہنچ گیا جس کا کبھی کسی نے خواب دیکھا تھا۔۔۔

محتشم چاہے کتنا ہی مصروف کیوں نا ہوتا ہر ویک اینڈ پر گاوں ضرور جاتا۔۔زوبی تواب کافی بڑی ہو گئی تھی وہ گورکلاس کی اسٹوڈنٹ تھی محتشم کی اس میں جان تھی۔۔۔شروع شروع میں وہ اسے چاچو کہہ کر بلاتی۔۔۔پر محتشم نے اسے کہا اب سے وہ اسکے بابا ہیں تو تب سے وہ اسے بابا بلاتی تھی۔۔۔

رہی شازمہ تو اس کی دلچسپی محتشم میں کچھ خاص نا تھی۔۔محتشم نے اسے کئی بار اپنے ساتھ شہر لے جانے کیلئے بھی فورس کیا پر وہ نامانی جبکہ اب تو محتشم اچھا خاصہ بڑا گھر افورڈ کر سکتا تھا۔۔۔.وہ ویسے بھی اسکی زیادہ پرواہ نا کرتی۔۔۔

یہ ہی نہیں اسکا رویہ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ بھی ایسا ہی تھا چار بھائیوں کے اکلوتی بہن ہونے پھر جہیز میں اتنا سب کچھ لانے اوپر سے انتہا کی خوبصورتی کے سارے پنڈ میں اس جیسا خوبصورت کوئی نہیں تھا۔۔ان ساری چیزوں کی وجہ سے وہ خود کو کوئی اور ہی مخلوق سمجھنے لگی۔۔۔اوپر سے سونے پہ سہاگہ کے سسرال بھی ایسا ملا جہاں ساس اور نند کا وجود ہی نہیں تھا۔۔۔وہ اپنی من مانی کرتی اسے روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں تھا..سو اسکی زندگی میں راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔۔۔

تو کیا اس کا یہ سکون و چین غرق ہونے والا تھا۔۔۔کیا واقعی محبت پہلی دستک دے چکی تھی محتشم کے دل پر جس سے وہ خود بھی ابھی تک انجان تھا۔۔۔

انوکھا بندھن

قسط نمبر ۴

از قلم نور عباس

اس کے بابا کا آپریشن ہو گیا تھا اور وہ گھر بھی آ چکے تھے۔۔۔ محتشم نے صحیح کہا تھا کہ آپریٹ کے بعد بھی اسے پیسوں کی ضرورت پڑے گی۔۔۔واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں محتشم کی ممنون ہو گئی تھی۔۔۔اسے آفس میں کام کرتے ہوئے ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔۔۔وہ محتشم کے ساتھ کام کرتے ہوئے کافی مطمئن تھی۔۔۔

ان دنوں میں حیا نے ایک بات نوٹ کی تھی۔۔۔ کہ محتشم اپنے کام سے کام رکھنے والا تھا۔۔۔ویسے تو وہ بہت پولائیٹ پرسنلٹی کا حامل شخص تھا۔۔۔لیکن کام کے معاملے میں وہ اتنا ہی ڈینجر تھا۔۔۔۔ہلکی سی بھول چوک بھی اس سے برداشت نا ہوتی۔۔۔۔جو بھی تھا ایک طرح سے حیا کے لیے اچھا ہی تھا۔۔۔ورنہ اسے سیکرٹری بننا منظور نہ تھا۔۔۔۔

"مس حیا۔۔۔۔۔۔"

"جی سر۔۔۔۔"

وہ جو فائل پر جھکی ہوئی تھی اس کے مخاطب کرنے پر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

"لنچ کرلیں آپ پہلے باقی کام بعد میں کر لیجیئے گا۔۔۔"

وہ خود لنچ کے ٹائم باہر جاتے ہوئے بولا۔۔۔

جب کہ وہ اسکی بات پر سر ہلاتی دوبارہ سے اپنے کام میں لگ گئی۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب لنچ سے واپس آیا تو اسے ابھی تک کام میں غرق پایا۔۔

نفی میں سر ہلاتا وہ اپنے آفس روم کی طرف بڑھ گیا۔۔چیئر پر بیٹھتا وہ اپنا لیپ ٹاپ آگے کر گیا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ فائل ہاتھ میں اٹھائے اندر داخل ہوئی کہ محتشم کو لیپ ٹاپ میں مصروف پایا۔۔۔

"مے آئے کم ان سر۔۔۔"

حیا کے پوچھنے پر وہ لیپ ٹاپ سے سر اٹھاتا مسکراہٹ لبوں میں دباتا بولا۔۔۔

"اگر آپ دھیان دیں تو آپ اندر آچکی ہیں مس حیا۔۔۔۔"

محتشم کے کہنے پر وہ جی ہی جی میں شرمندہ ہوئی واقعی وہ روم کے اندر ہی کھڑی تھی۔۔۔

"سوری سر۔۔۔۔۔۔"

وہ سر جھکائے بولی۔۔۔

"اٹس اوکے۔۔۔"

"۔۔۔۔ کم ان"

محتشم کی اجازت دینے پر وہ آگے بڑھی۔۔

"فائل کمپلیٹ ہوگئی مس حیا۔۔"

۔۔۔ اسکے ہاتھ میں فائل دیکھ کر پوچھا

"۔۔۔۔۔۔۔ یس سر"

کہتے ساتھ ہی وہ آگے بڑھی اور اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل کو ٹیبل پر اسکے سامنے رکھے اسے بتانے لگی کہ غلطی کہاں تھی۔۔۔ یہ ان کے نئے کانٹریکٹ کی فائل تھی۔۔

میر محتشم نے اسے کئی مرتبہ اسٹڈی کی تھی۔۔۔اسے خامی لگی تھی اس میں۔۔ لیکن غلطی کہاں ہوئی ہے۔۔۔انہیں سمجھ نا آرہی تھی۔۔۔

اس لیے اس نے فائل حیا کے حوالے کی تھی۔۔۔ کہ وہ اسے کمپلیٹ کر کے لائے۔۔۔

"اَرے واہ مس حیا۔!

"آپ نے تو کمال کر دیا یو نو میں یہ فائل کئی مرتبہ ریڈ کر چکا ہوں۔۔ لیکن اتنی باریک بینی سے تو میں نے بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔۔"

"امپریسو۔۔۔۔"

میر محتشم نے اسے سراہا۔۔۔

جبکہ وہ جھینپ سی گئی۔۔۔

"شکریہ سر۔۔۔"

وہ دھیمے سے بولی۔۔۔

"سارا کام ہو گیا فائل کا۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر کے پوچھنے پر اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

" آلموسٹ۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے پھر یہ فائل آپ ملک صاب کو دے دیجئے گا تا کہ وہ کلائنٹ تک پہنچا دیں۔۔۔۔۔"

"وہ بھی دیکھ لے۔۔۔۔۔۔اگر انہیں کچھ چینجنگ کرنی ہوئی تو وہ کروا لے۔۔۔۔"

میر کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتی وہ فائل اٹھانے لگی۔۔۔۔

۔تبھی ٹیبل پہ رکھے میر کے موبائل کی رنگ ٹون بجی۔۔۔۔۔

حیا نے سرسری سا موبائل کی جانب دیکھا زوبی ہنی کے نام سے نمبر سیو تھا۔۔۔۔

حیا سر جھٹکتی فائل لیتی آگے بڑھی۔۔۔

تب تک میر کال اٹینڈ کر چکا تھا۔۔۔اسے ہاتھ کے اشارے سے سامنے چیئر پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتا اسے بیٹھنے کو بول رہا تھا..

حیا چیئر پر بیٹھ گئی۔۔۔

"وعلیکم اسلام بابا کی جان کیسی ہے میری پری۔۔۔۔"

میر کی آواز کمرے میں گھونجی۔۔۔

"۔۔۔ سر میریڈ ہیں"

حیا یہ سوچتی سر کو دیکھنے لگی۔۔۔

"لگتے تو نہیں۔۔"

اسکا جائزہ لیتی وہ دل ہی دل میں بولی۔۔۔۔

"جی جی مجھے اپنا پرومس یاد ہے ایسا کبھی ہو سکتا ہے کہ پری کچھ کہے اور بابا وہ نہ کریں۔۔۔"

آگے سے غالبا کچھ یاد دلایا گیا تھا۔۔۔ جس پر وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"بلکل بچے سب ڈن ہے۔۔۔ بس نمبرز میرے کہے کے مطابق آنے چاہیے۔۔۔"

میر نے کہا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیا کو دوسری طرف کی باتیں تو سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔لیکن محتشم کی باتوں سے وہ یہ اندازہ تو لگا ہی چکی تھی کہ۔۔۔۔کسی رزلٹ کی بات ہو رہی ہے۔۔۔اور کسی وعدے کی یاد دہانی کروائی جا رہی ہے۔۔۔۔

"۔۔۔۔کب

"اچھا۔۔۔۔"

"کل۔۔۔"

.اوہ یہ تو گڈ ہو گیا۔۔۔"

"میں نے ویسے ہی کل آنا تھا۔۔۔۔۔

"اوکے میڈم۔۔اب مجھے اجازت ہے۔۔۔۔۔

.وہ بہت نرمی سے فون پر اپنی بیٹی سے مخاطب تھا۔

۔۔۔ آگے سے کچھ کہا گیا تھا

جس پر محتشم نے قہقہہ لگاتے ہوئے فون بند کر دیا۔۔۔اور حیا کی جانب متوجہ ہوا جو اسے ہی کب سے دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

میر کو اپنی جانب متوجہ پا کر۔۔۔۔حیا ندامت سے سر جھکا گئی۔۔۔

تو بھی نا حیا سر کیا سوچ رہے ہونگے کیسے دیدے پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھیں جا رہی تھی۔۔۔دل ہی دل ۔۔ میں خود کو ڈانٹا

"۔۔ مس حیا"

میر کے پکارنے پر اس نے سر اٹھا کر میر کی جانب دیکھا

"مجھے آپ سے ایک کام آپڑا ہے کیا آپ میری مدد کریں گی۔۔۔"

میر نے اس سے کہا۔۔۔

کہیے سر کیا کرنا ہے۔۔۔۔"

حیا نے پوچھا۔۔۔

دراصل میری بیٹی ہے زوبی اسکا کل برتھ ڈے ہے اور کل ہی کے دن اس کا میٹرک کا رزلٹ آوٹ ہونا ہے جس کا وہ بے صبری سے انتظار کر رہی ہے کیونکہ وہ بہت پر امید ہے کہ ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی وہ فرسٹ پوزیشن میں آئے گی۔۔۔"

محتشم کے بتانے پر وہ بھی دلچسپی لینے لگی۔۔۔۔۔

"تو سر آپ کو میری کسطرح کی مدد درکار ہے۔۔۔۔"

حیانا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔

"۔۔۔ بات یہ ہیں کہ اسکے سرپرائز گفٹ چاہیۓ"

گفٹ تو ہر بار ہی اسکے لیے لے کے جاتا ہوں لیکن اسے کچھ اسپیشل چاہیے اس بار یونو جو میں نے اس کے لیے سوچا ہوا تھا اس نے منع کر دیا۔۔۔۔۔"

محتشم نے اپنی مجبوری بتائی۔۔۔

"اچھا سر تو آپ نے کیا سوچا ہوا تھا اس کے لیے۔۔۔"

حیا نے پوچھا۔۔۔۔

"ڈول۔۔۔۔۔"

محتشم کے بتانے پر وہ بے ساختہ ہنس دی۔۔۔

جبکہ محتشم اسے دیکھیں ہی گیا۔۔۔۔

"میں اب سے پہلے بھی اس کیلئے ڈولز ہی لے کر جاتا ہوں جو اسے پسند آتی ہیں۔۔۔۔"

محتشم نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔۔ جس پر ایک بار پھر اسکا قہقہہ چھوٹ گیا۔۔۔۔

"مس حیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گی یوں بار بار کیوں ہنسا جا رہا ہے۔۔۔"

اب کے میر اسکے ہنسنے پر تپنے لگا گا۔۔۔۔

سوعی۔۔ سوری۔۔ وہ۔۔ مجھے۔۔۔ یہ"" وہ کہتے ساتھ پھر سے ہنسنے لگی۔۔۔"

"مس حیا۔۔۔"

اب کے وہ کچھ رعب سے بولا۔۔

۔

اسے سنجیدہ دیکھ کر اسکی ہنسی کو فوراً بریک لگے۔۔۔۔

"سر ایک ہی گفٹ باربار کون دیتا ہے۔۔۔"

یونو ابھی آپ نے خود بتایا کہ وہ آلموسٹ میٹرک کر ہی چکی ہے۔۔۔اس حساب سے کم از کم وہ" "پندرہ یا سولہ سال کی ہو گی۔۔۔

اب آپ خود بتائے اتنی بڑی بچی کیا ڈول سے کھیلتی اچھی لگے گی وہ بھی تب جب اس کے پاس پہلے ہی" "ان سب کا ڈھیر لگا ہو۔۔۔۔۔

"سولہ سال کوئی اتنی بڑی تو نہیں۔۔۔۔"

محتشم نے اپنا دفاع کیا۔۔۔

آپ کونسی دنیا میں رہتے ہیں جناب اگر آپ دیہات وغیرہ جائیں تو آپکو معلوم ہو گا کہ وہاں کے" لوگ تو اتنی عمر میں اپنی بچیوں کی شادی کر دیتے ہیں اور ویسے بھی آپ کی تو وہ بیٹی ہے بچے کتنے ہی "بڑے کیوں نا ہو جائیں ماں باپ کیلئے تو ہمیشہ بچے ہی رہتے ہیں۔۔۔

حیا کہ کہنے پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

واقعی وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی اسکے اپنے گاوں میں یہ ہی رواج تھا وہ تو زوبی اسکی بے حد لاڈلی تھی تبھی تو اب تک اس سے بچوں کی طرح لاڈ اٹھواتی۔۔۔۔اس لیے اسے معلوم ہی نا ہو سکا کب وہ بڑی ہو گئی۔۔۔۔

بات تو آپکی بلکل ٹھیک ہے مس حیا اب اسکا سولوشن ڈھونڈنے کیلیئے ہی تو آپ کی مدد درکار" ہے۔۔ آپ پلیز کیا میرے ساتھ چھوٹی ٹائم شاپنگ پہ چل سکتی ہیں۔۔ تاکہ اس کیلیئے کچھ اچھا سا گفٹ لیا "جا سکے۔۔۔۔

محتشم کے کہنے پر وہ تذبزب کا شکار ہوئی وہ کیسے۔۔۔

"پر سر مجھے انکی پسند ناپسند کا کیا پتہ آپ بہتر جانتے ہونگے۔۔۔"

اس نے پہلو بچایا۔۔۔

جس طرح آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اسے ڈول پسند کیوں نہیں آئے گی۔۔۔رہی بات پسند کی تو" "میں بھی اس معاملے میں ٹوٹل اناڑی ہوں۔۔۔

"پلیز چلیے نا۔۔ آئی پرامس میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لونگا۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔اس کے بے حد اصرار پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے مال کی جانب چل دیے۔۔۔۔۔

//////

ویک اینڈ کی وجہ سے وہ کل سے گاوں میں تھا زوبی کا رزلٹ اسکی حسب خواہش آیا تھا۔۔۔۔

جس پر سب سے زیادہ محتشم خوش تھا۔۔۔اسے اپنی بیٹی پر فخر تھا۔۔اس نے گاوں میں تقریب کا اہتمام کیا تھا۔۔۔سرپرائز گفٹ ہنی کو بہت پسند آیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ تھینکس پاپا یہ بہت اچھا ہے"

ہنی اپنا گفٹ پا کر بہت خوش ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

"نہیں جی گفٹ سے زیادہ اچھی تو میری ہنی ہے۔۔۔۔"

محتشم نے اسکے بالوں میں بوسہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"بابا یہ تو ہوا میرا برتھ ڈے پریزنٹ اور میرا دوسرا پریزنٹ آپ کو یاد ہے نا۔۔۔"

وہ پرجوش سی بولی۔۔۔۔

"کون سا تم نے مجھے کچھ اور بھی کہا تھا کیا مجھے تو یاد نہیں۔۔۔"

وہ بھولنے کی اداکاری کرنے لگا

"بابا۔۔۔"

وہ حیرت سے چلاتے ہوئے بولی۔۔۔

"جائے میں اب آپ سے بات نہیں کر رہی۔۔۔"

وہ منہ پھلائے بولی۔۔۔

بابا کی جان کیا پہلے ایسا کبھی ہوا ہے کہ آپ کچھ کہے اور میں وہ پورا نا کروں۔۔۔میں آج ہی آپ کے "دادا سے بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔

محتشم نے اپنا ارادہ بتایا۔۔۔

"بابا صرف بات نہیں کرنی آپ کو دادا کو منانا ہے۔۔۔"

وہ یقین دہائی کرواتی بولی۔۔۔

بلکل ایسا ہی کریں گے بلکہ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے ہماری پری کے جو اتنے اچھے نمبر آئے ہیں دادا اسے "منع ہی نا کر سکے۔۔۔۔

۔۔۔ باپ کی بات پر وہ خوش ہو گئی

"سچی بابا۔۔۔۔"

"مچی۔۔۔۔۔"

۔۔ اسی کے انداز میں کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہنسی

تھوڑی بعد کیک کاٹا گیا۔۔ پھر کھانا کھلایا گیا۔ غریبوں میں چیزیں تقسیم کی گئی۔۔۔سب کچھ اچھے سے نپٹ گیا۔۔۔

/////

وہ کمرے میں بیڈ کراون سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پہ آئی میلز چیک کر رہا تھا۔۔۔

جب ایک میل کا نوٹیفیکیشن آنے پر اس نے چیک کی۔۔۔

؛

یہ انہی کلائنٹ کی میل تھی جنکی فائل حیا نے کمپلیٹ کی تھی انہوں نے کنٹریک پیپرز سائن کر دیے تھے جو حیا نے پرسوں ہی بھجوا دیئے تھے۔۔۔۔۔

حیا کا خیال آتے ہی آپ ہی آپ مسکرا اٹھا۔۔۔

شازمہ جو ڈریسنگ کے آگے بیٹھے اپنا میک اپ ریمو کر رہی تھی

اس نے چونک کر ڈریسنگ کے مرر سے دیکھا۔۔

وہ اپنی جیولری وغیرہ اتارتی بیڈ پر آپنی جگہ بیٹھی۔۔۔

"تم نے زوبی سے کوئی پرامس کیا ہے۔۔۔۔۔"

شازمہ نے اسے مخاطب کیا۔۔۔

"ہممممممم۔۔۔۔۔"

وہ صرف اتنا بولا۔۔۔ جبکہ نظریں ہنوز لیپ ٹاپ پر تھی۔۔۔۔۔

"لیکن میں ایسا نہیں چاہتی۔۔۔۔"

شازمہ کے تیکھے انداز پر اب کے میر نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

"کیوں اس میں حرج ہی کیا ہے۔۔۔۔۔"

اب کے میر نے سوال پوچھا۔۔۔۔

"میں تمہارے ساتھ شہر نہیں جانا چاہتی۔۔۔۔"

شازمہ کی بات اسے غصہ دلا گئی۔۔۔۔۔

تم شاید بھول رہی ہو یہ میری بیٹی کی خواہش ہے کہ وہ ہم دونوں کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔۔۔"شہر
"میں جا کر وہ مزید آگے پڑھنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔

میر نے اسے یاد دلایا۔۔۔

"پھر بھی تم اسے منع کر دو۔۔۔۔۔"

اس کا انداز آڈر دینے والا تھا۔۔۔

سکیوں میں کیوں کروں تم کردو میری بیٹی نے پہلی بار مجھ سے کوئی خواہش کی ہے میں ضرور پوری کروں گا۔۔۔۔"

وہ اٹل لہجے میں بولا۔۔۔

"میں بھی دیکھتی ہوں پھر تم ہمیں کیسے یہاں سے لے کر جاوگے۔۔۔۔۔۔"

وہ ہائپر ہوتی بولی۔۔۔۔

"دیکھ لینا بہت من مانی کر چکی ہو تم اب وہی ہو گا جو میں چاہوں گا سمجھی تم۔۔۔۔۔"

کہتے ساتھ ہی وہ لیپ ٹاپ کو اٹھائے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

"ہونہہ۔۔۔۔"

بھول ہے تمہاری میر محتشم شازمہ نام ہے میرا اس بھول میں نا رہنا کہ تمہاری تابعدار بن کے رہوں گی کبھی۔۔۔ تمہیں تمہاری نانی نا یاد دلا دی تو پھر کہنا۔۔۔۔۔۔"

وہ اسکے پیچھے نخوت سے سر جھٹکتی بولی۔۔۔۔

////

مُیر آکر لان میں رکھی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ دونوں ٹانگیں سامنے ٹیبل پر رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

گود میں لیپ ٹاپ رکھے وہ ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھا تھا۔۔کب آخر کب اسکی یہ آزمائش ختم ہونی تھی۔۔۔دس گیارہ سال ہونے کو آئے تھے انکی شادی کو لیکن اب بھی وہ دونوں وہی کھڑے تھے جہاں پہلے دن تھے۔۔۔شازمہ نے ان سالوں میں وہ دیوار گرنے ہی نادی جو ان دونوں کے بیچ تھی ۔۔۔۔

وہ شازمہ کو اس کا حق دینا چاہتا تھا کیونکہ قیامت کے دن وہ اللہ و رسول اور اپنے بھائی کے سامنے شرمندہ نا ہونا چاہتا تھا پر وہ کیا کرتا وہ جب بھی شازمہ کی طرف پیش رفت کی کوشش کرتا وہ کوئی نا کوئی ایسی بات ضرور کرتی کہ وہ خود کو مزید اس سے چار قدم پیچھے پاتا۔۔۔

شازمہ کا رویہ محتشم کے ساتھ کوئی ڈھکا چھپا نا تھا۔۔۔۔کئی بار یہ ضیغم نے بھی محسوس کیا تھا وہ تو اسے دوسری شادی کا بھی کہہ چکے تھے۔۔۔لیکن میر نا مانا۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ شازمہ کے ساتھ کوئی ناانصافی ہو۔۔۔اس لیے وہ اس ان چاہے رشتے کو کوئی نام دینا چاہتا تھا۔۔۔

لیکن شازمہ اپنے رویے میں کوئی لچک ہی نا دکھا رہی تھی۔۔۔

انہی سوچوں میں اس نے اپنا موبائل جیب سے نکالا ٹائم پاس کرنے کو کیونکہ اسے معلوم تھا شازمہ ابھی جاگ رہی ہوگی اور وہ کم از کم اسکی موجوگی میں تب تک روم میں نا جاتا جب تک وہ سو نہ جاتی۔۔۔یوں ہی موبائل دیکھتے ہوئے اس سے اسکرین ٹچ ہوئی تو کانٹیکٹ لسٹ سامنے آئی وہ بے خیالی میں اسے اوپر کرنے لگا۔۔۔۔

حیا کے نمبر وہ رک گیا۔۔۔۔ہاتھ ٹچ ہونے سے کال جانے لگی۔۔۔وہ ہوش میں آیا جب تک وہ کال ڈسکنکٹ کرتا کال رسیو کی جا چکی تھی۔۔۔۔

وہ گہری سانس بھرتا موبائل کو کان سے لگا گیا۔۔۔جہاں سے اب ہیلو ہیلو کی آواز آرہی تھی۔۔۔

"اسلام و علیکم !"

اس نے اپنے رعب دار لہجے میں کہا۔۔۔۔

حیا جو نیند میں کال اٹینڈ کرچکی تھی۔۔۔مردانہ آواز میں اسکی نیند بھڑک سے اڑ گئی۔۔۔

ملسمان پر فرض ہے سلام کا جواب دینا۔۔"

اسکی خاموشی پر چوٹ کرتا بولا۔۔۔

"۔۔۔۔ کو۔کون۔۔ہیں آپ"

۔

وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

میر محتشم علی۔۔۔۔۔۔"

اسکے کہنے پر حیا کی رکی سانس بحال ہوئی ورنہ وہ اب تک کہاں سے کہاں جا پہنچی تھی۔۔۔

"سر آپ خیریت اس وقت کال کی۔۔۔۔۔۔۔"

حیا کے پوچھنے پر وہ شرمندہ ہوا۔۔۔واقعی بہت رات ہو چکی تھی۔۔۔۔۔وہ کیا سوچ رہی تھی۔۔۔۔

"سوری میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا۔۔۔۔"

نو سر میں تو بس ویسے ہی۔۔۔۔۔۔"

کیا کر رہی تھیں آپ۔۔۔ میر نے بات برائے بات پوچھا۔۔۔ پھر زبان دانوں تلے بیچ گیا۔۔ ظاہر" ہے میر رات کے اس پہر سب سوتے ہی ہیں۔ وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا۔۔۔

"کچھ نہیں سر آپ سنائے۔۔۔ زوبی کو گفٹ پسند آیا۔۔۔۔۔"

حیا کی بات پر میر کو خوشگوار حیرت نے گھیرا حیا کو یہ بات یاد تھی۔۔۔

"جی بلکل انفیکیٹ میں نے تھینکس کہنے کیلیئے ہی کال کی تھی۔۔۔۔"

حیا کے پوچھنے پر اسے بھی فون کرنے کا ریزن مل گیا۔۔۔ ورنہ وہ یہ ہی سوچ رہا تھا اس پہر اسے کال کرنے کا کیا ریزن دے۔۔۔

جبکہ دوسری طرف حیا سوچے جا رہی تھی ایسی بھی کیا جلدی کے رات کے اس پہر تھینکس کے لیے فون کیا۔۔۔

"حیا!۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔

جبکہ حیا کے دل کی ایک ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔۔۔۔

کیونکہ آج سے پہلے میر نے اسے اسکے نام سے جب بھی پکارا ساتھ میں مس کا لاحقہ لازمی لگایا تھا

---- آج صرف اس نے حیا۔۔۔۔پکارا

"جی!۔۔۔۔۔۔۔"

حیا کی حالت غیر سی ہو رہی تھی۔۔۔وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔

آپ صبح آفس آئینگی۔۔۔۔۔۔میر کا لہجہ بدل گیا۔۔۔"

€[1]

"جی سر انشاءاللہ۔۔۔اوکے تو پھر صبح بات ہوتی ہے۔۔۔"

اللہ حافظ کہتے ساتھ ہی میر نے کال ڈراپ کی۔۔۔

جبکہ اب مسلسل خود کو کوس رہا تھا وہ کیا سوچ رہی ہو گی یہ کیا ٹین ایجز والی حرکت تھی

میر۔۔۔۔۔۔۔۔یہ سب غلط ہے۔۔۔۔۔۔

خود کو سرزنش کرتا وہ لیپ ٹاپ اٹھاتا اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔۔ حسب توقع کمرے کی آف لائیٹ شازمہ کے سونے کا اشارہ دے رہی تھی۔۔۔وہ خاموشی سے آکر بیڈ کی دوسری طرف لیٹ گیا۔۔۔اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔بہت جلد وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو گیا۔۔۔

/////

"مس حیا نہیں آئی ابھی تک کیا"

وہ ریسپشن پر موجود لڑکی سے کوئی پانچویں مرتبہ پوچھ رہا تھا۔۔

"نو سر۔۔۔"

جواب میں ریسیپشن پہ موجود لڑکی نے کہا۔۔۔

"مس ماریہ آپ انہیں کال کریں۔۔۔۔۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتا بولا۔۔۔

وہ جواب جانتا بھی تھا پھر بھی اسے کرنے کو کہا۔۔۔۔

"سر میں کر رہی ہوں لیکن آگے سے ان کا فون سوئچ آف آرہا ہے۔۔۔"

ماریہ کے کہنے پر اب کے وہ غصے میں آگیا۔۔۔

اسے حیا سے اتنی لاپروائی کی امید نا تھی۔۔۔۔۔

آج انکی فارن کمپنی سے میٹنگ تھی اور یہ میٹنگ کتنی امپورٹنٹ تھی یہ حیا جانتی تھی جس میں حیا کا بطور سیکرٹری اسکے ساتھ رہنا بہت ضروری تھا۔۔۔

اور رات میں انہیں کسی کلائنٹ کے ساتھ ڈنر پر بھی جانا تھا جہاں انہوں نے کانٹریکٹ سائن کرنا تھا۔ جسکا بارہا حیا کو کہہ چکا تھا کہ اسکا ساتھ جانا لازمی ہے۔۔۔۔ وہ تو شکر ہے کہ کانٹریکٹ فائل میر کو اپنی ٹیبل کی دراز میں رکھی مل گئی تھی۔۔۔۔ جو حیا ہی رکھ کے گئی تھی۔۔۔

کیا کروں کیا میٹنگ کینسل کر دوں لیکن ریزن کیا دونگا کہ میری سیکرٹری نہیں آئی۔۔۔۔ نہیں" نہیں۔۔۔ اس میں تو میری ہی انسلٹ ہے سارے سرکل میں یہ بات مشہور ہو جانی ہے کہ میر نے اپنی "سیکرٹری کے نا آنے پر اپنی امپورٹنٹ میٹنگ کینسل کر دی۔۔۔

وہ سارے روم میں چکر لگاتا خود سے ہی سوال وجواب کیے جا رہا تھا۔۔۔اسے اپنی سالوں کی محنت پر پانی پھرتا نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے یہ سب اپنی محنت سے بنایا تھا۔۔اپنے کام کے خلاف وہ چھوٹی سی چھوٹی کوتاہی کو بھی معاف کرنے کے حق میں نا تھا۔۔۔اسے رہ رہ کر حیا پر غصہ آرہا تھا۔۔۔

پھر اچانک اسے اک راہ سوجھی۔۔۔اس نے ملک صاب کو اپنے کیبن میں بلایا اور ان سے کہا کہ اپنی سالی جسکا نام شینا تھا کو ایک دن میری سیکرٹری بننے کا کہے۔۔۔

اور ساتھ ہی ایک فائل انہیں تھمائی کہ جب تک میٹنگ کا ٹائم نہیں ہوتا وہ شینا کو کہے اس فائل میں موجود پوائنٹ کو نوٹ کرلے۔۔۔۔

کیونکہ اتنا ٹائم نہیں تھا کہ حیا کو گھر سے بلایا جائے اس سے تو میں بعد میں نپٹوں گا وہ دل میں سوچتا خود میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد میٹنگ شروع ہوئی شینا نے کافی اچھا کور کیا تھا سب۔۔۔۔میر نے دل ہی دل میں اسے سراہا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میٹنگ ختم ہونے تک ہمیشہ کیطرح اسے اپنی محنت کا ثمر مل چکا تھا۔۔۔ڈیلیگیشن ان کے ساتھ کام کرنے پر تیار تھے۔۔۔۔

میر نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اسکی محنت ضائع نہ ہوئی۔۔۔بے شک جس کی نیت صاف ہو تو اللہ اس کے ساتھ ہی ہے۔۔۔۔

"جزاکِ اللہ شینا اگر آج آپ نا ہوتی تو واقعی یہ کامیابی مجھے کبھی حاصل نا ہو پاتی۔۔۔"

میر انکساری سے بولا۔۔۔

حالانکہ اس میں شینا کا کمال نہیں تھا اس نے تو صرف پوائنٹ ہی رٹے تھے اور میٹنگ میں جا کر بولے تھے۔۔اصل کامیابی کا سہرا تو حیا کے سر جاتا تھا جس نے دن رات کی محنت سے یہ فائل تیار کی تھی۔۔۔

اب ایک اور فیور کر دیں رات کو ڈنر ہے کسی کلائنٹ کے ساتھ پلیز اگر آپ مائنڈ نا کریں تو کیا میرے ساتھ چل سکتی ہیں۔۔"

میر شینا سے گویا ہوا۔۔۔

کیوں نہی سر یہ تو میرا فرض ہے جب میں یہاں سے تنخواہ کے نام پر پیسہ لیتی ہوں تو اسے حلال بھی تو کرنا ہے۔۔۔"

شینا عاجزی سے گویا ہوئی۔۔

"ہوں بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ اور ایسا کرنا ضروری بھی ہے۔۔"

"آپ ایسا کریں ابھی گھر چلی جائیں رات ٹھیک آٹھ بجے میر اڈرائیور آپکو پک کر لے گا۔۔۔"

اسکی بات پر شینا سر ہلاتی وہاں سے چل دی جبکہ اسکی ہیل کی ٹک ٹک کی آواز میر کے سر پر ہتھوڑے کی مانند لگ رہی تھی۔۔۔

وہ ریسیپشن پہ اپنے لیے کافی کا کہتا کرسی پر سر گرائے بیٹھ گیا۔۔۔یوں کہ مانو بہت دور کی مسافت طے کر کے آیا ہو۔۔

انوکھا بندھن

قسط نمبر 5

از قلم نور عباس

وہ انگشت بداں سی تھی ابھی تو ایک امتحان سے گزری تھی کسی طرح اس نے لون لے کر بابا کا علاج کروایا تھا اب پھر سے اک آزمائش اس کے در پر دستک دے چکی تھی ان سے انکی چھت بھی چھننے والی تھی۔۔

جن لوگوں کے پاس بابا نے گھر کے پیپرز گروی رکھوائے تھے انہوں نے آگے گھر کسی کو بیچ دیا۔۔۔ جسکی وجہ سے وہ گھر خالی کروانے آگئے اور شام تک کا وقت دے کر چلے گئے۔۔

سیلری بڑھنے کے باوجود وہ لون کے پیسے نہیں چکا پا رہی تھی کیونکہ بابا کی دوائی میں ہی آدھی سیلری صرف ہو جاتی پھر دن بہ دن بڑھتی مہنگائی اس کی کمر توڑ چکی تھی بابا بھی پہلے کرائے پر ٹیکسی ہی چلاتے تھے۔۔۔

بابا کے آپریشن کیلئے وہ پہلے ہی رشتے داروں کے آگے جھولی پھیلا چکی تھی۔۔۔ لیکن ہر کسی نے اسے مایوس ہی کیا تھا۔۔۔

اب وہ کہاں جاتی کس کا در کھٹکھٹاتی۔۔۔

اور وقت بھی صرف شام تک کا تھا اسکے پاس۔۔۔اور شام آ بھی گئی۔۔۔اور وہ کچھ نہ کر سکی ان کا سامان اٹھا اٹھا کر باہر پھینکا جا رہا تھا اور وہ باپ کو سہارا دیے لب سیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔محلے والے سارے چپ تماشائی بنے کھڑے تھے۔۔۔اسے گھر چھن جانے سے زیادہ بابا کی طبیعت خراب ہونے کا خدشہ تھا۔۔۔۔۔

رات کا سایہ ہر سوں پھیل گیا۔۔۔۔۔۔

ساتھ والوں کی منت کرنے پر انہوں نے بیٹھک میں ایک رات گزارنے کی جگہ دے دی۔۔۔وہ اور اسکا چھوٹا بھائی بکھرے سامان میں سے اپنے بابا کی دوائیاں ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

باپ کو دوائی ہمسائیوں سے ملے کھانے کے ساتھ دی۔۔۔۔۔۔۔

وہ رات سبکی آنکھوں میں کٹی۔۔۔۔۔

رات دیر گئے تک اسکے بابا کی طبعیت زیادہ بگڑ گئی وہ تن تنہا چھوٹے بھائی کے ساتھ ہاسپٹل دوڑی۔۔۔۔۔ڈاکٹرز نے فوراً ایڈمٹ کر لیا اور انکی حالت نہایت نازک بتائی۔۔۔اور پیسے جمع کروانے کا کہا۔۔۔۔۔۔۔۔جب تک وہ پیسے جمع نا کرواتی ڈاکٹرز علاج نا کرتے۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اب وہ کیا کریں انہی پیسوں کی وجہ سے تو وہ بے گھر ہوئے تھے اگر ان کے پاس پیسے ہوتے تو اسکے بابا کی طبیعت خراب نا ہوتی اور نا ہی یہ نوبت آتی۔۔۔۔

آپ ایسا کریں ڈاکٹر زین سے بات کریں وہ غریبوں کی کافی مدد کرتے ہیں اور مفت میں علاج بھی۔۔۔

کسی نے اس میں نئی روح پھونک دی وہ فوراً سے پیشتر پوچھتے پوچھتے ان کے کیبن میں گئی ڈاکٹر زین سے ملی جو حیا کو نہایت ہی ملنسار لگا بڑی تسلی سے اسنے حیا کا مدعا سنا۔۔۔

پھر فوراً اسکے بابا کا علاج شروع ہوا جسکا سارا خرچہ وہ خالصتاً اپنی جیب سے برداشت کر رہا تھا۔۔۔

حیا نے سکھ کا سانس لی۔۔۔ کہ اللہ کسی حال میں اپنے بندوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا وہ ایک در بند کرتا ہے تو سو دروازے کھول دیتا ہے۔۔۔۔۔

اس سے کچھ ہی دور بینچ پر اسکا بھائی اور ماں نما چاچی بیٹھے تھے۔۔۔۔

وہ ماں کے پاس آئی اور انکی گود میں سر رکھتی نیچے زمین پر بیٹھ گئی کچھ کہنے کی نوبت نا آئی۔۔۔ اسکی ماں آہستہ آہستہ اسکے الجھے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔۔۔ حیا کی آنکھ سے اک آنسو بہہ کر اسکی ماں کی گود میں جا گرا اور جذب ہو گیا۔۔۔۔ وہ پر سکون سء ہوتی آنکھیں موند گئی۔۔۔

/////

صبح ہونے تک اسکے بابا کی طبیعت کافی سنبھل چکی تھی وہ ماں کو بتاتی گھر کے راستے پر چل نکلی اس کا ارادہ کپڑے تبدیل کر کے آفس جانے کا تھا وہ سر سے سیلری ایڈوانس مانگنا چاہتی تھی۔۔۔ بابا کے ڈسچارج ہونے سے پہلے گھر کا انتظام کرنا چاہتی تھی۔۔ محلے میں آتے ہی اسے جھٹکا لگا ان کا کافی سامان غائب تھا۔۔۔ اس نے زیادہ سر پر سوار نا کیا جب گھر ہی نہیں رہا تو وہ سامان کا کیا کرتی۔۔۔۔۔

وہ باقی بچ جانے والے سامان میں سے ضرورت کا سامان لیتی انہی ہمسائیوں کی منت کرنے لگی کے وہ اپنی بیٹھک دو چار دن کیلئے مزید دے دے جلد ہی وہ نیا گھر ڈھونڈ لے گی۔۔۔۔ جیسے ہی نیا گھر ملا وہ وہاں سے چلے جائیں گے چاہے اس کے بدلے وہ ان سے کرایہ لے لیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ جس پر پڑوسی مان گئے

وہ شکر کرتی وہاں سے چل دی کہ چلو کچھ دنوں کے لیے ہی صحیح انہیں چھت تو میسر آئی۔۔۔ چھت کیا ہوتی ہے اسکی اہمیت حیا کو ایک ہی دن میں معلوم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

///////

مس حیا آپ آگئی آپکو نہیں معلوم سر کل سے کافی غصے میں ہیں صبح سے کئی مرتبہ آپ کا پوچھ چکے ہیں ۔۔۔ماریہ کے کہنے پر وہ جو پہلے ہی ٹینشن میں تھی اس کے ہاتھ پاوں پھولنے لگے۔۔۔۔

حسب عادت وہ بنا پر میشن محتشم کے آفس میں داخل ہو گئی۔۔۔۔۔اور اندر آکر وہ پچھتائی۔۔۔کیونکہ اندر مس شینا اور ملک صاب سر جھکائے میر کے سامنے بیٹھے تھے جبکہ محتشم اسے بہت غصے میں لگا۔۔۔دونوں کی اسکی طرف پشت تھی جبکہ محتشم کی بھی اس پر نظر ابھی تک نا پڑی تھی۔۔۔۔

مسٹر ملک میں آپکی کافی عزت کرتا ہوں اسلیئے میں نے انہیں کچھ نہیں کہا ورنہ ایسی لڑکیوں کو میں پل میں زمین میں گاڑھ دینا پسند کرتا ہوں جو اپنا آپ پیش کرتی نظر آئے۔۔۔صرف اور صرف آپ کیلئے میں اسے جاب سے نہیں نکال رہا بلکہ لاسٹ وارننگ دیتا چھوڑ رہا ہوں آئندہ وارننگ کے قابل ہی نا چھوڑونگا۔۔۔۔۔

۔ . . اب آپ دونوں جاسکتے ہیں۔۔۔۔کافی کچھ کہنے کے بعد انکی گلو خلاصی ہوئی

جبکہ دونوں اپنی جان چھٹنے کی خوشی میں فوراوہاں سے نکلے۔۔۔۔۔

آئیے آئیے مس حیا آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا میں۔۔۔آپ بتانا پسند کریں گی کہ کل آپ کہاں تھی جبکہ آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ سیکرٹری کی حیثیت سے آپ کا کل میرے ساتھ ہونا کتنا ضروری تھا۔۔۔کل کی میٹنگ میرے لیے کتنی ضروری تھی حد ہوتی ہے ویسے لاپرواہی کی بھی۔۔۔

جب آپ یہاں سے سیلری لیتی ہیے تو آپ کو کم از کم اسکے بدلے اپنا بیسٹ دینا چاہیے ورنہ میں نے یہاں کوئی خیراتی ادارہ نہیں کھول رکھا کہ جب کوئی منہ اٹھائے آئے اور پیسوں کا مطالبہ کریں۔۔۔۔۔۔جب اسے اپنی من چاہی رقم مل جائے تو وہ اپنی زمہ داری میں کوتاہی کریں۔

۔۔۔محتشم غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا اس لیے جو اس کے منہ میں آیا وہ بولتا چلا گیا۔۔۔۔جب کہ وہ سر جھکائے آنسوں پینے کی کوشش کر رہی تھی وہ کیا سوچ کر آفس آئی تھی کہ سر سے سیلری ایڈوانس ۔۔ مانگے گی۔

لیکن اتنی انسلٹ کے بعد کونسی سیلری کیسی سیلری۔۔۔جائیں مس حیا اپنا کام کریں اور آئندہ احتیاط کیجئے گا.😮اسے مسلسل خاموش دیکھ کر محتشم کو احساس ہوا کے وہ کافی کچھ سنا چکا ہے حیا کو اس لیے آخر میں ذرا نرمی سے بولا۔۔۔۔۔۔جبکہ اسکی بات پر وہ سر ہلاتی وہاں سے جانے لگی۔۔۔ تبھی کوئی بنا اجازت کے آفس میں داخل ہوا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ارے مس حیا آپ یہاں۔۔۔ آنے والا کوئی اور نہیں ڈاکٹر زین تھا۔۔

زین کی آواز پر محتشم نے بھی انکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ آپ یہاں جاب کرتی ہیں۔۔. زین کی بات پر وہ بادقت سر ہلا گئی اور باہر نکل گئی۔۔۔

زین آگے بڑھ کے محتشم سے ملا۔۔۔ وہ دونوں ہی جگری یار تھی۔۔۔

۔۔۔ محتشم سے مل کر زین نے اسکے سامنے والی سیٹ سنبھالی

تم مس حیا کو کیسے جانتے ہو۔۔۔ محتشم نے حیران ہو کر اس سے پوچھا۔۔۔

یار تمہیں رات کو بتایا تھا نا کہ ایک لڑکی کے والد کی طبعیت کافی خراب تھی۔۔۔ اور وہ کافی رو کر ہیلپ مانگ رہی تھی جس کیلیئے میں نے تجھ سے درخواست کی تھی۔۔۔ سب کو یہ ہی لگتا ہے لوگوں کی مدد میں کرتا ہوں لیکن اصل جیب تو تیری ہی خالی ہوتی ہے وہ الگ بات ہے کہ تو یہ سب بنا سامنے آئے کرتا ہے۔۔.

تو وہ لڑکی کوئی اور نہیں مس حیا ہی تھی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیا یہ یہاں جاب کرتی ہے۔۔۔۔ضرور تجھ سے لیو لینے آئی ہو گی.. میری مان تو تو اسے لیو کے ساتھ ساتھ سیلری بھی ایڈوانس ہی دے دیں۔۔۔۔زینبہت باتونی تھا حسب عادت وہ سوال بھی خود کر رہا تھا اور اسکے جواب بھی خود ہی دیئے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اب شرمندہ سا بیٹھا تھا۔۔۔میں نے خوامخواہ میں ملک صاب اور انکی سسٹر لاء کا غصہ مس حیا پر نکال دیا کم از کم انہیں اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا موقعہ تو دیتا۔۔۔

پھر زین بہت ساری باتیں کر کے صحیح معنوں میں اس کا دماغ چاٹ کے وہاں سے گیا۔۔۔جس کے جواب میں وہ غائب دماغی سے ہاں ہوں ہوں ہی کرتا رہا اسکی دھیان کی ڈوڑیں سب مس حیا سے الجھی تھی۔۔۔

زین کے جانے کے بعد اس نے مس ماریہ کو فون پر حیا کو اپنے آفس آنے کا کہا۔۔۔۔

مس ماریہ نے جواب دیا کہ وہ تو کب سے جا چکی ہے۔

پیون اجازت لیکر اسکے آفس میں آیا۔۔۔

۔۔۔ سر یہ مس حیا نے آپکو دینے کو کہا ہے

۔۔۔ پیون نے اک لفافہ میر کی جانب بڑھایا

جسے تھام کر میر نے سر ہلایا گویا اسے جانے کو کہہ رہا ہو۔۔۔

پیون کمرے سے نکل گیا۔۔۔

میر نے لفافہ چاک کیا تو اس میں سے اک لیٹر نکلا جس پر چند سطریں درج تھی۔۔۔

میر وہ پڑھنے لگا۔۔۔

اسلام و علیکم سر۔۔۔ میں اس جاب کے قابل نہیں ہوں اس لیے ریزائن دے رہی ہوں۔۔۔ آپ فکر مت کریں آپ کی پائی پائی میں بہت جلد چکا دو نگی۔۔۔۔

میر نے دوسرا کاغذ اٹھایا جس پر ریزائنگ لیٹر ٹائیپ کیا گیا تھا۔۔۔

او یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔۔۔

/////

آفس سے سیدھا وہ ہاسپٹل گئی جبکہ سارے رستے وہ بے آواز آنسو بہاتی رہی کیا غریب کی کوئی عزت نہیں۔۔۔ جس کا دل کرتا ہے جب چاہے کوئی بھی اسے بے عزت کر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔

دو تین گھنٹے مزید رکھنے کے بعد اس کے بابا کو ڈسچارج کر دیا گیا وہ انہیں لیکر اسی بیٹھک میں آگئی تھی۔۔۔

جبکہ اس کی ماں اس سے پوچھے جارہی تھی پیسوں کا کچھ انتظام ہو سکا ہے یا نہیں۔۔۔

اور وہ مسلسل انہیں تسلی دیئے جارہی تھی کہ آج سر سے ملاقات نا ہو سکی کہ سیلری کی بات کرتی صرف لیو ہی مل سکی۔۔۔ جبکہ اسکی امی کا چہرہ بجھ سا گیا۔۔۔۔۔

انہوں نے صبح سے کچھ نا کھایا تھا جو تھوڑے بہت پیسے ان کے پاس موجود تھے وہ ان کے آنے جانے کے کرائے میں صرف ہو گئے تھے۔۔۔ آج اسکی محلے کی سہیلی نے کچھ بھجوایا تھا وہ انہوں نے بابا کو دے دیا کہ پھر انہیں دوائی بھی کھانی تھی خود انہوں نے پانی پی کر شکر ادا کیا۔۔۔۔۔ وہ تینوں تو سو گئے تھے لیکن نیند اس سے گویا روٹھ سی گئی تھی ہلکی سی آہٹ پر آٹھ کے بیٹھ جاتی کہ کہی وہ انہیں جگہ خالی کرنے کا نہ بول دیں۔۔۔ کل کی طرح اسکی آج کی رات بھی آنکھوں میں ہی کٹی۔۔۔۔۔ تبھی بیٹھک کی اندرونی سائیڈ جو دروازہ تھا اسکے کھلنے کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔۔

//////

میر بابا کے بلاوے پر گاوں گیا ہوا تھا جبکہ رہ رہ کر اسے حیا کا خیال ستا رہا تھا۔۔۔۔

بابا سے اس نے فون پر شازمہ اور زوبی کو اپنے ساتھ لے جانے کی بات کی تھی۔۔۔ جس پر وہ فون پر تھوڑا اس پر برہم ہوئے کہ ان کا کہنا تھا لڑکی ذاد کو شہر جا کر کالج پڑھنے کی آزادی نا دی جائے۔۔۔

جب کہ وہ اپنے بابا کی بات پر متفق نا تھا۔۔۔

اس کے سامنے حیا کی مثال تھی۔۔

وہ بھی تو ایک لڑکی تھی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ کیسے اپنے گھر والوں کو سپورٹ کر رہی تھی۔۔۔ تعلیم نے اسے پر وقار سا بنا دیا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ چاہ کر بھی بابا کو حیا کی مثال نا دے سکتا تھا۔ نجانے کیوں جانے انجانے میں اب وہ ہر چیز کا موزانہ حیا سے کرنے لگا تھا۔۔۔

بلاآخر اس نے بابا کو منا کر ہی دم لیا کہ جب آپ نے اسکی ذمہ داری مجھے سونپی تھی تو اب پوری طرح مجھے نبھانے بھی دے ۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

لیکن شازمہ کو وہ اپنے ساتھ لے کے جانے میں وہ نا منا سکا۔۔۔

زوبی اداس سی ہو گئی تھی شازمہ کا انکار سن کر لیکن میر نے اسے تسلی دی کہ بہت جلد شازمہ کو بھی اپنے پاس لے آئے گا۔۔۔

////////////////

چلو نکلو یہاں سے۔۔۔غضب خدا کا بے آسرا سمجھ کر ہم نے تمہیں سہارا دیا اور تم تو میرے میاں ہر ہی ڈورے ڈالنے لگی۔۔۔۔

گھر کی مالکن نے اسے بالوں سے پکڑا پلیز میرا یقین کریں۔۔۔میں تو سو رہی تھی انکل۔۔۔۔۔۔چیخ

اسکی بات پوری ہونے سے پہلے کی سارہ آنٹی کا تھپڑ اسکے چہرے پر نقش و نگار بنا گیا۔۔۔

جبکہ بابا اور امی بھی اسے بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

صرف اسکا بھائی تھا جو اسکے ساتھ تھا چھوڑیں آنٹی میری آپی کو میری آپی ایسی نہیں ہے۔۔۔۔۔

وہ آگے بڑھتا آنٹی کے ہاتھ میں موجود اپنی آپی کے بال اس سے چھڑوانے لگا۔۔۔

جبکہ اسکے والدین میں ہمت ہی نا تھی کہ وہ کسی کو کچھ کہہ سکتے۔۔۔

وہ آنٹی سے اپنے بال چھڑواتی اپنے بابا کے گھٹنے پکڑ کر ہلاتی انہیں پکار رہی تھی بابا آپ کی قسم

۔۔۔۔انکل نے خود مجھے اپنے پاس بلوایا تھا۔۔۔۔۔

ان کا کہنا تھا کہ وہ مجھ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے تھے آپ جاگ نا جائیں اس لیے باہر آکر میں

انکی بات سن لوں۔۔۔۔۔وہاں کیا کہانی بنائی ہے میڈم تم نے۔۔۔تم اتنی ہی بچی ہو تمہیں اتنی سمجھ ہی

ناآئی کہ آخر ایسی کون سی بات ہے جو وہ تمہیں صبح کے اجالے میں بلانے کے بجائے رات کے

۔۔۔ اندھیرے میں بلا رہا ہے

سارہ کی بات پر وہ شرم سے زمین میں گڑ گئی۔۔

چلو نکلو یہاں سے سارہ نے دوبارہ سے اسے بالوں سے پکڑ کر باہر دھکا دیا تو وہ کسی کے پیروں میں

جا گری۔۔۔۔

نیچے جھک کر اسے دو مہربان بانہوں نے اپنے گھیرے میں لیا۔۔۔۔

حیا نے دیکھا وہ میر تھا۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہیں آپ آپ کو شرم آنی چاہیے۔۔۔ایک عورت ہو کر آپ ایک عورت سے اسطرح کا سلوک کیسے کر سکتی ہیں آخر۔۔۔۔کچھ تو خدا کا خوف کریں۔۔۔

میر کا خون کھول گیا تھا جی چاہ رہا تھا تھپڑوں سے اس عورت کا منہ لال کر دیں۔۔۔۔

او۔۔۔اب تم کون ہو بھئی بڑے آئے اسکے سگے تب کہاں تھے جب یہ لوگ گھر سے بے گھر ہو گئے تھے۔۔۔خدا کا خوف کر کے ہی میں نے انہیں اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔۔۔۔ مگر مجھے کیا پتہ تھا یہ میرے ہی میاں کو ور غلائے گی۔۔اس پر دوڑے۔۔۔۔۔

اسٹاپ اٹ لیڈی۔۔۔۔پلیز شٹ اپ۔۔۔۔۔ایک لفظ اور نہیں کس نے آپ کو یہ حق دیا ہے کہ آپ یوں ان پر بے بنیاد الزام لگائے۔۔۔۔

اور رہی بات میری تو میں ان کے آفس کا باس ہوں یہ میرے ہی آفس میں کام کرتی ہے۔۔۔میر نے ۔۔۔ اسے بے انتہا سنائی

اس کے والدین بھی باہر آ گئے گلی میں اک تماشہ سا مچا تھا۔۔۔۔سب ارد گرد جمع بڑی دلچسپی سے یہ ساری کاروائی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

اوتو اس نے تمہیں بھی اپنے پیچھے الو بنایا ہوا ہے جو دو دن کی غیر حاضری میں تم اسکے گھر تک آ گئے آخر ایسے بھی کیا سبز بھاگ دیکھائے ہیں اس لڑکی نے تمہیں۔۔۔۔

اس عورت کی زبان کے آگے تو پوری خندق تھی۔۔۔۔۔

پلیز شٹ یو ماو تھ۔۔۔اس سے پہلے کہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائیں۔۔۔۔

آئے ہائے ہائے۔۔۔دیکھوں محلے والوں ان کی ڈھٹائی تو دیکھو۔۔۔رنگ رلیاں خود مناتے پھر رہیے ہیں اور ضائع مجھے کریں گے حد ہے بے غیرتی کی۔۔۔

شک تو مجھے تب ہی ہو گیا تھا جب اچانک سے اسکے بابا کے آپریشن کیلئے پیسوں کا انتظام ہو گیا۔۔۔۔

میں تو پہلے ہی کہتی تھی پہلے وہ غنڈہ اپنے پیچھے لگوایا اور اب یہ آفس کا بوس اللہ جانے آفس ہی جاتی ہے یا آفس کے بہانے کس کس کے ساتھ کیا کرتی پھرتی ہے۔۔۔۔۔

آنٹی کی باتوں پر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود کو اپنے ہی ہاتھوں سے ختم کر لے۔۔۔

جبکہ اس کا باپ بت بنے کھڑا سب سن رہا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ بھاگ کر اپنے بابا کے پاس گئی بابا ایسا کچھ نہیں ہے آپ تو جانتے ہیں نا آپکی حیا کیا ایسا کر سکتی ہے وہ آپ کا سر کبھی نا جھکنے دے گی۔۔۔وہ باپ کے ہاتھ کو پکڑ کر جھنجھوڑ رہی تھی۔۔۔

سچ سچ بتا حیا۔۔۔میرے آپریشن کیلیئے اتنے پیسے کہاں سے آئے تھے تیرے پاس۔۔۔۔باپ کی بات ۔ پر وہ وہ تھوڑا پریشان ہوئی بات سے زیادہ ان کا لہجہ عجیب تھا۔

بولو حیا میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔۔۔

اب کے وہ ذرا سختی سے بولے۔۔۔

سر نے دیئے تھے آفس۔۔۔۔وہ کہنا چاہتی تھی آفس سے لون لیا تھا۔۔۔

جب سارہ اسکی بات اچک گئی۔۔۔۔

دیکھا دیکھا میں نے کہا تھا نا۔۔۔۔۔اب سچ سامنے آ ہی گیا نا کیسے کہہ رہی ہے سر نے دیئے تھے۔۔۔اب آپ سب ہی بتاو کون ہے اتنا اچھا آج کے زمانے میں جو بنا جانے بنا مطلب اتنی بڑی رقم آپ کو دے دیں۔۔۔پتہ نہیں کتنوں کے ساتھ منہ کالا۔۔۔۔

انف از انف بہت ہو گیا اور بہت برداشت کر لیا میں نے بخدا اب اگر آپ نے ایک لفظ بھی کہا نا حیا کے خلاف تو ہماری اگلی ملاقات پولیس اسٹیشن میں ہو گی۔۔۔

انکل ایسا کچھ نہیں ہیں جیسا یہ ہاتھ سے سارہ کی طرف اشارہ کیا یہ کہہ رہی ہے۔۔ جبکہ وہ پولیس والی دھمکی سے چپکی ہی کھڑی تھی۔۔ آپکی بیٹی پاک ہے اسکی عصمت کی گواہی میں دیتا ہوں۔۔۔۔۔

وہ حیا کے فادر کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔۔۔۔۔

جبکہ حیا سر جھکائے اسکی اپنے حق میں صفائی سن رہی تھی۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔۔ اگر تم اتنے ہی سچے ہو تو اس لڑکی سے نکاح کر لو تو ہم مان جائیں گے کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ محلے کے ایک بزرگ نما شخص جو کب سے خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا بولا۔۔۔۔۔

۔۔۔ اس شخص کی بات پر اک پل کو وہ چپ رہ گیا

کیا ہوا انکل گئی ساری ہیکڑی ابھی تو بہت زور و شور سے۔۔۔۔۔

میں تیار ہوں۔۔۔۔۔وہ انکی بات کاٹ کر بولا۔۔جبکہ اسکی بات پر حیا نے ایک دم سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

انوکھا بندھن

۶ قسط نمبر

از قلم نور عباس

ایجاب و قبول کے لمحے گزر گئے تھے چند سیکنڈ ہی لگے تھے اسے قبول ہے کہنے میں۔ لیکن یہ وہ ہی جانتی تھی کہ چند سیکنڈ اس کیلیئے پہاڑ کے مانند تھے۔۔۔۔۔

نکاح ایک لڑکی کی زندگی کا سب سے اہم پل جو وہ ماں باپ کی دعاوں سے شروع کرتی ہے لیکن وہ کتنی بدنصیب تھی اس کے ماں باپ تو اسکے زندگی کے اس پل میں شامل تھے لیکن انکی دعائیں۔۔۔

۔۔۔کیا وہ بھی شامل تھی یا نہیں وہ نا جانتی تھی

وہ تو صرف اتنا جانتی تھی یہاں تو صرف اک سودا ہوا ہے باپ کی اچھلتی پگڑی کو سنبھالنے کیلیئے انکی ۔۔۔۔عزت کو بچانے کیلیئے

لیکن کیا واقعی ان سب سے انکی جو بے عزتی بیچ چوراہے پر ہوئی تھی وہ پلٹ آئے گی؟؟

؟؟؟ کیا اس پہ لگا بد کرداری کا الزام ہٹ جائے گا

نہیں قطعی نہیں تو پھر اسے بھیڑ بکری کی طرح کیوں کسی کے ساتھ نتھی کر دیا گیا تھا جسکی پہلے ہی اپنی شادی شدہ زندگی تھی۔۔۔

وہ یوں کسی کی زندگی میں داخل ہو کر کسی کا حق نا مارنا چاہتی تھی۔۔۔ کسی کی آہوں سسکیوں پر اپنے خوشیوں کے محل تعمیر نا کرنا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکی وجہ سے سر کی ازواجی زندگی میں کوئی دڑاڑ آئے سب سے بڑی بات انکی بیٹی کے ذہن پر اس کا کیا اثر پڑتا وہ اسکی بیٹی کی زندگی ڈسٹرب نا کرنا چاہتی تھی۔۔۔

مسلسل سوچوں نے اسے نڈھال کر دیا تھا وہ سیٹ کی بیک سے ٹیک لگاتی آنکھیں موند گئی کیونکہ ابھی اسے آگے کے حالات کو فیس کرنا تھا۔۔۔

جبکہ گاڑی ڈرائیور کرتا محتشم گاہے بگاہے اس پر بھی نظر ڈال دیتا۔۔۔جب کہ اسکی سوچوں کی پرواز بھی زوبی پہ آکر رک رہی تھی جو کل ہی اس کے ساتھ گاوں سے آئی تھی اور اسکے ساتھ فلیٹ میں رہ رہی تھی۔۔۔

جبکہ اسے حیا کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی ایشو نہیں تھا انفیکٹ وہ تو خود یہ ہی چاہتا تھا اس نے حیا کو پرپوز بھی کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

//////

!سر مے آئے کم ان"

۔

ہمیشہ کی طرح وہ انٹر ہو کر پرمیشن مانگ رہی تھی وہ جو کسی فائل پر جھکا سائن کر رہا تھا اسکی حرکت پر زیر لب مسکرا اٹھا۔۔۔۔

"یس مس حیا۔۔۔۔۔۔۔"

وہ بغیر اسے جتائے بولا تا کہ وہ شرمندہ نا ہو دوبارہ فائل پر جھک گیا۔۔۔۔

"سر یہ فائل۔۔۔۔"

اس نے ٹیبل کے آگے فائل رکھی۔۔۔۔۔

"ہمممممم۔"

وہ مصروف سے انداز میں بولا۔۔۔۔

۔۔۔ جبکہ وہ ابھی تک وہی کھڑی تھی

"کچھ کہنا چاہتی ہیں آپ کیا؟؟؟؟۔۔۔۔۔"

اسے اپنے سر پہ سوار دیکھ وہ بولا۔۔۔

"جی سر۔۔۔۔"

وہ سر اثبات میں ہلاتی بولی۔۔۔

"کہیے۔۔۔۔"

فائل بند کر کے وہ اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

لیکن اسے کنفیوژ دیکھ کر وہ اسکی لائی فائل دیکھنے لگا۔۔۔

"وہ۔۔سر۔۔آپ کو شادی کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔۔۔۔۔۔"

اس نے ایک دم بول دیا۔۔۔۔

اب سر جھکائے کھڑی تھی جیسے نجانے کتنا بڑا گناہ کیا ہو اس نے۔۔۔۔

جبکہ اسکا نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اس نے دیکھا۔۔۔۔۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا۔۔۔"

اب کی بار وہ تھوڑا حیرانی سے بولا۔۔۔

"وہ باہر سب یہ ہی ڈسکشن کر رہے تھے کہ آپ کو اور آپ کی وائف کو کوئی گفٹ دینا چاہیے۔۔۔۔۔"

حیا نے معصومیت سے جواب دیا۔۔۔

"خیر کہا ہے تو صحیح کہا ہو گا۔۔۔۔۔"

وہ عام سے لہجے میں بولتا فائل پڑھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

وہ بدلے میں خیر مبارک بھی نا کہہ سکا جب اسکی ازواجی زندگی میں ہی خیریت مفقود تھی تو وہ کیسے اسکی مبارک باد وصولتا۔۔۔۔

اسے صبح زوبی بھی فون کر کے وش کر چکی تھی۔ لیکن اس کے احساس مردہ سے ہو چکے تھے اس لیے بنا کچھ کہے اس نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ حیا کو سر کا رویہ عجیب سا لگا۔۔۔۔

"مس حیا۔۔۔۔۔۔۔"

میر فائل کو ٹیبل پر رکھتا اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔۔

"جی جی سر۔۔۔"

وہ ہکلائی اسے لگا اب میر اسے ڈانٹے گا۔۔۔۔

"کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟؟؟؟۔۔۔۔۔"

اس نے بغیر کسی تمہید کے کہہ دیا۔۔۔

"جی۔۔۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اسکی بات پر آنکھیں پھاڑیں وہ اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔۔

اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہیں دیکھیں میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں آپ کے عشق میں" گوڈے گوڈے ڈوب گیا ہوں لیکن اتنا ہے کہ آپ کا لمحے بھر بھی نگاہوں سے اوجھل ہونا مجھے گوارا نہیں۔۔

اتنے مہینوں سے آپ میرے ساتھ ہیں اتنا تو آپ کو معلوم ہو ہی گیا ہو گا میں دل پھینک قسم کا شخص نہیں ہوں نا ہی کوئی لاابالی فیصلہ کیا ہے جو بھی میں نے آپ سے کہا ہے وہ بہت سوچ سمجھ کے ہی کہا ہے۔۔۔۔۔

ضروری نہیں آپ ابھی جواب دے جتنا وقت لینا چاہتی ہیں لے لیں۔۔۔۔

اچھے سے سوچ وبچار کے بعد آپ مجھے اپنا فیصلہ سنا سکتی ہیں۔۔

"میں آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔۔۔۔۔۔

وہ ایک ہی سانس میں بول گیا۔۔۔

جیسے اسے ڈر تھا کہ ابھی نہیں تو کبھی نہیں۔۔۔۔

"بٹ سر یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔"

وہ اتنا ہی بولی۔۔۔

کیوں ممکن نہیں۔۔۔۔۔۔"

"یہ کوئی دنیا سے انوکھا کام تو نہیں۔۔۔۔۔

وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔۔۔

"۔۔۔۔۔ پر سر آپ میرڈ"

آپ اسکی پرواہ نہ کریں۔ آپ کو ہر وہ چیز میسر ہو نگی جسکی کسی بھی لڑکی کو چاہ ہوتی ہے۔۔۔"

"ویسے بھی شازمہ میری پہلی بیوی گاوں میں رہتی ہے اور ہم یہیں شہر میں رہے گے۔۔۔

چٹکیوں میں اس نے مسئلہ حل کیا وہ تو جیسے سب طے کیے بیٹھا تھا۔۔۔۔

پر سر مجھے یوں کسی کی سوتن بننا منظور نہیں ہے اور ویسے بھی میں انگیجڈ ہوں۔۔۔۔۔"

اپنے پھوپھو زاد سے اور یہ منگنی خالصتاً میری ایما پر ہوئی ہے۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"وہ میری ہی ایج کا ہے۔۔۔۔

اب کی بار وہ انکی بولتی بند کروا چکی تھی۔۔۔۔

"میں جاوں سر۔۔۔۔"

اس نے جانے کی پرمیشن لی۔۔۔۔۔

جواب میں وہ سر بھی نا ہلا سکا۔۔۔۔۔اسکے خوش فہمیوں کا گھڑا تاج محل دھڑم سے زمین بوس ہو کر چکنا چور ہو چکا تھا۔۔۔۔

گو وہ اسے جتا گئی تھی کہ ان میں کافی ایج ڈفرنس ہے۔۔۔۔۔

وہ واپس اپنی جگہ بیٹھتا گنگ سارہ گیا۔۔۔

پھر اس واقعے کے بعد حیا اس سے کھینچی کھینچی سی رہنے لگی.

یہ بات اسے کافی ناگوار گزری لیکن وہ خاموش رہ گیا۔۔۔

ویسے بھی وہ اب اس سے زیادہ تر بات ہاں ہوں میں ہی کرتا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اسے دکھ ہوا کہ حیا اسے غلط سمجھ رہی ہے۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف حیا بھی صدمے میں تھی کہ سر نے بیوی ہونے کے باوجود اسے پرپوز کیسے کیا وہ بھی تب جب کہ انکی خود کی جواں سالا بیٹی بھی تھی یہ بھی نا سوچا کہ اس پر کیا گزرے گی۔۔۔

اسے سر کی حرکت نے بہت مایوس کیا تھا۔۔۔اس نے سر کو کیا سمجھا تھا لیکن وہ بھی باقی سب کی طرح نکلا۔۔۔۔

گاوں میں بیوی ہونے کے باوجود اسے شادی کی پیش کش کرنا اور کیا بھروسہ وہ شادی کے بعد اس کے ساتھ سنسئیر رہے گے۔۔۔

کیا معلوم مطلب پورا ہونے کے بعد وہ اسے طلاق دیں دے۔۔ بھلا اس میں ایسے کون سے سرخاب کے پر لگے تھے اور نا ہی وہ ان کے اسٹیٹس سے میل کھاتی تھی۔۔۔۔۔

اگر اس کے یہ خیالات میر جان لیتا تو بعید نہیں اسے گولیوں سے بھون ڈالتا۔۔۔

پھر ایک ہفتے کی بات ہی تھی جب اس نے پھر سے حیا کو اپنے آفس بلایا۔۔۔۔

"آپ نے بلایا سر۔۔۔"

حسب عادت بنا پہلے پرمیشن لیے وہ آفس روم میں آچکی تھی۔۔۔

"مس حیا۔۔ آپ میں مینرز ہے یا نہیں۔۔۔۔انٹر ہونے سے پہلے پرمیشن لیتے ہیں۔۔۔۔"

وہ تھوڑا برہمی سے بولا جبکہ اسکا لہجہ حیا کی آنکھوں میں نمی لانے کی وجہ بنا۔۔۔

"آپ نے فائل تیار کرلی۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتا وہ تھوڑا نرم پڑا۔۔۔

"۔۔۔ یس سر تھوڑی سی رہ گئی ہے پھر فائنل کردونگی"

وہ بتانے لگی۔۔۔

دھیان رکھیے گا آپ کے اس میں کوئی غلطی نا ہونے پائے یونو اس کنٹریکٹ کو حاصل کرنا میری بہت "بڑی خواہش ہے۔۔"

۔آج اتنے دنوں بعد وہ اس سے بات کر رہا تھا۔۔۔

"آئی نو سر۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"میں دھیان رکھونگی۔۔۔

"گڈ۔۔۔"

"کل میٹنگ کے بعد آپ گھر چلی جائیے گا۔۔۔۔"

"پھر آٹھ بجے تک آپ کو میرا ڈرائیور پک کرلے گا۔۔۔۔۔"

میر کے بولنے پر وہ حیرت سے اسکا منہ تکنے لگی۔۔

"لیکن کیوں سر۔۔۔"

بے اختیار اسکے منہ سے نکلا۔۔۔۔

بے فکر رہے ڈیٹ پر نہیں لیکر جارہا آفس ڈنر ہے جس میں آپکی شرکت بھی ناگریز ہیں جو کہ آپکی "جاب کا حصہ ہے۔۔

اب کے وہ چٹانوں سی سختی لیے بولا۔۔۔

"پر سر مشکل ہے۔۔۔۔"

حیا منمنائی۔۔۔

"مس حیا۔۔یہ میرا ہیڈک نہیں ہے آپ نے کل آنا ہے تو آنا ہے۔۔۔"

"ڈیٹس کلیئر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"۔۔ اب آپ جا سکتی ہیں

۔۔۔ جب کہ وہ لب کچلتی باہر آگئی

کہ اب کچھ بھی کہنا بے فائدہ تھا۔۔۔

وہ اپنی سیٹ پر بیٹھتی گئی۔۔۔۔ آج کہ سر کے رویے سے اسے کافی دکھ پہنچا تھا۔۔۔

میر کے پرپوزر کے بعد وہ یہاں جانہ کرنا چاہتی تھی لیکن مجبور تھی کے باپ کے علاج کیلئے وہ آفس سے کافی لون لے چکی تھی۔۔۔۔

پھر اس سے اگلے دن حیا آفس نا پہنچ سکی اس کا فون بھی بند تھا میر کو لگا اس نے جان بوجھ کر کیا ہے

۔۔۔ سب

اسکی وجہ سے وہ مس شینا کو اپنے ساتھ لے گیا لیکن واپسی میں مس شینا نے اس سے کافی مس بی ہیو کیا اس کا تعلق لڑکیوں کی اس قسم سے تھا جو اپنا آپ تھالی میں پیش کرتی ہے لڑکوں کو۔۔۔

میر نے وہاں تو اس کا جواب تھپڑ سے دیا ہی۔۔۔باقی صبح ملک صاف اور شینا کو اپنے آفس بلا کر کافی ذلیل کیا۔۔۔

پھر جب حیا کو آفس میں دیکھا تو اپنے غصے پر قابو نا پا سکا اور شینا کا غصہ بھی اس پر اتر دیا۔۔۔اسکی بنا سنے اسے سناتا گیا۔۔۔۔۔

جس کا اسے اب کافی افسوس ہو رہا تھا کہ اگر وہ تحمل سے اس سے چھٹی کرنے کا ریزن پوچھ لیتا تو یہ نوبت ہی نا آتی۔

۔اس نے حیا کے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کبھی انکی آنکھوں میں آنسو نہ آنے دیگا۔۔۔۔

نکاح کے فورا بعد اس نے سارہ کے شوہر کو پولیس میں دیا تھا دست درازی کے الزام میں اب کے سارہ چوں بھی۔نا کر سکی کہ کہیں پولیس اسے ہی نا پکڑ کے لے جائے رہی بات شوہر کی تو وہ اچھے سے جانتی

تھی کہ اس کا شوہر کتنا دودھ کا دھلا ہے وہ تو حیا لوگوں کو اپنے گھر پر رکھنے کو بھی تیار نا تھی لیکن اسکے شوہر نے ہی اسے بہلا پھسلا کر راضی کر لیا تھا۔۔۔

پولیس کے جانے کے بعد وہ حیا کے والدین کے پاس آیا اور بہت سے نیلے نوٹ حیا کے والد کو یہ کہہ کر تھمائے کے انکی بیٹی کی سیلری ہے جتنے دن اس نے اس مہینے کام کیا ہے۔۔وہ کسی کی بیٹی کا حق نہیں کھا سکتا لیکن۔اب سے وہ صرف اور صرف اسکی بیوی ہے ــــــ

اور کچھ نوٹ سارہ کے منہ پر بھی مارے یہ کہہ کر کہ جتنے دن حیا لوگ رہے اسکا کرایہ اور باقی کی بخشش آئندہ وہ کسی کی بہو بیٹی کو یوں بیچ بازار میں رسوا اور ذلیل نا کرے۔۔۔۔۔حیا کا ہاتھ تھامے وہ بڑی شان سے وہاں سے نکلا ـــ

ہر وہ آنکھ جن میں حیا کیلئے پہلے افسوس اور ہمدردی تھی اب وہی اس پر رشک کر رہے تھے۔۔۔۔

اسی سوچوں میں وہ کب گھر پہنچ گیے میر کو پتہ ہی نا چل سکا ـــ

اس نے گردن موڑ کر حیا کو دیکھا جو شدید ذہنی و جسمانی تھکاوٹ کے باعث اونگھ رہی تھی۔۔۔۔

سیٹ بیلٹ کھول کر وہ گاڑی سے نکل آیا وہ دوسری جانب کا دروازہ کھولے اس تک آیا۔۔۔۔

جس کے چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے سے نشان تھے۔۔۔ہونٹ بھی کنارہ سے پھٹ چکا تھا۔۔۔

اسکی حالت پر لب بینچتا وہ اسکی ڈھلکتی چادر درست کرتا سیٹ بیلٹ کھول کر اسے بازوؤں میں بھر گیا۔۔۔

دروازہ بند کر کے اس نے کی گارڈ کی جانب اچھالی کہ وہ گاڑی لوک کریں خود اسے لیے لفٹ میں سوار ہو گیا۔۔۔

لفٹ کے رکنے پر وہ باہر نکلا اور اپنے اپارٹمنٹ کے آگے کھڑے ہو کر بیل بجائی۔۔۔۔

پہلے تو کی کا ہی یوز کرتا تھا لیکن اب زوبی اندر تھی تبھی اس نے بیل کا سہارا لیا۔۔۔

اس دوران حیا ہلکا سا کسمسائی لیکن بیدار نہ ہوئی۔۔۔۔۔

کوئی سنوائی نہ ہوتے دیکھ میر نے پھر بیل بجائی۔۔۔

"آرہی ہوں بابا آرہی ہوں۔۔۔"

""""۔۔۔۔ کیوں ہوا کے گھوڑے پہ سوار ہو

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی ڈرائیور کے ساتھ کالج سے لوٹی تھی۔۔

بولتے ساتھ ہی اس نے بنا پوچھے گیٹ کھولا۔۔۔اور میر کو دیکھ کر حیرانی سے بولی۔۔۔

"۔۔۔۔ بابا آپ اس وقت"

ابھی وہ کچھ بولتی کے میر کی بانہوں میں کسی لڑکی کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔۔۔۔

"بابا یہ کون ہے۔۔۔۔۔۔۔"

اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا اس جھٹکے سے سنبھلتے اس نے پوچھا۔۔۔۔۔۔

"مسسز میر محتشم علی۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ پر سکون کا بولا۔۔۔۔

"

!کیا؟؟؟؟؟؟

/////

"آپ کو کیا اپنی تربیت پہ یقین نہیں تھا۔۔۔"

وہ تینوں ٹرین میں سوار اس شہر کو الوداع کر کے جا رہے تھے۔۔۔

"مجھے اپنی بیٹی اپنی تربیت پہ خود سے زیادہ بھروسہ ہے۔۔۔۔"

وہ اپنی بات پر زور دے کر بولا۔۔۔۔

تو پھر اسے یوں بے یقین کیوں کیا۔۔۔"

" کیوں ایسے ہی کسی انجان شخص کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ دے دیا جسے وہ جانتی تک نہیں۔۔۔

اب کہ وہ صدمے کے زیر اثر بولی۔۔۔۔

"کیا کرتا کیا کرتا میں زلیخا۔۔۔"

تھک گیا تھا اپنی بچی کی یوں حفاظت کرتے کرتے۔۔۔۔۔۔

"اس شخص سے لیکن وہ پھر بھی ہم تک پہنچ ہی جاتا ہے۔۔۔۔

"کس کی بات کر رہے ہیں۔۔۔"

زلیخا بیگم کو ان کے لہجے سے خطرے کی بو محسوس ہوئی۔۔۔

"۔۔۔۔۔۔ نعمان درانی"

انوکھا بندھن

7 قسط نمبر

از قلم نور عباس

"۔۔۔۔۔۔ نعمان درانی"

۔۔۔ ۔وہ صرف اتنا بول کے خاموش ہو گئے

جیسے آگے کی کہانی سے انکی بیوی واقف ہو۔۔

"۔۔۔ آپ نے اس کو کہاں دیکھا"

انکی بیوی سر سراتے لہجے میں بولی۔۔۔

جب وہ لوگ ہمارا سامان باہر پھینک رہے تھے ان میں میں نے نعمان درانی کے خاص آدمی زبیر کو "بھی دیکھا تھا اسی لے میری طبیعت خراب ہو گئی۔۔۔"

... تمہیں معلوم ہے وہ ہماری بیٹی کو ہم سے چھین کے لے جاتے اور ہم کچھ نا کر سکتے تھے "

"بھلا غریب کی سنتا کون ہے یہاں۔۔۔

لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ جسکے ہاتھ میں آپ نے اسکا ہاتھ دیا ہے وہ اسے خوش رکھے "گا۔۔۔۔

"زلیخا بیگم نے نقطہ اعتراض کیا۔۔۔۔۔۔"

آخر ماں تھی نا کیسے ان کے دل کو قرار آتا کیا تھا جو وہ انکی کوکھ سے نا جنمی تھی۔۔۔۔

ان کیلیے وہ اپنے سگے بیٹے سے بھی بڑھ کے تھی۔۔۔۔۔رخصت ہوتے وقت اس کا گھٹ گھٹ کے رونا اب تک اسکی سسکیاں انہیں اپنے کان کے پردے پر سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

تم نے دیکھا نہیں کیسے وہ سب کے سامنے ہماری حیا کے لیے ڈٹ گیا۔۔جب کے اس کا حیا سے کچھ "
خاص رشتہ بھی نا تھا۔۔۔. کیا تمہیں لگتا ہے اسکے بعد کبھی بھی حیا پر وہ کوئی مشکل وقت آنے دے گا
"جبکہ اب ان کے درمیان ایک مضبوط رشتہ بندھ چکا ہے۔۔۔۔۔

شوہر کہ کہنے پر وہ چپ تو ہو گئ تھی لیکن ابھی تک مطمئن نا ہو سکی جب تک کہ وہ اپنی لاڈلی کو اپنے گھر میں ہنستا بستا نا دیکھ لے۔۔۔۔

//////

!!!!!!کچھ سال پہلے

نعمان درانی اک اوباش پینتیس سال کا آدمی تھا سیاست سے اسکا تعلق تھا حیا کے کالج میں وہ مہمان خصوصی تھا جب اس نے کالج میں حیا کو پہلی بار دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا اپنی دل پھینک طبیعت کے آگے اس نے حیا کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔۔

حیا جب بھی کالج جاتی اس کا خاص آدمی زبیر اسکی نگرانی کرتا آہستہ آہستہ محلے میں حیا کو لیکر چہ مگوئیاں شروع ہو گئی تنگ آکر اس نے کالج جانا ہی بند کر دیا ۔۔۔

ایک ہفتے بعد نعمان درانی ان کے گھر ٹپک پڑا حیا کے رشتے کیلئے۔۔۔۔

بقول اسکے وہ حیا کی تعلیم مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا اب جبکہ وہ کالج چھوڑ چکی ہے تو اسکا باپ اسے نعمان کے ساتھ رخصت کر دے ورنہ انجام کے زمہ دار وہ خود ہونگے۔۔۔۔

حیا کے بابا نے تھانے میں جا کر اسکی رپورٹ کروائی شومائی قسمت کہ اس وقت ایک امانت دار انسپکٹر تبادلہ ہو کر آیا ہوا تھا ۔۔۔

نعمان کے خلاف ایف آئی آر درج ہونے کے بعد اس نے فوراً ایکشن لے کر اسے اریسٹ کیا انہی دنوں اسکے کالے دھندوں کے کچھ ثبوت بھی پولیس کے ہاتھ لگے جس سے وہ کافی سالوں کے لیے جیل جا پہنچا تھا پر جاتے جاتے وہ حیا کے باپ کو دھمکانا نا بھولا تھا۔۔۔۔۔

نعمان تو گرفتار ہو گیا۔۔ جبکہ اسکا آدمی زبیر پولیس کے ڈر سے روپوش۔۔۔ لیکن حیا کیلئے حالات تب بھی سازگار نا ہوئے۔۔۔۔

محلے والوں نے حیا کا جینا حرام کر دیا اس لیے تنگ آ کر اس کے والد نے وہ گھر بیچ کر دوسرے شہر شفٹ ہو گئے یہاں سے حیا نے اپنی تعلیم مکمل کی۔۔۔۔۔

اور پھر جاب جبکہ اسکے والد کرائے پر ٹیکسی چلاتے تھے۔۔۔اور اب اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد وہ ایک بار پھر اسی نعمان کے ڈر سے وہ شہر چھوڑ کر جا رہے تھے جبکہ وہ مطمئن تھے کہ انہوں نے امانت کی حفاظت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اب مضبوط ہاتھ میں اس کا ہاتھ دیا تھا۔۔۔اب چاہے سو نعمان درانی آ جائے حیا کا بال بھی بیکا نا کر سکتے تھے۔۔۔۔

//////////

بابا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ خوشی سے اچھل پڑی۔۔۔

جبکہ وہ زوبی سے اس طرح کے ری ایکشن کی امید نا کر رہا تھا۔۔۔۔

"ہاں میری جان پہلے بابا کو اندر تو آنے دو۔۔۔۔۔"

"او. سوری سوری۔۔۔۔"

. . میر کے کہنے پر وہ ہوش میں آتی اس کو گزرنے کا راستہ دینے لگی

میر نے اسے لے جا کر اپنے بیڈ پر لٹایا۔۔۔۔

جبکہ زوبی بھی پیچھے پیچھے تھی۔۔۔

"بابا انہیں کیا ہوا ہے۔۔۔۔"

زوبی اسکے چہرے پر زخم دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں بس معمولی سی چوٹ لگی ہے۔۔۔۔"

میر کے بتانے پر وہ سر ہلا گئی۔۔۔۔

اور روم سے چلی گئی۔۔۔۔

میر نے فرسٹ ایڈ بوکس لا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا کاٹن پر دوائی لگا کر اس کے ہونٹ کے کنارے لگائی کے جل ہونے کے احساس سے وہ بے ساختہ سسکائی۔۔۔

اور جلن کے احساس سے ہی اسکی آنکھ کھل گئی خود پر جھکے میر کو دیکھ وہ ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور سر سے ڈھلکتی چادر کو سر پر سیٹ کر کے آگے سے مضبوطی سے تھام لیا۔۔۔

میر جو اس پر جھکا ہوا تھا وہ بھی اسکے اٹھنے پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"۔۔۔ ٹیک آ ایزی لیڈی میں صرف دوائی لگا رہا ہوں"

وہ ریلیکس سے انداز میں بولا۔۔۔۔۔

جبکہ اس نے کوئی جواب نا دیا اور بیڈ سے نیچے اتر کر پاوں میں جوتی پہنے لگی۔۔۔

"۔۔۔۔مجھے واش روم جانا ہے"

وہ نظریں پیروں پہ گاڑے ہی بولی۔۔۔۔

میر نے ہاتھ سے واش روم کی سمت اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔وہ واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔۔۔

جبکہ میر اس کے بیگانے رویے پر سر پہ ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔

"مشکل ہے پر ناممکن نہیں۔۔۔۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔۔۔

جبکہ وہ واش روم میں بند ہو کر وہی نیچے بیٹھتی چلتی گئی۔۔۔۔

میر کے نکاح کی ہامی بڑھنے پر وہ سکتے میں چلی گئی جب نکاح کی کاروائی ہونے لگی تو اسکی ماں نے اک چادر اسکے سر پہ اوڑھانے لگی۔۔۔اس کا سکتہ ٹوٹا وہ اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ گئی۔۔۔

"مما میں کیسے۔۔ سر سے نکاح۔۔ سر پہلے۔۔"

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی پاس ہی کھڑے اسکے والد نے اسکا ہاتھ اپنے سر پہ رکھا

"تمہیں میری اپنے باپ کی قسم کچھ نہیں بولنا۔۔۔بس یہ جان لو کہ میں بہت مجبور ہوں۔۔۔۔"

انکی بات پر ایک بے اختیار سا آنسو اس کی آنکھ سے نکلا اور لکیر سی صورت اسکے گال پر پھسلتا چلا گیا اس نے ماں کی طرف بے بسی سے دیکھا تو وہ چادر سے اسکا گھونگٹ بنا گئی گویا اس بات کا اشارہ تھا کہ میں بھی اس سب میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔۔۔۔

کیوں کیا مما بابا میرے ساتھ ایسا کیا آپ کو اپنی حیا پر زرا ٹرسٹ نہیں تھا کیسے رہے گی وہ آپ کے بنا" "چھوٹے کے بنا مر جائے گی وہ۔۔۔

وہ بے آواز آنسو بہانے لگی کافی دیر بہت سارو کر جب اسکا دل ہلکا ہوا تو وہ آنسو پونچھتی واش بیسن کے قریب آئی۔۔۔۔

ٹپ کھول کے ہاتھوں کی اوٹ پر پانی لیکر چہرے پر اچھالا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پانی لگنے سے زخموں پر جلن سی ہوئی جلن کے احساس سے اس نے سامنے لگے آئینے میں دیکھا تو ہونٹ کا کنارہ زخمی تھا۔۔۔

"ٹیک آایزی لیڈی میں صرف دوائی لگا رہا ہوں۔۔۔۔"

اس سوچ کے آتے ہی وہ رخ موڑ کر واش بیسن سے ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

کتنا مطمئن تھا نا سر کا لہجہ جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو۔۔۔۔

ان کے لیے تو یہ شادی عام بات ہو لیکن میری پوری زندگی داو پہ لگ گئی ہے۔۔۔۔۔ لیکن یہ بات تو "پکی ہے مجھے یہاں نہیں رہنا بلکل بھ نہیں۔۔۔۔۔۔"

وہ اک فیصلہ کرتی واپس مڑتی دو تین چھپکے پانی کے مزید منہ پر مارتی۔ نل بند کرتی ڈوپٹے سے چہرہ پونچھتی وہاں سے نکلی۔۔۔

//////

وہ جب واش روم سے باہر نکلی تو سامنے ہی میر کھانا ٹیبکل پر رکھے اسکا منتظر تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"حیا جلدی سے آجائے کھانا دیکھ کر تو میری بھوک چمک اٹھی مجھ سے تو بلکل رہا نہیں جا رہا۔۔۔۔۔"

وہا سے دیکھ کر بے تکلفی سا بولا جیسے کہ کچھ ہوا ہی نا ہو۔۔۔

"۔۔۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے"

کہتے ساتھ ہی جب کے وہ بیڈ کے کنارے سمٹ کے بیٹھ گئی

میر اسکی حرکت پر ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گیا۔۔۔

خود چل کر اسکے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔ میر کے بیٹھنے پر وہ مزید خود میں سمٹ گئی۔۔۔۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا آپ کے ساتھ پلیز مجھے کہیں دارالامان میں چھوڑ آئے۔۔۔۔۔*

وہ سر جھکائے بولی۔۔۔

میں جانتا ہوں حیا۔۔۔ یہ جو بھی کچھ ہوا ہے اسے قبول کرنا آپ کیلئے مشکل ہے۔۔۔۔۔ آئی نو کے" آپکی آپکے کزن کے ساتھ کمنٹمنٹ ہے۔۔ لیکن اس وقت جو حالات تھے مجھے یہ فیصلہ لینا پڑا پلیز آپ مجھے غلط مت سمجھیئے گا میں جانتا ہوں یہ زبردستی کا رشتہ ہے میں آپ کو سمجھوتے کیلئے فورس بھی

نہیں کروں گا۔ کیوں کہ کبھی کبھی یہ سمجھوتے جان کا آزار بن جاتے ہیں۔۔۔ بھلا یہ کوئی مجھ سے بہتر جانتا ہو گا۔۔""

وہ خود اذیتی سے مسکرایا۔۔۔۔۔

اسکے لفظوں میں کتنی اذیت تھی اس پل اگر وہ سمجھنا چاہے تو۔۔۔۔

کافی دیر ان کے درمیان خاموشی رہی وہ اس کے بولنے کا منتظر رہا جب کہ وہ بیڈ شیٹ کے ڈیزائن کو غائب دماغی سے تکتی رہی۔۔۔۔

آپ جب بھی ان کے پاس جانا چاہے گی میں آپ کو وہاں چھوڑ آونگا۔۔۔"

"میرا یہ آپ سے وعدہ ہے۔۔۔۔۔

وہ یہ کہتا اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔۔اور کھانے کی ٹرے اٹھا کف اسکے سامنے رکھی۔۔۔

پلیز کھانا کھا لے کھانے سے کیا ناراضگی۔۔۔۔

وہ کھانا اسکے سامنے رکھتا روم سے نکل گیا۔۔۔

جب کے وہ بے بسی کے احساس سے آنسو بہانے لگی۔۔۔۔

///////

وہ باہر لاونج میں صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا آفس تو اب جانا سکتا تھا اس نے ملک صاب کو فون کر کے بتادیا تھا کہ آج وہ آفس نہیں آئے گا اس لیے وہ سب سنبھال لے۔۔۔۔زونی اکیڈمی گئی ہوئی تھی۔۔۔کچھ آفس ڈیٹیل چیک کر کے اور ساتھ ہی ایپ ہر کچھ آڈر کر کے اس نے لیپ ٹاپ ساتھ والے سنگل صوفے پر رکھا اور خود تھری سیٹر صوفے پر لیٹ گیا۔۔

اور آگے آنے والے حالات کے بارے میں سوچنے لگا۔۔۔

وہ کہنے کو حیا سے کہہ تو آیا تھا کہ وہ اسکے کہے پر اسے چھوڑ دے گا کیا یہ ممکن تھا۔۔

یہ سب سے چتے سوچتے قسکی آنکھ لگ گئی۔۔۔۔

اسکی آنکھ کچن میں ہوتی کھٹ پٹ سے کھلی۔۔۔۔

اس نے چونک کر کچن کی طرف دیکھا جو سامنے ہی تھا اوپن کچن ہونے کی وجہ سے اسے کچن میں حیا نظر آئی۔۔۔

جو شاید کچھ کر رہی تھی۔۔۔

"آپ کچن میں حیا کچھ چاہیے کیا۔۔۔۔"

میر اٹھ کر اسکے پاس آیا جب کے میر کے آنے پر وہ شرمندہ ہوئی۔۔

"جی وہ سر میں درد ہو رہا ہے اس لیے چائے بنانے آئی ہوں لیکن چائے کا سامان نہیں مل رہا۔۔۔"

بتاتے ہوئے وہ ادھ موئی ہوئی۔۔۔ لیکن وہ کیا کرتی شروع سے ہی جب تک وہ چائے نا پی لیتی اسکا سر درد نا جاتا پھر چاہے وہ کتنی ہی ٹیبلٹز لیتی اب بھی وہ بہت مجبور ہو کر میر کو سوتا پا کر کچن میں آئی تھی آرام آرام سے کرنے پر بھی شور کے بدولت میر کی آنکھ کھل گئی۔۔۔

سر بھی کیا سوچ رہے ہونگے ابھی تو دارالامان جانے کی بات کر رہی تھی اور اب کیسے بنا پوچھے دھرلے سے کچن میں آ گئی۔۔۔

اٹس اوکے حیا۔۔۔۔۔"

اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو آپ بغیر اجازت بنا سکتی" ہیں۔۔۔۔

"چائے کا سامان بائیں طرف کونے کی کیبینٹ میں رکھا ہے۔۔۔۔

میر کے بتانے پر اس نے سر ہلایا ساس پین میں پانی ڈال کر چولھے پر رکھا پھر میر کے بتائے ہوئے کیبنٹ سے اسے مطلوبہ سامان مل گیا۔۔۔

وہ جلدی سے نکال کے چائے بنانے لگی۔۔۔۔چائے کے جوش میں آنے کا انتظار کرتی اس نے سرسری نظر میر کی جانب ڈالی جو ٹی وی آن کیے اپنی کن پٹی کو ہلکے سے سہلا رہا تھا۔۔۔۔

حیا نے خاموشی سے چائے میں مزید اشیاء کا اضافہ کر دیا

تھوڑی دیر بعد دو کپ چائے تیار تھی اس نے ایک کپ لے جا کر اسکے سامنے ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔

میر نے حیرت سے چائے کے کپ کو دیکھا سر میں اسکے بھی درد تھا لیکن چائے بنانے کی ہمت نہیں دل چاہا حیا کو کہہ دے میرے لیے بھی بنا دو لیکن لب سی گیا۔۔۔

"۔۔۔۔تھینکس"

اس نے کہہ کر سر اٹھا کر کہا لیکن وہ بنا سنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔۔۔

۔۔۔میر نے سر جھٹک کر کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا

"آمیزنگ۔۔۔۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔۔ پہلا گھونٹ بڑھتے ہی اس نے بے اختیار کہا

انوکھا بندھن

8 قسط نمبر

از قلم نور عباس

سورج کی کرنیں چہرے پر پڑنے سے اسکی آنکھ کھلی۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ حیا غائب دماغی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔وہ کسلمندی سے وہیں بیڈ پر. پڑھی رہی

ذہن پر زور ڈالا کے کہاں ہے تب نظر سائیڈ ٹیبل پہ رکھے کپ پر گئی تو سب یاد آیا۔۔۔۔۔

اچانک سے اسے بھوک کا احساس ہوا نجانے کتنے دنوں کی بھوکی تھی رات کو بھی اس نے صرف چائے ہی پی تھی کھانا نا کھایا تھا۔۔۔۔۔

دل و دماغ کے درمیان بھی عجب جنگ چھڑی تھی دل کہتا تھا اس سے دوستی کرلو جبکہ دماغ مسلسل نفی کیے جارہا تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

سر کے رویے سے لگ تو نہیں رہا تھا کہ وہ فلرٹی ٹائپ ہے جو بندہ شادی کے پہلے ہی دن بیوی جو اسکے سابقہ منگیتر سے ملانے کی بات کریں وہ بھلا دل پھینک ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔ اسکا دل مسلسل کہہ رہا تھا

نہیں نہیں۔۔۔ کیا معلوم یہ اس کا جال ہو وہ تمہارے سامنے اچھا بننے کا ناٹک کر رہا ہو۔۔۔۔۔۔ دماغ نے دل کی دلیل رد کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

پھر بھی دوستی کرنے میں کوئی مضائقہ تو نہیں ہے دل ہلکا سا منمنایا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔اس نے دوستی کا بھی اسطرح کہا ہے کہ آگے چل کے یہ پیار میں بدل جائے گا۔۔۔

دماغ کی دلیل پر اس کے دل نے احتجاج کیا۔۔۔۔

وہ بیڈ سے اٹھی واش روم سے فریش ہو کر روم سے باہر نکلی تو۔۔۔۔باہر لاونج کے صوفے پر ہی اسے زوبی بیٹھی مل گئی۔۔۔۔۔۔

حیا اسے دیکھ کر واپس پلٹتی کے زوبی نے بھی اسے دیکھ لیا۔۔۔۔

"ارے آپ اٹھ گئی۔۔۔۔میں کب سے آپ کے اٹھنے کا ویٹ کر رہی تھی۔۔۔۔"

وہ پرجوش سی کہتی خود ہی اٹھ کر اسکے پاس آگئی۔۔۔۔

اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے لیکر اپنے ساتھ دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

آپ کو معلوم ہے میں آپ کے جاگنے کا کب سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔"

۔کل بھی آپ سے ملے بغیر اکیڈمی جانا پڑا۔۔۔

واپس آئی تو آپ کو سوتا پایا۔۔۔۔

صبح بھی۔۔۔اس لیے میں یونی نا گئی کیونکہ جب تک آپ سے مل نا لیتی میری بے چین روح کالج میں

"بھی چین نہ لیتی۔۔۔

"وہ تیز گام کی طرح بنا کوما اور فل اسٹاپ کے بولتی ہی گئی۔۔۔

"آپ بھی تو کچھ بولے نا کب سے میں ہی بولے جا رہی ہوں۔۔۔۔ "

زوبی کو احساس ہوا کب سے صرف وہ ہی بولے جا رہی ہے۔۔۔۔۔

تب حیا سے بولی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"کیا بولوں۔۔۔"

حیا بے چارگی سے بولی۔۔۔

::"آپ اپنا نام ہی بتادیں۔"

"۔۔ ؟حیا۔۔"

وہ دھیمے سے بولی۔۔۔

اسے یہ سوال کرتی بہت زیادہ بولتی گڑیا بہت پسند آئی تھی۔۔۔

او حیا میر محتشم علی۔۔۔۔۔۔"

"کتنا اچھا لگ رہا ہے نا آپ کے نام کے ساتھ بابا کا سر نیم۔۔۔۔

کل بابا جب آپ کو گود میں اٹھا کر لائے تھے تو میں تو پہلے دیکھ کر شوکڈ رہ گئی پھر بابا سے آپ کے

"متعلق پوچھا تو کہنے لگے مسسز میر محتشم علی۔۔۔۔۔۔ سن کر بڑا اچھا۔۔لگا۔۔۔۔

جب کی اس کی بات پر حیا کا چہرہ گلنار ہو گیا یہ سوچ کر کے میر نے اسے بازوؤں میں اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ا"رے دیکھیں باتوں باتوں میں میں تو بھول ہی گئی۔۔۔

آپ کو بھوک لگی ہو گی ناکل بھی طبعیت کی خرابی کی وجہ سے آپ نے کھانا نہیں کھایا بابا نے مجھے بتایا تھا۔۔۔۔۔"

چلے چلے پہلے ناشتہ کر لے آپ کے انتظار میں میں نے بھی نہیں کھایا چوہوں نے میرے پیٹ میں بیڈ منٹن کھیلنا شروع کر دی ہے۔۔۔باقی باتیں ناشتے کی ٹیبل پر۔۔۔۔"

زوبی یہ کہہ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

جبکہ وہ اس کی بات پر ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی کے اب ناشتہ کرتے ہوئے بھی اسکی باتیں سننی ہو نگی۔۔۔۔

///////

"سرکار وہ لڑکی وہاں نہیں ہیں اور نا ہی اسکے ماں باپ۔۔۔۔"

اسکے خاص آدمی نے ڈرتے ڈرتے اسے بتایا۔۔۔۔

"کیا۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان ہاتھ میں جکڑا۔۔۔

"تم جانتے ہونا اس کا انجام کیا ہو گا۔۔۔۔"

۔۔۔ میں نے تمہیں ان پر نظر رکھنے کا کہاں تھا نا"

۔۔۔ پھر کیسے کیسے وہاں سے جا سکتے ہیں وہ

۔۔۔۔ پانچ سال پانچ سال انتظار کیا ہے میں نے اس پل کا

اور جب وہ پل میری زندگی میں شامل ہی ہونے والا تھا تم سے چوک کیسے ہو گئی۔۔۔

وہ خود پچھلے دو دن سے گاوں گیا ہوا تھا گاوں والوں نے نیا سردار چننا تھا۔۔ لیکن اسکی بری حرکتوں کی وجہ سے کچھ لوگ اسکی سرداری کے مخالف ہو گئے جسکی وجہ سے اسے ارجنٹ گاوں جانا پڑا۔۔۔ وہ اور زبیر آج دوپہر کو ہی پہنچ سکے تھے۔۔ جب اس کے آدمی نے اسے یہ لبر سنائی۔۔

مجھے معاف کر دے سرکار میں مسلسل ان پر نظر ہی رکھے ہوئے تھا کل اچانک میری بیوی کی طبیعت" خراب ہو گئی کچھ گھنٹوں کیلیئے ہی منظر سے ہٹا تھا صبح جب واپس آ کر وہاں بھیڑ جمع دیکھی تو معلوم ہوا۔۔۔۔"

"اس لڑکی کا نکاح۔۔۔۔۔۔"

ٹھاہ اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا وہ اگلے جہاں پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

"یہ کیا کب سے لڑکی لڑکی لگا رکھا ہے میڈم بول اسے سالے۔۔۔۔۔۔"

۔۔۔ زبیر اس نے اپنے دائیں ہینڈ کو بلایا

"___حکم سرکار"

وہ سر جھکائے آگے بڑھا۔۔۔۔

"اسے ٹھکانے لگانے سے پہلے پہلے مجھے حیا کی ساری ڈیٹیل چاہیے ورنہ۔۔۔۔۔۔۔ "

وہ پستول اسکی کن پٹی پر رکھتا اشارہ کر گیا۔۔۔

جسے سمجھ کر وہ لرز گیا۔۔۔۔۔

"جیسا آپ چاہے سرکار۔۔۔۔"

وہ چاپلوسی سے بولا۔۔

اور مجھے اب یہ دنیا اسکی بیوی سے بھی پاک چاہیے جس کی وجہ سے میری حیا مجھ سے پھر سے دور ہو گئی۔۔۔۔"

اس بڈھے کو تو میں چھوڑونگا نہیں سالہ مجھ سے پھر گیم "

"کھیل گیا____ گالی نہ ہو تو۔۔۔

جتنا بھی اسے مجھ سے بچالے یا چھپالے بڈھے لیکن یہ تو طے ہے کہ اسے میرے پاس ہی آنا ہے اب چاہے اس کیلئے اسے بیوہ ہی کیوں نا ہونا پڑے۔۔۔۔"

خود سے کہتے وہ مکروہ ہنسی ہنستے بولا۔۔۔۔

/..///////

ناشتہ کرنے کے بعد اس نے زوبی کے ساتھ پورا فلیٹ دیکھا۔۔۔پانچ کمروں پر مشتمل یہ لگژری اپارٹمنٹ حیا کو کافی پسند آیا تھا جو کہ کافی کشادہ اور ہوادار تھا۔۔۔۔

.بالکنی میں کھڑے ہو تو سامنے مین روڈ کا سارا نظارہ کر سکتے ہیں۔

جو چیز اسے سب سے زیادہ پسند آئی تھی وہ میر کی چھوٹی سی اسٹڈی تھی جس کا دروازہ حیا جس روم میں رہ رہی تھی اسی روم سے ہو کر جاتا تھا...

وہاں کافی کتابیں رکھی تھی۔۔۔۔۔۔حیا ایک ایک کرے سب کتابیں دیکھنے لگی۔۔۔

جبکہ زوبی بور ہوتی بری بری شکلیں بنانے لگی۔۔۔

حیا کی جب اس پر نظر پڑی تو بے ساختہ ہنس پڑی۔۔

"۔۔. کیا ہوا"۔

" ایسے منہ کیوں لٹکایا ہوا ہے"

حیا کے پوچھنے کی دیر تھی وہ نان اسٹاپ شروع ہو گئی۔۔۔۔

".ڈس از ناٹ فیئر حیا.جی۔۔۔۔۔۔۔"

میں نے آج آپ کی وجہ سے یونی کی چھٹی تا کہ ڈھیر ساری باتیں کریں گے۔۔ "

۔۔۔۔ پر آپ تو یہاں کتابوں میں کھو گئی

"جب کہ میں بیچاری کب سے آپکی اک نظریں کرم کے لیے ترس رہی ہوں۔۔۔۔۔

وہ کچھ اس بیچارگی سے بولی کے حیا کی ہنسی چھوٹ گئ۔۔۔۔

پھر اسکا بگڑا موڈ دیکھ کر خاموش ہوئی۔۔۔۔

اچھا ابھی کوئی باتیں رہ گئی ہیں کیا کہنے کو میں نے تو سوچا تمہارے پاس باتوں کا اسٹاک ختم ہو گیا ہو گا"

" تبھی میں بھی کتابوں بزی ہو گئ۔۔۔۔

۔۔۔ حیا اسے چھیڑتے ہوئے بولی

"کیا مطلب میں زیادہ بولتی ہوں جائیں اب میں آپ سے بات نہیں کر رہی۔۔۔۔۔۔۔"

وہ تو مکمل روٹھنے کا پلین بنا چکی تھی۔۔۔

"ارے بھئی اور نہیں تو کیا اتنا زیادہ۔ہ۔ہ۔۔۔اچھا زیادہ سے تھوڑا کم۔۔۔۔بولتی ہو"

زوبی کے آنکھیں دیکھانے پر وہ بات بدل گئ۔۔۔۔

"دیکھا ناسچ زبان پر آ ہی جاتا ہے اب آپ نے خود مانا کہ میں تھوڑا کم بولتی ہوں۔۔۔۔ "

اسکی بات پر وہ پر جوش سی بولی۔۔۔

جبکہ حیا اسکی چالاکی پر دھنگ رہ گئی۔۔۔۔

بہت چالاک ہو زوبی تم۔۔۔۔۔"حیا کی بات پر اس نے سر تسلیم خم کیا۔۔۔۔"

"اچھا بتاو کیا باتیں کرنی ہے۔۔۔"

حیا نے بلآخر ہار مان ہی لی۔۔۔۔

"سب۔۔۔۔۔"

"کیا سب۔۔۔۔"

زوبی کی بات پر وہ ناسمجھی سے بولی۔۔۔۔

اپنی فیملی کے بارے میں بتائیں کون کون ہے آپ کی فیملی میں کیا شادی سے پہلے آپ نے بابا کو یا بابا" نے آپ کو دیکھا تھا آپ پہلی بار کہاں ملے۔۔

"بابا نے آپ کو پرپوز کیا تھا آپکی لو میرج ہے یا ارینج آل ٹو آل بتائے۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

زوبی ایکسائٹمنٹ سی سب پوچھتی گئی۔۔۔

حیا نے اسکی بات پر گہری سانس لی۔۔۔ فیملی کے ذکر پر اسکی پلکیں نم ہوئی۔۔۔

پھر وہ دھیرے دھیرے اسے اپنے بارے میں سب بتانے لگی سوائے اسکے کہ میر نے اسے پہلے پرپوز کیا تھا اور وہ انکار کرچکی تھی۔۔۔۔

جبکہ زوبی اسکے ساتھ ہوئی ٹریجڈی کے بارے میں سن کر دکھی ہوگئی۔۔۔

اوہ حیا آپ کے ساتھ تو بہت برا ہوا میں تو کچھ اور ہی سمجھی تھی بٹ آپکی اسٹوری تو پوری ہی الٹ "ہے۔۔۔۔"

"۔۔۔۔ تم کیوں اداس ہوگئی جو ہونا تھا ہو گیا"

حیا نے اسے اداس دیکھا تھا تو اس سے رہا نا گیا۔۔۔۔

"ارے باپ رے باپ میں تو بھول ہی گئی حیا جلدی چلے میرے ساتھ۔۔۔۔"

وہ کچھ یاد آنے پر حیا کا ہاتھ پکڑتی اسے کھینچتی اپنے روم میں لے آئی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پھر واڈروب میں سر دیئے کچھ تلاش کرنے لگی مطلوبہ چیزوں کو ہاتھوں میں لئے وہ بیڈ پر اسکے پاس بیٹھی ------

دو پارسل تھے----

"-----یہ بابا نے آپکو دینے کیلئے کہا تھا'

اس نے وہ دونوں پارسلز حیا کی جانب بڑھائے

"میرے لیے---"

جبکہ حیا زیر لب دھیمی آواز مں بولی----

اسکے پوچھنے پر اس نے فقط سر ہلایا---

اس نے کھولنے شروع کیے تو دونوں میں سوٹ تھے۔----

"واو حیا ایسا کریں آپ فریش ہو کر یہ والا سوٹ پہنے---"

زوبی نے ہلکے فیروزی رنگ کا سوٹ اٹھا کر اسکی جانب بڑھایا---

"لیکن۔۔۔۔۔۔"

وہ ہچکچائی۔۔۔

کیا حیا لیکن ویکن کچھ نہیں دیکھیں نا آپ کل سے انہی کپڑوں میں ہیں کیا آپ کو الجھن نہیں ہو رہی" ۔۔۔ ان کپڑوں میں"

زونی اب کے کچھ بڑی بی کے انداز میں بولی۔۔۔

صحیح تو کہہ رہی تھی وہ اسے واقعی اپنے کپڑوں الجھن ہو رہی تھی جو جگہ جگہ سے مسلے ہوئے تھے۔۔۔

"جلدی کریں نا پھر لنچ بھی بنانا ہے۔۔۔۔۔ہم نے۔۔۔۔"

وہ فکر مندی سے بولی۔۔۔۔

"اچھا تو تمہیں کوکنگ کرنی آتی ہے۔۔۔"

حیا نے دلچسپی سے پوچھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"اچھا تو پھر لنچ کون بنائے گا۔۔۔ "

حیا نے پھر سے کہا۔۔۔

"۔۔۔۔۔۔ سمپل آپ"

وہ بھولے پن سے بولی۔۔۔

"اور آپ جنابہ کیا کرینگی۔۔۔"

"سمپل آپ سے باتیں تاکہ آپ بور نا ہو۔۔۔۔۔"

جبکہ حیا اسکی بات پر سر جھٹکتی کپڑے اٹھائے فریش ہونے چلدی۔۔۔۔

/////

۔۔۔ وہ فریش ہو کر زوبی کے ساتھ کچن میں آ گئ

"۔۔۔ اچھا اب میڈم بتائے کیا کھانا نوش کرنا پسند فرمائیں گی"

"آپ۔۔۔۔۔"

بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے وہ بولی۔۔۔۔

"۔۔۔ کچھ بھی بنا لیں"

"بریانی کھاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"واو میری فیورٹ ہے بلکہ ایسا کریں پہلے سامان دیکھ لیتے ہیں اگر کچھ چاہیے ہو تو منگوا لے گے۔۔۔۔"

۔۔ زوبی کی بات پر سر ہلاتی وہ سارے کیبن کنگالنے لگی اسے اپنا سارا مطلوبہ سامان مل گیا۔۔

زوبی اسکے کہنے پر فریج میں سے چکن نکالنے لگی۔۔۔۔۔

حیا پیاز چھیلنے لگی۔۔۔

"ہائے اللہ اتنے کڑوے میں تو باہر جا رہی ہوں بابا۔۔۔۔"

وہ آنکھوں میں آئے پیاز کی کرواہٹ کے پیش نظر آنے والے آنسو صاف کرتی باہر بھاگ گئی۔۔ جبکہ حیا اسکی حرکت پر مسکرائے جا رہی تھی۔۔۔۔

"۔۔۔ .آئی بڑی میرے ساتھ کھانا بنوانے والی بس. باتیں کروالو میڈم سے"

۔۔۔ . . پیاز کاٹتے کاٹتے اسکی خود کی آنکھیں جل رہی تھی

جلدی سے ہاتھ چلاتی وہ مصالحہ تیار کرنے لگی۔۔۔

پھر زوبی نے تب ہی کچن میں قدم رکھا جب حیا بریانی کو دم پر رکھ چکی تھی اور اب رائتہ بنا رہی تھی۔۔۔

"حیا سوئیٹ ڈش بھی بنا لیں بابا بھی لنچ پر ہمیں جوائن کریں گے۔۔۔"

زوبی کے کہنے پر اک لمحے کو اسکے ہاتھ تھمے لیکن پھر سر جھٹک کر وہ اپنے کام پر لگ گئی بریانی بن چکی تھی۔۔۔"

اس نے میٹھے میں کچھ نا بنایا تھا۔۔۔کیونکہ میٹھے میں کچھ بنانے کیلئے کچھ سامان بھی نا تھا اور نہ اب اتنا ٹائم تھا کہ وہ سامان منگواتی۔۔۔

سب ریڈی تھا وہ واپس روم میں آ کر بالوں کی چوٹی کرنے لگی۔۔۔جنہیں پہلے اس نے گیلا ہونے کے سبب کھلا چھوڑا دیا تھا۔۔۔

چوٹی کے بل دیتی اس پر کیچر لگاتی اپنا ڈوپٹہ ابھی سر پر اوڑھ ہی رہی تھی کہ۔۔زوبی کی چیخنیں کی آواز کانوں میں پڑی وہ باہر کی جانب بڑھی جہاں وہ باپ کے گلے سے لٹکی بابا آ گئے بابا آ گئے کا شور مچائے جارہی تھی بلکل ہی چھوٹی بچی لگی تھی اس پل حیا کو۔۔۔اسکا انداز حیا کہ ہونٹوں پر مسکراہٹ لانے کا سبب بنا۔۔۔

جبکہ میر زونی سے ملتا اسکی طرف دیکھتا اپنی جگہ اسٹیل ہو گیا۔۔۔

جبکہ اسکی یہ حالت دیکھ کر زونی کھنکھاری۔۔

۔۔۔ اور اس کے کان میں بولی

۔۔ بہت پیاری لگ رہی ہے نا۔۔۔جبکہ اسکی بات پر وہ کھسیا سا گیا

حیا نے دھیرے سے سلام کیا جس کا اشارہ وہ سر یلا کر دے گئ۔۔۔۔

اور کچن کی جانب چل دی کھانا لگانے۔۔۔۔

انوکھا بندھن

9 قسط نمبر

از قلم نور عباس

کھانا کھانے کے بعد وہ لیپ ٹاپ لیکر بیڈ پر آ بیٹھا۔۔۔۔۔

اسے کوئی ضروری ای میل چیک کرنی تھی وہ وہی کر رہا تھا اسکا دوبارہ آفس جانے کا موڈ نا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی حیا روم میں آئی اور اسٹڈی میں جا کر وہ ہی کتاب اٹھا لائی جس کے اس نے دو ہی صفحے پڑھے تھے۔۔۔۔

واپس روم میں آ کر بیڈ کی دوسری جانب بیڈ کی کراون سے ٹیک لگائے وہ کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔

میر نے اک بھرپور نظر اس پر ڈالی اسکے آج کے زوبی کے ساتھ اچھے رویے پر وہ خوش و سرشار ہوا تھا۔۔۔۔۔۔شاید حیا حالات کو قبول کرنے لگی تھی۔۔۔

"ہم۔ہم"""""

وہ کتاب میں اتنا ڈوبی کے اسے آس پاس کا ہوش ہی نا رہا۔۔

۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر کو اسے متوجہ کرنے کیلئے کھنکارنا پڑا۔۔۔

لیکن پھر بھی اس پر کوئی اثر نا ہوتے دیکھ۔۔۔۔

بلآخر وہ اسے بلانے پر مجبور ہو گیا۔۔۔

"!۔۔۔۔۔۔ حیا"

اس نے دھیمی سی آواز میں کہا پر نو ریسپونس۔۔۔۔

مجبوراً میر کو اس کا کندھا ہلانا پڑا۔۔۔۔۔

۔۔۔ وہ جو کتاب میں غرق تھی کہ اسکے ہلانے پر ڈر کر کتاب اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی

جس پر وہ سوالیہ نظروں سے میر کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

آئی ایم سوری پر میں نے آپ کو آواز بھی دی آپ نے سنا نہیں مجبوراً مجھے آپ کو متوجہ کرنے کیلئے یہ "

"اسٹیپ لینا پڑا۔۔۔

میر کی وضاحت پر وہ شرمندہ ہوئی۔۔۔

"اوہ سوری میں تو بس ویسے ہی۔۔۔۔۔"

اب کے حیا بولی۔۔۔

"۔۔۔ اٹس اوکے"

"لگتا ہے آپ کو کافی لگاو ہے مطالعہ میں۔۔۔۔"

میر نے بات پلٹی وہ اسے شرمسار نہ دیکھ سکا۔۔۔

"جی۔۔۔۔مجھے کافی لگاو ہے کتابوں سے۔۔۔۔"

حیا پھر بتا گئی۔۔۔۔۔

"ہمممممممم۔۔۔۔"

میر نے سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو میں اس بات کو واقعی مان گیا ہوں۔۔۔

"آپ کو کچھ بات کرنی تھی شاید۔۔۔۔۔۔۔۔"

حیا نے اسکا دھیان دوسری جانب مبزول کروایا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جی۔۔۔میں نے یہ پوچھنا تھا کہ آپ نے پھر کیا سوچا ہے جو بات میں نے آپ سے کل کہی تھی آپ "
کے کزن کے متعلق۔۔۔۔۔"

۔۔ میرا اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا

اور حیا کا رد عمل دیکھنے لگا۔۔۔۔

جو اسکی بات پر اپنے لب دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔

"پتہ نہیں میں نے ابھی اسکے متعلق کچھ نہیں سوچا۔۔۔مجھے تھوڑا اسپیس چاہیے۔۔۔۔"

اب وہ کیا بولتی کہ جس کزن کا اس نے حوالہ دیا ہے وہ پاکستان یں توط کیا پوری دنیا میں کہیں نہیں
ہے۔۔۔ا

س نے تو ویسے ہی اک بات سر سے کہہ دی تھی رشتے سے انکار کے لیے لیکن سر تو اسی ایک بات کو پکڑ
کر بیٹھ گئے ہیں۔۔۔

وہ چاہ کر بھی انکی غلط فہمی دور نا کر سکی یہ تو طے ہے اسے یہاں نہیں رہنا لیکن اس کے لیے پہلے اسے
اپنے پاوں پر کھڑا ہونا ہو گا۔۔۔

خالی ہاتھ وہ جاتی بھی تو کہاں۔۔۔

آج کل کے دارالامان کے جو قصے سنتی آئی تھی وہاں جانا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

بلکہ اس نے کچھ اور ہی سوچا ہوا تھا اپنے متعلق۔۔۔

"سر آپ سے اک بات کہوں۔۔۔۔۔۔"

حیا نے میر سے کہا۔۔۔

"کہیے۔۔۔۔۔۔"

میر جو دوبارہ لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گیا تھا اسی مصروف سے انداز میں بولا۔۔۔

کہیں نا کہیں اسکا جواب میر کو مطمئن کر گیا تھا۔۔۔

"سر کیا میں دوبارہ جاب پر آسکتی ہوں۔۔۔۔۔۔ح"

یا نے اک امید سے پوچھا۔۔۔

"((بلکل حیا)) آپ کا اپنا ہی آفس ہے اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے پگلی۔۔۔"

یہ بات دل میں بولتا اسے بولا۔۔۔۔۔

انفیکٹ میں تو خود آپ سے یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ آپ جاب کانٹینور رکھے گی یا میں کسی اور کو آپکی جگہ "

"اپائٹمنٹ کر لوں۔۔۔۔

میرنے بھی سرسری لہجے میں کہا۔۔۔

جب کہ وہ دل ہی دل میں اسکی بات سے بہت خوش ہوا تھا۔۔۔

"تو کیا میں کل سے آفس جوائن کر لوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

حیانے پوچھا۔۔۔

" بلکل مجھے بہت خوشی ہوگی۔۔۔۔"

دل میں کہتے ہوئے

"جیسا آپ کو بہتر لگے۔۔۔۔ "

وہ دھیمے سے بولا۔۔۔۔

جب کے حیامیر کی بات پر خوش ہو گئی۔۔۔۔

"باادب باملاحظہ ہوشیار خبردار اس محل کے بادشاہ کی دل وجان اس کی آن بان شان یعنی کے میر محتشم علی کی دختران نیک اختران زوبیہ تشریف لا رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔

وہ دھڑلے سے دروازہ کھولے اعلان کرتی آئی اس کے اس انداز پر دونوں ہی بے ساختہ ہنس پڑے۔۔۔

"آیئے ملکہ عالیہ تشریف لایئے۔۔۔"

میر اپنا لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پر رکھے اسکی طرف بازو واں کر گیا۔۔۔۔۔

"جی نہیں ملکہ عالیہ آپ دونوں سے شدید والا ناراض ہے۔۔۔۔"

وہ منہ پھلا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

"گستاخی معاف ملکہ حضور کیا ہم اپنی خطا جان سکتے ہیں۔۔۔"

اسکے کہنے پر میر بازو گرائے۔

حیا کی طرف دیکھ کر پھر زوبی کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جبکہ حیا نے بھی میر کی تاکید میں سر ہلایا۔۔۔۔

اور کتاب کو سائیڈ میں رکھا جسے دوبارہ پڑھنے کا ارادہ وہ کر چکی تھی۔۔۔۔

آپ دونوں سے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی ہے اکیلے اکیلے ہی گفتگو کی جا رہی تھی ہمارا آپ کو خیال نا"
آیا کہ ہمیں بھی اپنی گفتگو میں شامل کیا جائے۔۔۔۔

"اس لیے آپ دونوں ہی سخت سزا کے مستحق ہیں۔۔۔۔۔

اس نے ملکاؤں سے انداز میں کہا۔۔۔۔

ملکہ کے حضور عرض ہے کہ اس ادنیٰ سی کنیز کو بخش دیجئیے کیوں کہ اس بندہ بشر نے ہم سے گفتگو"
"کرنے کا آغاز کیا تھا ورنہ ہم تو مطالعہ میں مصروف تھے۔۔۔۔

وہ معصومیت سے اپنا دامن بچا گئی۔۔۔۔

جبکہ میر اسکی چالاکی پر اسے گھور کر رہ گیا۔۔۔۔۔

"آپکی معافی قبول کی جاتی ہے۔۔۔۔"

زوبیہ کے کہنے پر حیا خوش ہو گئی۔۔۔۔اور میر کو منہ چڑایا۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔!جان کی اماں پاوں تو کچھ عرض کروں ملکہ عالیہ"

وہ مودبانہ سا گزارش کر گیا۔۔۔

"کہو ہم سن رہے ہیں۔۔۔۔۔"

وہ خفگی سے بولی۔۔۔

منہ ہنوز پھلایا ہوا تھا۔۔۔

برائے مہربانی اپنے اس غلام پر بھی نظر کرم کریں اور ہماری سزا میں کچھ کمی پیشی کی گنجائش نکالے"

"۔۔۔

"بندہِ بشر ملکہ عالیہ کی ناراضگی کہاں برداشت کر سکتا ہے بھلا۔۔۔۔۔۔"

وہ حیا سے بھی زیادہ معصومیت لیے لہجے میں بولا۔۔۔۔

".کہو تو یہ ادنیٰ سا بندہ ازالے کیلئے کان پکڑ لے"

کہتے ساتھ ہی میر نے آگے بڑھ کر زونی کے دونوں کان پکڑ لیے۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جس پر زوبی کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔

ملکہ عالیہ کا حکم ہے کہ آپ ہر جانے کے طور پر ملکہ عالیہ اور انکی خوب"

صورت سی کنیز کو شوپنگ پر لے جائے پھر

ڈنر اور واپسی میں آئسکریم پھر ہم اپنے دل کو آمادہ کریں گے کہ وہ آپ سے قطعی ناراض نا

ہو۔۔۔۔۔۔"

وہ بھی موقعے پر چوکا مارنے لگی۔۔۔۔

"بہت چالاک ہو تم ہر جانے کے طور پر بابا کی جیب کی چٹنی بنانا چاہتی ہو۔۔۔۔۔"

میر نے کہتے ساتھ ہی اسکے سر پر ہلکی سی چپٹ لگائی۔۔۔

"ملکہ عالیہ ناخوش ہوئی اور یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔۔۔"

زوبی نے وارن کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"وہ تو ٹھیک ہے ملکہ عالیہ پر خوبصورت کنیز یہ بات ہضم نہیں ہوئی ہمیں۔۔۔"

وہ حیا کی طرف دیکھتا شرارت سے بولا۔۔۔۔

"ملکہ عالیہ کو یہ گستاخی بلکل پسند نا آئی کہ آپ اسکی کنیز کی شان میں گستاخی کریں۔۔۔۔۔۔"

اسے واقعی میر کا حیا کو خوبصورت نا کہنا برا لگا تھا۔۔۔

گستاخی معاف حضور پر واقعی آپکی کنیز خوبصورت نہیں ہے یہ خوبصورتی ان چیزوں کی مرہون منت "

" ہے جو وہ اپنے رخ روشن پہ لگاتی ہے حرف عام میں اسے میک سپ کہا جاتا ہے۔۔۔۔

میر نے اب کے دونوں چھیڑا۔۔۔

"جی نہیں حیا کی بیوٹی نیچرل ہے۔۔۔۔۔۔۔"

۔۔ زوبی لڑنے مرنے تک پہنچ گئی

"تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں لیکن یہ بات ماننا ذرا ہے مشکل۔۔۔۔"

"۔۔۔۔ آپ کو پروف چاہیے نا"

زوبی کہتی جذباتی سی حیا کی جانب بڑھی اسکے پکڑ کر میر کے آگے کھڑا کیا۔۔

"آپ ان کے فیس پر ٹچ کر کے دیکھیں۔۔ پتہ چل جائے گا کتنا میک اپ ہے۔۔۔"

زوبی کی بات پر جہاں میر کے لبوں پر مسکراہٹ مچلی وہیں زوبی نا دیکھ سکی کے میر صرف اسے تنگ کر رہا ہے۔۔۔

"او کے ایز یور وش"

کہتے ساتھ ہی اس نے حیا کی جانب ہاتھ بڑھایا اور اس لے گال پر پریس کیا جبکہ حیا اس کے لمس پر اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔۔

"۔۔۔ ارے واہ یہ تو میریکل ہے واقعی حیا کی نیچرل بیوٹی ہے"

وہ حیران ہوتے ہوئے بولا جیسے وہ واقعی نا جانتا ہو کپ حیا نے فیس پر کچھ نہیں لگایا۔۔۔

"دیکھا میں نے کہا تھا نا آپ سے آپ مان ہی نا رہے تھے۔۔۔" *

وہ ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے اس کے ہاتھ ہفت اعقلیم کی دولت ہاتھ لگی ہو۔۔۔

جبکہ حیا میر کی حرکت پر سر جھکائے کھڑی تھی وہ شرم سے سرخ ہو رہی تھی اور دل ہی دل میں زوبی کو ڈانٹ رہی تھی خود کو ذہین و فطین کہنے والی باپ کی چالاکی کو بھی نا سمجھی تھی۔۔۔

اب وہ بیچاری بھی کیا کرتی چاہے جتنی بھی ذہین ہو جائے تھی تو سولہ سال کی ہی نا۔۔۔ بھلا سولہ سال کہا اور اسکا باپ کہاں۔۔۔۔

" چلے اب ہمیں شاپنگ پر لے کر چلے۔۔۔"

زوبی نے ناک پھلا کر کہا۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن ابھی میرا پورا ڈاوٹ کلئیر نہیں ہوا ملکہ عالیہ کیا میں آپ کی کنیز کا پھر سے ٹیسٹ لے سکتا ہوں۔۔۔۔"

میر مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔

اسکی بات پر حیا نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا۔۔۔

میر نے اسکی طرف دیکھ کر اک آنکھ ونک کی۔۔۔۔

اس سے پہلے زوبی کچھ کہتی۔۔۔۔۔۔

" چھچھوڑا۔۔۔۔۔۔"

ہلکی آواز میں کہتی جلدی سے واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔۔۔

جبکہ اب زوبی باپ کو دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے گھورنے کا فریضہ انجام دے رہی تھی۔۔۔۔

""""؟؟ کیا ہے"

وہ مسکراہٹ لبوں کی اوٹ میں چھپائے معصومیت سے بولا

"آپ فلرٹ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں نا حیا کہ ساتھ اور مجھے بے وقوف بنایا۔۔ "

"ارے بھئی بنانے کی کیا ضرورت ہے آپ کو ملکہ عالیہ آپ تو بنی بنائی ہے۔۔۔ "

"۔۔۔۔ بابا"

جبکہ زوبی اسکی بات پر ان صدمے سے گویا ہوئی۔۔۔

منہ بند کرو یار مکھی چلی جائے گی اور ہاں اپنی حیا کو جلدی ساتھ لیکر آو میں جلدی سے تم لوگوں کا نیچے ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔

"دروازہ کھٹکھٹا کر ذرا دیکھ لو اندر بے ہوش نا ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ "

اب کے وہ قدرے اونچی آواز میں بولا۔۔۔۔

سائیڈ ٹیبلز سے کی اور پرس اٹھاتا وہاں سے چلدیا۔۔۔

جبکہ اندر اسکی باتیں سنے وہ دل پر ہاتھ رکھ گئی جو اسکی حرکت پر ابھی بھی دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔

پھر واش بیسن کے قریب آکر اسکے آئینے میں اپنا دائیاں گال دیکھا جہاں ابھی بھی میر کے ہاتھ کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

وہ میر کی حرکت یاد کرتی چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔

///////////

شاپنگ مال آکر زوبی نے ڈھیر ساری شاپنگ کی اپنے لیے بھی اور حیا کیلیئے بھی جبکہ حیا اس دوران نا نا ہی کرتی رہی لیکن وہ کان بند کیے رہی۔۔۔۔

اس نے شازمہ کیلیئے بھی شاپنگ کی کیونکہ تین دن بعد ویک اینڈ تھا میر کے ساتھ اسکا بھی گاوں جانے کا ارادہ تھا لیکن وہ چاہتی تھی کہ اس بار حیا بھی ان کے ساتھ جائے ۔۔۔۔۔

شاپنگ سے فارغ ہو کر وہ ریسوریںٹ میں آئے کھانا کھانے کے بعد انہوں نے گھر کی راہ لی جبکہ میر راستے سے آئسکریم پیک کروانا نہیں بھولا تھا۔۔

سارے راستے زوبی ہی بولتی آئی تھی ساتھ کوئی نا کوئی بات میر بھی کہہ دیتا۔۔۔

لیکن حیا صرف ہاں ہوں میں جواب دے رہی تھی یا زیادہ تر سر ہی ہلائے جا رہی تھی۔۔۔۔

گھر آ کر سب کا تھکن سے برا حال تھا زوبی تو وہی لاونج میں شاپنگ بیگ رکھے لاونج کے صوفے پر ہی ڈھیر ہو گئی جبکہ میر تو آتے ساتھ ہی روم میں چلا گیا۔۔۔۔

یہ دیکھو ذرا اسے آئسکریم کا شور مچائے رکھا سارے راستے اور گھر آ کر ایسی سدھ بدھ گوائی" "ہے کہ اپنا بھی ہوش نہیں۔۔

۔۔۔ حیا جو تمام بیگ اسکے روم میں رکھ کے آئی تھی اسے صوفے پر سوتا دیکھ بڑبڑا کر اسکی جانب بڑھی

"۔۔۔ زوبی"

اس نے ہلایا۔۔۔

لیکن وہ کروٹ بدل گئی اب حیا کیطرف اسکی پیٹھ تھی۔۔۔۔

"۔۔۔زوبی"

وہ اس کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی تھی۔۔

۔زوبی حیا کو دو ہی دن میں بہت عزیز ہو گئی تھی۔۔

۔لگتا ہی نہیں تھا وہ پہلی بار مل رہی ہیں آپس میں یوں لگتا جیسے برسوں کی شناسائی ہو۔۔۔

اس نے پھر حیا کی طرف کروٹ لی۔۔۔

"زوبی جان یہاں پر آپ کمفرٹیبل نہیں ہیں چلیں اپنے روم میں چلے۔۔۔"

حیا اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"پلیز ماں میں بہت تھک گئی ہوں مجھے یہیں سونا ہے۔۔۔۔۔"

وہ نیند میں ہی حیا کو اپنی ماں شازمہ سمجھتے بولی تھی۔۔۔۔۔

"۔۔۔لیکن یہاں ٹھیک نہیں ہے نا چلو اٹھو شاباش"

حیا اسے نرمی سے جگاتی اس کا ہاتھ پکڑتی اسے روم میں لیے چل دی۔۔۔

۔۔ اسے بیڈ پر لیٹا کر اس پر کمفرسیٹ کیا

"حیا "!!!!

وہ کمفرسیٹ کر کے جانے لگی جب زوبی نے حیا کا ہاتھ پکڑ لیا

"مت جاؤ نا پلیز مجھے اکیلے سونے میں ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔ "

وہ ڈرے سہمے لہجے میں بولی۔۔۔

حیا کو اس پر ٹوٹ کے پیار آیا وہ خود بھی روم میں جانا نہیں چاہتی تھی اس لیے دوسری جانب آ کر زوبی کے برابر میں لیٹ گئی۔۔۔اور آنکھیں موندھ گئی۔۔۔۔۔

//////

دوسری طرف میر اسکا روم میں آنے کا انتظار کر رہا تھا ٹائم پاس کرنے کیلئے وہ ٹی وی چلا کر بیٹھ گیا جس پر کوئی مووی آرہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ دیکھنے لگا لیکن بہت جلد ہی اکتا گیا کیونکہ وہ انتہا کی بورنگ مووی تھی۔۔

جسے دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھ لگ گئی اور بیٹھے ہی بیٹھے وہ سو گیا۔۔۔

۔۔۔ نیند میں ایک دم اسے جھٹکا لگا

تو اسکی آنکھ کھل گئی سامنے اسکرین پر دیکھا تو مووی کا بھی اینڈ ہو چکا تھا لیکن حیا ابھی تک روم میں نا آئی تھی۔۔۔

ٹی وی بند کرتا وہ کچھ سوچتا روم سے باہر نکلا۔۔۔ ادھر ادھر دیکھا اسے وہ کہیں نا دیکھی دوسرے روم میں دیکھا جہاں کل میر سویا تھا لیکن وہ وہاں بھی نا تھی۔۔

۔۔ کچھ سوچتا وہ زوبی کے روم کی طرف بڑھا

ہینڈل گھمایا تو دوڑان لاک ہی تھا سامنے ہی وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ کی روشنی میں ایک دوسرے سے لپٹی سوئی ہوئی نظر آئی۔۔

وہ سر پر ہاتھ پھیرتا آہستہ سے دروازہ بند کرتا واپس اپنے روم کیطرف آیا۔۔۔

اور بیڈ پر دراز ہو گیا۔۔۔۔

تو نہیں تو کیا"

"تیرا احساس ہی کافی ہے جاناں۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ دوسرے تکیے کو ہگ کیے سو گیا۔۔۔جس پر کل حیا سوئی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف حیا جاگ رہی تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر ہی اس نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔

پتہ نہیں یہ نکاح کے بولے گئے دو بولو کا اثر تھا کہ اس کی دل کی دنیا میں ہل چل بپاں تھی وہ اپنی کیفیت سمجھنے میں خود بھی قاصر تھی۔۔۔۔۔

اس لیے وہ میر سے گریز برت رہی تھی۔۔۔۔

///////

صبح فجر کی نماز کے بعد دعا مانگنے میں اس نے کافی تاخیر کی اسکی ساری دعا میں میر اپنے آپ آن سمایا تھا۔۔۔

نماز تمام کر کے قرآن کے دل یعنی سورہ یسین کی تلاوت کی۔۔۔۔۔

پھر اپنے آفس جانے کیلئے ڈریس پریس کی جو کل ہی وہ شاپنگ کر کے لائی تھی۔۔۔

کپڑوں سے فارغ ہو کر اس نے کچن کا رخ کیا۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اپنے لیے چائے بنائی اور ساتھ میں بڑیڈ کا سلائس لیا۔۔۔ ملکے پھلکے ناشتے سے اس نے پیٹ پوجا کی ۔۔۔ ورنہ کل کی طرح زوبی نے پھر اسے ہیوی ناشتہ کروا دینا تھا

اس نے صرف اپنا ہی بنایا تھا باقی ان دونوں کا میڈ آ کر خود بنا لیتی۔۔۔۔

کیونکہ وہ دونوں گاوں کے ہونے کی وجہ سے بہت ہیوی ناشتہ کرتے تھے اور بل والے پراٹھے۔۔۔

اس سے تو روٹی کی شیپ گول نا ہوتی تھی کجاوہ پراٹھے بناتی وہ بھی بل والے جو اس سے کبھی بنے نا تھے سو اس نے ٹرائے ہی نا کیا خود کا مذاق تھوڑی نا بنوانا تھا

جبکہ میر کو پھر موقع مل جانا تھا اس کا مذاق اڑانے کا۔۔۔۔

میر کو سوچتے آپ ہی آپ مسکراہٹ اسکے لبوں پر رقص کرنے لگی۔۔۔۔

ناشتہ کر کے وہ لاونج میں کچھ دیر ٹہل کر صوفے پر بیٹھ گئی وہ دونوں ابھی تک سو رہے تھے۔۔۔۔

اچانک اسے کل والی کتاب کا خیال آیا کے ٹائم پاس کرنے کیلئے وہ ہی پڑھ لی جائے اس لیے وہ دبے پاوں میر والے روم کی طرف بڑھی۔۔۔

ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر گمایا تو دروازہ لاک نہیں تھا۔۔۔اس نے پورا دروازہ دھکیلا تو وہ ہلکی آواز سے کھلتا چلا گیا۔۔۔

سامنے ہی میر کو اس نے بازووں میں تکیہ بینچیں سوتے پایا۔۔۔

وہ بنا آواز کے سائیڈ ٹیبل تک آئی تو اسے وہ بک کہیں نا دیکھی۔۔۔۔

اس نے اوپر نیچے ہو کر وہ بک دیکھی لیکن نا ملی۔۔۔

"یہیں پر تو کل رکھی تھی پتہ نہیں کہاں گئی"

وہ خود سے بڑبڑائی اچانک اسکی نظر میر کے تکیے کے ساتھ رکھی اسی کتاب پر پڑی۔۔۔۔

اس نے ایک نظر میر کی جانب دیکھا اسے گہری نیند میں سویا پا کر اس نے اسکے اوپر سے جھک کر ہی کتاب اٹھانی چاہی اسکا سارا دھیان بک کی طرف تھا کہ وہ مسلسل آگے کی طرف ہی جھکی جارہی تھی کہ وہ اپنا توازن برقرار نا رکھ پائی اور دھڑام سے میر کے اوپر جبکہ میر نیند میں اپنے اوپر کوئی وزنی شے کے گرنے سے اٹھ گیا۔۔۔

۔۔۔ اور اپنے اوپر گری اس وزنی شے کو حیرانگی سے دیکھنے لگا

"حیا آپ۔۔۔۔۔۔"

حیا میر کو جاگتا دیکھ فوراً سیدھی ہوئی اور پل میں میر سے دور ہونا چاہا لیکن پھر کراہ کر واپس اس کے نزدیک ہوئی اسکی چٹیا کے کچھ بال میر کی شرٹ کی بٹن میں الجھ گئے تھے۔۔۔

۔۔۔ حیا جلدی سے چھڑاونے کی کوشش کرنے لگی کیونکہ میر کی قربت میں اس کے پسینے چھوٹنے لگے ۔۔ ساتھ ہی الگ رونا ہی آرہا تھا خود کی حالت پر

"ای۔ایک منٹ حیا میں کروں۔۔۔۔۔"

میر نے اسے اپنے بالوں سے الجھتے دیکھ پوچھا۔۔۔۔

میر کو لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی رو دے گی۔۔۔۔

میر کی بات پر وہ سر ہلا گئی۔۔۔

میر بہت آرام سے اسکی چوٹی کے بال نکالنے لگا کچھ ہی لمحوں میں اسکی چوٹی آزاد تھی۔۔۔۔

وہ فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی بھاگنے پر پر تو تھی۔۔۔

"۔۔۔۔۔ ٹھرو"

میر بیڈ سائیڈ سے ٹیک لگائے نیم دراز سا بولا۔۔۔

"حیا بتانا پسند فرمائیں گی آپ کے صبح ہی صبح ہم پر زلزلے کی صورت کیوں نازل ہوئی آپ۔۔۔۔"

جب کہ میر کی بات پر اس کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سماں جائے۔۔۔

وہ۔وہ۔میں وہ کتاب لینے آئی تھی وہ کچھ دور تھی اس لیے جھک کر اٹھانے لگی تو پتہ نہیں کیسے میرا "توازن بگڑا اور میں آپ پر گر گئی۔۔۔۔۔

وہ نروس سی ہوتی بتا گئی۔۔۔۔

جبکہ میر اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا شاید اپنے رات کے اتنی دیر انتظار کرنے کا بدلہ لے رہا تھا۔۔۔

"اتنی آسانی سے تو معافی نہیں ملے گی حیا۔۔۔۔"

"میرا جوڑ جوڑ ہل رہا ہے۔۔۔۔"

اس نے کہتے ساتھ ہی اپنے ہاتھ دبانے شروع کر دیئے۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جب کہ حیا میر کی حرکت پر اچھی خاصی تپی۔۔۔

"" سراب میں اتنی بھی وزنی نہیں ہوں جس سے آپ کا جوڑ جوڑ ہل رہا ہے"

وہ ایک ایک لفظ کو چبا کر بولی۔۔۔

۔۔۔۔ درپردہ وہ اسے موٹی کہہ رہا تھا

شرمندگی اپنی جگہ لیکن اس کا مطلب یہ تھوڑی تھا کہ وہ میر کی ہاں میں ہاں ملاتی۔۔۔۔۔

اور خود کو موٹی کہلواتی۔۔۔۔

تو آپ کا کیا مطلب ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔ میری بازو سید ھی بھی۔ نہیں ہو رہی مجھے تو بازو "کے فیکچر ہونے کا ڈر ہو گیا ہے۔۔۔

میر مصنوعی درد لیے لہجے میں بولا۔۔۔۔

جبکہ حیا اب سچ میں روہانسی ہوتی اور آگے بڑھتی اسکے بازو کو ہلا جلا کر دیکھنے لگی۔۔۔

"۔۔۔ کیا واقعی بہت درد ہے"

حیانے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

"ہاں"

اس نے بھی لمحہ بھر کی تاخیر کو گناہ سمجھتے فورا سر ہلایا

"کہاں درد ہے زیادہ۔۔۔"

حیانے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

اس نے حیاکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر دل کے مقام پر رکھا اور اوپر اپنا ہاتھ رکھا

"یہاں پر۔۔۔"

جبکہ وہ اسکی بات پر سرخ انگاری ہوتی اپنا ہاتھ ہٹاتی اسے ٹھرکی لقب سے نوازتی یہ جاں وہ جاں۔۔۔

جبکہ وہ اسکے یوں بھاگنے پر قہقہہ لگا گیا۔۔۔

پھر تن دونوں کے ناشتہ کرنے تک وہ روم سے نا نکلی۔۔۔۔

پھر زوبی یونی کیلیئے تیار ہوئی تو دونوں ایک ساتھ ہی روم سے نکلی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

گاڑی میں جہاں میر چہک رہا تھا اور مسلسل زوبی کو تنگ کر رہا تھا بدلے میں وہ بھی کوئی نا کوئی بات کر رہی تھی۔۔۔

جبکہ وہ پیچھے بیٹھی۔۔۔باہر کے نظاروں میں گم تھی۔۔۔۔

یوں ہی پہلے حیا کو آفس کے روڈ پر میر نے اتارا پھر زوبی کو کالج ڈراپ کیا جو اس سے اکیلے ہی روڈ پر تھا۔۔۔

اس پر بھی حیا نے دل ہی دل اللہ کا شکر کیا کہ آفس کالج سے پہلے آتا ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ لفٹ میں داخل ہوتی آفس فلور پر پہنچی

اور اپنی سیٹ کی طرف بڑھی دو سے تین دن کی چھٹیوں میں بلکے اس سے بھی پہلے کی چھٹیوں کے کام کا کافی بر ڈن تھا وہ یوں کام میں مگن ہوئی کہ اسے میر کے آفس آنے اور پھر لنچ ٹائم کے ہونے کا بھی اندازہ نا ہو سکا۔۔۔۔

میر نے آکر اسکی ٹیبل بجائی۔۔۔

"اوہ لیڈی۔۔۔ہاڈور کر وومین۔۔" چلے لانچ کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔"

جبکہ وہ اسکی بات ہر بس سر تھوڑا سارہ گیا ہے کہتی دوبارہ سے فائل پر جھک گئی۔۔۔

۔۔۔۔ جبکہ میرنے تاسف سے سر ہلایا

اور اس کے ہاتھ سے فائل لیکر بند کی۔ اور اسے کھڑا کیا۔۔۔۔

اسکا ہاتھ پکڑے وہ باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔

جب کہ وہ اس کے پیچھے چپ چاپ چلتی گئی۔۔۔

جبکہ دو آنکھوں نے کافی ناگواری سے یہ منظر دیکھا۔۔۔۔۔

انوکھا بندھن

10 قسط نمبر

از قلم نور عباس

آفس جاتے ہوئے انہیں تقریباً دو مہینے ہو چکے تھے ان دنوں جتنے ویک اینڈ آئے میر باقاعدگی سے گاؤں جاتا رہا تھا ساتھ میں زوبی بھی جاتی۔۔۔ لیکن میر حیا کو ایک مرتبہ بھی ساتھ نا لیکر گیا اس نے اپنے نکاح کا ذکر گاؤں میں کسی سے نا کیا تھا جب تک کہ اس کا رشتہ کسی کنارے نا لگ جاتا اس کا گاؤں

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میں ذکر کرنے کا ارادہ بھی نا تھا۔۔ساتھ ہی اس نے زوبی کو بھی سختی سے منع کیا ہوا تھا کہ وہ ابھی حیا کا ذکر گاؤں میں کسی سے نا کریں۔۔۔۔۔

زوبی نے کیسے خود پر کنٹرول کیا تھا یہ وہ ہی جانتی تھی۔۔۔۔۔ورنہ اسکا دل چاہتا کہ حیا بھی ان کے ساتھ گاوں جائے اور وہ سارے گاوں والوں کو حیا کے بارے میں چیخ چیخ کر بتائے۔۔

۔لیکن جیسا سوچا جائے ویسا ہو بھی یہ ضروری تو نہیں۔اس لیے وہ ہر بار دل مسوس کر رہ جاتی پھر اس نے محسوس کیا حیا کو بھی گاوں جانے میں انٹرسٹ نہیں ہے ایک دوبار اس نے باتوں ہی باتوں میں اس سے گاوں کا ذکر کیا اور اسے ساتھ چلنے کی آفر بھی کی لیکن اس کے خاطر خواہ جواب نا دینے پر وہ ہار مان گئی پھر اس نے یہ ذکر نہ چھیڑا کہ حیا بھی ان کے ساتھ گاوں چلے۔۔۔۔۔

آفس جاتے ہوئے شروع کی طرح میر اسے پہلے اتار دیتا اور خود زوبی کو کالج ڈراپ کرتا اس لیے کسی کو ان کے بیچ کے رشتے کا پتہ نا چل سکا۔۔۔۔سوائے ملک صاب کو جنہیں میر نے خود اپنا رازدار بنایا تھا اور ساتھ ہی سختی سے منع کیا کہ یہ وہ کسی سے نہ کرے۔۔۔۔

لیکن ان میں سے ایک شینا تھی جو اس کھوج میں تھی کہ آخر سر اور حیا کہ بیچ چل کیا رہا تھا وہ میر سر جو اسکی اتنی کھلی آفر پر اسے تھپڑ مار گیا تھا اب خود حیا کے آگے پیچھے گھومتا اور تو اور دونوں لنچ بھی اکثر ساتھ ہی کرتے۔۔۔

اس نے ایک دوبار دوسرے ورکرز سے بھی یہ بات کرنے کی کوشش کی لیکن سب نے اسے یہ کہہ کر خاموش کروادیا کہ سر میر ایسے نہیں ہے اور اگر کچھ ہے بھی تو یہ ان کا آپس کا مسئلہ ہے ہم کون ہوتے ہیں بیچ میں دخل دینے والے۔۔

جس پر وہ اپنا سامنہ لے کر رہ گئی۔۔۔ لیکن پیچھے پھر بھی نا ہٹی۔۔۔۔

آج حیا اکیلے آفس آئی تھی میر ڈرائیور کے ساتھ گاؤں گیا ہوا تھا کسی پنچائیت کے فیصلے کیلیئے یوں تو وہ گاؤں کے کسی بھی معاملے سے کوسوں دور ہی رہتا تھا لیکن یہ پنچائیت کا فیصلہ تھا جو اسے ہر حال میں ماننا تھا اور کچھ باپ کے پرزور اصرار پر بھی اسے وہاں جمعے کے دن سے جانا پڑا جہاں آج کل سرداری کیلیئے کسی کو منتخب کرنے کی گرما گرمی تھی امیدوار دو تھے ایک ساتھ والے گاؤں سے نعمان درانی اور دوسرا ۔۔۔ میر محتشم

میر اس لیے بھی وہاں چلا گیا کے وہ خود ہی پنچائیت میں منع کر آئے گا۔۔۔اسے کوئی شوق نہیں تھا اور ویسے بھی اسے اپنا پورا فوکس اپنے بزنس پر کرنا تھا۔اسے ان سب میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔۔۔۔

/////

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے دکھتے سر کو دبائے جا رہی تھی جبکہ رگ و سراپے میں تھکن سی سمائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

میر نے گاوں جاتے ہوئے اسے بھی آفس جانے سے منع کیا تھا لیکن وہ پھر بھی پوائنٹ سے آفس آ گئی تھی کہ پہلے ہی چھٹیوں کی سبب اس پر کام کا کافی بر ڈن ہو گیا تھا اور پھر آج کل میر جس پروجیکٹ پہ کام کر رہا تھا اسکی فائل کو کمپیلٹ کرنا تھا صبح سے وہ اسی کام پہ لگی تھی اسی چکر میں وہ اپنا لنچ بھی گول کر گئی۔۔۔۔۔

گھڑی کی طرف نظر کی تو آفس ٹائم ختم ہوئے بھی پندرہ منٹ ہو چکے تھے کافی سارے لوگ جا چکے تھے وہ ایک بار پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی جو بھی ہو وہ میر کے آنے سے پہلے فائل کو پوری طرح ریڈی کرنا چاہتی تھی۔۔۔مزید آدھا گھنٹہ بیت گیا۔۔۔۔۔۔

اب صرف وہ پیون اور ملک صاحب اور شینا ہی رہ گئے تھے ملک صاحب بھی اپنا ڈیلے کام آج کی ہی تاریخ میں کمپلیٹ کرنے کی تگ وگ میں تھے۔۔۔۔کیونکہ میر نے حیا کی ذمہ داری ملک صاحب پہ ڈالی تھی کہ آج آفس میں اس کا خیال رکھے اس کے جانے سے پہلے آفس سے ہر گز نا جائے۔۔۔

جبکہ حیا اس بات سے لاعلم تھی کہ ملک صاب میر کے کہنے پر اسی کیلئے آفس میں دیر تک رکے ہیں۔۔۔۔۔حیا یہ بھی نا جانتی تھی کہ ملک صاحب ان کے نکاح سے واقف ہیں۔۔

وہ فائل کمپلیٹ کر کے اس پر ایک طائرانہ سی نظر ڈال رہی تھی کہ کہیں کچھ رہ تو نئ گیا۔۔۔۔مطمئن ہوتی فائل وہ میر کے آفس میں اسکی ٹیبل ہر رکھتی باہر آئی تو ملک صاب کو بھی جانے کو تیار پایا۔۔

"چلے ملک صاب"

وہ خوش مزاجی سے ان سے مخاطب ہوئی

۔۔۔۔"جی آپ چلیے میں بھی ذرا یہ فائل آفس میں رکھ آوں"

کہتے ساتھ ملک صاب میر کے آفس روم کیطرف بڑھے حیا اپنے آپ میں مگن آفس سے نکلنے ہی لگی تھی کہ جب اس نے اچانک سے لیڈیز واش روم کی جانب رخ کیا۔۔۔

۔۔۔ بیگ کو وہی موجود سائیڈ پر رکھ کے وہ واش روم گئ

باہر آکر وہ واش بیسن پہ ہاتھ دھونے کو جھکی تبھی سامنے لگے شیشے سے اس نے اپنے پیچھے موجود شینا کو دیکھا وہ حیران ہو گئی اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی شینا باہر سے دروازہ لاکڈ کر چکی تھی۔۔۔

۔وہ دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اسکی کوشش رائیگاں گئی۔۔۔۔

"۔۔۔ شینا"

"۔۔۔۔۔ شینا یہ کیا کیا کر رہی ہو تم"

"۔۔ پلیز۔ کھولو دروازہ"

لیکن شینا اسکی آہ وفغاں سنے بغیر وہاں سے رفو چکر ہو گئی تھی۔۔۔

"کوئی ہے پلیز اوپن دا ڈور۔۔۔۔"

"ملک صاب شینا کوئی ہے۔۔۔۔"

وہ دروازے کو باقاعدہ پیٹنے لگی۔۔۔کوئی آواز نے آتے پا کر وہ مایوس سی وہی دروازے کے ساتھ لگ کر زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

۔۔۔" چلیں بھائی"

ملک صاب فائل آفس سے باہر آئے تو شینا نے کہا۔۔شینا کا گھر ملک صاب کے گھر کے تقریباساتھ تھا سو وہی اسے پک اینڈ ڈراپ کرتے۔۔۔۔

"ہاں چلو۔۔۔"

"حیا چلی گئی کیا۔۔۔"

ملک صاب نے یاد آنے پر شینا سے پوچھا

"پتہ نہیں چلی گئی ہو گی شاید میں نے انہیں دیکھا نہیں۔۔۔ "

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے چل رہے تھے۔۔۔

پیون ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا ساتھ ہی ساتھ وہ آفس کی تمام لائٹس آف کیے جا رہا تھا۔۔

اسکی بات پر ملک صاب نے سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو ہاں چلی گئی ہو گی۔۔۔۔

واش رومز آفس سے تھوڑاہٹ کے ہو جاتے تھے۔۔۔

پیون نے واش رومز کے دروازے لاک کرنے لگا لیڈیز واش رومز کا دروازہ لاک دیکھ کر وہ جینس کے ۔۔۔ واش رومز والا پورشن لاک کرتا آگے بڑھ آیا

پیون کو لیڈیز واش رومز کی طرف بڑھتے دیکھ اک پل کو شینا کی سانس رکی۔۔۔۔ لیکن جیسے ہی وہ دروازہ لاک دیکھ کر آگے بڑھا اور پھر لائٹیں بھی آف کر گیا شینا نے اک طنزیہ مسکراہٹ واش رومز کی طرف دیکھ کر اچھالی اور سب باہر نکلتے آفس کو لاک کرنے لگے۔۔۔۔

اسکے خیال میں اسے ایسا کرتے کسی نے نا دیکھا تھا لیکن وہ غلط تھی اسے ایسا کرتے نا صرف حیا دیکھ چکی تھی بلکہ کوئی اور بھی تھا جو اسے دیکھ چکا تھا اور یہ تو وقت نے بتانا تھا وہ کون تھا ۔۔۔

حیا جو گھٹنوں میں منہ چھپائے آنسو بہارہی تھی اچانک لائٹ بند ہونے پر ڈر گئی اور خود میں سمٹ کر بیٹھ گئی پھر کچھ خیال آنے پر دروازے کو زور زور سے کھٹکھٹانے لگی لیکن بے سود کوئی نا آیا وہاں کوئی ہوتا تو آتا نا۔۔۔۔

اندھیرے سے خوف زدہ ہوتی وہ دل ہی دل میں ورد کرنے لگی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اپنی بے بسی پر اسے رہ رہ کر رونا آرہا تھا اس کے پاس موبائل ہی نہیں تھا کہ کدی کو کال ہی کر دیتی

۔۔۔۔

وہ گھٹنوں میں سر چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

۔۔///////

دوسری طرف میر بے چین سا تھا زوبی بھی اس کے ساتھ گاوں آئی تھی۔۔۔۔یہ نہیں تھا کہ وہ پہلی دفعہ اسے یوں گھر میں اکیلا چھوڑ کر آئے تھے۔۔۔پر اس دفعہ پتہ نہیں کیوں میر کا دل کر رہا تھا حیا کو دیکھنے کا حالانکہ وہ تو اسے دیکھتی بھی نا تھی۔۔کمرے میں بھی اسکی موجودگی کی وجہ سے بہت کم آتی۔۔۔سوتی بھی وہ زوبی کے ساتھ تھی۔۔۔میر کو کوئی اعتراض بھی نہیں تھا وہ خود اسے اسپیس دے رہا تھا تاکہ وہ کوئی فیصلہ کر سکے۔۔۔۔

دیکھا جائے تو شازمہ اور حیا دونوں میں کوئی اتنا خاص فرق نا تھا۔۔دونوں ہی اسے شوہر کا درجہ نا دیتی لیکن پھر بھی کوئی تو خاص بات تھی حیا میں جو اسے شازمہ سے منفرد بناتی

جہاں شازمہ میر سے بات ایسے کرتی کے جیسے اس پر احسان کر رہی ہو تو دوسری طرف حیا تھی جو ہمیشہ اس سے دھیمے لہجے یں نظریں جھکا کر بات کرتی۔۔۔۔

حیا اس کے ساتھ ہی آفس جاتی اور واپسی بھی اسی کے ساتھ ہوتی پھر بھی بھاگ کر اس کیلئے پانی۔لانا۔۔۔۔اس کے لیے کھانا ناشتہ سب وقت سے پہلے تیار کر کے رکھنا غرض ہر وہ کوالٹی جو ایک اچھی بیوی میں ہوتی ہے اور جسے کبھی وہ شازمہ میں دیکھنے کا متمنی تھا۔۔۔۔

میر کی عادت تھی رات دیر گئے تک لیپ ٹاپ پہ کام کرنا ایسے میں اسے چائے کی خوب طلب ہوتی حیا نے بن کہے اسکی یہ بات جان لی روز رات کو چائے دینا اس کا معمول بن گیا۔۔۔

اسے یاد ہے ایک دن اس نے حیا سے کہا بھی تھا کہ وہ اسکی چائے کا عادی ہوتا جارہا ہے اور ایسا ناہو کہ یہ عادت پختہ ہو جائے کیوں کے عادتیں محبت سے زیادہ جان لیوا ہوتی ہے۔۔۔

اسے لگتا ہے کہ حیا سے محبت اسکے روم روم میں بس چکی ہے جس سے چھٹکارا اب ناممکن ہے اگر جو اس نے میر سے دور جانے کا فیصلہ کر لیا تو وہ کیا کریں گا۔۔۔۔یہاں آکر میر کی بے چینی بڑھ جاتی۔۔۔۔۔کیا وہ اسے چھوڑ سکتا تھا نہیں کبھی نہیں۔۔۔۔۔

کہاں اس کا ایک دن اسکو بنا دیکھے نا گزر رہا تھا کجا ساری زندگی۔۔۔۔۔

لان میں ٹہلتے ہوئے وہ چائے پیتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔۔۔

وہ چائے کے بڑے بڑے گھونٹ بڑھتا بمشکل حلق سے اتار رہا تھا بھلا جس زباں نے عشق کے ہاتھوں کا ذائقہ چکھا ہو اسے پھر کسی اور کے ہاتھوں کا کچھ پسند آسکتا ہے۔۔۔

یہ ہی حال میر کا تھا حیا کی بنائی چائے وہ امرت سمجھ کر پیتا تھا۔۔۔اس لیے اسے ملازمہ کی بنائی چائے پھیکی اور بے سواد لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے یقین ہے اگر حیا اپنے ہاتھوں سے اسے زہر بھی پینے کیلئے دے تو وہ اسے ہنستے ہنستے پی لے۔۔۔

... اس سوچ کے آتے ہی وہ خود پر بے تحاشہ ہنسا

"کیا بات ہے جناب اکیلے اکیلے ہنسا جا رہا ہے۔۔۔"

اچانک ہی زوبی نے آکر اسے گھیرا۔۔۔میر جو اپنی سوچوں میں مگن تھا کہ اسے زوبی کے وہاں آنے کا پتہ ہی نہیں چل سکا۔۔۔۔۔اسکی بات پر وہ خالی کپ وہی کین کی کرسیوں کے بیچ رکھے ٹیبل پر رکھتا اسکی طرف مڑا اور دونوں بازووں سینے سے باندھے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"بھئی ہنسنا منع ہے کیا میر بھی موڈ میں تھا۔۔۔"

"نہیں بابا بلکہ میری تو ہمیشہ سے یہ ہی دعا رہی ہے کہ آپ یون ہی ہنستے مسکراتے رہے۔۔۔۔"

زوبی نے اک جذب سے کہا جب کہ میر نے اسکی بات پر۔۔ہاتھ کھول کر۔۔اسے اپنے سینے سے لگا کر اسکے بالوں کا بوسہ لیا۔۔۔۔

"میری پیاری ڈول۔۔۔۔۔"

میر بڑبڑایا۔۔۔

"ہاں لیکن آپکی یہ ڈول آپ سے سخت ناراض ہے۔۔۔۔"

زوبی نے اسکی بات پر منہ پھلا کر کہا

"کیوں؟؟؟؟؟"

میر نے نا سمجھی سے اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔

میں نے کتنا منع کیا تھا کہ مجھے اپنے ساتھ گاوں نا لائے میں نے حیا کے ساتھ رہنا ہے لیکن آپ نے "۔۔۔۔ میری ایک نامانی

زوبی نے شکوہ کیا۔۔۔اسکا شکوہ بجا بھی تھا اسکا حیا کے بغیر یہاں بلکل دل نہیں لگ رہا تھا۔۔

۔۔ اسکے شکایتی انداز پر وہ ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گیا

سوری بچے پر میں مجبور تھا اگر آپ کو وہاں چھوڑ آتا تو یہاں دادا سائیں اور تمہاری امی سائیں مجھ پر "غصہ ہوتے کے میں تمہیں اکیلے کس کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں۔۔۔

میر نے اپنی مشکل بتائی۔۔۔

*۔۔۔ آپ ان لوگوں کو حیا کے بارے میں بتا کیوں نہیں دیتے"

زوبی نے خفگی سے کہا۔۔۔

"۔۔۔ گڑیا ابھی ان سب کا مناسب وقت نہیں آیا"

میر نے بس اتنا کہا۔۔۔۔

"۔۔۔ کب آئے گا وہ وقت"

زوبی نے بے چینی سے کہا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"انشاء اللہ بہت جلد۔۔۔۔"

میرا دل کرتا ہے میں چیخ چیخ کر سب کو حیا کے بارے میں بتاوں پر آپکے وعدے نے مجھے روکا ہوا ہے"

"ورنہ میں کب کا سب کو حیا کے بارے میں بتا چکی ہوتی۔۔۔۔۔

وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔۔۔۔

"میں تمہارا احسان مندیوں گڑیا۔۔۔۔"

میر نے اسکی ناک کو ہلکے سے دبایا۔۔۔۔۔

آپکو پتہ ہے مجھے حیا کی اتنی یاد آرہی ہے دل کیا کہ اسے فون کروں لیکن میرے پاس ان کا نمبر بھی"

"نہیں ہے سوچا آپ سے لوں لیکن پھر خیال آیا کہ ان کے پاس تو اپنا فون بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

"۔۔۔ آپ کتنے کنجوس ہیں بابا سائیں کم از کم ایک فون تو دلا دیں نا حیا کو میں یہاں کتنی بور ہو رہی ہو"

زوبی کے کہنے پر میر نے اپنے سر پر ہاتھ مارا واقعی دو مہینے سے زیادہ ہونے کو آئے تھے لیکن اب تک اس نے حیا کو موبائل نا لیکر دیا۔۔۔ لیکن اب وہ زوبی کو کیا بتاتا کہ اسکی حیا حد سے زیادہ خود دار ہے دو ماہ کی ملی سیلری سے اس نے میر کو اپنا وہاں رہنے کا رینٹ پے کیا ساتھ ہی کھانے وغیرہ کے چارجز بھی

بقول حیا کے وہ وہاں پے انگیسٹ کی طرح رہ رہی ہے۔۔۔وہ جہاں بھی رہتی اسے وہاں بھی پے کرنا پڑتا اسلیے وہ میر کو دے رہی تھی یہ ہی نہیں وہ اپنی سیلری سے اسے تمام ڈریس کے پیسے بھی دے چکی تھی جو کہ میر نے اور زوبی نے اس کیلئے شاپنگ کی تھی اور بہت جلد ہی وہ آفس سے لیا گیا اپنے بابا کے علاج کا پیسہ بھی چکانے کا ارادہ رکھتی تھی اب ایسے میں بھلا وہ اس سے موبائل لیتی لیکن ایک بات تھی اگر اب اس کے پاس فون ہوتا تو ویڈیو کال کے ذریعے وہ اس دوری کو کچھ حد تک کم کر سکتا تھا میر نا جانتا تھا وہ اپنی اس لاپروائی کو کچھ ٹائم بعد کتنا کو سنے والا ہے۔۔۔۔۔

"آپ اپنی مما کے پاس کچھ ٹائم اسپینڈ کر لیں۔۔۔۔۔"

میر نے اسکا دیہان بٹایا۔۔۔

میر جانتا تھا شازمہ زوبی کے معاملے میں بھی لاپرواہ سی ہے لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ زوبی ماں کے لیے کچھ برا سوچے اس لیے وہ زوبی کو شازمہ کے قریب کرنا چاہتا تھا۔۔۔

میں مما کے پاس گئی کے ان سے باتیں کر کے ہی تھوڑا ٹائم پاس کر لوں لیکن وہ تو اپنے ہی کاموں میں" بزی ہے گاوں کی کچھ خواتین ان کے پاس آئیں تھی اپنے اپنے مسئلے لیکر لیکن وہ ان کے مسئلے سلجھانے "کی بجائے اپنے پاوں دبوانے میں لگی ہے۔۔۔

زوبی نے چڑتے ہوئے بتایا۔۔۔۔زوبی کی بات پر میر کو افسوس ہوا۔۔۔

"مما ایسی کیوں ہے بابا وہ انسان کو انکی حیثیت سے کیوں دیکھتی ہے کیا غریب کی کوئی عزت نہیں ہوتی کیا جب ہم اللہ میاں سے کچھ مانگتے ہیں تو اللہ یہ کہتا ہے توں پہلے میر افلاں کام کر پھر میں تیرا مسئلہ حل کروں گا پھر میں تجھے دونگا وہ تو بے نیاز ہے ناوہ تو عطا کر دیتا ہے پھر ہم انسان کیوں انسانیت کی معراج سے اتنا گر گئے ہیں کے جب اللہ چند چیزیں عطا کرتا ہے تو ہم غرور میں اسکی دی گئی ڈھیل کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔۔۔"

کہتے ہوئے زوبی کی آواز رندھ گئی۔۔جبکہ اسکی بات پر میر نے اپنی بند مٹھی کھولی۔۔۔اسی وجہ سے وہ شروع سے سرداری کے خلاف تھا کہ شازمہ ویسے ہی غریبوں کو اپنے آگے کچھ نہیں گرادنتی تھی میر کو سرداری مل جانے کی وجہ سے شازمہ کے گلے میں اور سڑیافٹ ہو جانا تھا۔۔

صبح سے میر ضیغم کے ساتھ وہ اسی بھینس میں لگا تھا۔۔۔

لیکن میر ضیغم کسی صورت نامان رہے تھے ان کے بقول کچھ بھی ہو سرداری دوسری طرف نہیں جانی چاہیے جبکہ وہ کہہ چکا تھا کہ اسکا سرداری سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اور نہ ہی اسے اس سے کوئی سروکار ہے کے اسکے پیچھے سرداری کون کرتا ہے۔۔۔

لیکن وہ میر جو میٹنگ میں بڑے سے بڑے کلائنٹ کو چٹکیوں میں قائل کر دیتا تھا باپ کو اپنے دلائل سے مطمئن نا کر سکا تھا۔۔۔جو بھی ہو گا صبح ہی ہو گا وہ اک ٹھنڈی آہ آسمان کی طرف سپرد کر تا زوبی کو اپنے ساتھ لگائے اندر کی طرف بڑھ گیا یہ سوچیں بنا کہ صبح کا سورج اس کے لیے کیا کیا تباہ کن انکشاف لانے والا تھا۔۔۔۔۔۔

/////.

وہ ڈری سہمی سی دروازے کے ساتھ لگ کے بیٹھی تھی وقفے وقفے سے اسکی سسکیاں جاری تھی وہ اتنی خوف زدہ ہو چکی کہ اپنی ہی سسکی کی آواز سے ڈر کے مارے کانپ جاتی۔۔۔

وہ تو سامنے کی دیوار سے لگے روشندانوں سے ہلکی ہلکی روشنی اسکی ڈھارس بندھائے ہوئے تھی۔۔۔

"پلیز میر آجائے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پلیز"

وہ اس مشکل گھڑی میں مسلسل اسے بلائے جا رہی تھی۔۔۔۔

نجانے کیوں پر اسے یقین تھا کہ وہ ہی ہے جو اسے بچا سکتا ہے۔۔

...رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی رو رو کر اسکی آنکھیں سوجھ چکی تھی

گھٹنوں میں منہ دیئے بیٹھے بیٹھے اسکی کمر اکڑ چکی تھی لیکن جوں ہی وہ گھٹنوں سے سر اٹھاتی سامنے کی دیوار پر اندھیرے میں روشن دان کی روشنی سے اسے ہیولہ سا دیکھائی دیتا وہ جانتی تھی یہ سب اس کا وہم ہے لیکن وہ چاہ کر بھی ان سب سے اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتی تھی۔۔۔۔

وہ مزید سمٹ کر بیٹھ جاتی اپنی بے بسی پر وہ صرف آنسو ہی بہا سکتی تھی جو وہ مسلسل بہائے جا رہی تھی اب تو اسے لگتا اسکے آنسو بھی ختم ہو چکے تھے۔۔۔۔

اس کا سر درد کی شدت سے پھٹے جا رہا تھا۔۔۔۔ صبح سے اسکے پیٹ میں کھانے کے نام پر کچھ نا گیا تھا کیوں کہ میر اور زوبی تھے نہیں اس لیے اس نے ناشتہ بنانے کا تردونہ کیا صرف چائے ہی پی سوچا آفس کی کینٹن سے کچھ کھا پی لے گی۔۔ لیکن یہاں بھی کام کی دھن میں اس نے لنچ گول کر دیا۔۔۔ خالی پیٹ کے سبب اس پر نقاہت سی طاری ہونے لگی۔۔۔اور آہستہ آہستہ اسکی آنکھیں بند ہونے لگی پھر وہ کب ہوش و خرم سے بیگانہ ہوئی اسے کچھ پتہ نا چل سکا۔۔۔۔

وہ وہی فرش پر لیٹتی گئی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اب جانے کب اس نے اس رہائی سے نجات پائی تھی کیوں کہ یہ تو طے تھا صبح سنڈے ہونے کی وجہ سے آفس کی چھٹی تھی اور میر بھی پنچائیت کے فیصلے کہ بعد شام تک ہی نکل سکتا تھا ایسے میں کیا ہو گا حیا کے ساتھ۔۔۔۔۔۔

////////

انوکھا بندھن

11 قسط نمبر

از قلم نور عباس

وہ ڈریسنگ کے آگے کھڑا اپنے کف لنکس بند کر رہا تھا۔۔۔ ساتھ ہی موبائل کو کان اور کندھے کے درمیان رکھے کسی کو فون کرنے میں مگن تھا۔۔۔

اس نے زوبی کو تیار ہونے کا کہہ دیا تھا کیونکہ اسکا ارادہ پنچائیت کے فیصلے کے فورا بعد واپس جانے کا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کیسی بے چینی تھی جس کے سبب نہ تو وہ پوری رات سو سکا تھا اور نہ ہی اب کسی پل چین تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

شازمہ بیگم بیڈ پر بیٹھے اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

جو سفید قمیض شلوار میں ملبوس فون کو کندھے میں دبائے مصروف سے انداز میں کف لنکس بند کر رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ فون کیوں نہیں اٹھا رہا بیل مسلسل جا رہی تھی لیکن آگے سے کوئی رسیو نہ کر رہا تھا میر نے کوفت زدہ ہوتے ہوئے فون بند کر کے پٹخنے کے انداز میں ڈریسنگ میز پر رکھا اور خود گیلے بالوں میں کنگھی کرنے لگا۔۔۔

شازمہ کا موڈ خوش گوار تھا آخر کو اس کا شوہر سردار بننے والا تھا اور وہ خود سردارنی پھر سارے گاوں میں وہ حکمرانی کرتی جب کہ وہ میر کے فیصلے سے ابھی تک آگاہ نہیں تھی۔۔۔۔۔

" کیا بات ہے آج مجھ پر اتنی عنایت کچھ خاص وجہ"

مسلسل خود کو تکتے پا کر وہ چڑ کر بولا اب وہ تیار ہو کر مخصوص شال نما چادر اپنے کندھے پر ڈالے شازمہ پر خفیف سا طنز کر گیا۔۔

جبکہ آج شازمہ کسی اور ہی موڈ میں تھی۔۔۔۔

اسلیے اس کا طنز مسکرا کر پی گئی۔۔۔۔

"نہیں میں تو ویسے ہی دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔"

۔۔۔۔ وہ ناک چڑا کر بولی

یہ سب اسکی ماں کی ہدایت تھی کہ اگر اس نے سردارنی بننا ہے تو میر کے ساتھ بنا کر رکھے ورنہ دل تو چاہ رہا تھا اس پہ لعنت بھیجیں۔۔۔۔۔

"ہمممممم۔۔۔"

میر یہ کہتا موبائل جیب میں ڈالتا باہر کی جانب بڑھا جب کہ شازمہ بھی اسکے پیچھے چل دی۔۔۔۔

میر کو حیرت کا جھٹکا لگا لیکن پھر سر جھٹک کر وہ سامنے سے آنے والی ملازمہ کی بات سننے لگا جو اسے ضیغم کا پیغام دے رہی تھی کہ اسکے باپ نے اسے مردان خانے میں طلب کیا ہے۔۔۔۔

اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا جرگہ بیٹھنے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔۔۔

میر ضیغم ضرور اسکی برین واش کرنے کیلیئے بلا رہا تھا جبکہ وہ اس سب سے اب اکتا چکا تھا۔۔۔۔ سرداری تو کسی صورت نہیں منظور وہ دل میں مسمم ارادہ کرتا

مردان خانے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

///////

"آپ نے بلایا بابا سائیں۔۔۔۔۔"

میر مردان خانے میں داخل ہوتا ادب سے بولا۔۔۔

"ہاں سائیں بیٹھو تم یہاں۔۔۔"

وہ میر کو اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھنے کو بولا۔۔۔ میر بیٹھ گیا۔۔۔ جبکہ سامنے ہی چار پانچ گاوں کے لوگ ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔۔

"ابا سائیں یہ سب کیا ہے۔۔۔۔"

میر نے باپ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"بیٹا سائیں یہ ہمارے گاوں کے کچھ لوگ ہیں آپ کے پاس اپنی اپنی عرضیاں لے کر آئیں ہیں۔۔"

میر ضیغم کے کہنے پر میر کی پیشانی شکن آلودہ ہوئی۔۔۔

"بیٹا سائیں انہیں میں نے نہیں بلوایا چاہے تو آپ تصدیق کر لے ان سے یہ خود ہی آئے ہیں۔۔۔"

میر ضیغم نے جلدی سے وضاحت دی مبادا وہ غصہ نہ کرنے لگے۔۔۔

"کہو خیر محمد کیوں آنا ہوا تمہارا۔۔۔"

اب کے ضیغم نے ان میں سے ایک بزرگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔ جبکہ مخاطب کرنے والے کی آنکھیں چھلک پڑی۔۔۔

"سائیں۔۔۔۔۔۔"

جب سے سنا ہے کہ نعمان ہمدانی بھی سرداری کے امیدوار ہیں مانو ہماری توراتوں کی نیندیں ہی اڑ گئی ہیں۔۔۔ بھلا کون نہیں جانتا ان کے ظلم و ستم کو۔۔۔ بنا سرداری کے وہ سب پر اتنا ظلم کرتے ہیں تو "جب ان کے پاس مکمل اختیار آجائے گا تو۔۔۔ یہ سوچ کر ہی روح کانپ سی جاتی ہے۔۔۔

"تو آپ سب انکی شکایت سرپنچ سے کریں نا بابا۔۔۔"

میر حلاوت سے بولا۔۔۔

"دین محمد میرے جھوٹے بھائی اور خیر واس فضل دین کے بھائی"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اس نے ساتھ کھڑے اک اور بزرگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

نے سرپنچ میں نعمان درانی کی سرداری کے خلاف بات کی تھی۔۔۔اسی ہفتے سے وہ بستر پر پڑیں ہیں کسی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو کسی کا ہاتھ سلامت نہیں اور یہ ہی نہیں اسنے واضح دھمکی بھی دی ہے کہ اگر اب کسی نے اسکے خلاف کچھ بولنے کی کوشش کی تو ان کی مائیں بہنوں کی عزت کی سلامتی نہیں۔۔۔"

یہ کہتے ہی خیر محمد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔۔

جبکہ مارے حیا کے وہ یہ نا کہہ سکا کہ اسکے چھوٹے بھائی کی بیٹی پر اس نے ہاتھ ڈالنے کی بھی کوشش کی۔۔۔

"میں اس سب میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں بابا۔۔۔"

میر یہ سب سن کر واقعی غصے سے کھول اٹھا۔۔۔اسکا بس نا چل رہا تھا کہ نعمان کا مار مار کر حلیہ بگاڑ دے اکثر و بیشتر اس تک نعمان کے کارنامے پہنچتے ہی رہتے تھے ابھی حال ہی میں وہ پانچ سال کی جیل کاٹ

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کر آیا ہے یہ بھی اسکے والد نے اسے بتایا لیکن جیل بھیجنے والا کوئی اور نہیں نعمان کا اپنا ہی چچازاد بھائی ہے یہ شاید نعمان بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔

آپ سائیں آپ ہی تو اسے ہمارے اوپر مسلط ہونے سے روک سکتے ہیں اگر آپ سرداری کو قبول کر لیں تو پنچائیت آپ کا ساتھ دے گی بلکہ گاوں کی اکثریت آپ کا ساتھ دے گی رحم کرے سائیں ہمیں اس ظالم سے بچا لے"

کہتے ساتھ ہی اس بزرگ نے اپنی پگڑی اتار کر میر کے قدموں میں رکھی میر تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا جب کہ اب وہ بزرگ اس کے قدموں سے لپٹ گیا۔۔۔

ہماری بیٹیوں کی عزت ہماری جان و مال کی سلامتی اب آپ کے ہاتھ میں ہیں سائیں ہمیں اس درندے سے بچا لے سائیں۔۔۔'

" اٹھیے بابا"

وہ اس بزرگ کو اپنے قدموں سے اٹھاتا ان کے ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگاتا گویا ہوا۔۔۔

آپ کی تمام باتیں سر آنکھوں پر لیکن میں ان سب میں نہیں پڑنا چاہتا خدارا مجھے ان سب سے دور رکھے"

وہ سر جھکائے بولا۔۔

میر کے کہنے سے بزرگ کی آنکھوں کی جوت بجھ سی گئی۔۔۔

چلیں بابا سائیں میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا ان سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔اور پھر میر سائیں ہماری سنے گے ہی کیوں جو بھی ہے آخر انکی نعمان کے ساتھ رشتے داری ہے۔۔۔کیا پتہ یہ سب ان کی منشاء سے ہی ہوتا ہو آخر کو وڈے لوگ ہے۔۔۔۔

معاف کیجے گا سائیں آپ کا قیمتی وقت لیا۔لیکن یہ نا بھولیے آپکے گھر بھی بیٹی ہے کل کو اگر اس کے ساتھ"۔۔۔۔۔۔۔

وہ کوئی نوجوان تھا اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی میر اس کا گریبان پکڑ چکا تھا۔۔۔۔۔

"تمہاری یہ ہمت۔۔۔۔"

میر نے اسے جھٹکا دیا۔۔اس پر وہ نوجوان نہ توڈرا اور نہ ہی گھبرایا۔۔۔جبکہ اب بھی وہ میر کی آنکھوں میں ہی آنکھیں ڈالے بولا۔۔۔

بس اتنی سی بات پر آپکی غیرت جاگ گئی میر سائیں تو ہمارا سوچے ہم تو یہ سب برداشت کرتے ہیں" ہماری آنکھوں کے سامنے ہی وہ ہماری بہو بیٹیوں پر ہاتھ ڈالتے ہیں اور ہم بے غیرت بنے اس جان کی وجہ سے چپ تماشہ دیکھتے ہیں کچھ کر نہیں سکتے کیوں کہ مائیں ہمیں اپنی قسمیں دے کر اپنا ڈوپٹہ ہمارے قدموں پہ رکھ کر اندھا گونگا بن جانے کا کہتی ہیں۔۔۔

اور ہم بے غیرت بن جاتے ہیں سائیں آپ نہیں سمجھ سکتے ہم غریبوں کی مجبوریاں۔۔۔۔۔معاف کر دیجیئے سائیں میں تھوڑا تلخ ہو گیا۔۔ لیکن حقیقت یہ ہی ہے بے غیرت بنتے بنتے تھک گئے ہیں۔۔۔۔۔""""

کہتے ساتھ ہی وہ نوجوان پھوٹ پھوٹ کر رو دیا میر نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا جو میر کے سینے سے لگے بلک بلک کر رو دیا۔۔۔ نجانے کب کا غبار تھا جو اس کے اندر جمع تھا نجانے جتنے جتنوں سے اسکی ماں اسے قابو کرتی ہو گی۔۔۔۔

اس کے رونے پر وہاں ہر آنکھ اشکبار تھی۔۔۔میر جواب تک یہ ہی سمجھے ہوئے تھا یہ سب میر ضیغم کا اسے ٹریپ کرنے کا پلان ہے اس نوجوان کے رونے پر اسکے انکشاف پر وہ ہل کر رہ گیا واقعی جو شخص بغیر اختیارات کے اتنا کچھ کر رہا تھا وہ مکمل اختیار میں آنے کے بعد کیا کچھ نہ کر سکتا تھا۔۔۔

اس نوجوان کا رونا میر سے وہ فیصلہ کروا گیا جسے وہ کبھی مر کر بھی قبول نا کرتا کیوں کہ اسے لگتا ہونا ہو اسی سرداری کی وجہ سے اسکے بڑے بھائی میر ارحم علی کی بھی جان گئ ہے۔۔

//////////

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ میر نے اس سرداری سے بیزاریت برتی ہے تو پھر دیر کس بات کی بنا" "کسی تاخیر کے یہ سرداری نعمان درانی۔۔

سب وہاں موجود کرسیوں پر براجمان تھے جب سرپنچ نے بات کا آغاز کیا۔۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتا میر نے ان کی بات قطع کی۔

'اتنی جلدی کس بات کی ہے آخر۔۔۔۔"

۔۔۔ سرپنچ کی بات پر جہاں نعمان اور اسکا باپ خوش ہوا تھا وہیں

میر کے بات کاٹنے ہر نعمان کا موچوں کو تاو دیتا ہاتھ رک گیا۔۔۔

"میر سائیں کچھ کہنا چاہتے ہو"

سر پنچ نے کہا۔۔۔

جی ہاں میں چاہتا ہوں کے سر داری پہلے سے چلے اصولوں کے تحت ہم دونوں میں سے کسی کے حصے "میں آئے۔۔۔۔"

میر کی بات پر دونوں باپ بیٹوں کو پتنگے لگ گئے۔۔۔

"میر سائیں ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ سب اپنی اپنی رائیں دے"

دوسرے گاوں کے سر دار بھی میر کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔۔۔

لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ آپ سب ہی جانتے ہیں کہ میر بارہا سر داری سے بیزاریت کا اعلان "کر چک ہے تو۔۔۔"

نعمان کا باپ تلملاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔

بیزاریت تو مجھے اب بھی ہے لیکن کیا کروں ایسے ہی اگر چپ چاپ چلا گیا تو دشمن یہ بات پھیلا دیں "
گے کہ میر درانیوں سے ڈر گیا اس لیے مقابلہ کرنے سے قبل ہی پیٹھ دیکھا کر بھاگ گیا میروں کا خون
"ہونے کی وجہ سے یہ رسوائی مجھے گوارہ نہیں۔۔

میر نے چٹان جیسی سختی لیے کہا۔۔۔۔

لیکن سردار کے کچھ فرائض ہوتے ہیں ذمہداریاں ہوتی ہیں تم تو کاروباری آدمی ہو کیا ان سب کو "
"سنبھال سکو گے۔۔۔۔۔

نعمان کے اشارہ کرنے پر سرپنچ کے ساتھ بیٹھا آدمی گویا ہوا۔۔۔۔۔

"ہاں میر سائیں بولو کیا تم اپنی ذمہداریوں کو سنبھال لو گے۔"

اب سب نے اس شخص کی ہاٗمیں ہاں ملائی۔۔۔۔

جبکہ نعمان طنزیہ مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"کوئی ضامن تمہاری بات کا۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اسی شخص نے پھر کہا۔۔۔

میں میر محتشم علی اس بات کا حلف لیتا ہوں کہ اگر میں سردار بنا اور اس کے تمام فرائض خوش اسلوبی" '
سے ادا نا کر سکا تو سرداری کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنی نسل میں حرام کر دونگا۔۔۔۔۔۔۔

کہیے سرپنچ سائیں اس سے بڑی گواہی چاہیے اب تو میں نے اللہ سائیں کو بھی اپنی بات میں شامل کر"
لیا۔۔۔۔"

اسکی بات پر سب کو سانپ سونگھ گیا اب کوئی کچھ نا بولا کیونکہ اب کچھ کہنے کو بچا ہی نا تھا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہر طرف سے مبارک باد کا شور اٹھا۔۔ فیصلہ ہو چکا تھا سب نے ہی میر کے حق میں دیا تھا رواج کے مطابق اسے سرداری کی پگ پہنائی گئی۔۔ گاوں والے سب خوش تھے سب اسکی لمبی عمر کی دعائیں کر رہے تھے۔۔۔۔۔

میر ضیغم نے اسکی پیشانی چومی اسی جگہ انہوں نے کبھی میر ارحم کو تصور کیا تھا لیکن قسمت وہ شاید اتنی عمر ہی لکھوا کر آیا تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

بہت بہت مبارک ہو میر سائیں بات تو آپ نے بہت بڑی کر دی اب اللہ سے یہ ہی دعا ہے کہ وہ آپ "کو ہمیشہ ثابت قدم رکھے" آنے والے نے اسے گلے سے لگا کر دعا دی۔۔۔

وہ کوئی اور نہیں ہارون درانی تھا میر کا پھوپھی زاد بھائی۔۔۔۔۔

نعمان کا چچازاد۔۔۔۔اور میر کا بچپن کا دوست۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ ہارون کو اسکی بات کا کوئی جواب دیتا کہ اسکا فون رنگ ہوا وہ اس نے فون کان سے لگایا تو کسی نے جیسے اسکی سماعتوں میں بم پھوڑا وہ وہاں سے تیر کی تیزی سے نکلا۔۔۔جب کی تھوڑی دیر پہلے پہنائی گئی پگ بھی اسکے سر پر موجود تھی۔۔۔

"میر سائیں۔۔۔"

اسکا باپ اسکے پیچھے بھاگا اسے آوازیں دیتا ہوا مگر وہ ان سنی کر گیا۔۔۔۔

میر ضیغم نے بوڈی گارڈز کو اپنی گاڑی میں میر کے پیچھے بھیجا۔انہیں معلوم تھا میر ان پر غصہ کریں گا لیکن یہ سب میر کی سکیورٹی کیلیے بے حد ضروری تھا کیونکہ وہ ابھی ابھی سردار بنا تھا اور ساتھ ہی ساتھ نجانے کتنے میر کے دشمن جنم لے چکے تھے جن سے میر بھی ابھی تک ناواقف تھا۔۔۔

دیکھا آپ سب نے کسطرح وہ فون آنے پر بھاگا ہے جبکہ ابھی اسے سردار بنے پانچ منٹ بھی نہیں" "ہوئے اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ آئندہ وہ اپنی سرداری کے فرائض سے نہیں بھاگے گا۔۔۔

نعمان نے تیر پھینکا۔۔۔

بات تو تمہاری ٹھیک ہے نعمان سائیں لیکن کیا پتہ اسے واقعی کام ہو اور جہاں تب ہے ضمانت کی تو اب" وہ حلف تو اٹھا چکا ہے ہمیں اس پر نہیں تو اسکے اٹھائے گئے حلف پر ہی یقین رکھنا چاہیے اور اس وقت خلاف ورزی تو تم بھی کر رہے ہو اپنے سردار کی غیر موجودگی میں ان کے خلاف باتیں کر کے اس سے "پہلے کہ پنچائیت تمہیں اس بات کی سزا دے تمہارا یہاں سے جانے میں ہی عافیت ہے۔۔۔۔

سرپنچ نے اب کے کچھ برہمی سے کہا۔ نعمان پیر پٹختا ہوا وہاں سے چلا گیا لیکن دل ہی دل میر سے مخاطب ہونا نا بھولا تمہیں تو ہم دیکھ لینگے میر محتشم سائیں۔۔۔

۔۔۔ جبکہ ہارون بھی اپنی جیپ میں اسکے پیچھے ہی اپنے تھانے میں جانے کیلئے روانہ ہوا۔

//////////

میر بدحواسی میں کچھ گھنٹوں بعد ہی اپنے فلیٹ پر تھا ساتھ ہی گارڈز کی گاڑیاں بھی رکی۔۔۔۔میر نے اک سرد نظر گارڈز پر ڈالی وہ سب اپنی جگہ تھم گئے وہ عجلت میں لفٹ کی جانب بڑھا۔۔۔۔کچھ سیکنڈز بعد ہی وہ اپنے فلیٹ کے سامنے تھا۔۔۔۔۔۔

"۔۔۔۔۔ اسلام علیکم صاب"

ملازمہ اور فلیٹ کا گارڈ اس کی جانب لپکے۔۔۔۔۔

ملازمہ نے ہی گارڈ کے فون سے میر کو فون کیا تھا۔۔۔۔۔

"۔۔۔۔ کیا ہوا پوری بات بتاؤ مجھے"

وہ برہمی سے ان دونوں سے گویا ہوا۔۔۔

میر صاب روزانہ طرح میں کام کرنے کی غرض سے آئی اور بیل بجائی لیکن حیا بی بی نے دروازہ نہ کھولا" میں نے سمجھا سو رہی ہو گی اسلیئے میں نے اپنے پاس موجود چابی سے دروازہ کھولا حیا بی بی کو آوازیں دی اور سب کمروں میں دیکھا تو وہ کہیں نہیں تھی ورنہ ہر اتوار کو وہ خود ہی میرے آگے دروازہ کھولتی تھی ۔۔۔۔میں نے حیا بی بی کو گھر میں موجود نا پا کر گارڈ سے اسکا ذکر کیا گارڈ نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا کہ

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیا بی بی اسکے سامنے بھی باہر کہیں نہیں گئی تھوڑی دیر تک ہم نے ان کے آنے کا انتظار بھی کیا لیکن وہ "نا آئی تبھی میرے کہنے پر گارڈ نے آپ کو فون کیا صاب۔۔۔۔۔۔

ملازمہ نے ساری بات میر کے گوش گزار کی۔۔۔۔۔

"وہ ایسے تو کہیں نہیں جاتی یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ بنا کچھ بتائے یونہی نکل جائے۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی۔

۔۔ تبھی اسکا فون رنگ ہوا۔۔۔۔میر نے نمبر دیکھتے ہی بے تابی سے فون کان سے لگایا۔

"۔۔۔۔۔۔۔ کہاں ہے تو جلدی سے میرے پاس آجا۔"

۔۔۔ میر نے فوراً چھوٹتے ہی کہا

"یہیں ہوں میں تیرے پیچھے ہی گھر کیلئے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔۔سب ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ہارون نے پوچھا۔۔۔۔

"نہیں تو بس میرے پاس آجا۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر نے کہتے ساتھ ہی کال کٹ کی۔۔۔۔

اگلے پندرہ منٹوں میں وہ میر کے روبرو تھا۔۔۔۔

"اب بتا کیا بات ہے۔۔۔"

۔۔ ہارون کے پوچھنے پر اس نے سب بتا دیا

جبکہ اسکی دوسری شادی کا سن کے ہارون شوک میں تھا۔۔۔ پر بولا کچھ نہیں۔۔۔

"پتہ نہیں یار کہاں گئی ہو گی میرے سوا تو اس کا اس شہر میں کوئی نہیں ہے۔۔۔۔۔"

میر نے ہارے انداز میں کہا۔۔۔ جبکہ اسکی بات پر ہارون بھی کچھ بول نا سکا۔۔۔۔

میر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے نا۔۔ کہ شاید راستے میں اسکے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو۔۔بقول تیرے "
"گارڈ نے اسے صبح جاتے ہوئے نہیں دیکھا تو کیا اس نے حیا کو واپس آتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

ہارون کی بات پر وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔ پھر انہوں نے شام کی فوٹیج نکلوا کر دیکھی۔۔۔۔۔۔۔۔ واقعی اس میں حیا کے صبح فلیٹ سے نکلنے کی ریکوڈنگ تو تھی لیکن واپس آنے کی نہیں۔۔۔۔۔۔ اب میر کے ہاتھوں گارڈ کی شامت یقینی تھی میر نے گارڈ سے پوچھا لیکن اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔۔۔۔

"تم لوگ تنخواہ کس بات کی لیتے ہو ہاں صرف گن ہاتھوں میں پکڑنے کی۔۔۔"

وہ غصے سے گارڈ کی طرف بڑھا جبکہ کے ہارون نے اسے قابو کیا

"کول ڈاون میر یہ وقت غصہ کرنے کا نہیں ہے۔۔۔"

کیسے نا کروں یار ان لوگوں کی لاپرواہی کی وجہ سے وہ نجانے کو حال میں ہو گی اگر یہ مجھے شام کو ہی بتا دیتے تو میں کوئی سدباب کر لیتا اب کہاں ڈھونڈھو اللہ نا کریں وہ کسی حادثے کا شکار ہو گئی تو "پھر۔۔۔۔۔۔۔

وہ ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولا۔۔۔۔ جبکہ ہارون بھی اسکی حالت دیکھ کر تشویش پڑ گیا۔۔

"میر سنبھالوں خود کو ہم مل کر اسے ڈھونڈتے ہیں چلو ابھی اتنی دیر نہیں ہوئی۔۔۔"

پھر دونوں نے کوئی ہاسپٹل نہیں چھوڑا ہر گلی ہر روڈ پر اسے ڈھونڈا۔۔۔ لیکن ہر جگہ ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا شام تک وہ تھک کر چور ہو گئے۔۔۔ میر نے گارڈز کو اپنے پیچھے آنے سے منع سے سختی سے منع کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا میر ضیغم گارڈز سے اس کے پل پل کی رپورٹ لینے گے اور ابھی فلحال وہ کسی کو صفائیاں دینے کی پوزیشن میں نا تھا۔۔۔

"میر تیرے آفس چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

ہارون کے کہنے پر وہ جو بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھا سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"۔۔۔۔ ہاں"

"۔۔۔۔ کہیں وہ کڈنیپ وغیرہ نا ہوگئی ہو جیسے کہ آج کل کے حالات ہے"

ہارون نے سوچ کے گھوڑیں دوڑائے کیوں کہ وہ خود پولیس میں تھا وہ اسی طرح کا سوچ رہا تھا۔۔۔

"تو کیا کہہ رہا ہے ہانی۔۔۔۔۔ "

میر نے اسے کہتے ہوئے دکھ سے کہا۔۔۔

میں نے فلحال صرف ایک بات کی ہے اللہ نا کریں کہ ایسا ہو لیکن ہمیں ہر پہلو پر سوچنا ہو گا۔۔۔ تو خود" بتا ایسا کوئی ہاسپٹل ہے جہاں ہم نے اسے نا ڈھونڈا ہو۔۔۔ اس سے ایک بات تو ثابت ہوئی کہ وہ کسی جانی حادثے کا شکار نہیں ہوئی لیکن تو ملک میں ہوتی وومین ریکنگ کو تو جانتا ہے نا جو جگہ جگہ پھیلی ہے۔۔۔۔""""""

ہارون نے انکشاف پر وہ پسینے میں نہا گیا اگر واقعی ایسا کچھ ہوا تو۔۔۔اس سے آگے تو وہ کچھ سوچ ہی نا سکا۔۔۔۔

"ہمیں اسکے بارے میں معلوم کیسے ہو گا اب۔۔۔۔"

میر کا ذہن ان سب سے بلکل ہی معاوف ہو چکا تھا اسے کچھ سمجھ میں نا آرہا تھا اسکا ذہن بلکل سپاٹ تھا۔۔۔۔

میں پہلے ہی کہا ہے میر تیرے آفس چلتے ہیں تیرے آفس کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھتے ہیں شاید کے "کوئی سراغ ہاتھ لگے۔۔۔۔"

ہارون کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور غائب دماغی سے گاڑی کا رخ آفس کی طرف موڑا۔۔۔شام کے آثار کچھ ہی دیر تک رات کی سیاہی میں بدل جانے تھے۔۔۔

////////

وہ ہارون اور ملک صاب جنہیں خود ہی میر نے کال کر کے وہاں بلوایا تھا اس وقت آفس میں موجود تھے اور کل کی فوٹیج دیکھ رہے تھے۔۔ ملک صاب نے بتایا تھا کہ کل چھٹی سے تھوڑا لیٹ ہی وہ لوگ آفس سے نکلے تھے۔۔۔۔

ملک صاب کی بتائی ٹائمنگ پر فوٹیج دیکھا گیا تو سب ہی ور کر باہر نکلے تھے سوائے حیا کہ حتی کے ملک صاب شینا اور پیون بھی باہر جاتے دیکھائی دیئے لیکن حیا نہیں۔۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم سب ساتھ ہی جانے کو تیار تھے لیکن مجھے فائل میر سر کے آفس میں رکھنی تھی"

"میں وہ ہی رکھ کر باہر آیا تو حیا میم نہیں تھی۔۔۔ میں نے سمجھا وہ چلی گئی ہو گی۔۔۔۔۔

ملک صاب نے گڑبڑا کر وضاحت دی

تم نے سمجھا ہو گا۔۔۔ "

معلوم کیوں نا کیا میں تمہیں حیا کی ذمہداری سونپ کر گیا تھا۔۔۔ صبح سے تمہیں فون کر رہا تھا صرف یہ پوچھنے کے لیے کہ اسے بخیریت گھر چھوڑا یا نہیں لیکن آپ میری کال ہی ریسیو نہ کر رہے تھے ملک صاب۔۔۔۔ "

میر غصے میں بولا غصے کی زیادتی سے اسکی دماغ کی نسیں پھولنے لگی اسے لگا تھوڑی سی بھی دیر اور اسے حیا کا پتہ نہ چلا تو اسکی دماغ کی نس پھٹ جائے گی۔۔۔

"سوری سر۔۔۔۔سنڈے کی وجہ سے میری آنکھ دیر سے کھلی اور فون سائلنٹ پر تھا۔۔۔۔"

ملک صاب نے سر جھکائے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔۔۔

"آپ کو کال بیک کرنا بھی یقیناً یاد نا رہا ہو گا۔۔۔۔"

۔۔۔ میر نے طنز کیا

"سوری سر بیوی بچوں کے ساتھ سسرال گیا ہوا تھا تو یاد نہیں رہا۔۔۔۔"

ملک صاب سر جھکائے شرمندگی سے بولا۔۔۔اب کیا بولتا کہ موبائل چھٹی والے دن بیوی کے قبضے میں ہوتا ہے ۔۔۔۔۔

"سوری۔۔سوری مائے فٹ یاد رکھے اگر حیا کو کچھ بھی ہوا تو تم اپنی خیر مناو۔۔۔"

میر نے تنفر سے کہا۔۔۔اور ہانی کی طرف دیکھا جو ان دونوں کی باتوں سے بے نیاز کل کی سارے دن کی فوٹیج دیکھنے میں لگا ہوا تھا۔۔۔

"یہ دیکھو میر۔۔۔۔۔"

ہانی کی آواز پر دونوں نے فوٹیج کی جانب دیکھا جہاں ملک صاب اور حیا آپس میں کھڑے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ملک صاب کچھ کہہ کر میر کے آفس کی طرف مڑے جب کہ حیا باہر کے راستے کی طرف چل دی۔۔۔۔۔

"یہ تو باہر کی طرف جا رہی ہے پھر آفس سے نکلنے کی فوٹیج میں کیوں نہی۔۔۔"

اس سے پہلے میر اپنی بات مکمل کرتا حیا نے راستہ بدلا اب اس کا رخ واش رومز کیطرف تھا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد کوئی اور بھی اسکے پیچھے گیا۔۔۔اور واپس آ گیا لیکن حیا نہ آئی۔۔۔اس کے بعد ہی تمام کیمرے آف ہو گئے۔۔یوں سب چیزیں آف کرتا جا رہا تھا۔۔۔

"اوشٹ۔۔۔۔"

یہ دوسرا کون تھا میر کو سمجھنے میں پل لگا وہ دوڑ کر لیڈیز روم کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔لاک کو کھولا لیکن اندھیرے نے اسکا استقبال کیا۔۔۔ایک دم روشنی پھیلی میر نے نظریں دوڑائی تو وہ اسے ایک کونے میں سکڑی سمٹی سی ملی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

-----. حیا

کہتے ساتھ ہی میر دوڑ کر اسکی جانب لپکا اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

۔۔اسکی آنکھیں بند تھی اور وہ ساری پسینے سے شرابور تھی۔۔۔۔کسی خیال کے تحت میر نے اسکی کلائی تھامی تو اسکی ہارٹ بیٹ بہت سلو تھی۔۔۔۔میر نے اسے بازووں میں بھرا۔۔۔۔

"ملک صاب اس سے کہہ دینا اب اسکی قبر میر محتشم خود کھودے گا۔۔۔۔"

ڈھاڑتے ہوئے میر حیا کو لیکر نیچے کی جانب بڑھا ہارون بھی اسکے ساتھ تھا جب کہ ملک صاب وہی زمین پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھتے گئے۔۔۔

"شینا یہ تم نے کیا کیا۔۔۔۔"

ہاں میر اسے پہچان گیا تھا کہ وہ شینا ہی تھی شینا کو حیا کے علاوہ دوسرا دیکھنے والا کوئی اور نہیں بلکہ کیمرہ کی آنکھ ہی تھی جس سے شینا لاعلم تھی اور اب ملک صاب کو رہ رہ کر ہول اٹھ رہے تھے کیونکہ یہ تو طے تھا کہ شینا نے جو کیا تھا اسکا خمیازہ تو اسے بھگتنا ہی تھا۔۔۔۔

//////////

میر گاڑی کی پیچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ حیا کا سر اسکی گود میں تھا ایسے میں ہارون نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔۔۔۔

"۔۔۔ ہانی یار فاسٹ چلا دیکھ اس کی ہارٹ بیٹ بہت سلو چل رہی ہے"

وہ ہارون کو چلا کر بولا۔۔۔۔

"یار چلا تو رہا ہوں تو حوصلہ کر۔۔۔۔۔"

ہارون نے بیک مرر سے اسے دیکھتے ہوئے جیسے تسلی دی جبکہ حیا کی بگڑی حالت دیکھ کر ہارون کے اپنے ہاتھ پاوں پھول رہے تھے ۔۔۔۔

""کیسے حوصل کروں یار میری زندگی لمحہ بالمحہ مجھ سے دور جا رہی ہے اور میں اتنا بے خبر رہا۔۔۔"

اس نے ہاتھ کا مکہ بنا کر گاڑی کے دروازے پر دروازے پر مارا۔۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا دیکھ تو سنبھال خود کو پلیز یار۔۔۔۔"

ہارون کی بات پر میر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

ہاسپٹل کے آتے ہی میر نے حیا کو بانہوں میں سمیٹا اور اندر کی جانب بڑھا وارڈ بوائے جلدی سے

۔۔۔ اسٹیچر لے آئے میر نے احتیاط سے اسے لیٹایا

"ڈاکٹر زین کو بلاو۔۔ جلدی سے۔۔۔۔۔"

اس نے نرس سے کہا۔۔۔۔۔

"۔۔۔۔ بٹ سر وہ پیشنٹ کو۔"

۔۔۔ میر کی گھوری پر نرس نے بات ادھوری چھوڑی اور زین کو بلا لائی۔

۔۔۔۔۔ زین بھی ہڑبڑی میں پہنچا

"۔۔ میر یار خیریت۔"

۔۔۔ زین نے میر کی بکھری حالت دیکھ کر تشویش سے پوچھا۔

"۔۔۔۔ زین میرے بھائی اسے بچا لے اگر اسے کچھ ہو گیا تو تیرا بھائی بھی مر جائے گا۔"

میر کے تڑپ کر کہنے پر زین آگے بڑھ کر اسکے گلے لگا پھر بغیر کچھ سوال پوچھے سر کو اثبات میں ہلاتا حیا کو اندر لے جانے کا اشارہ کرتا خود بھی پیچھے چل دیا وہ جو میر سے حیا کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا میر کے لہجے کی تڑپ نے اس پر سب واضح کر دیا تھا۔

--- جبکہ وہ خود بھی حیا کو پہچان چکا تھا۔

////////

وہ وہی باہر کھڑے اندر اسے مشینوں میں جکڑے دیکھ رہا تھا اسکا سانس نارمل نہیں ہو رہا تھا ---- ------ڈاکٹرز کافی دیر سے کوشش کر رہے تھے۔

لیکن اسکا سانس مسلسل اکھڑا اکھڑ جا رہا تھا۔---- مشینوں سے وہ بیڈ پر کچھ انچ اوپر تک اچھلتی پھر نیچے --- ہو جاتی۔

باہر سے یہ سب دیکھتا میر اپنے آپ پر بہت ضبط کیے کھڑا تھا حالانکہ دل کر رہا تھا کہ ابھی جا کر شینا کا --- ۔ وجود اس دنیا سے مٹا دے

-- میر سے اور یہ منظر برداشت نا ہوا تو وہ باہر کی طرف بڑھا۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔۔۔ کہاں جارہا ہے تو۔"

۔۔ ہارون نے پوچھا۔

۔۔۔ کہیں نہیں بس خدا سے اپنی حیا مانگنے جارہا ہوں امید ہے وہ مجھے خالی ہاتھ نا لوٹائے گا۔

//////

اے میرے مولا سائیں تو گواہ ہے میں ہمیشہ تیری رضا میں راضی رہا یہاں تک کے میں نے شازمہ کو بھی اپنے نکاح میں ثواب کی نیت سے لیا تھا لیکن بھرپور کوشش کے باوجود اسکا دل اپنی جانب نا پھیر سکا۔۔۔۔ پر اب حیا مولا آج پہلی بار میں تجھ سے کچھ مانگتا ہوں اس یقین کے ساتھ کے تو مجھے خالی ہاتھ نا لوٹائے گا اے میرے پروردگار اے سب سے جلدی راضی ہونے والے رب اب سے پہلے بنا مانگے ہی مجھے سب کچھ عطا کرنے والے بنا مانگے ہی میری ہر آرزو پوری کرنے والے تیرے اس گناہگار بندے کو تجھ سے مانگنے کا سلیقہ نہیں آتا میرے اعمال نا دیکھ کے میں خطاوار ہوں. بس اپنی کریمی کا صدقہ عطا فرما مولا سائیں مجھے میری حیا لوٹا دے مولا سائیں کہ جسکی محبت تو نے ہی میرے دل میں ڈالی ہے مولا سائیں رحم فرما اپنے بندوں پر رحم کر دے وہ سجدے کی حالت میں ہی گڑگڑا کر خدا سے اپنی حیا مانگ رہا تھا۔۔۔۔

. . . . . . .اور وہ وہی تو ہے جو اپنے بندوں سے کہتا ہے مجھ سے مانگو میں تمہیں دونگا

"۔۔۔۔ میر"

وہ رب سے رازونیاز میں اتنا مصروف تھا کہ اسے ارد گرد کا کوئی ہوش نا تھا۔۔۔

ہارون نے اسکے شولڈر پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔۔۔۔وہ بیٹھ کر ہارون کے دونوں ہاتھ تھام کر بولا۔۔۔۔

"دیکھ ہانی کوئی ایسی خبر نا سنانا جس سے میرا دل بند ہو جائے۔۔۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے میر تو جس در پر آیا ہے وہاں سے خالی ہاتھ نہیں پلٹائے جاتے۔۔۔۔"

ہارون نے آنکھ میں نمی لیے کہا۔۔۔ہارون کو اس لڑکی پر رشک آرہا تھا جس کے لیے وہ شخص خدا کے آگے سوالی تھا جو ہر لحاظ سے بیسٹ تھا۔۔۔جسے کبھی اسکی بہن کا نصیب بننا تھا لیکن وہ شاید دنیا میں اتنی ہی عمر لکھوا کر آئی تھی کہ فقط ہفتہ ہی جی تھی۔۔۔۔۔

"مطلب میرے مولا سائیں نے میری سن لی۔۔۔۔۔"

۔۔۔ میر نے خوشی پہ قابو پاتے ہوئے کہا

ہاں۔۔۔ہارون نے فقط سر ہلایا۔۔

اور وہ وہی سر سجدے میں جھکا گیا سجدہ شکر کے لیے۔۔۔۔

////////

انوکھا بندھن

12 قسط نمبر

از قلم نور عباس

میر اسکے سرہانے بیٹھا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرے جا رہا تھا۔۔۔۔

اسکی کنڈیشن اب کافی بہتر تھی اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔ لیکن وہ خود اب اک لمحہ بھی حیا سے دور نا ہونا چاہتا تھا اسلیے زین کہ کہنے کے باوجود بھی کہ ابھی اسکا ہاسپٹل میں ایک دو دن رہنا ضروری ہے وہ نامانا۔۔۔۔۔۔۔اور اسے گھر لے آیا

جہاں اب وہ دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔ میر عقیدت سے اسکے ڈراپ لگے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں سے لگا رہا تھا جس کا ایک ایک قطرہ اسکی زندگی کی رگوں میں زندگی بن کر دوڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

ایک دو مرتبہ وہ نیم بے ہوشی میں اس کا نام بھی پکار چکی تھی جیسے وہ خود کو ابھی تک اسی بند جگہ تصور کر رہی ہو۔۔۔۔

ڈریپ ختم ہونے پر میر نے اتاری اور بیڈ کی دوسری طرف آکر اسے بازوؤں کے حصار میں لیے لیٹ گیا۔۔۔۔

حیا اس کے لیے کیا تھی اسکا ادراک اسے ان چند گھنٹوں میں ہو چلا تھا۔۔۔۔۔حیا اس کے لیے آکسیجن کی طرح ضروری تھی جب سے وہ ملی تھی میر اک لمحے کیلئے بھی اس سے جدا نا ہوا تھا۔۔۔۔۔

یونہی بازوؤں میں لیے میر کی کب آنکھ لگی اسے کوئی خبر نا ہو سکی۔۔۔۔۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب حیا کی آنکھ کھلی خود پر وزن محسوس کرتی وہ ڈری اور چیخ مار کر اٹھ بیٹھی وہ ابھی تب اپنے آپ کو اسی بند جگہ محسوس کر رہی تھی اسے لگا وہی ہیولہ جو اسے دیواروں پر نظر آرہے تھے اس کی طرف بڑھ گئے ہیں۔۔۔۔۔۔میر کی آنکھ اسکی چیخ پر کھلی۔۔۔

جب کہ حیا مسلسل چلا رہی تھی

"چھوڑو مجھے خدا کیلئے دور رہو مجھ سے۔۔۔۔ "

میر کچھ نا سمجھتے ہوئے جلدی سے لائٹ آن کر گیا حیا جو دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے چلا رہی تھی اور پیچھے ہوتی جارہی تھی اس سے پہلے کہ بیڈ سے گرتی میر نے پھرتی سے اسے اپنی طرف کھینچا کہ وہ اس کے سینے سے آلگی۔۔۔

میر کو اپنے پاس پا کر وہ حیرت زدہ سی رہ گئی۔۔۔

اور ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ چھونے لگی آیا وہ سچ میں ہے کہ خواب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"۔۔۔۔ کیا ہوا حیا جان سب ٹھیک ہے یہ میں ہی ہوں تمہارا میر"

میر حیا کا وہی ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگاتا بولا۔۔۔۔

"۔۔۔۔ نہیں ہے آپ میرے میر"

وہ اسکی بات پر اسے پیچھے دھکیلے بولی۔۔

اگر آپ میرے میر ہوتے تو آپ میرے ساتھ ہوتے میں کتنا روئی تھی کتنا تڑپی تھی آپ کو بلایا تھا" لیکن آپ نہیں آئے آتے بھی کیسے اپنی پہلی بیوی کے پاس جو تھے ایسے میں آپ کو بھلا میری یاد بھی "کیسی آتی کہ کوئی حیا بھی ہے آپکی لائف میں جسے آپ بے سہارا چھوڑ گئے تھے۔۔۔

حیا اپنا سارا غبار اس پر نکال رہی تھی پر وہ یہ نا جانتی تھی کہ آخر وہ کہہ کیا رہی ہے در پردہ اسے یہ بات کھل رہی ہے کہ میر اپنی پہلی بیوی کے پاس تھا۔۔۔

جبکہ شدید پریشانی میں بھی حیا کی اس بات پر میر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی۔۔۔۔

"اچھا تو میری حیا کو زیادہ غم اس بات کا ہے کہ میں اسے چھوڑ کر شازمہ کے پاس کیوں گیا۔۔۔۔"

میر نے اسے تنگ کرتے ہوئے دوبارہ سے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا جب کہ وہ اسکے حصار میں مچل اٹھی۔۔

"جی نہیں آپ ایک چھوڑ دس کے پاس جائے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔۔۔"

وہ جب خود کو اسکی گرفت سے چھڑا نہ سکی تو چڑ کر بولی۔۔۔۔۔۔

"مجھے کچھ جیلس ہونے کی بو آرہی ہے۔۔۔۔۔'

۔میر نے کہتے ہوئے اسکی ناک کو ہلکے سے دانت سے کاٹا۔۔۔۔۔

"جیلس ہوتی ہے میری جوتی۔۔۔۔"

حیا نے کہتے ساتھ ہی اک بار پھر سے اسکی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن کچھ نا کر سکی بے بسی کے سبب اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔۔

""۔۔۔ حیا۔۔میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا یار اس میں رونے کی کیا بات ہے بھلا"

وہ اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتا بولا۔۔۔

جبکہ وہ اور زیادہ روتی اسکے سینے سے لگ کر رونے لگی حیا نے اسکی شرٹ کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔۔

میر کو اسکے آنسو اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے پر میر نے اسے منع نا کیا بلکہ کھل کے رونے دیا تاکہ وہ اپنا سارا غبار آنسوؤں کی صورت بہا لے۔۔۔

۔"میں نے آپ کو بہت پکارا میر پر آپ نہیں آئے میرا وہاں سانس بند ہو رہا تھا"

وہ ہچکیوں کی صورت اسے اپنی آپ بیتی سنا رہی تھی۔۔۔

جبکہ میر کا بس نا چل رہا تھا کہ شینا کا حال بگھاڑ دے۔۔۔۔

جب حیا کافی سارا رو چکی تو اس سے ایکدم جدا ہوئی اور اب اسکی قمیض پر اپنے آنسوؤں سے بنے نقش و نگار اسے شرمندگی میں مبتلا کر گئے۔۔۔۔۔۔

"۔۔۔۔ سوری"

حیا نظریں جھکائے اپنی انگلیاں چٹخاتے ہوئے صرف اتنا ہی بولی۔۔۔۔

میر کو اس پر ٹوٹ کے پیار آیا

"کوئی بات نہیں یار۔۔۔۔۔۔اگر تم صبح تک بھی رونا چاہو تو میں حاضر ہوں۔۔۔۔۔ "

میر کے کہنے پر حیا نے آنکھیں دیکھائی۔

آپ تو یہ ہی چاہتے ہیں میں روتی ہی رہوں آپ کو معلوم ہے وہاں کتنا اندھیرا تھا مجھے اتنا ڈر لگ رہا تھا" """ایسا لگتا تھا کہ ڈر کے مارے میرا دم نکل جائے گا۔۔۔۔۔۔

وہ بچوں کی طرح اس سے اپنا ڈر شیئر کر رہی تھی۔۔ جبکہ اسکی بات پر میر نے اسے خود میں بھینچا۔۔۔۔

"""ایم سوری حیا میں جان ہی نا سکا کہ میری جان اتنی مشکل میں ہے۔۔۔۔۔"

کہتے ساتھ ہی۔میر نے اسکے ہاتھ اپنے لبوں سے لگائے جب کہ وہ پہلے اسکی بات اور پھر اسکی حرکت پر جھینپ سی گئی۔۔۔۔۔اور جلدی سے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالے۔۔۔۔

میر نے اسکی حالت پر مسکراہٹ لبوں کے کنارے پر دبائی اور بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

اسے اٹھتا دیکھ۔۔۔حیا نے جلدی سے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔

"کہاں۔کہاں جا رہے ہیں آپ۔۔۔۔"

حیا نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔جبکہ میر کا بس نا چل رہا تھا کہ شینا کا حال بگھاڑ دے۔۔۔۔جس کی وجہ سے حیا کے دل میں ڈر سا بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

"کہیں نہیں یہیں ہوں کچن تک جا رہا ہوں کچھ کھانے کو لینے تم کل رات سے بھوکی ہو۔۔۔۔۔"

میر نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔۔۔

"نہیں ناں پلیز آپ نا جائے نا مجھے اکیلے میں ڈر لگے گا۔۔۔۔"

حیا روہانسی ہو گئی۔۔۔

"حیا۔۔۔اچھا چلو تم بھی میرے ساتھ۔۔۔کچن میں۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اس نے کہتے ساتھ ہی حیا کو کھڑا کیا اور کچن میں لا کر اسے ٹیبل پر بٹھایا۔۔۔

اور خود فریج میں سے کھانا نکالا میکروواون میں گرم کرنے کو رکھا ساتھ ہی گلاس اسٹینڈ سے گلاس نکال کر فریج سے پانی کی بوتل نکال کر ٹیبل پر رکھی تب تک کھانا بھی گرم ہو گیا تھا جو ملازمہ ہی بنا کر گئی تھی۔۔۔۔۔

سادے سے دال چاول تھے جو حیا کو بہت پسند تھے۔۔۔ کھانا پلیٹ میں نکال کر میر نے پہلا چمچ چاولوں سے بھرا حیا کی جانب بڑھایا۔۔۔۔ لیکن وہ ارگرد کوئی شے ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

"کیا۔۔۔۔۔"

میر نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"۔۔۔ اچار"

وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔۔۔

میر ٹھنڈی سانس بھرتا وہاں سے اٹھا اور اچار کی بوٹل ٹیبل پر رکھی حیا نے پھرتی سے اس میں سے ہری مرچ نکالی میر اب اسے چاول اچار کے ساتھ کھلانے لگا۔۔۔جو وہ بہت مزے سے کھانے لگی کل صبح سے بھوکی تھی۔۔۔پھر من پسند کھانا اس سے صبر نا ہو سکا۔۔۔

"آپ بھی تو کھائیں نا۔۔۔"

چھٹی بار جب میر چاولوں سے بھرا اسپون اسکے لبوں کے نزدیک لیکر آیا تو اسکو جیسے خیال آیا کہ شاید وہ بھی بھوکا ہو۔۔۔

"شکر ہے میڈم آپ کو خیال تو آیا۔۔۔۔"

میر نے کہتے ہوئے پھر بھی اسے ہی چاول کھلائے

"۔۔۔ آپ خود کھائے میں دوسرے چمچ سے کھالونگی"

حیا کے کہنے پر۔۔۔۔میر نے اسے آنکھیں دیکھائی۔۔۔

اور اسی چمچ سے ایک خود اور ایک اسے کھلانے لگا۔۔۔

"بس میرا پیٹ بھر گیا۔۔۔"

۔۔۔۔ حیانے مزید کھانے سے منع کیا۔۔میر نے باقی کے چاول ختم کیے

"اب چائے تم بناو گی۔۔۔۔۔۔"

"کیونکہ باوجود کوشش کے میں تمہاری جیسی چائے نا بنا پاونگا۔۔۔

میر کے کہنے پر حیا سر ہلاتی اٹھی۔۔۔۔جبکہ میر روم میں چلا گیا۔۔۔

//////

تھوڑی دیر بعد حیا دو چائے کے کپ لیے حاضر تھی میر نے اس سے ٹرے لیکر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور خود اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے برابر بیڈ پر جگہ دی وہ دونوں ہی سر بیڈ کراون سے لگائے نیم دراز سے تھے۔۔۔حیا پر اس واقعہ کا اتنا اثر پڑا کہ وہ اکیلے میں ڈر رہی تھی جو بھی ہو یہ بات میر کے حق میں تو بہتر تھی۔۔۔

ورنہ حیا کب گوارا کرتی کے میر اسے ہاتھ بھی لگاتا۔۔۔۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں وہاں تھی۔۔۔۔"

کہتے ہوئے حیا کی آواز رندھ گئی۔۔۔۔

جب کہ۔اس کے سوال پر میر کا اسکے بالوں پر پھر تا ہاتھ رک گیا۔۔۔

"پتہ نہیں کیوں لیکن جب سے یہاں سے گیا تھا مجھے وہاں اک پل چین نا ملا دل تم پر ہی اٹکا ہوا تھا اب سمجھ آیا اس بے چینی کی وجہ کیا تھی بھلا تم جو یہاں مشکل میں تھی تو مجھے وہاں قرار کیسے آنا تھا۔۔۔۔"

جبکہ میر کی بات سن کر حیا کی حیرانگی کے سبب آنکھیں پھیل گئی۔۔۔وہ جلدی سے اس سے الگ ہو کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

"آپ کو سچ میں وہاں میری یاد آتی ہے۔مطلب آپ تو وہاں اپنی بیوی کے پاس ٹائم اسپینڈ کرنے جاتے ہیں تو ایسے میں میرا خیال آپ کو کیونکر آئے گا۔۔۔"

جب کہ حیا کے کہنے پر میر کا دل کیا جی کھول کر ہنسنے اسے حیا سے بیویوں والی جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔لیکن وہ اس سے انکاری تھی شاید یہ سب ان کے بیچ رشتے کی خوبصورتی تھی کے کہی نا کہی وہ میر کو اپنا مان چکی تھی لیکن زبان پہ نالاتی تھی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

لیکن یہ بھی سچ ہے کہ قید میں اس نے خدا کے بعد سب سے زیادہ میر کو ہی یاد کیا دل ہی دل میں اس سے شکوہ کناں بھی ہوئی۔۔۔

"۔۔۔ اور آپ سے یہ کس نے کہہ دیا کہ میں وہاں صرف اپنی بیوی کیلئے جاتا ہوں"

میر نے اس کا سر واپس اپنے سینے پر رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"آپ جو ہر ہفتے وہاں باقاعدگی سے جاتے ہیں وہ کس لیے۔۔۔۔۔۔"

حیا اسکے سینے پہ تھوڑی رکھے بولی۔۔۔

"میری بیوی کے علاوہ بھی وہاں میرے اور بھی رشتے ہیں جیسے میرے بابا سائیں۔۔۔"

میر نے اپنے باپ کا ذکر بڑی محبت سے کیا۔۔۔۔

"کیا آپ اپنے بابا سے بہت محبت کرتے ہیں"

حیا نے حسرت سے پوچھا۔۔۔ حیا کے لہجے کی یہ حسرت میر سے بھی مخفی نا رہ سکی۔۔۔

"ہممممم۔۔۔"

کرتا تو ہوں۔۔۔ لیکن باپ سے محبت میں ہمیشہ لڑکیوں کا پلڑا ہی بھاری رہا ہے جیسے کہ تمہاری مثال"
"ہی لے لو تم نے کیسے ان کے علاج کیلیئے اتنا سب کچھ کیا تم بہت خاص ہو حیا۔۔۔۔

میر نے اسکا ذہن بٹایا۔۔۔

"پر میر بابا نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا نہ۔۔۔۔"

حیا ایک بار پھر آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔۔۔

نہیں حیا ایسا نہیں ہے وہاں اس دن وہ سب اچانک سے ہوا کہ ہم سب شوک میں چلے گئے تمہارے"
بابا کو بھی دکھ پہنچا ہو گا لیکن مجھے یقین ہے کبھی نہ کبھی انہیں اس بات پر یقین ہو جائے گا کہ تم بے
"قصور ہو پھر وہ تم سے ملنے میں ذرا دیر نہ کریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔

میر کے کہنے پر وہ خوشی سے ایک دم اٹھ بیٹھی۔۔۔

سچ می آپ سچ کہہ رہے ہیں نا۔۔۔ بابا مجھ سے ملنے آئے گے نا۔۔۔۔۔۔"

۔۔۔ وہ بچوں جیسی خوشی لیے پوچھ رہی تھی۔"

جبکہ میر اس کے بار بار اٹھنے سے بدمزہ ہو چکا تھا۔۔۔ دوبارہ اس کا سر اپنے سینے سے لگا تا بولا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"بلکل بھلا کوئی اپنی اتنی پیاری بیٹی سے خفارہ سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ "

میر اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا۔۔۔۔۔۔

"میر۔۔۔۔۔ "

وہ جو پھر سر اٹھا کر کچھ کہنا چاہتی تھی کہ میر اسے ٹوک گیا۔۔۔۔

"۔۔۔ کیا مسئلہ ہے یار تمہارے ساتھ یہاں سر رکھ کے بھی باتیں ہو سکتی ہیں بار بار سر اٹھالیتی ہو"

میر اس پر اپنی جھنجھناہٹ نکالتا بولا۔۔۔

"پر میر میں تو آپ کو چائے پینے کا کہنا چاہتی تھی ٹھنڈی نا ہو گئی ہو۔۔۔"

حیانے اسکو چائے کی طرف دھیان دلایا جس پر وہ سر ہلاتا بیٹھ گیا۔۔

پھر دونوں اپنا اپنا کپ اٹھا کر چائے پینے لگے ساتھ ہی ساتھ انکی باتیں بھی جاری تھی جس میں اب زیادہ ترحیا ہی کیے جارہی تھی وہ اسے اپنے بچپن کے قصے سنارہی تھی کبھی کالج کا کوئی واقعہ اور میر ایک اچھے خاموش سامعہ کا کردار ادا کر رہا تھا رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی جہاں ساری دنیا سو رہی تھی وہاں وہ گفت وشنید میں مصروف تھے میر حیا کو کافی حد تک بہلا چکا تھا جس سے اسکا ڈر بلکل ختم ہو گیا تھا وہ

جھلی اتنا بھی نا جانتی تھی کہ آج ہی میر نے آپ سے تم تک کا سفر کر لیا تھا۔۔۔۔کھڑکی سے جھانکتا چاند بھی اس جھلی کی باتیں سنتا مسکرایا تھا۔۔۔

///////

وہ نیند میں تھا جب موبائل کی بپ سے اسکی آنکھ کھلی۔۔۔۔۔۔

اس نے اک نظر حیا کو دیکھا جو سوتے ہوئے بھی معصوم لگ رہی تھی۔۔۔اس نے موبائل کو یس کر ۔۔ کے کان سے لگایا

" اسلام و علیکم بابا سائیں"

وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگاتا بولا۔۔۔۔

"وعلیکم سلام بیٹا سائیں کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ کل اتنی ہڑبڑی میں کہاں گئے تھے۔۔۔۔۔۔"

میر ضیغم کے پوچھنے پر وہ اک لمحہ کو خاموش ہوا۔۔۔

"بابا سائیں آفس میں کوئی ایمرجنسی آگئی تھی تو۔۔۔۔۔۔"

"بیٹا سائیں اتوار والے دن بھی آپ آفس کھلا رکھتے ہیں حیرت ہیں۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

باپ کے طنز پر وہ سوچ میں ڈوب گیا۔۔۔

میر تمہاری ایمر جنسی کا مجھے علم ہے پر افسوس یہ ہے کہ میں اس انتظار میں تھا کہ تم خود مجھے اس" "بارے میں بتاوگے لیکن شاید تم مجھے اس قابل ہی نہیں سمجھتے۔۔۔

میر ضیغم افسوس سے بولے۔۔۔ جبکہ کہ میر کو سمجھنے میں پل نالگا کہ وہ حیاکے بارے میں جان چکے ہیں۔۔

"باباسائیں میں آپ کو خود بتانا چاہتا تھا مناسب وقت کے انتظار میں تھا۔۔۔"

۔۔۔ میر نے صفائی پیش کی

"اور یہ مناسب وقت دو مہینوں میں تمہیں نا ملا۔۔۔"

؟؟؟ اوتو باباسائیں پہلے سے حیاکے بارے میں جانتے ہیں۔۔۔ لیکن کیسے ؟

"باباسائیں آپ کب سے حیاکے بارے میں جانتے ہیں۔۔۔"

میر نے اپنی الجھن یو زبان دی۔۔۔

کیا کروں باپ ہوں تمہارا تم نے گارڈ لے جانے سے بھی منع کر دیا تو میں نے تمہارے چوکیدار کا نمبر" لے لیا۔۔ تمہاری خیریت پوچھنے کیلیئے۔۔۔۔اسی نے دو مہینے پہلے بتایا کہ صاحب اپنے ساتھ کسی لڑکی کو لیکر آئے ہیں اب باپ ہونے کے ناتے اتنا تو تمہیں جانتا ہی ہوں کہ تم یوں ہی کسی لڑکی کو اپنے گھر نالاو "گے۔۔۔۔۔

باپ کی بات پر میر نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

"بابا وہ۔۔۔۔اصل میں حالات۔۔۔۔۔"

ابھی وہ کچھ کہتا تو اس کا باپ اسے ٹوک گیا۔۔۔۔۔

"پھر ملتے ہیں تو اسکے بارے میں بات ہو گی۔۔۔۔"

ابھی میں نے تمہیں نعمان سے خبر دار کرنے کیلیئے فون کیا تھا تم نے اب گارڈز واپس بھجوائے نا بیٹا سائیں تو اپنا بوریا بستر ابھی وہاں سے سمیٹ لینا اب تمہاری زندگی صرف تمہاری نہیں ہے میر بہت سے گاوں والوں کی امیدیں تم سے وابستہ ہے اسکا دیہان رکھنا اپنا خیال رکھنا اور بہو کو میری طرف سے پیار "دینا۔۔۔۔۔۔

مزید ایک دو باتیں کر کے میر نے فون بند کر دیا۔۔۔

گھڑی کیطرف دیکھا جو دس بجا رہی تھی دیر سے سونے پر نماز بھی نکل گئی تھی حیا کو سوتا دیکھ میر کا دل بھی بے ایمان ہوا اور وہ اسے اپنے حصار میں لیکر آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

انوکھا بندھن

13 قسط نمبر

از قلم نور عباس

اس دن تو میر نے آفس سے چھٹی کی وہ آج کا پورا دن ہر جانے کے طور پر حیا کے ساتھ منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

۔۔ لیٹ اٹھنے کی وجہ سے بارہ بجے تک دونوں نے ناشتہ کیا ملازمہ کے آتے ہی میر حیا کو باہر لے گیا۔

پہلے اسکے نا نا کرنے کے باوجود اسے شاپنگ کروائی ساتھ وارننگ بھی دی کہ وہ یہ ساری چیزیں اپنی بیوی کو دلا رہا ہے نا کہ کسی پے انگیسٹ کو اس لیے پیسے ریٹن کرنے کا سوچے بھی نا پھر اس کے لیے نیو

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ماڈل موبائل لیا۔۔۔۔ من پسند جگہ سے لنچ کرنے کے بعد میر نے گاڑی کا رخ آفس کی طرف موڑا ۔۔۔۔ جسے دیکھ کر حیا خوف ذدہ سی رہ گئی۔

۔۔۔۔ گاڑی روک کر میر نے اسے باہر نکلنے میں مدد دی وہ دونوں لفٹ میں سوار ہوئے۔

آفس پہنچنے پر حیا نے بے ساختہ میر کے بازووں کو دونوں ہاتھوں سے جکڑا جس پر میر نے اپنا ہاتھ رکھ کر تسلی دی جب کہ سب ورکرز حیا کو یوں میر سر کے ساتھ دیکھ کر اپنی اپنی سیٹوں سے کھڑے ہو گئے ان سب میں شینا بھی شامل تھی جسکی آنکھوں میں حیا کو یوں سہی سلامت دیکھ کر شرارے پھوٹے اور ۔۔۔۔ سب سے زیادہ آگ تو اسے میر کا بازو پکڑنے پہ لگی۔

۔۔۔ سب نے میر کو دیکھ کر سلام کیا۔

"۔۔ وعلیکم سلام ایوری ون ان سے ملیے میٹ مائے لائف مائے وائف حیا میر محتشم علی۔"

میر کے انکشاف پر جہاں شینا کا منہ کھلا وہیں سارا اسٹاف حیران ہوتا تالیوں سے حیا کا خیر مقدم کرنے ۔۔۔۔ لگا۔

آج سے یہ آفس ان کا بھی ہے اور یہ آپ سب کی میم ہے۔۔۔ آپ سب پر ان کی رسپیٹ ویسے ۔"

"۔۔۔ ہی لازم ہے جیسے آپ سب میری کرتے ہیں۔

۔۔۔ میر نے ایک طائرانہ نظر سب پر ڈال کر۔۔ کہا۔

"۔۔۔ جی ضرور سر بلکل کیوں نہیں۔"

مختلف آوازوں میں سب نے یقین دلایا۔۔۔

میر حیا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے اپنے آفس روم کی طرف بڑھنے لگا تبھی وہ دونوں شینا کے روبرو ہوئے

"""مس شینا تھوڑی دیر تک فورا روم میں آئیں "

ماتھے پہ شکن لائے۔ سرد مہری سے کہتا وہ حیا کا ہاتھ تھامے اپنے روم میں داخل ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

اپنی چیئر پر بیٹھتا وہ حیا کے بازو کو جھٹکا دیتا اپنے اوپر گرا چکا تھا جس پر وہ توازن برقرار نا رکھتی لڑکھڑائی اور کندھے کے قریب سے میر کی شرٹ کو دبوچ لیا اور تیکھے چتونوں سے میر کو گھورنے لگی۔۔۔

جب کہ میر اسکی گھوری کو خاطر میں نالاتا ایک اور جھٹکا دیتا اسے اپنی گود میں بٹھا گیا۔۔۔

"کیا کر رہے ہیں میر یہ آفس ہے آپ کا روم نہیں"

۔۔ وہ اپنے آپ کو اس سے چھڑواتی بولی۔۔۔۔ لیکن کوشش ناکام گئی۔

" تم روم میں کونسا کچھ کرنے دیتی ہو"

وہ ذو معنی لہجے میں بولا جبکہ اسکی بات پر وہ کان کی لو تک سرخ ہو گئی۔۔۔۔

"اور جو کل سے آپ بہانے بہانے سے میرے قریب آ رہے ہیں وہ کیا۔۔۔۔"

حیا نے شرم سے نظریں جھکائے کہا۔۔۔۔۔۔

"آپ اپنا کارنامہ بھول گئی۔۔۔۔۔۔"

میر نے اپنی شرٹ کی طرف اشارہ کر کے اسے کچھ یاد دلایا۔۔۔۔۔۔

"وہ تو بے اختیار عمل تھا میں نے جان بوجھ کر تو نہیں کیا ن۔۔۔"

حیا نے صفائی پیش کی

"واہ بھئی واہ آپ جو بھی کریں تو وہ جائز اور ہم جو کریں تو ناجائز۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"اگر میں بھی یہ ہی کہوں کہ تم کو پاس پا کر ہم اپنے آپ ہر سے اختیار کھو بیٹھتے ہیں پھر۔۔۔۔

" یہ عدالت ہماری حق میں اس دلیل کو قبول کریں۔۔۔۔۔

میر نے بازووں کا گھیرا تنگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

جبکہ حیا نے میر کی بات پر اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں سوائے سچ کہ اسے کچھ نظر نہ آیا لیکن وہ نظریں چرا گئی میر اسکی منزل نہیں تھی وہ کسی کا حق نہیں مارنا چاہتی تھی۔۔۔۔

اس کہ خاموش رہنے پر اور نظریں چرانے پر میر ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔۔۔

ان دونوں کے درمیان معنی خیزی سی خاموشی جنم لینے لگی کافی دیر یونہی بیت گئی۔۔۔۔

جب دروازہ نوک ہونے کی آواز آئی۔۔۔۔

حیا اس سے حصار سے ایکدم یوں نکلی جیسے گہری نیند سے جاگی ہو۔۔۔۔اور وہاں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

جبکہ میر اسے گہری نظروں کے حصار میں لیے نوک کرنے والے کو اندر آنے کی پرمیشن دے چکا تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"آیئے مس شینا آپ ہی کا انتظار کیا جارہا تھا۔۔۔"

شینا کو آتے دیکھ میر چیئر کو آگے لاتا ہاتھ باندھے ٹیبل کر ٹکا کر بولا۔۔۔

"جی۔جی۔ سر آپ نے بلایا تھا۔۔۔۔"

شینا کے دل میں چور تھا اس لیے وہ ٹھنڈے پسینے سے نہا گئی۔۔۔۔۔جب کی حیا شینا کو آتے دیکھ منہ پھیر چکی تھی میر سے حیا کی یہ حرکت پوشیدہ نہ رہ سکی اوہ تو حیا بھی جانتی ہے کہ اسکے ساتھ وہ سب کرنے والی شینا ہے۔۔۔

"۔۔۔ یہ لیجئے فائل اور اسے آج ہی کی تاریخ میں کمپلیٹ کر کے لایئے"

میر نے اک فائل دراز سے نکال کر اسکے سامنے ٹیبل پر پھینکتے ہوئے کہا۔۔۔جبکہ شینا گھبرا گئی۔۔۔

" سر لیکن آفس ٹائم تو ختم ہونے والا ہے۔۔۔"

شینا نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

سو واٹ یہ میرا ہیڈک نہیں ہے آپ کو جو کام دیا گیا ہے وہ آپکو لازمی کرنا ہے اور آج کی ہی ڈیٹ میں" "۔۔۔ کرنا ہے چاہے اس کے لیے آپکو آج پوری رات آفس میں رکنا پڑے اٹس دیٹ کلئیر

اسکی بات پر وہ سر ہلاتی فائل ہاتھوں میں تھامتی اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"بٹ سر یہ فائل تو کمپلیٹ ہے۔۔۔"

شینانے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔۔۔

"۔۔۔ اچھا ادھر دیکھائیں مجھے"

میر نے فائل لینے کیلیئے ہاتھ بڑھایا اور فائل دیکھنے لگا

"بالکل یہ تو ریڈی ہے۔۔۔۔ "

میر کے کہنے پر شینا کی جان میں جان آئی۔۔۔۔اور دل ہی دل میں جان چھوٹنے پر شکر کیا۔۔۔

لیکن یہ کیا دیکھتے ہی دیکھتے میر نے فائل پھاڑ دی اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ہوا میں اچھالے

"اب تو یہ ضایع ہوگئی ناں جائے بلکل ایسی ہی فائل ریڈی کر کے لا کر دیں۔۔۔"

جبکہ اس کی اس حرکت پر حیا بھی آنکھیں پھاڑیں اسے دیکھنے لگی کیونکہ یہ وہی فائل تھی جیسے حیا نے

۔۔۔ کمپلیٹ کیا تھا

شینا صدمے سے گنگ صرف سر ہی ہلا سکی۔۔۔اور جانے لگی۔۔۔

"ایک منٹ مس شینا۔۔۔۔"

۔۔ میر کے کہنے پر وہ واپس مڑی

آپ ہی نے شاید ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ جب آپ اس آفس سے پے کے نام پر پیسے لیتی ہیں تو اسے "

حلال کرنا بھی آپ کا فرض ہے تو آپ کو یاد دلا دوں آپکی وہ ایمانداری میں آج دیکھنا چاہتا ہوں یہ

جو فائل میں نے آپ کو کمپلیٹ کرنے کیلئے دی ہے ایک بہت بڑے کانٹریکٹ کی ہے جس سے اس

آفس کو بہت فائدہ ہو گا اب دیکھنا ہے آپکی کی گئی محنت رنگ لاتی ہے یا اس کمپنی کو ڈبوتی ہے اب جائیں

"آئی ہوپ سو کہ آپ اچھی طرح کام سمجھ چکی ہو گی۔۔۔۔۔

وہ سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے چل دی۔۔۔

جبکہ میر نے اب حیا کو دیکھا جو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ صدمے سے گنگ تھی۔۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ آنکھوں میں نمی لیے رونے لگی۔۔۔

"ارے رے۔۔۔ حیا کیوں ظلم کرتی ہو میری جان پر۔۔۔"

میر اسکے رونے پر بوکھلا کر اسکی جانب بڑھا۔۔۔۔

جب کے میر کو اپنی طرف آتا دیکھ وہ اور زیادہ نیر بہانے لگی۔۔۔۔

میر نے فوراً سے اسکے آنسو صاف کرنے کو ہاتھ بڑھائے۔۔۔ جبکہ حیا پیچھے ہو گئی۔۔۔۔

مجھے ہاتھ مت لگائیے گا میں آپ سے ناراض ہوں آپ نے مہری اتنی محنت سے بنائی فائل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے میری محنت کی ذرا قدر نا کی اور اس شینا کو پھر سے نیو فائل بنانے کا کہا کیا وہ مجھ سے اچھی فائل بناتی ہے جو آپ نے اس سے کہا ہے حالانکہ وہ بلکل اچھی نہیں ہے اسی نے مجھے واش رومز میں بند کیا تھا۔۔۔۔۔۔"""

وہ غصے میں بولتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔ اسے تو بیچ میں ہی اپنی محنت کی اس قدر پر صدمہ ہی لگ گیا۔۔۔۔

جب کہ میر اب اگر اسے بتاتا کہ وہ شینا سے جیلس ہو رہی ہے تو وہ کبھی نا مانتی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیامیں نے فائل اسلیے نہیں پھاڑی کہ وہ اچھی نہیں بنی بلکہ اسلیے پھاڑی کے مجھے اب اسکی ضرورت نہی ہے۔۔۔۔"

میر نے رسان سے کہا۔۔

"پر کیوں اس پروجیکٹ سے تو کمپنی کو کافی سارا فائدہ ہونے والا تھا۔۔۔۔"

وہ حیرت کا بت بنی پوچھ بیٹھی۔۔۔

ہممم۔ لیکن کوئی بھی فائدہ میرے لیے میری جان سے بڑھ کر اہم نہیں ہے بھلا جس فائل کی وجہ سے میری جان اتنی اذیت میں رہی ہو وہ میرے نزدیک کسطرح اہمیت کی حامل ہو سکتی ہے۔۔۔ پھر "بھلے بات لاکھوں کی ہو یا کڑوروں کی۔۔ آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔۔

۔۔۔ وہ اسے بے نیازی سے بتا رہا تھا

"پر میر۔۔۔۔"

۔۔ حیا اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ مہر نے اسے روک دیا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

مجھے اب مزید اس حوالے سے کوئی بات نہیں کرنی اور اٹھو اب گھر چلتے ہیں۔۔۔ تم جاکر منہ دھولو رو "رو کر تمہاری ناک بھی بہنے لگی ہے۔۔۔۔

۔۔۔ میرنے اس کا دیہاں بٹانے کی غرض سے اسے چھیڑا جس پر وہ چڑ گئی

"۔ جی نہیں"

وہ منہ پھلاتے ہوئے اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔۔۔

۔۔۔۔ . . میرنے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا

اس اچانک افتاد کیئے وہ تیار نہ تھی اسلیے گرنے کے خوف سے آنکھیں بند کر گئی۔۔ میرنے باری باری اسکی آنکھوں کو لبوں سے چھوا۔۔۔

"۔۔۔ خبردار جو تم نے آئندہ ان پر ظلم کیا تو میں بری طرح پیش آونگا"

کہتے ساتھ ہی وہ اسے چھوڑ تا باہر کی جانب بڑھا جب کہ وہ وہی دل پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی جو میر کی حرکت کے باعث بڑی طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔

/////

چھٹی کا ٹائم ہو چکا تھا سب ہی اسٹاف آہستہ آہستہ آفس سے جانے لگے۔ایسے میں میر نے ملک کو آواز دی۔۔۔

"یس سر۔۔۔"

وہ فوراحاضر ہوا ملک صاحب۔۔

مس شینا آج لیٹ نائٹ تک کام کریں گی۔۔۔ آپ گھر جانا چاہے تو جا سکتے ہیں۔۔ بلکہ آپ "

" چلے جائے تو کافی بہتر ہے۔۔۔

میر نے اسے وارن کرتے لہجے میں کہا۔۔

"اوکے سر۔۔۔"

ملک صاب نظریں جھکائے بولا۔

"بٹ سر میں اکیلی کیسے لیٹ نائیٹ تک کام کرونگی۔۔۔۔۔۔۔۔"

شینا کو سمجھ نا آرہی تھی کہ آخر میر اس کے ساتھ ایسا کیوں کر رہا ہے۔کیوں کہ وہ اب تک انجان تھی کہ میر کو حقیقت معلوم ہو چکی ہے۔۔۔میر کی ہدایت پر ملک صاب نے بھی شینا کو کچھ نا بتایا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

مس شینا میں نے آپ سے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ میرا ہیڈک نہیں ہے اور آپ کوئی پہلی وومین نہیں" ہے جو اسطرح لیٹ نائٹ تک اکیلی کام کریں گی اسلیے زبان لڑانے سے بہتر ہے کہ آپ دماغ کا استعمال کرلے۔۔شاید کام جلدی ہو جائے۔۔۔"

میر سرد لہجے میں تنبیہ کرتا حیا کا ہاتھ تھامتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔جو کچھ دیر پہلے ہی وہاں آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

"کام کروں مائے فٹ۔۔۔۔۔"

پیچھے شینا اسکی بات پر تلملا رہی تھی ایک تو ہو پہلے ہی اسکی اور حیا کی شادی پر شوک تھی اوپر سے میر کے کام کرنے کی وارننگ۔۔۔۔

"بھائی آپ کچھ ہیلپ کردیں۔۔۔۔"

شینا نے ملک کی جانب مدد طلب کرتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

سوری شینا یہ تمہارا کام ہے تو تمہیں خود ہی کرنا ہوگا اگر میں نے تمہارا اس میں ساتھ دیا تو میر سر مجھے" بھی نوکری سے نکال دینگے۔۔۔۔۔"

ملک صاب نے بے چارگی ثابت کی۔۔۔

"پر سر کو کیسے معلوم ہو گا یہاں تو کوئی نہیں دیکھ رہا۔۔۔۔"

شینا حیرت سے بولی۔۔۔

یہ تمہاری بھول ہے شینا کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا اور نہ تم کچھ بھی کرنے سے قبل یہ دیکھ لیتی کہ "کیمرے کی آنکھ تمہیں ہر جگہ دیکھ رہی ہے۔۔

۔ درپردہ ملک صاب نے جیسے اسے کچھ باور کروایا

اور شینا کو لگا کہ زمین اس کے پیروں سے سرکا دی گئی ہو۔۔۔

"آس کا مطلب کو میں نے حیا کہ ساتھ کیا وہ سر کو معلوم ہو چکا ہے۔۔۔۔۔۔"

شینا سنسناتے لہجے میں بولی۔۔

جس پر ملک صاب نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔اور افسوس سے اسے دیکھتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے جب کہ وہ وہی کرسی پر گر کر اپنے آپ کو کوسے جا رہی تھی۔۔۔

//////

" میر یہ سب کیا ہے"

وہ گاڑی میں بیٹھے اس سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔

کیا وہ انجان بنا۔۔۔

میر اوپر جو ابھی آپ نے شینا کیلئے کہا وہ کس لیے جب کہ وہ کانٹریکٹ آپ کینسل کروا چکے ہیں تو شینا "کو وہ فائل کمپلیٹ کرنے کو کیوں کہا۔۔۔۔

وہ اب سنجیدگی سے بولی۔۔۔۔

"تم اسکے بارے میں مت سوچو جس کا کام ہے سوچنا اسے چاہیے۔۔۔"

میر نے اسکی طرف دیکھتے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔۔

"لیکن وہ اکیلی کیسے ساری رات آفس میں۔۔۔"

تم بھی تو رہی تھی اس نے تمہارے بارے میں سوچا تھا نہیں نا تو تم کیوں اس کے بارے میں سوچ "۔۔۔ رہی ہو

میر کے کہنے پر وہ ہونق پن سے میر کو دیکھنے لگی۔۔۔

"آپ کو کیسے معلوم میر کہ ان سب ک پیچھے شینا کا ہاتھ ہے۔۔۔۔'

حیا کے پوچھنے پر وہ مبہم سا مسکرایا۔۔

"جیسے مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم کہاں ہو۔۔۔۔۔"

۔۔ میر نے اسکے سوال کا گول ساجواب دیا

"وہی تو پوچھ رہی ہوں کیسے۔۔۔۔۔

"تم مجھے آرام سے گاڑی چلانے دو گی باقی باتیں گھر جاکر بھی کی جاسکتی ہیں پلیز۔۔۔۔۔"

میر نے کچھ چڑتے ہوئے کہا وہ خود ایسا نا چاہتا تھا اسلیئے دماغ اور دل میں چھڑی جنگ سے وہ چڑ چڑا ہو رہا تھا مزید سونے پہ سہاگہ حیا کی باتیں اسے تپا رہی تھی۔۔۔اس لیے وہ حیا پر چڑھ دوڑا۔۔۔۔

جبکہ حیا اسکی بات پر چپ سی ہو گئی۔۔۔راستے میں اس نے کھانا پیک کروالیا تھا۔۔۔

گھر آتے ہی حیا سید ھا اپنے اور زوبی کے روم میں بند ہو گئی یہ واضح اعلان تھا کہ وہ اس سے ناراض ہو چکی ہے جبکہ میر سر جھٹکتا کچن میں جا کر کھانے کو ڈش آوٹ کرتا اسکے کمرے کی طرف چل دیا کھانا سائیڈ ٹیبل پر رکھتا وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا جو بیڈ سے ٹیک لگائے منہ پھلائے بیٹھی تھی

"حیا۔۔۔"

ؔمیر نے نرمی سے بلایا۔۔۔ لیکن وہ اس نے کوئی جواب نا دیا۔۔

"ناراض ہو سوری میں تھوڑا روڈ ہو گیا تھا۔۔۔"

میر نے اپنی غلطی مانی۔۔ لیکن اب بھی وہ کچھ نا بولی.

"اچھا چلو مجھ سے ناراضگی ہے نا کھانے سے تو نہیں چلو کھانا تو کھاو۔۔۔۔"

" یا یہ چاہ رہی ہو کہ دوپہر کی طرح تمہیں اپنے ہاتھ سے کھلاوں"

کھانے کی ٹرے اپنے اور اسکے درمیان رکھتا وہ شرارت سے بولا۔۔۔

"میں تو اس کام کیلئے جی جان سے راضی ہوں۔۔۔" اور ہر وقت حاضر ہوں"

کہتے ساتھ ہی بریانی سے بھرا اسپون اس کے لبوں کے نزدیک لایا۔۔۔۔

۔۔۔" جی نہیں میرے ہاتھ سلامت ہے میں خود کھا سکتی ہوں"

وہ غصے سے کہتی اسپون اٹھاتی خود ہی کھانے لگی بریانی بہت اسپائسی تھی دو تین چمچ کھانے کے بعد ہی حیا کو ہچکی لگ گئی۔۔۔

" پا۔نی۔"

وہ ہچکی کے درمیان بمشکل بولی۔۔۔۔۔

"مانا کے بہت مرچیں ہیں لیکن جو خود تیکھی مرچ ہو اس پر مرچی کا کیا اثر بھلا۔۔۔"

پانی دیتے ساتھ ہی میر نے اسے پھر چھیڑا۔۔۔۔

"آپ ہونگے ہرے مرچے میں نہیں تبھی تو آپ پر مرچوں کا اثر نا ہوا۔۔"

وہ تپ کر بولی۔۔

جبکہ حیا کے تپ کر کہنے پر میر نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔۔۔۔

پھر کھانا کھانے کے بعد تو میر اپنے روم میں چلا گیا اور وہ وہی رہ گئی اور میر کو کوس رہی تھی جس نے اسے جھوٹے منہ بھی اپنے ساتھ کمرے میں چلنے کا نا کہا تھا۔۔وہ شروع سے ہی تھوڑی ڈرپوک تھی اسے اکیلے روم میں نیند نا آتی اور کل کے ہوئے واقع کے بعد تو وہ اور ڈرپوک ہوگئی تھی۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیا کروں خود سے جانا بھی اسے اچھا نا لگ رہا تھا میر مزاق اڑائے گے۔۔۔

پھر کچھ سوچ کر وہ کچن میں گئی۔۔۔ اور چائے بنائی چائے لا کر میر کو دی اور اپنا کپ اٹھا کر وہی بیڈ کے کنارے بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔۔۔۔ ظاہر یہ کیا کہ وہ صرف چائے ہی پینے کو وہاں رکی ہے۔۔۔۔ میر جو سامنے صوفے پر بیٹھے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا خود پر اسکی نظریں صاف محسوس کر رہا تھا۔۔۔ جب کہ وہ سوچ رہی تھی کہ سر کی اتنی بڑی ایج تو نہیں ہے پھر انکی سترہ سالہ بیٹی کیسے ہو سکتی ہے تو کیا سر کی شادی اتنی کم عمری میں ہوئی ہے پھر تو سر کی پہلی وائف کی عمر بھی کم ہو گی۔ کیسی ہو گی وہ ظاہر ہے زوبی پیاری ہے تو اسکی ماں بھی پیاری ہی ہو گی۔۔۔ کیا وہ مجھ سے بھی زیادہ پیاری ہو گی پر میں تو اتنی پیاری نہیں ہوں اس نے سامنے ڈریسنگ کے شیشے میں خود کو دیکھتے ہوئے کہا میں یہ کیوں سوچ رہی ہوں میں نے کون سا یہاں رہنا ہے۔۔۔۔ یہ سب سوچتے سوچتے اسکی چائے ختم ہو گئی۔۔۔

۔ اونو یہ اتنی جلدی کیسے ختم ہو گئی اب تو میرے پاس یہاں ٹھہرنے کا جواز بھی باقی نا رہا کیا کروں

۔۔۔

وہ اپنے خالی کپ پر نظریں گاڑیں خود سے ہی کہے جا رہی تھی۔۔۔ جبکہ میر اسکی حالت پر دل ہی دل میں خوب لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا حیا کتنی تیس مار خان ہے اسلیے تو جب بھی وہ ویک اینڈ پر جاتا تو ہر ہفتے کی رات میڈ اپنی چھوٹی بیٹی کو ان کے ہاں چھوڑ جاتی پھر ملازمہ صبح جب آتی تو واپسی میں اسے اپنے ساتھ لے جاتی۔۔۔

حیا نے خود زوبی کو اپنے ڈر کے بارے میں بتایا تھا۔۔۔

میر حیا کے پہل کرنے کے انتظار میں تھا۔۔۔۔

بلآخر وہ کچھ فیصلہ کرتے اٹھی

"میر آپ کا کتنا کام رہتا ہے۔۔۔"

حیا نے کڑے دل سے پوچھا۔۔۔۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔۔"

وہ انجان پنے سے بولا۔۔۔ جبکہ حیا نے سمجھا وہ اسکے جواب میں کہے گا تم سو جاو میں اپنا کام ختم کر کے سو جاوں گا لیکن وہ کچھ اور بولا نہیں۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

" یونہی پوچھ رہی تھی"

وہ پھیکا سا مسکراتی بولی۔۔۔

حیا انا اپنی جگہ پر جان ہے تو جہاں ہے کہتے ساتھ ہی وہ میر سے بولی۔۔

" میر میں سونے لگی ہوں مجھے سخت نیند آئی ہے اس لیے مجھے ڈسٹرب نا کیجے گا"

وہ جلدی سے کہہ کر کپ کو سائیڈ ٹیبل پر رکھتی بیڈ پر دراز ہو گئی۔۔

"کیا مطلب تم یہاں سو گی۔۔۔"

جب کہ میر تو اسکی پھرتیاں دیکھ مارے حیرانگی سے بولا۔۔۔

"ہاں کیوں کیا میرا یہاں سونا منع ہے۔۔۔۔"

وہ تیکھے چتونوں سے بولی۔۔وہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں منع تو نہیں لیکن مجھے لگا تم جو اتنی ناراضگی جتا رہی تھی شاید میرے ساتھ سونا تمہیں گوارا نہ "

گزرے۔۔۔"

لیپ ٹاپ کو گلاس ٹیبل پر رکھتا اٹھا اور اک بھرپور انگڑائی لیتا وہ مسکینیت چہرے پہ طاری کرتا بولا

ہاں تو ناراض تو میں ہوں آپ سے اس لیے زوبی کے کمرے میں چلی گئی لیکن پھر سوچا کہ زوبی سے بنا"

"پوچھے اسکا روم اگر استعمال کرونگی تو اسے برا نہ لگے اس لیے میں یہاں آگئی۔۔۔

حیا نے معصومیت سے کہا۔۔ جبکہ میر بیوی کی چالاکی پہ عش عش کر اٹھا۔۔۔

ہاں بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔۔۔وہ بیرڈ کھجاتا بولا۔۔۔"

پھر جیسے کچھ یاد آنے کا ڈرامہ کرتا موبائل جیب سے نکالتا بولا۔۔۔۔

میں ایسا کرتا ہوں زوبی سے تمہاری بات کروا دیتا ہوں پھر تم اس سے اسکے روم میں سونے کی پرمیشن"

"لے لینا۔۔۔وہ کیا ہے نا میں نہیں چاہتا تم خود پر اسطرح جبر کرو۔۔۔

کہتے ساتھ ہی میر موبائل پر کال ملانے لگا۔۔۔

"نہ۔ نہیں میر۔ ایسا مت کریں۔۔۔۔"

وہ ہڑبڑائی۔۔۔

میرا مطلب ہے کافی رات ہو چکی ہیں ناتو کیا پتہ وہ سو نا رہی ہو ہمیں آدھی رات اسے ڈسٹرب نہیں "

"" کرنا چاہیے۔۔۔۔۔۔

حیا نے چہرے پر مسکینیت طاری کرتے کہا۔۔۔

" آتنی دیر کہاں ہوئی ہے ابھی تو فقط نو ہی بجے ہیں۔۔۔۔ "

میر نے جان بوجھ کر کہا اور پھر موبائل پر زونی کا نمبر سرچ کرنے لگا اس سے پہلے وہ زوبی کے نمبر پر

پریس کرتا حیا نے جلدی سے اسکا فون اسکے ہاتھ سے لے لیا۔۔۔

آپ کیا کرتے ہیں میر میں کہہ رہی ہوں نا میں یہاں سو جاونگی مجھے یہاں سونے میں کوئی ایشو نہیں "

" ہے۔۔۔

حیا مکھن لگاتے انداز میں بولی

" آئی یو شیور۔۔۔۔م "

یر نے تصدیق چاہی۔۔

" یس۔۔۔ "

وہ بچوں کی طرح زور و شور سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔

"۔۔۔ اوکے نہیں کرتا کال جاؤ سو تم"

وہ اپنی ہنسی بمشکل ضبط کرتا وہاں سے چل دیا۔۔۔اور خود واش روم کا رخ کیا جب کہ وہ میر کہ ماننے پر شکر بجالائی اور پھر بیڈ کے ایک سرے پر سمٹ کر لیٹ گئی۔۔۔۔اور آنکھیں بند کر لی جیسے اب بھی ڈر ہو کہ میر اسے اپنے روم سے بھاگا نہ دے جلد ہی نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ہی میر نائٹ سوٹ میں باہر نکلا اور بیڈ کے دوسرے سرے پر آلیٹا۔۔۔۔ جبکہ نظروں کے حصار میں حیا تھی جسے بہت جلد وہ اپنے بازووں کے حصار میں لے گیا اور کان میں ایک سرگوشی کی میری جھلی اسکے بازووں کے گھیرے میں وہ ہلکا سا کسمسائی پھر کروٹ بدل کر سو گئی اب اسکی پشت میر کے سینے سے لگی تھی میر نے موبائیل پر کسی کو میسج کیا اور سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔

////

ادھر شینا اکیلی اپنا دیہان کام میں لگانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن یہ ممکن کہاں تھا۔۔۔

جہاں سارادن آفس میں بھانت بھانت کی آوازیں آتی تھی اب وہی سنسان آفس جہاں صرف گھڑی کی ٹک ٹک کی آوازیں ہی سنائی دے رہی تھی ٹک ٹک کی ہر آواز کے ساتھ شینا کا دل بھی اچھل جاتا۔۔۔

وہ پنکھے چلنے کے باوجود پوری پسینے میں نہا چکی تھی اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ حیا کہ ساتھ کتنا غلط کر چکی ہے۔۔۔

اس کو نا تو قید کیا گیا تھا اور نا ہی اندھیرا کیا گیا تھا پھر بھی خوف سے اسکا دم نکلا جا رہا تھا لیکن حیا وہ اتنے گھنٹوں اس بند جگہ جہاں نا روشنی تھی اور نا ہی ہوا کا کوئی ذریعہ وہ وہی ڈائس پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی مجھے معاف کر دو حیا وہ روتے ہوئے زور زور سے کہہ رہی تھی اور میر یہ ہی تو چاہتا تھا کہ اسے اسکی غلطی کا احساس ہو جائے

وہ روم میں آتے ہی لیپ ٹاپ پر آفس کے مناظر دیکھنے لگا۔۔۔جہاں شینا گھبرائی گھبرائی سی لگ رہی تھی وہ اکیلی نا تھی ملک صاب اور گارڈ وہیں تھے لیکن شینا ان سب سے بے خبر تھی شینا کو روتا دیکھ اسے اچھا تو نہیں لگا لیکن اس نے بھی تو حیا کو رولایا تھا نا اس لیے یہ سب کرنا ضروری تھا ورنہ زبانی وارننگ تو وہ پہلے ہی شینا کو دے چکا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پھر سونے سے قبل اس نے ملک صاب کو ہی میسج کیا تھا کہ وہ مس شینا کو گھر لے جا سکتے ہیں۔۔۔

اور ملک صاب تو اس پر ہی شکر کر رہے تھے ورنہ شینا نے جو حرکت کی تھی اس پر مڈر اٹیمپ کا مقدمہ بھی بن سکتا تھا جو حیا کی حالت ہوئی تھی۔۔۔

////// ////

انوکھا بندھن

14 قسط نمبر

از قلم نور عباس

صبح جب میر کی آنکھ کھلی تو حیا کو بیڈ پر موجود نا پایا اسے معلوم تھا نماز کے بعد وہ سوتی نہیں ہے جب کہ وہ خود نماز کے بعد اکثر سو جاتا تھا۔

۔۔۔ وہ جب کچن میں آیا تو تو فریش سا آفس جانے کیلئے تیار تھا

کرسی کھینچ کے بیٹھا تب تک ملازمہ بھی اسکا ناشتہ بنا چکی تھی آج حیا نے ان سے پراٹھا بنانا سیکھا لیکن وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو چکی تھی اس لیے اس کا منہ سوجھا ہوا تھا۔۔یہ سوچ کر کے کیا اب وہ کبھی گول پراٹھہ نا بنا سکے گی۔۔۔

زوبی نے اس سے کتنی مرتبہ پراٹھے کی فرمائیش کی تھی لیکن ہر بار وہ کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتی۔۔۔۔

"کیا ہوا ابھی تب منہ کیوں سوجھا ہوا ہے تمہارا۔۔"

۔میر نے اسے منہ بسورتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

"۔۔۔۔ آپ سے مطلب"

وہ تنک کر بولی۔۔

اب یہ تو نہ کہو سارے مطلب تمہارے نکلتے تو"

"مجھ سے ہی ہے تم نا مانو تو وہ اک الگ بات ہے۔۔۔۔

کہتے ساتھ ہی میر نے آنکھ ونک کی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔۔۔ چھچھوڑا"

اسکی حرکت پر حیا زیرلب بڑبڑائی۔۔۔۔

"ناشتہ کرلو کب سے مجھے دیکھے جا رہی ہو کیا میرے کھانے پر نظر لگانی ہے۔۔۔۔"

میر کو اسے چھیڑنے میں مزہ آتا۔۔۔

۔۔"جی نہیں شکریہ میں اپنی پسند کا ناشتہ کر چکی ہوں آپ کو ہی مبارک ہو یہ پراٹھا۔۔۔"

وہ چڑ کر بولی۔۔۔

اچھی بات ہے ڈائٹنگ پر ہو پہلے ہی اتنی موٹی ہو پرسوں میں تمہیں بازووں پر اٹھا کر لایا تھا اب تک

"۔۔۔ . بازووں درد کر رہے ہیں

میر کی اسقدر مبالغہ آرائی پر حیا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔

"کیا مطلب آپ مجھے موٹا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔"

حیا دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"میری ایسی کہاں مجال۔۔۔میں کہنا نہیں چاہ رہا بلکہ تمہیں بتا رہا ہوں تم موٹی ہو۔۔۔"

وہ خاموشی سے میر کے پیچھے آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔میر کھانے میں مگن تھا اسلیے اسکی موجوگی اپنی پشت پر محسوس نا کر سکا۔۔۔

چونکا تو تب جب ایک دم بہت سا پانی اس کے سر پر گرا۔۔۔

وہ ایک دم ہڑبڑا کر کرسی سے اٹھا وہ پورا بھیگا ہوا تھا۔۔۔

جب کہ سامنے کی حیا ایک ہاتھ میں جگ پکڑے کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔۔۔لیکن اسکی ہنسی کو بریک تب لگی جب میر کو خونخوار تیور لیے اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔۔۔

حیا اب تو گئی خود سے کہتی جگ میر کی طرف پھینکا جسے وہ کیچ کر گیا حیا وہاں سے رفو چکر ہونے لگی پر میر نے دوسرے بازو سے اسے پکڑ لیا۔۔۔۔

جگ کو سامنے ہنستی کھتی ملازمہ کو پکڑا یا۔۔۔اور خود حیا کو دبوچے روم میں لے گیا۔۔۔

جب کہ ملازمہ سر ہلاتی فرش سے پانی صاف کرنے لگی۔۔۔

/////

میر نے روم میں آ کر حیا کا بازو چھوڑا اور دروازہ لاک کیا۔۔۔

"میر یہ۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں دور لاک کیوں کیا۔۔۔"

جبکہ میر نے اسکی بات کا کوئی جواب نا دیا اور سنجیدہ تیور لیے قدم قدم اٹھاتا اسکی جانب بڑھتا گیا۔۔۔ جبکہ وہ ڈر کے مارے پیچھے کی جانب قدم اٹھانے لگی۔۔۔

"۔۔۔ میر پلیز سوری غلطی ہو گئی"

ساتھ ہی ساتھ وہ کہے جا رہی تھی پر میر ہنوز ماتھے پر شکن لائے بنا کچھ بولے اسکی طرف بڑھتا گیا۔۔۔۔

پیچھے ہوتے ہوتے حیا دیوار سے جا لگی۔۔۔ میر نے اسکے ارد گرد ہاتھ رکھ کے اسکی جانے کی راہ مسترد کر دی۔۔۔۔

پانی میں بھیگا میر۔۔۔ بہت گہری نظروں سے اسکو دیکھتا اسکی جانب اپنا چہرہ بڑھا گیا۔۔۔ اتنا نزدیک کہ فقط ایک انچ کا فاصلہ رہ گیا جب کہ وہ ڈری

۔۔۔ میر پلیز سوری نا آئندہ نہیں کروں گی "

وہ اس کے اس قدر قریب آنے پر کپکپا کر رہ گئی جب کہ وہ سنجیدگی سے اس کے ہونٹوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ گیا۔۔۔

"شیش۔۔۔۔۔"

جیسے کچھ کہنے سے منع کیا ہو اور مزید آگے ہوا۔۔۔حیا نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کرلی۔۔۔۔

لیکن یہ کیا اس پر ایک دم سے پانی کی چھینٹیں گرنے لگی۔۔۔۔اسنے آنکھیں کھولی تو میر اپنے سر کو جھٹک رہا تھا جس سے پانی کی بوندیں اس کے چہرے پر گر رہی تھی۔۔۔

پھر دور ہو کر میر نے اسکی پتلی حالت کا مذاق اڑاتے ہوئے قہقہہ لگایا۔۔۔

"پلیز سوری آئندہ ایسا مذاق نہیں کرونگی۔۔کیسا لگا میرا مذاق میڈم۔۔۔۔"

اب وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"میر یہ سب مذاق تھا جب کہ میری سانس بند ہونے کو تھی۔۔۔"

۔حیا نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔

"کیوں جان ابھی تو میں نے کچھ ایسا کیا بھی نہیں کہ تمہاری سانسیں بند ہو۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ ذو معنی سا بولا۔۔۔جبکہ وہ اسکی بات پر کانوں تک سرخ ہو گئی۔۔۔اس کے چہرے پر پھیلتے شرم انگِیز رنگ دیکھ کے وہ دیوانہ ہوا اور آگے بڑھ کر اسے کمر سے تھام کے جھٹکا دیے کر اسکے گرد حصار ۔۔۔ تنگ کیا

دل تو میرا وہی کرنے کا کیا تھا جو تم سمجھی لیکن تمہاری حالت دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی گر جاو گی" اس لیے تم پر ترس آ گیا لیکن یہ ترس تم پر ہر بار آئے یہ ضروری نہیں اس لیے اگلی بار سوچ سمجھ کر شرارت کرنا کیونکہ اس شرارت کا جواب میں اپنے انداز میں دونگا۔۔۔جو ظاہر ہے تمہیں پسند نا "آئے گا۔۔۔۔

کہتے ساتھ ہی وہ اس پر جھکا اور اسکی ناک کو ہلکا سا دانت سے کاٹا جبکہ وہ سی کرتی فورا سے ناک پر ہاتھ رکھ گئی۔۔

میر ہنستے ہوئے اسے اپنی باہوں کے حصار سے آزاد کر گیا۔۔۔

"چھچھورا۔۔۔"

حیا زیر لب بڑبڑائی۔۔۔۔۔

وہ جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا اسے مر مر سے گہری نظروں سے دیکھتا بولا۔۔۔۔

"۔۔۔ م "یں تمہیں چھچھوڑے کی مینِنگ بتاؤں آ کے

جب کہ اسکے کہنے پر وہ جلدی سے واش روم میں بند ہو گئی اس کے بھاگنے پر میر نے زندگی سے بھرپور قہقہہ لگایا اور الماری سے سوٹ نکالتا ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔۔

///////

دونوں ساتھ ہی آفس پہنچے۔۔۔ آج میر کا موڈ کافی خوشگوار تھا وہ گاڑی میں سارا ٹائم کوئی شوخ سی دھن گنگناتا رہا وقفے وقفے سے اک بھرپور نظر اپنے سنگ بیٹھی اس ظالم حسینہ پر بھی ڈال لیتا جب کہ حیا مسلسل اسکی گہری نظروں سے پزل ہوتی رہی۔۔۔ اور جھنجھلاتی رہی۔۔۔۔

آفس پہنچتے ہی حیا اپنی سیٹ کی طرف بڑھنے لگی لیکن میر اسکے ہاتھ کو پکڑ گیا

"کدھر۔۔۔ "

میر آئی برو اچکاتے پوچھنے لگا۔۔۔ جبکہ حیا اب تپ گئی

"۔۔۔ میر ہاتھ چھوڑیں سب دیکھ رہے ہیں "

وہ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی تگ وگ کرنے لگی۔۔۔

"دیکھتے ہیں تو دیکھنے دو یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔۔۔"

میر اس کے گریز پر نہایت بدمزہ ہوتے بولا۔۔۔۔۔

"۔۔۔ میر اپنی سیٹ پر جا رہی تھی"

اب کے وہ پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پہ لاتی بولی کیونکہ اسے پتہ تھا سبکی نگاہیں ان دونوں کی طرف ہی ہے۔۔۔۔ جسکا ڈھیٹ میر پر کوئی اثر نہیں ہونے والا۔۔۔

تو وہاں کیوں جا رہی ہو اب سے تم میرے آفس میں بیٹھ کر کام کرو گی میں نے تمہاری ٹیبل وہیں "سیٹ کروادی ہے۔۔۔"

مُیر کہتے ساتھ ہی بنا اسکی سنے بنا اس کا ہاتھ چھوڑیں اپنے آفس میں لے گیا جبکہ حیا مسلسل میر کو کوسے جا رہی تھی کیا تھا وہ شخص وہ جتنا اس سے دور جانے کی کوشش کرتی وہ اتنا فاصلوں کو ختم کرتا جا رہا تھا وہ کوئی موقع نہ چھوڑتا اس کے قریب آنے کا۔۔۔۔

آفس روم میں آتے ہی میر نے اس کو اس کی سیٹ پر بیٹھایا جو وہیں ایک کونے میں سیٹ کی گئ تھی۔۔۔

"__تم یہاں میری نظروں کے سامنے بیٹھ کر کام کرنا"

وہ اسے چیئر پر بیٹھاتا بولا۔۔۔

"پر میر۔۔۔۔۔"

"کیا پر ور۔۔۔۔۔۔۔"

میر نے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔

چلو اب باتیں چھوڑو اور کام کرو تمہیں معلوم ہے نا میں کام کے معاملے میں کتنا اسٹریک "

"ہوں۔۔۔۔۔

میر سنجیدگی سے کہتا اس کا گال تھپتھپاتا اپنی جگہ جا بیٹھا جبکہ حیا اسکے دھوپ چھاوں جیسے رویے پر الجھ گئ۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیانے اک نظر میر کو دیکھا جو اپنے سامنے کوئی فائل کھول رہا تھا۔۔۔میر نے حیا کی جانب نظر کی تو اسے خود کو تکتا پا کر وہ اک آنکھ ونک کر گیا جبکہ وہ شرم سے سرخ ہوتی جلدی سے رخ پھیر گئی

۔۔۔میر نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا۔۔۔

. . پھر دونوں ہی اپنے اپنے کام میں غرق ہو گئے۔

لنچ ٹائم پر میر نے لنچ آفس میں ہی منگوا لیا تھا۔۔۔ابھی وہ لنچ ختم کر کے اٹھے ہی تھے کہ۔۔۔۔دروازہ نوک ہوا میر نے آنے کی اجازت دی آنے والی شینا تھی جو اندر آ کر شرمندہ سی سر کو جھکا گئی تھی۔۔۔

"۔۔۔۔ کہیے مس شینا کچھ کہنا چاہتی ہیں آپ"

۔۔ میر سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔جب کہ حیا نے بھی میر کے سنجیدہ لہجے کو محسوس کیا

"وہ۔سر میں۔میں۔میم حیا سے سوری کہنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔"

شینا اپنے دونوں ہاتھوں کو مڑورتے ہوئے بولی۔۔۔

"کس لیے۔۔۔"

میر کے کہنے پر۔۔اس نے سر اٹھا کر میر کو دیکھا۔۔۔

سر میم حیا کے ساتھ جو کچھ میں نے اس دن کیا اس کیلئے بہت شر مندہ ہوں۔۔۔ آئندہ ایسا نہیں "ہو گا پلیز مجھے معاف کر دے۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ شینا نے کہتے ہوئے با قاعدہ ہاتھ جوڑیں

آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا یہ ہی بہت ہے جو میں نے آپ کیلئے ساتھ کیا میں بھی آپ سے اپنے " کیے کی معافی مانگنا چاہتا ہوں اس کے باوجود جو میں نے کیا وہ بلکل ٹھیک کیا میں آپ کو یہ احساس دلانا "چاہتا تھا کہ جب خود پر بیتی ہے تو کیسا محسوس ہو تا ہے۔۔۔۔

میر کی بات پر حیا نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ کتنی اچھی سوچ کا حامل تھا نا وہ شخص عورت ذات کی عزت کرنے والا۔۔۔۔

کیا یہ خدا نے مجھے دیا ہے نہیں یہ میرے کیسے ہو سکتے ہیں ان پر تو انکی پہلی بیوی کا حق ہے میں اسکا حق کیسے مار سکتی ہوں۔۔۔۔۔

اسکی خیالی روح نجانے کہاں بھٹکی ہوئی تھی۔۔۔ میر نے اسے سوچوں میں گم دیکھ کر اسے پکارا مگر جو خیالوں سے نا نکلی پھر ٹیبل کو پیپر ویٹ سے بجایا تو وہ چونکی۔۔۔۔

"۔۔۔ جی"

وہ اتنا ہی کہہ سکی

"۔۔۔۔ خیالوں سے نکل آئے محترمہ وہ جا چکی ہے"

اسکا اشارہ شینا کی طرف تھا۔۔۔۔

جبکہ حیا بھی اپنے خیالوں کو جھٹکتی اپنا کام کرنے لگی۔۔۔۔

/////

شام کو جب وہ دونوں گھر پہنچے تو حیا کیلیئے اک سرپرائز تھا زوبی چیختی ہوئی اسکے گلے سے جھول گئی جب کہ وہ خود زوبی کو اپنے سامنے دیکھ بے پناہ خوش ہو گئی۔۔۔

"بابا کو بھول گئی گڑیا۔۔۔۔۔"

۔۔۔ میر نے اسکی توجہ اپنی جانب کرائی

میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔ آپ اکیلے ہی گاوں سے آ گئے جبکہ میں سارا دن آپکا انتظار کرتی رہی"

"۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ منہ پھلائے بولی۔۔اس کا شکوہ بجا تھا کیونکہ وہ حیا کی گمشدگی سے لاعلم تھی حیا کے ملنے کے بعد اس نے نجانے کتنی کالز کی لیکن زوبی شدید ناراض تھی اس لیے فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی اس لیے اس نے ہاروں سے کہہ دیا تھا جسے اپنی بیوی کو لانے گاوں جانا تھا کہ وہ ساتھ میں اسے بھی لیتے آئیں۔۔۔۔۔

میری ڈول کو معلوم ہے نا بابا کتنا بزی رہتے ہیں مجھے بہت ارجنٹ آنا پڑا ورنہ ایسا ہوا ہے کبھی کہ بابا" اپنی ڈول کو ناراض کرے۔۔۔۔۔۔

۔۔ ایم سوری بابا کی جان

اب ختم کرو ناراضگی۔۔۔۔

۔۔۔ کہو تو کان پکڑوں

میر نے کہتے ساتھ ہی زوبی کے کان پکڑے جس پر وہ کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔

"جائے معاف کیا آپ بھی کیا یاد کریں گے۔۔۔"

زوبی نے فرضی کلر کھڑے کیے

اچھا۔۔۔

۔۔۔ چلو اندر

جب کہ حیا باپ بیٹی کی نوک جھونک میں کہیں دور پہنچی ہوئی تھی۔۔۔

"۔۔۔ چلیں مسسز کیا رات یہیں بسر کرنی ہے"

میر نے اسے ٹھس سے مس نہ ہوتے دیکھ کہا۔۔۔

جس پر وہ میر کو آنکھیں دیکھاتی آگے بڑھی۔۔۔۔اور سید ھا رخ کچن کی جانب کیا میر کو پانی کا گلاس پکڑایا اور کھانے کی طرف متوجہ ہوئی زوبی کو بریانی بہت پسند تھی اس لیے اس نے وہی پکانے کا سوچا۔۔۔

جبکہ وہ دونوں باپ بیٹی وہیں لاونج میں بیٹھے باتوں میں مصروف ہو گئے۔۔۔

///////

۔۔۔ کھانے سے فارغ ہو کر حسب عادت حیا نے چائے کا پانی چڑھایا

میر اپنے روم میں جب کہ زوبی بھی کیونکہ بقول وہ باتیں کر کے کافی تھک چکی ہے اس لیے اسے بہت نیند آرہی ہے وہ تو چلی سونے اور ٹیبل سے اٹھتی میر اور حیا کا گال چومتی وہاں سے چل دی۔۔۔

جب کہ حیا میر کے سامنے زوبی کی اس حرکت پر بلش کرنے لگی۔۔۔۔

سوچوں میں گھیری کھڑی تھی کہ جائے کو جوش آنے پر وہ ہوش مِن آئی۔۔۔

جائے کپوں میں ڈالے اس نے میر کے روم کیطرف رخ کیا اسکا ارادہ میر کو جائے دے کر زوبی کے روم میں سونے کا تھا۔۔۔ کیونکہ میر کے پل پل بدلتے رویے سے وہ پریشان تھی۔۔۔۔

جائے لیکر وہ روم میں آئی تو میر روم میں نہیں تھا واش روم سے پانی گرنے کی آوازیں آرہی تھی شاید وہ واش روم میں تھا اس نے شکر کیا جلدی سے وہ ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہاں سے جانے لگی کہ تبھی وہ واش روم کا دروازہ کھولتا ٹراوزر اور بنیان میں باہر آیا۔۔۔۔

جب کہ حیا اسے دیکھ کر جلدی سے رخ پھیر گئی۔۔۔۔

میر کے لبوں پر حیا کی اس حرکت پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ آہستہ آہستہ فاصلہ ختم کرتا اس تک آیا اور اسکے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکائے اس کے ارد گرد بازوؤں کا حصار کھینچ گیا۔۔۔ جبکہ حیا اس اچانک واردات پر بوکھلائی اور اسکی گرفت سے نکلنے کو مچلی ۔۔۔

"۔۔۔ میر یہ کیا کر رہے ہیں آپ پلیز چھوڑیں مجھے "

جب کہ میر تو ایسا ہو گیا جیسے اسے کچھ سنائی ہی نا دے رہا ہو وہ اسکے کندھے سے بال ہٹاتا اس پر جھکا اور اک دہکتا لمس وہاں چھوڑا اب اس کا رخ بدلے وہ اسکے ہونٹوں پر جھکا کہ اب اس پر اپنی محبت کی مہر ثبت کریں لیکن حیا اسکا ارادہ جانتے پورا زور لگائے اسکے حصار سے نکلی اور میر کو پوری طاقت سے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی جانب دھکیلا اور ساتھ ہذیاتی ہو کر چلائی۔۔۔۔

دور رہیے مجھ سے آپ میں کل سے آپکی حرکتیں برداشت کر رہی ہوں تو اسکا یہ مطلب نہیں ہیں"

"آپ اپنی حد بھول جائیں۔۔۔۔اور نفس کے پجاری بن جائیں۔۔

جب کہ میر کو اس سے اتنے شدید رویے کی امید نا تھی۔۔۔

میر کو لگا حیا نے اسے دھکیلا نہیں دھتکارا ہے جو اسکی انا پر یہ وار کاری ثابت ہوا۔۔۔۔

وہ پاگل سا ہوا اٹھا اور آگے بڑھ کر میرنے اسے دونوں بازو سے پکڑ کر جھنجوڑا۔۔۔

"۔۔۔ میری حد۔۔۔۔ کیا ہے میری حد حیا بتاؤں تمہیں"

۔۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی حیا

مجھے دھتکارتے ہوئے یہ مت سمجھنا حیا کہ میں نفس کا مارا ہوں اپنی نفسانی خواہش کیلئے تم تک آیا تھا وہ ____جذبہ کوئی اور تھا اس جذبے کے تحت میں ہر بار تم تک آیا لیکن تم نے ہر بار کہنی کترائی میں نے اگنور کیا لیکن اب نہیں تم نے میری نہیں میرے جذبوں کی توہین کی ہے جسکی تمہیں ہر گز "۔۔۔ معافی نا ملے گی۔۔۔ جاو تم یہاں سے اور کوشش کرنا کہ اپنی شکل نا دیکھاو مجھے

وہ اسے دھکیلتا ہوا واش روم میں بند ہو گیا۔۔۔ جب کہ حیا وہی زمین پر گرے خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ واقعی میر نے اسے اتنا سب کہا ہے۔۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آئے ڈھیر سارے آنسو وہ پیچھے دھکیلتی اڈتی سسکی کا گلہ گھونٹتی وہ وہاں سے زوبی کے کمرے میں آگئی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف میر شاور کے نیچے کھڑے یہ سب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کیا واقعی حیا اسے اتنا گرا ہوا سمجھتی ہے کہ اسے نفس کا بچاری کہہ گئی بھلا کب اس نے حیا سے بد تمیزی کی تھی ہاں چھوٹی موٹی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جسارتیں کی تھی لیکن وہ ان سب کا اتنا غلط نتیجہ لے گی میر کا سوچ سوچ کر دماغ شل ہو رہا تھا جس پر ٹھنڈا پانی بھی کوئی اثر نہ کر سکا تھا۔۔۔ کیا واقعی اسکے نصیب میں بیوی کی جبت نہیں تھی کیا وہ اتنا بد قسمت تھا ا سال وہ اپنی پہلی بیوی کو وقت دیتا رہا لیکن وہ نا بدلی اسے نہ بدلنا تھا اور اب دوسری جسے اسکا ۔۔۔ چھونا اتنا برا لگتا تھا کہ وہ اسے حوس کا پجاری ہی کہ گئ

بہت سا بھیگنے کے بعد وہ شاور بند کرتا باہر نکلا اور اسی حالت میں بیڈ پر اوندھے منہ گر گیا آنکھیں بند ہونے تک یہی سوچ اسکے دماغ میں گھوم رہی تھی کہ واقعی وہ محبت کے معاملے میں بلکل کورا تھا۔۔۔

/////

ساری رات ٹھنڈے پانی سے بھیگنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ صبح تک وہ بخار میں جل رہا تھا۔۔۔ جبکہ دوسری طرف حیا تمام رات روتی ہی رہی اور یوں ہی روتے روتے کافی دیر سے اسکی آنکھ لگی نتیجہ صبح اسکا بھی سر شدید درد سا پھٹا جا رہا تھا وہ جیسے ہی اٹھی کراہ کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام گئ۔۔۔

۔زوبی جو اپنے کالج کیلئے تیار ہو رہی تھی اسے یوں سر پکڑتے دیکھ اسکی طرف آئی

""""۔۔۔ کیا ہوا آپکو طبعیت ٹھیک ہے آپکی "

وہ اسکے سامنے آتے ہوئے بولی۔۔۔

"نہیں سر بہت درد کر رہا ہے۔۔۔۔"

وہ بمشکل بول پائی جب کہ لہجے سے ہی واضح تھا واقعی سر بہت دکھ رہا تھا

"۔۔۔ ارے تو پھر آپ اٹھی کیوں لیٹی رہے نہ میں ابھی آپ کیلئے پین کلر لے کر آئی"

کہتے ساتھ ہی وہ اسے لیٹانے لگی۔۔۔

"ارے یہ کیا حیا آپکی آنکھیں اتنی ریڈ کیوں ہو رہی ہیں کیا آپ روتی رہیں ہیں۔۔۔"

زوبی جو اسے لیٹا رہی تھی کہ اس کی نظر حیا. کی سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں پر پڑی اس لیے۔۔۔اس سے استفسار کر گئی اور حیا تو ویسے ہی بھری ہوئی تھی اسے ایک کندھے کی ضرورت تھی جسکے کندھے پر وہ سر رکھ کر اپنا ہر غم رود ھو کر بھول جائیں زوبی کے پوچھنے کی دیر تھی حیا اسکے کندھے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی جبکہ حیا کا اسطرح رونا زوبی کو مزید پریشان کر گیا

"۔۔۔ کیا ہوا حیا"

جب وہ بہت سارو چکی تو زوبی نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں لیکر پوچھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔۔۔کچھ نہیں بس ویسے ہی مما بابا کی یاد آرہی تھی تو دل بھر آیا"

حیا نظریں جھکاتی بولی۔۔۔

اب بھلا اسے کیا بتاتی کے اسکے باپ نے حیا کا اعتبار کرچی کرچی کر دیا تھا۔۔اور یہ سچ بھی ے ھا کہ ساری رات وہ اپنے بابا کو یاد کرتے روئی تھی۔۔۔

۔"آئی یو شیور کے یہ ہی بات ہے نا۔۔۔"

زوبی کو پتہ نہیں کیوں اسکی بات پر یقین نہ آیا ہو جیسے۔۔۔

اسکی بات پر وہ کرب سے سر ہلا گئی۔۔۔

"اچھا آپ لیٹے میں ابھی آئی۔۔۔۔۔"

وہ اسے آہستگی سے لیٹاتے ہوئے خود باہر کی جانب چل دی۔۔۔

"سروری خالہ ناشتہ تیار ہے۔۔۔"

اس نے ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے کہا ارادہ حیا کیلئے ناشتہ روم میں لے جانے کا تھا۔۔۔

جب کہ خود وہیں ٹیبل پر بیٹھ کر بریڈ پر جم لگا کر پلیٹ.س س رکھے اور ساتھ ہی چائے کا کپ بھی۔

فرسٹ ایڈ بوکس تو بابا کے روم میں ہیں اس میں پین کلر ہو گی۔۔۔

۔۔۔۔۔ خود سے ہی بڑبڑاتی وہ باپ کے کمرے کی جانب بڑھی

۔لیکن جوں ہی دروازہ کھولا میر کو بیڈ پر یوں آڑھا ترچھا سوتا دیکھا اسکی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی وہ جلدی سے آگے بڑھی میر کے پاس پہنچی

"بابا"

اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔۔اس نے کسی احساس کے تحت اسکی پیشانی پہ ہاتھ رکھا تو اسکے لگا جلتے توے پر ہاتھ رکھ بیٹھی ہو۔۔۔۔۔

"سروری خالہ سروری خالہ پلیز جلدی آئیں۔۔۔۔"

وہ چیخ چیخ کر انہیں بلا رہی تھی سروری خالہ ہڑبڑی میں میر کے کمرے کی طرف بھاگی ساتھ والے کمرے میں حیا تک بھی زوبی کے چلانے کی آواز گئی وہ بھی اپنے دکھتے سر کو پکڑے اٹھ بیٹھی اور پاوں میں جوتی پہنتی کمرے سے نکلی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔۔۔ کیا۔ کیا ہوا بی بی"

سروری خالہ گھبرائے سے لہجے میں بولی۔۔۔

"بابا کو دیکھیں نا۔۔۔"

تب تک حیا بھی کمرے تک آچکی تھی۔۔۔

"۔۔ کیا ہوا۔۔زوبی بچے"

آحیا نے پوچھا۔۔۔۔

"مما۔۔۔بابا کو دیکھیں نا۔۔"

"بابا کو بخار ہو گیا ہے بہت زیادہ۔۔۔۔"

وہ حیا کے کندھے پر سر رکھے سسکتی بولی۔۔۔۔

حیا نے اس سب میں زوبی کا خود کو ماں کہنا بہت شدت سے محسوس کیا۔۔۔۔

"زوبی آپ تو بابا کی بہادر بیٹی ہو نا پلیز رو نہیں۔۔۔۔۔ چلو سنبھالو خود کو شاباش۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ زوبی کا سر اپنے کندھے سے اٹھاتی اسکی پیشانی پہ بوسہ دیتی اسکا گال تھپتھپاتی بولی۔۔۔۔

اور میر کی جانب بڑھی حیانے اسے ہلایا پر وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا پھر زوبی سے کہہ کر حیانے میر کو سیدھا کر کے مشکل سے اس کا سر تکیہ پہ رکھا۔۔۔

سروری خالہ ایسا کرے کوئی کپڑا اور تھوڑا سا ٹھنڈا پانی کسی باول میں لے آئے۔۔۔۔۔اور زوبی آپ "اپنے کسی فیملی ڈاکٹر کو جانتی ہو تو انہیں کال کرو ہری اپ۔۔۔۔۔

حیانے باری باری دونوں کو ہدایت دی۔۔۔۔۔

ہاں بابا کے دوست ہیں زین انکل بابا کے موبائل میں ان کا نمبر ہو گا۔۔۔۔۔

زوبی سر ہلاتی میر کے موبائل کی طرف بڑھی۔۔تب تک سروری خالہ بھی ٹھنڈے پانی کا باول بمعہ صاف کپڑے کے لے آئی۔۔۔۔

حیانے خالہ سے لیکر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور اس کپڑے کو پانی میں بھگو کر کبھی اسکی تپتی پیشانی پہ رکھتی کبھی اس کے دونوں ہاتوں پر باری باری ابھی اسے تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ گھر کی اطلاعی بیل بجی زوبی بھاگنے سے انداز میں گئی۔۔۔ آنے والا کوئی اور نہیں ڈاکٹر زین تھا حیا اسے پہچان چکی تھی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔۔۔۔۔ اسلام و علیکم بھابھی"

زین معتبرانہ انداز میں بولا۔۔۔

"وعلیکم اسلام بھائی۔۔۔میں ٹھیک ہوں آپ سنائے۔۔۔"

"اللہ کا شکر ہے۔۔۔"

کہہ کر وہ آگے بڑھ کر میر کو چیک کرنے لگا۔۔۔

اونو اسے تو بہت تیز بخار ہے ایسا لگتا ہے یہ ساری رات بھیگتا رہا ہے۔۔۔ کیا ایسا ہی ہے بھابھی۔اور "۔۔۔۔ اسے بخار کب سے ہے

وہ سوالیہ نظروں سے حیا کو دیکھتا بولا جب کہ حیا کو یاد آیا کل وہ غصے سے واش روم میں بند ہو گیا تھا۔۔۔

پتہ نہیں کل میری اپنی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے میں زوبی کے کمرے میں لیٹی تو پتہ نہیں" "کب میری آنکھ لگ گئی۔۔۔

وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

جس پر زین لب بھینچ کر سر ہلا گیا۔۔۔مطلب اس کا دوست ساری رات بھیگتا رہا اور محترمہ کو اپنی پڑی تھی۔۔۔زین کو وہ وقت یاد آ گیا کہ جب حیا کو وہ ہاسپٹل لایا تھا کیسے تڑپ رہا تھا اسکا دوست۔۔۔اور اب اس کے دوست کی کیا حالت ہے محترمہ کو اسکا علم ہی نہیں۔۔۔۔

غصے میں اس کے بعد وہ کچھ نا بولا۔۔۔اسے چیک کر کے وہ وہیں بیٹھ گیا تا کہ بخار کم ہونے پر وہ انجیکشن لگا سکے۔۔۔۔۔وہ بار بار اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھتا کبھی بار بار تھرمامیٹر سے اسکا بخار چیک کرتا۔۔۔۔

"۔۔۔۔ زوبی بچے جاؤ اس باول میں ٹھنڈا پانی لے آو"

زین نے زوبی سے کہا

"میں لے آتی ہوں۔۔۔۔"

زین کے ہاتھوں باول لیتی حیا جلدی سے آگے بڑھی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھنے سے اسکا بخار کچھ کم ہوا تو زین نے اسے بخار کا انجکشن لگایا جس سے میر کو سکون آ گیا تھا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

تھوڑی دیر اور رک کر تسلی کرنے کے بعد زین نے چند دوائیاں لکھ کر دی۔۔اور دوائوں اور کچھ ہدایت زوبی کو دی وہ حیا سے بات ہی نہ کر رہا تھا اسے سچ میں حیا کی اپنی دوست سے برتی جانے والی لاپروائی پر شدید رنج ہوا۔۔۔

"اوکے ڈیئر اب میں چلتا ہوں بابا کا بہت خیال رکھنا ہے آپ نے سمجھی۔۔۔"

زین اسکا گال تھپتھپاتا اپنا بیگ لیتا چلا گیا۔۔۔

جبکہ حیا سے دوبارہ اس نے کوئی بات نہ کی حیا کو اسکا رویہ کچھ سرد سا لگا۔۔۔

"۔۔۔ میں گارڈز سے دوائی منگواتی ہوں"

سروری خالہ کہتی نیچے کی جانب بڑھی جبکہ زوبی اب میر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھنے لگی۔۔۔

حیا کو اپنا آپ اس سب میں مس مٹ سا محسوس ہوا کچھ وہ زین کے سرد رویے کی وجہ سے الجھی سی تھی اسی الجھن میں وہ کچن میں آئی اور اپنے لیے چائے بنائی کچھ خیال آنے پر اس نے فریج سے چکن کا پیکٹ نکالا اور میر کیلیے سوپ بنانے کیلیے کمر بستہ ہو گئی۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

//////

وہ میر کے کمرے میں آئی زوبی روم میں نہیں تھی اس نے آگے بڑھ کر میر کی پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر حرارت چیک کی ابھی بھی اسکی پیشانی ہلکی سی گرم محسوس ہوئی حیا کو۔۔۔۔

میر نیند میں ہلکا سا کراہ۔۔۔۔۔ حیا نے اسے کراہتے دیکھ اسکا اس کا سر دبانے لگی۔۔۔۔

یونہی دباتے دباتے اسکی آنکھ لگ گئی اور وہ وہیں بیڈ کراون سے سر ٹکائے اونگھنے لگی جب کہ ہاتھ ہنوز۔۔ میر کی پیشانی پہ دھرا تھا

زوبی جب کمرے میں آئی اس نظارے کو دیکھ کر وہ چپکے سے کیمرے میں یہ منظر قید کرتی جس طرح آئی تھی اسی طرح خاموشی سے روم کا دروازہ بند کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔

میر نیند میں بے چین سا ہوتا آنکھیں واں کر گیا۔۔۔

اس نے اپنے بہت قریب حیا کو دیکھا جو اسکی پیشانی پہ ہاتھ دھرے سونے کا شغل فرما رہی تھی۔۔۔ میر کا دل کیا اسے ہاتھ بڑھا کر چھولے اپنی اس سوچ پر عمل کرتا وہ اس تک ہاتھ لایا۔۔۔ ہوس کے پجاری

ہے آپ۔۔۔۔اس جملے کے یاد آتے اس نے اپنے آپ کو اس سوچ سے باز رکھا وہ ہاتھ کی مٹھی کو بھینچ گیا۔۔۔

میں ہوس کا پجاری۔۔۔۔۔وہ بڑبڑایا۔۔۔۔

.. وہ اک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا میر کو لگا کسی نے گوم گرم سیسہ اسکے کانوں میں ابھی انڈیلا ہو

اسکے اٹھنے سے حیا کی آنکھ بھی کھل گئی۔۔۔۔

"آپ اٹھ گئے میر کیسا محسوس کر رہے ہیں اب۔۔۔۔۔"

۔حیا نے اس کا بازو پکڑ کر کہا۔۔۔۔

"ہوں ٹھیک ہوں مجھے کیا ہوا ہے"

کہتے ساتھ ہی اپنے بازو سے حیا کا ہاتھ ہٹایا۔۔۔

اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیانے دوستانہ لہجے میں اس سے پوچھا۔۔

"واش روم۔۔۔"

۔وہ یک لفظی جواب دیتا بنا اسکی کوئی اور بات سنے واش روم میں بند ہو گیا۔۔۔

جبکہ حیا کچن میں جا کر اسکا سوپ گرم کر لائی تب تک وہ واش روم سے نکلتا ٹاول سے منہ صاف کرتا آیا اسے نظر انداز کرتا بیڈ پر بیٹھ کر بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔۔

"میر۔۔۔"

حیا آنسو پیتے ہمت کرتی اس کی طرف بڑھی۔۔۔

اس کے پکارنے پر وہ آنکھیں کھولتا اسکی طرف خالی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

" یہ سوپ پی لیں آپ بہتر فیل کریں گے۔۔۔۔۔"

وہ ٹرے اسکی جانب بڑھائے بولی۔۔۔۔

"۔۔ رکھ دو پی لوں گا"

رکھائی سے کہتا وہ کروٹ بدل کر لیٹ گیا جب کہ وہ ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہاں سے جانے لگی۔۔۔۔جب میر نے پکارا۔۔۔

"سنو۔۔۔۔"

اسکی بات پر وہ پلٹی۔۔۔۔

"جاتے ہوئے لائیٹ آف کرتی جانا روشنی آنکھوں میں چب رہی ہے۔۔۔"

اسکی بات پر وہ سر ہلاتی وہاں سے چل دی۔۔۔۔۔لائیٹ آف کرتی وہ باہر آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

"بی بی جی یہ صاب کی دوائے۔۔۔"

تبھی سروری خالہ نے اس سے آکر کہا۔۔۔۔حیا نے اس سے دوائیوں والا لفافہ لیا اور کمرے میں آگئی لائٹ آن کی۔۔۔۔

روشنی پر میر نے اسے مندی مندی نظروں سے دیکھا۔۔۔

وہ حلق تر کرتی آگے بڑھی۔۔۔

"میر آپ سوپ پی لے ٹھنڈا ہو رہا ہے پھر دوائیں بھی لینی ہے۔۔۔"

۔وہ نظریں جھکائے آہستگی سے بولی۔۔۔

"۔۔۔۔۔۔ رکھ دو جب لینی ہوئی تو لے لوں گا"

. . وہ پھر رکھائی سے بولا۔۔۔اسکے رویے میں کوئی لچک نا تھی

"لیکن میر وقت پر دوائی لینی ضروری ہے ورنہ اب کی طبیعت زیادہ خراب ہو جائے گی۔۔۔۔"

اب کے وہ اسے سمجھانے کے انداز میں بولی۔۔

"ہونی ہے تو ہو جائے آئی ڈونٹ کیئر بائی داوے تمہیں میری اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے۔۔۔۔"

اب کے وہ پھر سے بیڈ کراون سے ٹیک لگا بیٹھا نقاہت کی وجہ سے اس سے بیٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

"میں بیوی ہوں آپکی میر مجھے پرواہ نہیں ہو گی تو کس کو ہو گی۔۔۔"

جانے وہ کس رو میں کہہ گئی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اچھا لیکن تم تو مجھے اپنا شوہر سمجھتی ہی نہیں ہو تمہارے نزدیک تو میں ہوس کا پجاری ہوں اور ہوس کے پجاری سے اتنی ہمدردی۔۔۔"

میر کہتے ہوئے خود اذیتی سے خود پہ ہنسا جب کہ اس کے ہنسنے سے حیا کا دل چاہا کے وہ کہیں ڈوب مرے۔۔۔۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی میں وہ سب آپ کو نہیں کہنا چاہتی تھی پلیز میر۔۔۔۔"

حیا کو اسکی بات تڑپا گئی تھی۔۔۔۔

اسے واقعی احساس ہو رہا تھا کہ وہ بہت غلط کہہ چکی ہے۔۔۔۔

"جاؤ حیا اور کوشش کرنا کہ کم کم ہی میرے سامنے آؤ کیوں کہ جوں جوں میں تمہیں دیکھوں گا میری اذیت بڑھے گی۔۔۔"

حیا کو اسکے یہ الفاظ چھاؤں سے جلتی دھوپ میں لے آئے تھے وہ منہ پر ہاتھ رکھتی وہاں باہر چلی گئی۔۔۔

کتنی آسانی سے تم نے کہہ دیا ناسوری جب کہ میں تمہارے کہے کفظوں کی اذیت سے ساری رات تڑپا ہوں تھوڑی تڑپ تمہیں بھی تو ہو۔۔۔

//////

اور پھر واقعی ایسا ہوا میر نے اسے بلانا چھوڑ دیا وہ میر جس نے اسکی ٹیبل اپنے آفس میں رکھوائی تھی کہ وہ اسے ایک لمحے کیلئے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل ہوتے نا دیکھ سکتا تھا اب سارا سارا دن گزر جاتا لیکن وہ حیا کی طرف اک نظر غلط نا ڈالتا۔۔۔زوبی بھی ان دونوں کے درمیان چھڑی سرد جنگ سے واقف ہوگئی تھی وہ بھی پریشان تھی لیکن اس کے ہاتھ کوئی سرا نہ لگ سکا۔۔۔

حیا بھی اب پوائنٹ سے آفس آتی جاتی تھی۔۔۔میر نے اس پر بھی اسے کچھ نہ کہا زوبی کے کہنے پر صرف اتنا ہی کہا کہ وہ اپنی مرضی کی مالک ہے جو اپنے لیے سوچ کریں اسے کوئی اعتراض نہیں اور حیا جو اس لیے پوائنٹ سے جانے لگی تھی کہ شاید میر کچھ کہے مگر اسکے جواب پر دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔وہ اپنے کام بھی جو حیا کرنے لگی تھی سب سروری خالہ سے کروانے لگا تھا ان دنوں میر کئی بار گاوں کا چکر لگا چکا تھا لیکن اب وہ زوبی کو ساتھ نا لے کر جاتا پتہ نہیں اس نے میر ضیغم اور شازمہ کو کیا کہہ کر مطمئن کیا تھا پر جو بھی ہو زوبی اس پر بہت خوش تھی۔۔۔

ان ہی دنوں جمعہ کا دن تھا جب میر آفیس سے گھر آیا جبکہ حیا پوائنٹ مس ہو جانے کی وجہ سے آفس نا جاسکی تھی۔۔۔

جمعے میں تھوڑا ہی ٹائم باقی تھا وہ اپنے روم میں آگیا۔۔۔۔حیا اسکے لیے پانی لے آئی دیکھا تو وہ الماری کے آگے جھنجھلایا سا کھڑا تھا۔۔۔

میں نے سروری خالہ سے کہا بھی تھا۔۔۔۔

وہ غصے میں خود سے ہی بڑبڑایا۔۔۔

"سر کیا ڈھونڈ رہے ہیں آپ اپنی پرابلم۔۔۔۔۔"

حیا نے اسے جھنجھلاتے دیکھا تو کہا۔۔۔

حیا کی بات پر وہ اک نظر اس پر ڈالتا نہ میں سر ہلا گیا جبکہ وہ مایوس ہوگئی۔۔۔

میر خاموشی سے اپنا ایک وائٹ سوٹ نکالے کمرے میں موجود استری اسٹینڈ تک آگیا۔۔۔

جبکہ حیا کو سمجھ آگئی اسکے جھنجھلانے کی وجہ۔۔۔

"سر لائے میں کر دیتی ہوں۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیانے میر سے کہا۔۔۔

"اٹس اوکے میں خود کرلونگا۔۔۔عادت ہے مجھے۔۔۔"

وورکھے لہجے میں بولا۔۔۔۔

"سر آپ نہالے تب تک جب تک میں پریس کردیتی ہوں ورنہ جمعہ نکل جائے گا۔۔۔"

حیا کہ کہنے پر میر نے گھڑی کیطرف دیکھا واقعی بمشکل دس منٹ ہی رہتے تھے جمعے کے خطبے میں وہ سر ہلاتا واش روم میں گھس گیا۔۔۔جبکہ حیا اسکے کپڑے استری کرتی عجیب مشکل میں پھنسی تھی وہ کلف لگا سفید سوٹ جتنی بار بھی استری مار رہی تھی سلوٹیں نکل کے ہی نا دے رہی تھی۔۔۔

جلدی جلدی میں اس سے جیسے ہو سکا اس نے کیا۔۔۔۔

اتنے میں وہ نہا کر پرسنے کپڑوں میں باہر آگیا حیا نے جلدی سے اسے کپڑے پکڑائے۔۔

"جلدی جلدی میں ایسے ہی ہوئے ہیں۔۔"

۔وہ بات کرنے کی غرض سے بولی۔۔۔وہ اتنے میں ہی خوش تھی کہ میر نے اپنی قسم توتوڑی

"ٹھیک ہے میں جمعے پر جارہا ہوں نا کہ کسی ماڈلنگ شو میں۔۔۔"

اس کا دل جلا تا وہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا چینج کرنے کو۔۔۔کتنے پیار سے کیے تھے کیا تھا جو اگر تھینکس ہی کر دیتا کھڑوس کہیں کا۔۔۔۔۔

وہ ڈریسنگ روم کی طرف دیکھتی زبان چڑانے لگی۔۔۔

تبھی میر ڈریسنگ سے نکلا ٹوپی سر پر پہنتا عجلت سے روم سے نکلا حیا پیچھے ہی تھی کچھ یاد آنے پر میر حیا کی طرف دیکھ کر بولا

"۔۔۔میں جمعہ سے فارغ ہو کر گاوں چلس جاوں گا اور واپسی شاید اتوار کی شام تک ہو "

"کیوں۔۔۔۔۔"

بلا اختیار حیا کے منہ سے پھسلا۔۔۔۔

""کوئی ضروری کام ہے۔۔۔"

۔۔۔کہتے ساتھ ہی میر کی آنکھوں میں نمی سی ڈوری

"گارڈز نیچے ہیں جہاں بھی جانا ہو انکے بغیر نا جانا۔۔۔زوبی کا خیال رکھنا اللہ حافظ۔۔۔۔"

کہتے ہوئے وہ چلا گیا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اتناسب کچھ بول دیا کیا تھاجو کہہ دیتے زوبی کے ساتھ ساتھ اپنا خیال بھی رکھنا۔۔۔۔وہ چڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔

وہ میر جسکی توجہ پر وہ ہر وقت چڑتی تھی اب اسکی ذراسی بے رخی بھی اس سے سہی ناجارہی تھی۔۔

.

///////

تھوڑی دیر تک زوبی بھی اکیڈمی سے آگئی تب تک وہ نماز ادا کر چکی تھی جمعہ ہونے کی وجہ سے وہ جلدی جاتی اور جلدی آتی۔۔دونوں نے ساتھ ہی لنچ کیا۔۔۔لیکن آج زوبی چپ چپ سی تھی جسے حیانے بڑی شدت سے محسوس کیا وہ زوبی جو بات سے بات نکالتی تھی اب اس کے سوال جواب میں سوائے ہاں ہوں کے کوئی جواب نادے رہی تھی۔۔۔

حیانے اس سے پوچھالیکن وہ ٹال گئی کے اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ آرام کریں گی توٹھیک ہو جائے گی ۔۔۔

حیانے بھی اسے زیادہ ناچھیڑا۔۔۔۔

زوبی اپنے کمرے میں چلی گئی آرام کرنے کیلیئے جب کہ وہ میر کے روم میں آگئی۔۔۔۔۔

۔۔۔ اسے نجانے کیوں میر کی یاد آرہی تھی حالانکہ ابھی اسے گئے دو گھنٹے بھی نا ہوئے تھے

سائیڈ ٹیبل پر پڑی میر کی تصویر کو اس نے اپنے سامنے کیا

۔۔۔۔۔ تین دن میں کیسے رہوں گی میر آپ کو دیکھیں بغیر

کہتے ساتھ ہی اس نے فریم پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔۔۔ یہ سچ ہے کہ نجانے کب وہ میر کو چاہنے لگی تھی لیکن اب میر اسکو دیکھتا بھی نا تھا نا ہی بات کرتا تھا۔۔۔۔ آفس میں بھی وہ ہی میر کو چوری چوری دیکھا کرتی بار بار کوئی بات سمجھ میں نہ آنے کا بہانہ کرتی جسے میر پیشانی پہ بل لائے اسے سمجھاتا انداز ایسا ہوتا کہ اب نہ آنا کچھ پوچھنے لیکن وہ پھر ڈھیٹ بنے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لائے اس سے اگلا پوائنٹ سمجھنے کھڑی ہو جاتی کوشش یہ ہی ہوتی میر اسے بلائے بھلے ڈانٹے لیکن وہ کام کے علاوہ کچھ نا کہتا۔۔۔ نا ہی وہ اسے دیکھتا ورنہ اسے معلوم ہوتا کہ وہ سر تا پیر اسکی پسند میں ڈھلتی جا رہی ہے روزانہ آفس اسکے دلائے ہوئے کپڑے ہی پہن کر جاتی اچھا سا تیار ہوتی لیکن کوئی فائدہ نہیں وہ اس سے ویسے ہی ٹریٹ کرتا جیسے ایک بوس اپنی ایمپلائی کو کرتا ہے اور گھر میں تو اس کو یوں اگنور کرتا جیسے گھر میں اسکے اور زوبی کے علاوہ کوئی تیسرا فرد ہو ہی نا۔۔۔ کبھی کبھی تو اس سے لگتا اس سے زیادہ خوش

نصیب تو سروری خالہ ہے کم از کم وہ ان سے بات تو کرتا تھا۔۔ جھلی تھی وہ کل تک اس کا قرب اسے عذاب سے کم نا لگتا تھا اور آج وہ خود اس کے لیے تڑپ رہی تھی لیکن اب وہ جان دینے والا پتھر کا بن چکا تھا جسے پتھر اس نے خود کیا تھا۔۔۔

یہ سب سوچتے اسکی آنکھ لگ گئی تقریبا عصر کے وقت عصر کی اذان سے اسکی آنکھ کھلی۔۔۔۔وہ جلدی سے اٹھی نماز پڑھ کے اس نے گھر میں چھائی خانوشی کو محسوس کیا اسے عجیب لگا تھا۔۔۔۔۔

کیا زوبی ابھی تک سو رہی ہے کہتے ساتھ ہی وہ زوبی کے روم میں آئی تو وہ اسے کہیں نا دیکھی زوبی وہ زرا آگے بڑھی تو وہ اسے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے زمین پر بیٹھی نظر آئی۔۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی تھی شاید کیونکہ حیا کو اسکی سوں سوں کی آوزیں سانی دی۔۔۔

"زوبی جان۔۔۔"

۔۔۔ وہ جلدی سے اسکے پاس بیٹھ گئی

اور اسکا سر سر گھٹنوں سے اٹھایا۔۔۔۔

۔۔۔ حیا

آسے سامنے دیکھ کر وہ اسکے گلے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

"کیا ہوا میری جان اسطرح رو کیوں رہی ہو کیا کسی نے کچھ کہاں ہے کیا کچھ ہوا ہے۔۔۔"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں لیے بولی۔۔۔ جبکہ وہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔

"نہیں ویسے ہی پاپا کی بہت یاد آرہی تھی۔۔۔۔"

وہ چہرہ جھکائے رندھی آواز میں بولی۔۔۔۔

اوف زوبی پتہ ہے میں کتنا ڈر گئی تھی کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اس میں کون سی رونے کی بات ہے تم "انہیں کال ملا دو سمپل۔۔۔

حیا نے اسے سلوشن نکالا۔۔۔۔

"میری مجبوری ہے کہ میں چاہ کر بھی انہیں فون نہیں کر سکتی۔۔۔۔"

زوبی نے اسے اپنی مجبوری بتائی۔۔

کیوں کوئی سنگلز ایشو ہیں کیا تمہارے گاوں میں سنگلز نہیں آتے کیا۔۔۔

حیانے کہا۔۔۔

"آتے ہیں۔۔۔۔"

"۔۔ پھر"

زوبی کے کہنے پر وہ الجھی۔۔۔

"وہ فون نہیں اٹھائے گے۔۔۔۔۔"

زوبی نے روتے ہوئے کہا۔۔۔

"کیوں نہیں اٹھائیں گے کیا تم سے بھی ناراض ہیں۔۔۔"

حیانے حسرت سے کہا۔۔۔

"نہیں وہ جہاں ہے وہاں فون نہیں ہوتے۔۔۔"

۔۔ زوبی نے پھر گول گول جواب دیا۔

"۔۔۔ تم کیا کہہ رہی ہو زوبی پلیز کھل کر بتاو مجھے تمہاری پہلیاں سمجھ نہیں آرہی مجھے"

۔۔ اب کے حیا کچھ جھنجھلا کر بولی۔

"۔۔ ٹیں انہیں کال اسلیئے نہیں کر سکتی حیا کیوں کہ وہ مر چکے ہیں۔

زوبی نے ایک فوٹو فریم حیا کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔ جب کہ اسکی بات پر حیا نا سمجھی سے کبھی اسکو اور کبھی فوٹو فریم کو دیکھ رہی تھی جہاں ایک بہت خوبصورت سی عورت اور ایک مرد تھے اور اس مرد نے پانچ سالہ بچی کو اٹھایا ہوا تھا۔۔۔ وہ شخص ہو بہو میر کی طرح تھا لیکن وہ میر نا تھا اتنا تو حیا اب ۔۔ اسے حفظ کر ہی چکی تھی۔

"یہ کون ہے زوبی۔۔۔"

۔ وہ اس شخص پر انگلی رکھتی بولی۔

یہ میرے پاپا میر ارحم علی ہے۔۔۔ جب میں پانچ سال کی تھی تو کسی نے آج ہی کے دن پاپا کو گولی مار دی تھی۔۔۔"

۔۔ جبکہ زوبی کے انکشاف پر حیا سکتے میں چلی گئی۔

"۔۔ اسکا مطلب میر تمہارے بائیولوجیکل فادر نہیں۔"

حیانے سرسراتے لہجے میں پوچھا

۔ نہیں۔

ذوبی نے جواب دیا

"۔۔۔۔ وہ میرے چاچو ہیں۔"

پاپا کی وفات کے بعد نانا ابو لوگ امی کو لینے آئے تھے تبھی دادا کی منت سماجت پر بابا نے امی سے نکاح

۔۔۔۔ کی ہامی بھری۔

"۔۔۔ لیکن وہ نا جانتے تھے مجھے باپ کا نام دینے کو وہ ساری زندگی اپنی حقیقی اولاد کیلیئے ترسیں گے"

"امی نے انہیں کبھی بھی اپنا شوہر نامانا۔۔۔"

وہ آہستہ آہستہ اسکے آگے میر کی زندگی کا خلاصہ کرنے لگی جوں جوں حیا سنتی گئی اسے اپنا آپ مجرم لگنے لگا بھلا جو بیوی کے ہوتے ہوئے بھی اسکی مرضی کے کبھی خلاف نا گیا تھا وہ کریکٹر کا خراب ہو سکتا تھا۔۔۔اب رہ رہ کر حیا کو خود پر غصہ آنے لگا کیا کچھ نا وہ اسے کہہ چکی تھی یہاں تک کہ اسے ہوس کا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پجاری بھی کہہ چکی تھی دل تو بہت پہلے ہی وہ ہار چکی تھی صرف اک پھانس تھی اسے بھی زوبی نے نکال دیا تھا۔۔

۔

////

انوکھا بندھن

15 قسط نمبر

از قلم نور عباس

زوبی کو حیا نے نیند کی ٹیبلٹ دے کر سلا دیا تھا زوبی کے سو جانے کے بعد وہ میر والے روم کی طرف آئی تھی جب سے حیا کو حقیقت معلوم ہوئی تھی اسے اک پل چین نا تھا دل کر تا تھا اڑ کر اپنے میر کے پاس پہنچ جائے۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ کتنا تنہا تھا حیا کو اب ادراک ہوا تھا وہ ہر نماز میں اللہ سے شکوہ کرتی تھی کہ کیوں اسے اس کے ماں باپ سے دور کر دیا لیکن وہ ناجانتی تھی کہ خدا نے بہتر لیا تو بہترین سے نوازا بھی تھا اس کے شوہر میں ہر وہ خصوصیت تھی جو کسی بھی اچھی لڑکی کا خواب ہوتا ہے۔۔۔

تبھی وہ اس کی بات برداشت نا کر پایا تھا کیوں کہ حیا نے اسکے کردار پر انگلی اٹھائی تھی وہ یہ بھول گئی تھی کہ جب اس کے کردار پر انگلی اٹھائی گئی تو میر ہی آگے بڑھ تھا اور اس کا ساتھ دیا تھا۔۔۔

حیا کو اب رہ رہ کر اپنی سوچ پر افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے میر کو کیسے اتنا سب کچھ کہدیا۔۔۔۔

وہ تو شدید نارض ہون گئے ہیں اب میں کیسے انہیں مناونگی۔۔۔۔

//////

میر بعد نماز جمعہ کے گاوں کیلئے نکل گیا وہاں پہنچتے ہی ختم کا انتظام تھا جو میر ضیغم کروا چکے تھے۔۔۔۔ آج میر ارحم علی کی برسی تھی۔۔۔۔

ختم قرآن کے بعد سب غریبوں کھانا کھلایا گیا۔۔۔۔

میر کی آنکھیں آج صبح سے ہی بار بار نم ہو رہی تھی آج اسے شدت سے اپنے جان سے عزیز بھائی کی یاد آرہی تھی۔۔۔۔

اسے اس وقت کسی کے کندھے کی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی جس کے کندھے پہ سر رکھ کے وہ اپنے اندر کا سارا غبار بہا دے۔۔۔۔

"میر سائیں کیا سوچ رہے ہو۔۔۔۔۔۔"

میر ضیغم نے اسے کندھے کو ہلایا۔۔۔

"ارحم سائیں کی یاد آرہی ہے کیا۔۔۔۔۔"

میر ضیغم نے خود ہی پوچھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔۔۔

"بابا سائیں ویر سائیں ہمیں اتنی جلدی کیوں تنہا کر گئے۔۔۔"

کہتے ہوئے ہی وہ میر ضیغم کے گلے لگ کر آنسو بہانے لگا یاد تو اسکی خود میر ضیغم کو بھی آرہی تھی بار بار دونوں چھوٹے سے تھے جب انکی زوجہ انہیں چھوڑ کر خلق حقیقی سے جا ملی۔۔۔۔

انہوں نے خود کو ان دونوں کیلئے وقف کر دیا دوسری شادی تک نا کی کہ بچوں پر سوتیلی ماں کا سایا وہ برداشت نہ کر سکتے تھے۔۔۔ میر ضیغم نے ہی دونوں کو ماں اور باپ بن کر پالا تھا پھر ارحم کی خاہش پر اپنی بھتیجی سے ارحم کی شادی کی ارحم کو خدا نے صاحب اولاد کیا ان کا گھر خوشیوں کا گہوارا تھا۔۔۔

پھر ان کے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی سب کچھ بکھرتا چلا گیا۔۔۔۔۔

سائیں حوصلہ کرو۔۔۔ یوں رومت اسکی روح بھی تڑپ رہی ہوگی وہ ماں کا بہت چہیتا تھا۔۔۔ اس لیے ماں کے پاس جانے میں اس نے جلدی کی۔۔۔"

میر ضیغم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔۔۔۔

"سردار میر سائیں۔۔۔۔۔"

۔۔۔ تبھی ملازم نے اسے پکارا

"وہ جی باہر نوشین بی بی اور ارمغان سائیں آئے ہیں۔۔۔۔۔"

اس نے ہارون کی ماں کا اور چھوٹے بھائی کا بتایا۔۔۔

"پھوپھو سائیں آئیں ہیں۔۔۔۔"

میر اپنی آنکھوں سے نمی صاف کرتا بولا۔۔۔۔

"ایسا کرو ان کو یہیں لے آو۔۔۔"

میر ضیغم کے کہنے پر ملازم سر ہلاتا باہر چلا گیا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں ملازم کی ہمراہی میں اندر آتے دیکھائی دیئے۔۔۔

"اسلام و علیکم اداسائیں۔۔۔"

نوشین نے آتے ہی میر ضیغم کے آگے سر جھکایا۔۔۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔نوشین سائیں۔۔۔۔"

انہوں نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

"اسلام و علیکم ماموں سائیں۔۔۔۔"

۔۔۔ ارمغان نے بھی میر ضیغم کے آگے اپنا سر جھکایا۔

میر ضیغم نے اس سر پر بھی ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

"اسلام و علیکم پھو پھو سائیں اب کے میر نے نوشین کے آگے سر جھکایا۔۔۔"

"و علیکم اسلام میر سائیں اللہ لمبی حیاتی دے اور ڈھیروں خوشیاں دیکھائے میرے پتر نوں۔۔۔ "

انہوں نے میر کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"اسلام و علیکم ادا سائیں۔۔۔۔"

ارمغان میر سے بغلگیر ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"بیٹھو۔۔۔۔"

میر نے ارمغان کو اپنے ساتھ بیٹھایا۔۔۔

"۔۔۔ پھو پھو سائیں پھوپھا سائیں کا حال کوئی بہتری آئی کیا"

میر نے اپنے پھوپھا جی کا پوچھا۔۔۔ جن کو کافی عرصے پہلے فالج ہو گیا تھا جس کے سبب وہ چلنے پھرنے اور بولنے سے بھی قاصر تھے۔۔۔۔۔۔

ہمممم۔۔ نہیں ابھی تک تو کچھ نہیں لیکن ڈاکٹروں نے کافی بہتری کی امیدیں دلائی ہے اب دعا کرو"

"کے جلدی بہتر ہو جائیں۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔ نوشین آنکھوں میں نمی لئے بولی تھی

آتب تک ملازمہ کھانے کی ٹرالی گھسیٹی اندر لائی اور لوازمات شیشے کی ٹیبل پر رکھے وہ وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

"ہماری دعا ہے پھوپھو سائیں پھوپھا سائیں بہت جلد پہلے جیسے ہو جائیں۔۔۔"

"آمین۔۔۔۔"

سب نے یکبارگی کہا۔۔۔

"کہو۔نوشین بی بی کیسے آنا ہوا۔۔۔۔"

میر ضیغم نے پوچھا۔۔۔۔

"آج ارحم سائیں کی برسی تھی تو دل کیا اسے مل آوں پہلے قبرستان گئی تھی بھابھی سائیں اور ارحم سائیں سے ملنے آپ سے اور میر سائیں سے ملے بھی کافی عرصہ بیت گیا تھا سوچا حال احوال پوچھتی جاوں۔۔۔۔"

"ماشاءاللہ سے سردار بھی بن گیا ہے اسکی مبارک باد بھی دیتی جاوں۔۔۔۔"

نوشین نے تفصیل بتائی۔۔۔

ہاں تمہارے دیور اور ان کے بیٹے کے سینے پہ تو سانپ لوٹے ہونگے پنچائیت میں بھی خوب ہنگامہ برپا"
"کیا تھا۔۔۔۔۔

میر ضیغم کے پوچھنے پر نوشین نے سر ہلایا۔۔۔

ہمممم۔۔۔اور میں میر پتر کو خبر دار بھی کرنے آئی تھی کے پتر توں محتاط رہ ان سے کیونکہ نعمان کی"
حالت اسوقت اس زخمی شکاری سی ہے جس کے آگے سے کوئی شکار چھین لے اور وہ بلبلا کر رہ
"جائیں۔۔

نعمان کو سرداری کا بڑا غم لگا ہے پتر آج کل وہ گھر بھی نہیں آرہا سارا وقت وہیں ڈیرے پر رہتا ہے"
اپنے آوارہ غنڈوں کے ساتھ نجانے کب کیا کر لے۔۔۔ہانی نے مجھے تجھے خبر دار کرنے بھیجا ہے۔۔۔
"

نوشین کی بات پر میر ضیغم کے چہرے پر سوچ کی پر چھائیاں لہرائی۔۔۔

۔۔۔ جبکہ میر بھی سوچ میں ڈوب گیا اسے اپنی نہیں اپنے ساتھ جڑے رشتوں کی پرواہ تھی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

نعمان جیسے درندے کیلئے جاننا کونسا مشکل ہے کہ وہ شہر میں کہاں رہتا ہے۔۔۔ہفتے میں ایک سے دو چکر تو گاوں کے اسکے ضروری تھے کبھی اس سے بھی زیادہ اگر اسکے پیچھے نعمان نے اپنی کمینگی سے مجبورا اپنے پالتو کتوں کے ساتھ اس کے فلیٹ پر حملہ کر دیا تو۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہے ہو میر پتر۔۔۔۔۔"

نوشین نے اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھا۔۔۔

"کچھ نہیں پھوپھو سائیں مارنے والے سے بچانے والا بڑا ہے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔"

میر نے انہیں مطمئن کیا۔۔۔

"ادا سائیں میں آپ کو کچھ یاد کروانے آئی تھی۔۔۔"

نوشین نے اب کے میر ضیغم سے کہا۔۔۔

"کہو نوشین کیا کہنا چاہتی ہو۔۔۔"

جبکہ میر بھی الجھا۔۔۔

"یہ وقت مناسب تو نہیں کہ ارحم سائیں کی برسی ہے پر پتہ نہیں پھر میرا کب آنا ہو تو۔۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"آپ بے فکر ہو کر کہے پھو پھو سائیں۔۔۔۔"

میر کے کہنے پر وہ ہمت پکڑتی ایک نظر میر کے ساتھ بیٹھے ارمغان کو دیکھا۔۔۔

جب زوبی پیدا ہوئی تھی تو ارحم سائیں سے وہ میں نے ارمغان سائیں کیلیئے مانگی تھی کیونکہ میری اپنی "بیٹی کوئی نہیں اللہ نے جو دی تھی وہ لے لی خیر اسکی امانت تھی سو لے لی گلہ نہیں۔۔۔

اور ارحم سائیں نے میر امان رکھا تھا کہ دونوں کے بڑے ہونگے پر کوئی رسم کرلینگے لیکن اسے بھابھی سائیں کے پاس جانے کی بہت جلدی تھی۔۔۔ لیکن اب میں چاہتی ہوں کہ ارحم سائیں کے دیئے عہد کو پورا کیا جائے۔۔"۔

میر سائیں ادا سائیں میں بہت آس لیکر آپ دونوں کے پاس آئی ہوں مجھے خالی دامن نالوٹا ییے" "گا۔۔۔۔

نوشین نے ان دونوں کے اگے اپنا ڈوپٹہ پھیلایا۔۔۔۔

جب کہ میر نے بے ساختہ ان کے ہاتھ پکڑ کر چومیں

"اللہ کے واسطے پھو پھو سائیں شرمندہ نہ کریں۔۔۔۔ "

"اگر بھائی نے آپ کو عہد دیا تھا تو اسکو پورا کرنا واجب ہے۔۔"

"لیکن میر۔۔۔۔"

میر کی بات پر میر ضیغم کچھ بے چین سے ہوئے۔۔۔۔

"بابا سائیں ادا سائیں پھوپھو کو زبان دے چکے ہیں۔۔۔۔"

میر نے جیسے کہنا چاہا ہو میں مجبور ہوں۔۔۔۔

"پھر بھی ایک بار شازمہ سائیں سے تو بات کر لو۔۔۔ آخر وہ ماں ہے۔۔"

میر ضیغم نے جیسے کچھ باور کروانا چاہا ہو۔۔

"ادا سائیں ٹھیک کہہ رہے ہیں میر پتر تم شازمہ سے بھی بات کر لو پوری تسلی سے مجھ جواب دینا۔۔"

نوشین بھی بھائی کا اشارہ سمجھتی بولی۔۔۔

جس پر سردار میر بنا کچھ بولے اثبات میں سر ہلا گیا۔۔۔۔

"پھوپھو سائیں آپ کچھ لے ناں۔۔۔ ارمغان سائیں تم بھی لو۔۔۔۔ "

میر ٹیبل پر رکھی ایک ایک چیز کو پھو پھو کے آگے کرنے لگا

ساتھ ہی ساتھ سب آپس میں باتیں کرنے لگے۔۔۔

//////////////۔

رات کو وہ جب اپنے کمرے میں آیا تو حسب معمول شازمہ کو ملازمہ سے اپنی خدمت کرواتا پایا۔۔۔

میر کے آتے ہی شازمہ نے آنکھ کے اشارے سے ملازمہ کو جانے کا کہا۔۔۔

جب کے ملازمہ میر کو سلام کرتی وہاں سے چل دی۔۔۔

سردار سائیں کیسے ہیں آپ۔۔۔۔

شازمہ نے لگاوٹ سے پوچھا

جبکہ اس کے پوچھنے پر میر کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔۔۔

پر وہ سر جھٹک کر ڈریسنگ کے آگے کھڑا اپنی گھڑی اتارنے لگا۔۔۔

پھر الماری کی طرف جا کر وہاں سے اپنا ایک سوٹ نکال کر واش روم میں گیا ارادہ نہانے کا تھا کیونکہ وہ ابھی ابھی قبرستان سے ہو کر آیا تھا۔۔۔

فریش ہو کر وہ باہر آیا تو شازمہ ملازمہ سے صوفے کے آگے رکھی ٹیبل پر کھانا سیٹ کروا رہی تھی یہ دوسرا جھٹکا تھا جو میر کو لگا اپنے شادی کے ۱۱ سال میں یہ پہلی مرتبہ ہی تھا کہ شازمہ اس لیے کھانا لگوا رہی تھی۔۔۔

وہ دوبارہ سر جھٹکتا ڈریسنگ کے آگے کھڑا ہوتا بالوں میں برش پھیرنے لگا۔۔۔

"سردار سائیں آجائیں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔"

شازمہ صوفے کے ایک طرف بیٹھتی اس سے بولی۔۔۔

وہ بھی برش کو رکھتا کھانے کی جانب بڑھا اسے واقعی زوروں کی بھوک لگ رہی تھی کیونکہ دوپہر سے ہی وہ خالی پیٹ گھوم رہا تھا اس نے دوپہر میں کچھ نا کھایا تھا۔۔۔

وہ چپ چاپ سا جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔اس کے بیٹھنے پر شازمہ نے پلیٹ اٹھائی اور اس کے لیے کھانا چن دیا۔۔۔۔

"سائیں کھائیں نا۔۔۔۔۔۔"

وہ تھوڑا سا شرماتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

جب کہ میر کو لگ رہا تھا وہ واقعی اسے آج حیران کرنے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔۔

میر نے کھانا شروع کیا جبکہ وہ اسے ٹکٹکی باندھے بس دیکھے جا رہی تھی۔۔

ہائے شازمہ اتنا اچھا نصیب تیرا تو نے کبھی دھیان کیوں نا دیا۔۔۔اسکی نظریں میر کی مضبوط کلائیوں پر تھی پھر وہاں سے جاتی اسکے چہرے پر کشادہ پے شانی گھنی مونچھوں تلے دبے لب موتیوں جیسے دانت جن سے وہ آہستہ آہستہ نوالہ چبا رہا تھا۔۔۔ہلکی سی بیرڈ جو اس کے چہرے پر سجی تھی۔۔۔۔۔

اسکے گھنے بال گیلے ہونے کی وجہ سے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے حالانکہ اس نے ابھی برش کیا تھا۔۔۔۔پھر بھی ۔۔۔۔۔

"۔۔۔ کیا بات ہے شازمہ"

میر کب سے اسکی نظریں خود پر مرکوز دیکھ رہا تھا۔۔

اسلیئے یوں خود کو ٹکٹکی باندھے دیکھ پوچھا۔۔۔۔

"وہ۔وہ میر سائیں۔۔۔۔نہیں تو ایسے ہی۔۔۔۔۔"

شازمہ سے کوئی بات نا بن سکی۔۔۔

اب وہ اسے کیا بتاتی کے وہ اسے اچانک ہی اچھا لگنے لگا ہے اور اس طرف اسکی توجہ اس کی ماں نے دلائی ہے چونکہ میر سردار بن گیا ہے اب ظاہر ہے سرداری اس کی نسل میں منتقل ہو گی۔۔۔۔۔

زوبی تو اک نا ایک دن شادی ہو کر اس گھر سے چلی جائے گی پھر۔۔۔میر کے بعد کسے سرداری ملتی میر کی تو کوئی اولاد ہی نا تھی پھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یہ سرداری ختم ہو جاتی۔۔۔۔یا کیا پتہ میر ضیغم اسی سرداری کی وجہ سے میر کی دوسری شادی کروادیں یوں سرداری اس نئ آنے والی اور اس کے ہونے والے بچے کو ملے۔۔۔

یہاں آکر شازمہ اپنے خود ساختہ خول سے نکل آئی۔۔۔واقعی اس بارے میں تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔

لیکن اب سوچنا تھا۔۔۔۔۔

یہ اسکی ماں کی سختی سے دی گئی ہدایت تھی اور کچھ خود کا اندر کا لالچ بھی تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"آپ۔ آپ شہر کب جائیں گے۔۔۔۔"

شازمہ نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

"۔۔۔ ابھی چلا جاوں"

۔۔ وہ شازمہ کی حرکتوں سے چڑ رہا تھا

"نہ۔ نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔"

"____بلکہ میں تو یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ آپ اتوار تک تو ٹھرے گے نا"

وہ گڑبڑا کر بولی۔۔۔

اب تک میر سے بات ایسے کرتی کہ جیسے میر اس کا ادنٰی سا غلام ہو لیکن اب جب غرض اپنی تھی تو اس سے بات کرتے ہوئے زبان بار بار ساتھ چھوڑ رہی تھی۔۔۔۔

ہمممممم۔۔۔ارادہ تو یہ ہی ہے بابا نے کل زمینوں پہ ساتھ چلنے کو کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور پھر گاوں میں"

"ہونے والے ایک دو مسئلوں کو بھی نبٹانہ ہے۔۔۔۔

اب کے میر نے رسانیت سے جواب دیا۔۔۔

"تم نہیں کھا رہی کیوں۔۔۔۔"

میر نے اسکا دھیان خود سے ہٹانے کیلیئے یوں اسے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے دیکھ کر کہا۔۔۔

"نہیں وہ میں نے دوپہر کا کھانا شام میں کھایا تھا اس لیے ابھی دل نہیں کر رہا۔۔"

اس کی بات پر میر کو حیرت تو ہوئی کہ شازمہ اور کھانے سے منع کر دے۔۔۔۔پر کچھ نہ کہتا سر ہلا گیا۔۔۔

میر کھانے سے اٹھا۔۔۔شازمہ نے ملازمہ کو بلایا تاکہ وہ برتن اٹھا کر لے جائے۔۔۔میر واش روم سے ہاتھ دھو کر باہر آیا تو ملازمہ سے ایک کپ چائے کا منگوایا۔۔

"میں بنا کر لاتی ہوں۔۔۔"

شازمہ نے کہا۔۔۔

۔۔۔تو میر کے ساتھ ساتھ ملازمہ بھی حیرت میں گرفتار ہوتی وہاں سے چل دی

شازمہ بھی باہر نکل گئی۔۔۔

میر آکر کمرے کی کھڑکی میں کھڑا ہو گیا سامنے کالان کا نظارہ اسے صاف نظر آرہا تھا۔۔ جہاں بہت سے گارڈز کھوالی کیلئے ہاتھوں میں بندقیں لیے کھڑے تھے یہ سب میر ضیغم کا انتظام تھا میر کیلئے میر کو اس سب سے الجھن ہوتی لیکن وہ نامانے باپ تھے نا ایک بیٹا کھو چکے تھے اس لیے اب رسک نا لینا چاہتے تھے۔۔۔۔ گاڈرز کو دیکھتے اسکے ذہن میں آج پھوپھو کے ساتھ ہوتی باتیں گردش کرنے لگی مجھے شازمہ سے ابھی اس بارے میں بات کر لینے چاہیے۔۔۔۔ پھر کچھ سوچتا کرتے کی جیب سے موبائل نکالا تاکہ گارڈز سے وہاں کی صورتحال معلوم کریں. تبھی اسکا فون بلنک کرنے لگا جہاں مائے لائف لائن لکھا آرہا تھا یہ حیا کا نمبر اس نے ہی اسی نام سے سیف کیا تھا۔۔۔۔

اس نے لب بینچتے چوتھی بیل پر ہی کال رسیو کی۔۔۔

"۔۔۔۔ اسلام علیکم"

میر نے سنجیدگی سے سلام کیا۔۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔"

حیا اسکی سنجیدہ آواز پر منمنا کر جواب دیا۔۔۔

"کہو کیسے فون کیا۔۔۔"

وہ رگوں میں اترتی سنجیدگی کے ساتھ بات کر رہا تھا۔۔

"۔۔۔ آپکی خیریت دریافت کرنی تھی آپ خیریت سے پہنچ گئے تھے"

حیا کے کہنے پر نجانے کیوں میر کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئی۔۔۔۔۔

میں ناتو کوئی بچہ ہوں اور ناہی پہلی بار گاوں آیا ہوں جس کے لیے آپ کو میری خیریت مطلوب ہو"

"اور ویسے بھی میں جان سکتا ہوں کیوں اتنی فکر ہو رہی ہے میری آپ کو۔۔۔۔

اب کے میر نے طنز کیا۔۔۔۔

"میر میں آپ سے سوری کر تو رہی ہوں۔۔۔۔"

۔۔ حیا بکھرے ہوئے لہجے میں بولی اس سے پہلے کہ میر اسکی بات کا کوئی جواب دیتا

شازمہ ہاتھ میں چائے لیے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

"میر آپکی چائے۔۔۔۔۔"

"شازمہ کی پرجوش سی آواز فون کے اس پار حیا کو بھی سنائی دی۔۔۔۔

"۔۔۔۔ ہمم۔۔ تھینکس"

میر نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا اور فون کے دوسری طرف کسی کو متوجہ نا پا کر فون کان سے ہٹایا کال تو نہیں کاٹی گئی تھی۔۔۔

"ہیلو۔۔۔"

میر کھنکھارا۔۔۔۔ جب کہ دوسری طرف ہوش میں آتی وہ شکوہ کر گئی۔۔

"میر مجھے تو آپ نے کبھی چائے کیلئے تھینکس نہیں کہا کیا میں اتنی بری چائے بناتی ہوں۔۔۔۔"

جبکہ میر نے فون کو کان سے ہٹا کر اسے گھور کر دیکھا پھر کان سے لگایا۔۔۔ جیسے حیا کو گھورا ہو۔۔۔

"اس بارے میں بعد میں بات ہوتی ہے خدا حافظ۔۔۔"

کہتے ساتھ ہی میر نے کال کاٹ دی۔۔۔

جب کہ شازمہ کو اپنی طرف منتظر نظروں سے دیکھتا پایا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔"

وہ پوچھ گیا۔۔۔

"کیسی بنی ہے چائے میر سائیں۔۔۔۔۔"

۔۔۔ شازمہ نے نظریں جھکائے کہا

"۔۔۔۔ اچھی ہے۔"

میر اتنا ہی بولا۔۔۔۔۔

"بس اچھی۔۔"

جب کہ اب میر کا میٹر سچ میں گھوما تھا ایک وہ تھی محترمہ جو کبھی تھینکس نہ کہنے پر گلہ کر رہی تھی اور ایک یہ جسے اپنی تعریف کم لگ رہی تھی۔۔۔

میر خاموشی سے بیڈ پر جا بیٹھا۔۔

"شازمہ یہاں آؤ میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔"

میر کے بلانے پر شازمہ خوش ہوتی میر کے پاس جا بیٹھی۔۔۔

"جی کہیے میر میں سن رہی ہوں۔۔"

شازمہ ہمہ تن گوش ہوئی۔۔۔

"شازمہ آج دوپہر نوشین پھوپھو آئی تھی۔۔۔"

پھر بڑے سبھاؤ سے میر انہیں سب بات بتا گیا۔۔۔

جبکہ وہ حیران سی سن رہی تھی۔۔

"پر میر سائیں یہ کیسے ممکن ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہی لوگ ارحم سائیں کے قاتل ہے پھر ہم جانتے بوجھتے اپنی بیٹی کو کیونکر وہاں بیاہے گے۔۔۔۔"

شازمہ تھوڑا سختی سے گویا ہوئی۔۔

"شازمہ قاتل وہی لوگ ہے اسکا خالی شک ہے اور وہ بھی صرف نعمان اور اسکے باپ پر باقی پھوپھو کی فیملی کا ان سے کوئی لین دین نہیں ہے کیونکہ پھوپھا سائیں کے ساتھ پیش آنے والے حادثے کی وجہ سے ہارون نے سب کچھ ان سے الگ کر لیا۔۔۔

اور ویسے بھی میں پھوپھو سائیں کو زبان دے چکا ہوں کیونکہ یہ ہی میرے اداسائیں کی خواہش بھی تھی۔۔۔"

وہ سختی سے وارن کر گیا۔۔۔

اچھا اگر آپ ہاں کر چکے ہیں تو کچھ سوچ کر ہی کی ہو نگی ویسے بھی آپ زوبی کے باپ ہے اس کیلئے برا تھوڑی ناسوچیں گے۔۔۔"

جب کہ میر کو آج حیرت کے جھٹکوں پر جھٹکے لگ رہے تھے۔۔۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا ابھی سب سے بڑا جھٹکا لگنا باقی ہے۔۔۔

"میر مجھے بھی آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔"

۔۔۔ شازمہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر بولی

" ہاں کہو۔۔"

جب کہ میر کی ساری توجہ اپنے ہاتھوں پر تھی جو اس وقت شازمہ کی گرفت میں تھے۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر میں جانتی ہوں جب سے ہماری شادی ہوئی ہے آپ کے ساتھ ناانصافی ہوتی آئی ہے اور یہ ناانصافی کرنے والی کوئی اور نہیں میں خود ہوں لیکن اب مجھے اس بات کا احساس ہو گیا ہے آپ پلیز میری ہر کوتاہی غلطی کو معاف کر دے گیا وقت لوٹ کر تو نہیں آسکتا لیکن آنے والے وقت کو ہم بہتر تو بنا سکتے ہیں نا کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہم پرانی باتوں کو بھول کر نئی زندگی کی شروعات کریں ____"

شازمہ نے آخر میں شرماتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جبکہ میر تو اسکی بات پر سکتے میں چلا گیا۔۔۔۔

"کیا ہوا امیر کیا میں نے کچھ غلط کہا۔۔۔۔"

۔۔۔ شازمہ نے اسے خاموش دیکھ کر کہا

میں بہت تھکا ہوا ہوں اس وقت شازمہ ایک پرسکون نیند کا متمنی ہوں پلیز اس بارے میں ہم پھر کبھی بات کریں گے۔۔۔"

میر نے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ شازمہ کے ہاتھوں سے چھڑوائے اور وہی بیڈ پر آگے ہو کر لیٹ گیا۔۔۔

جبکہ شازمہ کو میر کا کہنا برا ہر گز نا لگا۔۔۔ ظاہر ہے وہ میر کو اتنی دفعہ رد کر چکی تھی اب میر ایک دم سے تو ماننے والا نہیں تھا ناوہ یہ سوچتے ہوئے لائٹ آف کرتی بیڈ کے دوسری طرف آلیٹی لیکن بڑے حق سے میر کے بازو پر لیٹتی وہ اس کے سینے پر سر رکھ گئی اور آنکھیں موند گئی۔۔۔ وہ شازمہ تھی اپنے مقصد کے حصول کیلئے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی جبکہ میر شازمہ کی پیش قدمی پر سن سا تھا۔۔۔

شازمہ کیلئے ساری باتیں کہنا آسان تھا لیکن یہ تو میر ہی جانتا ہے وہ ہر باری اس کی طرف بڑھا لیکن ہر بار شازمہ نے اسے ریجیکٹ کیا۔۔۔۔۔ کیا یہ سب بھلانا اتنا آسان تھا۔۔۔ اس کے لیے۔۔۔ اب جب کہ وہ خود پر شازمہ کی طرف جانے والے ہر دروازے بند کر چکا تھا کہ شازمہ پھر سے دستک دینے لگی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف حیا اسکے سارے جذبات کو پتھر میں تبدیل کر چکی تھی۔۔۔ وہ بچہ نہیں تھا اچھی طرح سمجھتا تھا حیا کا یوں بار بار اسکے سامنے آفس کے کام کے بہانے سے آنا اس کے پسندیدہ کپڑے پہننا اسکے آگے پیچھے گھومنا اس کے رویے پر مایوس ہو جانا۔۔۔۔ لیکن وہ کیا کرتا چاہ کر بھی اسے حیا کہ وہ زہریلے جملے نا بھولتے تھے۔۔۔۔

اسکا دل چاہا وہ حیا کے پاس جائے اور اسے چیخ چیخ کر کہے جسے تم ہوس کا پجاری کہہ رہی ہو اسکی بیوی اس سے اا سال کی شادی شدہ زندگی کو ورجن کی طرح گزارنے پر معذرت کر رہی تھی۔۔۔۔۔

میر نے خود سے لگی شازمہ کو دیکھا جو بلاشبہ خوبصورت تھی اسے خود کو مین ٹین رکھنا آتا تھا حویلی میں وہ سارا دن یہ ہی تو کرتی تھی اسے اپنے حسن پر بہت ناز تھا گاؤں میں ہونے کے باوجود وہ ہر فیشن اپناتی یوں کہ وہ اپنی عمر سے کافی چھوٹی لگتی اور زوبی کی تو بہن لگتی لیکن ایک چیز میر کو اسکے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی نا ملی وہ تھی معصومیت اسی معصومیت نے تو میر کو حیا کا دیوانہ بنایا ہوا تھا ورنہ دیکھا جائے تو شازمہ کی خوبصورتی کے آگے حیا کچھ نا تھی ۔۔۔۔

میر دل ہی دل میں دونوں کا موازنہ کرنے لگا شازمہ گہری نیند میں جا چکی تھی جبکہ وہ بھی آنکھیں موند کر سونے لگا ہوس کے پجاری اک بازگشت سی گونجی میر کی آنکھوں سے آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہو گیا۔۔۔

انوکھا بندھن

16 قسط نمبر

از قلم نور عباس

ادھر میر سو گیا جبکہ ادھر حیا کی وہ رات کانٹوں پر بسر ہوئی میر مجھ سے اسقدر خفا ہو چکے ہیں کہ مجھ سے بات کرنا بھی اب انہیں گوارا نہیں۔۔۔

اسے میر کا اس بارے میں بعد میں بات کریں گے کہنا بہت محسوس ہوا۔۔۔

آج وہ سارا دن روم سے نا نکلی تھی ملازمہ بھی یہیں تھی کھانا بھی اس نے ہی بنایا تھا زوبی کے جاگنے پر دونوں نے کھایا تھا۔۔۔

کھایا کیا تھا دونوں نے ہی چند لقمے لیکر ہاتھ کھینچ لیا۔۔

دونوں ہی اپنے اپنے غم میں ڈوبی محسوس ہی نا کر سکی۔۔۔۔

حیا کا دل آج میر کے کمرے سے نکلنے کا نہیں کر رہا تھا یہاں جابجا میر کی یادیں تھی وہ اس کی چیزوں کو چھو کر دیکھتی ان کی خوشبو اپنے اندر اتارتی مسرور سی ہو جاتی۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جب کچھ سمجھ نا آیا تو میر کو کال ملا دی جس سے اور زیادہ ملال بڑھا کیونکہ وہ شازمہ کو چائے کیلئے تھینکس کہہ رہا تھا اسے بری طرح کھلا کبھی اسے تو تھینکس نہیں کہا یہ شکوہ وہ زبان پر بھی لے آئی ۔۔۔پر آگے سے ملتے میر کے جواب نے اسے سخت مایوس کیا۔۔۔۔

۔وہ کتنی دیر موبائل ہاتھ میں لیے سن بیٹھی خود کو یقین دلاتی رہی کہ آیا میر نے اسے یہ سب کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔

پھر یہ سب سوچتے سوچتے کب اسکی آنکھ لگی اسے پتہ نہ چل سکا اور نہ ہی اسے اس بات کا احساس ہو رہا وہ کمرے میں بلکل اکیلی ہے۔۔۔

/////

"۔۔۔۔۔ نصیر توں نے یہ اچھا نہیں کیا"

اسکی بڑی بہن برہمی سے بولی۔۔۔

"آپا میں کیا کرتا اس وقت حالات ہی ایسے تھے کہ وہ سب کرنا پڑا۔۔۔"

نصیر نے انہیں صفائی دی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔"تو بروز محشر بھائی کو کیا منہ دیکھائے گا کہ تو اسکی امانت کی حفاظت نا کر سکا"

حمیدہ آپا نے جیسے کچھ یاد دلایا۔۔۔

پر آپا اب میں تھک چکا تھا اسے زمانے کے گم و سرد سے بچاتے بچاتے اگر وہ اس بھیڑیے کے ہاتھ "لگ جاتی تو میں کیا کر لیتا کیسے مقابلہ کرتا ان کا اب اتنا تو اطمینان ہے ناوہ مضبوط ہاتھوں میں ہے۔۔۔"

نصیر نے کہا۔۔۔

اور تب کیا کریں کا جب اس امانت کا اصل حقدار تجھ سے اسے مانگنے آیا تو تو کیا جواب دے گا اسے "۔۔۔"

آپا جیسے اب بھی اس کی بات سے مطمئن نہ ہوئی تھی۔۔۔

تب کی تب دیکھی جائے گی آپا وہ حویلیوں کی بیٹی آپا ہم غریبوں میں آکر رل گئی تھی میرے لیے یہ" جانتے ہوئے کہ میں اس کا سگا باپ نہیں پھر بھی میرے علاج کے لیے اتنا بھاگی اتنوں کی منتیں ترلیں کیے نجانے کیسے اپنے آفس کے بوس سے پیسے مانگے وہ تو بھلا ہوا کہ وہ نماناں اچھی نیت کا تھا یہ سوچ کر تو میری اب بھی روح کانپتی ہے کہ اگر کوئی ایسا ویسا اسے ٹکرا جاتا تو آج میری بچی کہاں ہوتی۔۔

اسلیے میں نے لب سی لیے اسکی رگ رگ سے واقف ہوتے ہوئے میں گونگا بن گیا تاکہ وہ اس سے شادی کرلے۔۔۔۔۔۔۔"

نصیر نے آج کچھ راز نہ رہنے دیا سب باری آپا کو بتادیا۔۔۔

"جب تجھے اس پر اتنا یقین تھا تو اسے اپنی دعاوں میں رخصت کرنا تھا ناں۔۔۔۔۔"

آپا نے اب کہ زرا سختی سے کہا۔۔۔

اسکی بیوی آپا کو ایک ایک بات بتا چکی تھی۔۔۔

آپ بھی نا آپا مشکل سے تو اسکی ہم سے جان چھوٹ رہی تھی اگر میں زرا سی اپنے رویے میں لچک لاتا" تو آپ کا کیا خیال ہے وہ ہمیں چھوڑتی بلکل نہیں اسے پھر بھی یہ ہی فکر ہوتی باپ کی دوائیاں کہاں سے آئینگی چھوٹے کی فیس یہ وہ۔۔۔۔۔"

اس لیے اسکی رخصتی کے وقت میں نے دل کو مضبوط کرلیا وہ روتی رہی کرلاتی رہی مجھے یقین دلاتی رہی لیکن میں نے اس سے رخ پھیر لیا تاکہ وہ میری آنکھوں میں آئی نمی نا دیکھ لے۔۔۔۔"

کہتے ہوئے انہوں نے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی۔۔۔

"آپا امیروں کی ہوں یا غریبوں کی یہ بیٹیاں اتنی پیاری کیوں ہوتی ہے۔۔۔"

نصیر یہ کہہ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا ساتھ ہی ساتھ اس کا رونا آپا حمیدہ کی آنکھیں بھی نم کر گیا۔۔۔

۔////

میر کی آنکھ فجر کی اذان سے کھلی کچھ دیر وہ یونہی لیٹ کر اذان سنتا رہا ساتھ ہی ساتھ دل میں اذان کے کلمات دوہراتا رہا ۔۔۔

پھر اٹھ بیٹھا۔

"شازمہ. شازمہ۔۔۔"

اس نے شازمہ کا کندھا ہلایا

"ہوں۔۔۔"

وہ جو کروٹ کے بل لیٹی تھی رخ موڑ کر نیند میں بولی

"نماز پڑھ لو ٹائم ہو گیا نماز کا۔۔۔ "

میر نے کہا۔۔۔

"کیا ہے میر سونے دیں نا میں پڑھ لو نگی ابھی تو کافی ٹائم ہے"

شازمہ یہ کہتی رخ بدل گئی جب کہ وہ ٹھنڈی سانس بھر تا واش روم میں چلا گیا باوضو ہو کر سر پر ٹوپی اوڑھے وہ مسجد کی جانب چل دیا وہاں سے واپس آیا تو میر ضیغم کے ساتھ زمینوں پر چلا گیا پھر دونوں کی واپسی سات بجے تک ہوئی۔۔۔۔

خلاف توقع شازمہ بھی ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھی۔۔

میر اور اسکا باپ کسی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے جو گاوں میں در پیش تھا۔۔۔

جبکہ شازمہ کچھ نا کچھ میر کی پلیٹ میں رکھ رہی تھی۔۔۔۔

"۔میر سائیں یہ پر اٹھے لیں نا۔۔۔"

شازمہ کے کہنے پر میر نے اثبات میں سر ہلایا اور کھانے لگا ورنہ شازمہ سے کچھ بعید نا تھا کہ وہ خود کھلانے لگ جاتی۔۔۔

"میر شہر جانے کا کب تک ارادہ ہے۔۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر ضیغم کے پوچھنے پر۔۔میر نے انکی طرف دیکھا۔۔

"۔۔۔ خیریت باباسائیں"

میر نے پوچھا۔۔۔

نہیں میر تم نعمان کو ہلکا لے رہے ہو میری مانو تو پنچائیت میں فیصلہ کرنے کے بعد فورا گاوں کیلئے"

"نکلو۔۔

" تم زوبی کو صرف گارڈز کے آسرے نہیں چھوڑ سکتے"

جب کہ میر کو باپ کی بات سمجھ آگئ تھی۔۔۔۔

"جیسا آپ کو بہتر لگے باباسائیں۔۔۔۔۔۔"

میر نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"وہ میر سائیں میں بھی چلو شہر کیا آپ کے ساتھ"

شازمہ نے بھی مداخلت کی۔۔۔۔

"تم کیوں بہو۔۔۔۔۔"

میر ضیغم اس کے بدلے تیور محسوس کر چکا تھا لیکن وہ نا چاہتا تھا کہ شازمہ شہر جا کر میر کی دوسری بیوی سے ملے ابھی وہ جتنا ہو سکے اس بات کو دبانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

" .میں ویسے ہی بابا سائیں بس زوبی کی یاد آ رہی تھی"

وہ بات گول کر گئی۔۔۔

"تو تم اسے کال کر دو اور بہو تم ابھی نہیں جاسکتی جب تک کہ میر شہر میں کوٹھری نہیں لے لیتا۔۔۔"

سسر کی بات ہر شازمہ چپکی رہ گئی کیونکہ وہ خود ہی تھی جنھوں نے شہر سے آکر رو رو کر میر ضیغم کو بتایا تھا کہ وہ اسے ڈربہ نما فلیٹ میں رکھنا چاہتا ہے جبکہ وہ بڑے بڑے حویلی نما گھروں میں رہنے کی عادی ہے۔۔۔۔

"۔۔۔ اچھا"

وہ دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔۔

اب کیا کرتی شازمہ ہر جگہ خود ہی اپنے پیروں پر کلہاڑی مار چکی تھی۔۔۔۔۔

////////

میر خوش تھا کیونکہ اس نے فیصلہ انصاف کے حق میں دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ وہیں سے شہر جانے کیلیئے گاڑی میں روانہ ہوا ساتھ ہی پیچھے دوسری گاڑی گارڈز کی تھی۔۔۔

۔۔۔ وہ جلد از جلد اپنے اپارٹمنٹ پہنچنا چاہتا تھا

جب کہ سارے راستے حیا کے بارے میں سوچتے آیا تھا۔۔۔۔

شام کا وقت تھا جب وہ پہنچا فلیٹ کا دروازہ اپنے پاس موجود کی سے کھولا تو فلیٹ سنسان تھا۔۔

۔ .وہ باہر لاونج کے صوفے پر ڈھے سا گیا یوں لگتا وہ پیدل سفر کر کے آیا ہو

لگتا ہے گھر میں کوئی نہیں میر نے ٹائم دیکھا تو زوبی کو بھی اکیڈمی سے آنے میں ابھی وقت تھا۔۔۔۔۔

میر اپنی شال اٹھاتا اپنے روم کی جانب چل دیا جہاں سامنے ہی حیا اسکی وارڈروب کھولے نجانے کیا کر رہی تھی ۔۔۔

میر آگے بڑھتا اپنی کلائی سے گھڑی اتارتا ڈریسنگ ٹیبل پر رکھنے لگا۔۔۔۔

ساتھ ہی والٹ بھی نکال کر رکھا۔۔۔

حیا اسکا کمرے میں آنا محسوس کر چکی تھی لیکن نادانستہ میر کو نظر انداز کیا یوں شاید وہ اپنی کل والی بات کی ناراضگی جتانا چاہتی تھی۔۔۔۔

میر نے کبرڈ کی طرف دیکھا تو وہ اسکے سارے کپڑے سلیقے سے رکھ رہی تھی۔۔۔

میر نے ہاتھ بڑھا کر اپنا ایک آرام دے سوٹ نکالا اور بغیر کچھ کہے۔واش روم میں چلا گیا۔۔۔

حیا تو ویسے ہی اس کے پیچھے مر رہی ہے جب کہ میر کو تو تیری پرواہ تک نہیں یہ نہیں کہ پوچھ ہی لیں کیسی ہو ہونہہ مل جو آئے ہیں اپنی شازمہ جی سے اب بھلا مجھ سے کیا سروکار ہونا ہے انہیں۔۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں تلملاتی بول رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ وہ باہر آتا بالوں کو ٹاول سے رگڑ رہا تھا وہ نہایا نہیں تھا بس ایسے ہی بال گیلے کیے تھے۔۔۔۔

"ایک کپ چائے مل سکتی ہے۔۔"

میر نے خوشگوار لہجے میں کہا۔۔۔

جب کہ دوسری طرف سنوائی کا کوئی موڈ نا تھا۔۔۔

"حیا میں کچھ کہہ رہا ہوں تم سے۔۔۔۔۔"

"کیوں کیا شازمہ جی نے نہیں پلائی چائے۔۔۔"

وہ چائے پر زور دیتی۔۔۔۔۔۔

الماری کے دونوں پٹ بند کرتی وہاں سے جانے لگی۔۔۔

تمہیں کیوں برا لگ رہا جب کہ تم خود بھی تو کون سا مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔۔۔۔اور پھر شازمہ بیوی "ہے میری کسی گرل فرینڈ کے ساتھ تو نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

میر کی بات پر وہ سر جھکا گئی۔۔۔

اب وہ کیا کہتی جب سے اسے ادراک ہوا ہے کہ وہ میر سے محبت کرنے لگی ہے اور میر کے پاسٹ کا پتہ چلا ہے تو میر کو چھو کے گزرنے والی ہوا کو بھی رقیب سمجھنے لگی۔۔۔۔۔

"کیا ہوا دو جواب کس حق سے تم مجھے شازمہ کے نام کا طعنہ دے رہی ہو۔۔۔۔۔"

میر کی بات پر اس نے شکوہ کناں نظروں سے میر کو دیکھا۔۔۔

اس نے تو یوں ہی کہا تھا طعنہ تو نہیں دیا تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ افسوس سے سر جھٹک کر آگے بڑھی۔۔۔۔

"کیا تمہارے کان پور میں ہڑتال ہے۔۔۔"

میر نے جاتی حیا کا ہاتھ تھام کر کہا۔۔۔

اسے برا لگا تھا حیا کا جواب نا دینا

"جی نہیں الحمدللہ میں سب سن سکتی ہوں۔۔۔"

وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی بولی۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے تم اپنا سامان پیک کرو ساتھ ہی اپنے کزن کا ایڈریس بتاو میں تمہیں وہیں لے جاتا ہوں" کیونکہ یہ تو طے ہیں ہم آپس میں ساتھ کبھی نہیں رہ سکتے وہ بھی اس صورت جب کہ تمہارے دل میں "کوئی اور میری زندگی میں۔۔۔۔۔

اب کے میر نے کھل کر بات کی سارے راستے وہ حیا اور اپنے رشتے کو ہی سوچتے آیا تھا اور آخر میں اسے یہ ہی فیصلہ ٹھیک لگا۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جبکہ حیا اسکی بات پر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی شاید وہ مذاق کر رہا ہو لیکن اسے میر کے چہرے پر مذاق کی ذرا رمق نا ملی۔۔۔

"نہیں اٹس اوکے آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی چلی جاونگی۔۔۔۔"

آنسو کو پیچھے دھکیلتی وہ رندھی آواز میں بولی جبکہ حلق آنسوں سے تر تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔ حیا میر سے بازو چھڑواتی بھاگتی ہوئی زوبی کے روم میں بند ہوگئی

جبکہ میر اپنے خالی رہ جانے والے ہاتھ کو تکے جا رہا تھا حیا ہاتھ چھڑوا کر نا گئی بلکہ ساتھ اسکی روح بھی کھینچ کر لے گئی۔۔۔۔

حیا زوبی کے کمرے میں آکر بند ہوگئی کیا کیا پلین نہ کر لیا تھا اس نے میر کو منانے کیلئے اچانک اسے سامنے دیکھ کر اسکے پلان دھرے کہ دھرے رہ گئے یاد رہا تو صرف یہ کہ وہ اس سے ناراض ہے

۔۔۔۔۔

اس لیے اسکے روم میں آنے پر بھی حیا ایسے ہوگئی جیسے اس دیکھا نا ہو۔۔۔۔۔

میر جی مجھے معلوم ہے آپ میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔۔۔اسلیے بے فکر رہے آج کہ بعد "میں آپکو اپنی شکل دیکھاونگی بھی نہیں۔۔۔۔"

کافی سارا رونے کے بعد وہ شیشے کے آگے آکر اپنا حجاب درست کرنے لگی اور پھر روم سے نکل آئی میر باہر ہی لاونج پر صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھ کر یوں ہو گیا جیسے دیکھا ہی ناہو وہ آنسو پیتی وہاں سے چلدی۔۔۔۔

جانے سے پہلے وہ اس تک آئی۔۔۔۔

"میں جارہی ہوں میر سر وہاں جاکے آپ کو خلع کے پیپر" بھجوادونگی۔۔۔۔

آخری امید کے ساتھ کہتی کہ شاید وہ اسے روک لے۔

لیکن اسکی خوش فہمی کا محل دھڑام سے زمین بوس ہوا جب میر نے کہا۔۔۔۔

"تمہارا جانا ہی ٹھیک ہے حیا میں تم سے زبردستی کا رشتہ نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔"

جواب میں وہ کچھ نا بولی بس چپ چاپ وہاں سے چل دی۔۔۔۔

جبکہ میر کو لگا وہ اسکی روح بھی کھینچ کر ساتھ لے گئی ہے۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔ وہ موبائل صوفے پر پھینکتا دونوں ہاتھوں سے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ چکا تھا

انوکھا بندھن

17 قسط نمبر

از قلم نور عباس

شازمہ نے جب سے نئے رشتے کی شروعات کا کہا تھا وہ الجھ سا گیا۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کسی کے ساتھ ناانصافی ہو اسلیئے حیا کو اپنی مرضی سے اپنے کزن کے ساتھ زندگی شروع کرنے کا کہدیا کہ وہ ایک اور سمجھوتہ نہیں چاہتا تھا اپنی زندگی میں۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا حیا بھی اس آگ میں سلگے جس کی تپش اسے جھلسائے ہوئے تھی۔۔۔۔

اس لیے دل پہ پتھر رکھ کر اس نے حیا کو وہاں سے جانے کا کہدیا۔۔۔۔

یہ جانے بغیر کہ حیا کیا چاہتی ہے۔۔۔۔

وہ وہاں سے اٹھتا اپنے روم میں آیا۔۔۔۔

اسکی حالت اس جواری کی مانند جیسی تھی جس نے جوئے میں اپنا سب کچھ ہار دیا ہو۔۔۔

۔۔۔کچھ خیال آنے پر اس نے نیچے موجود گارڈز کو فون ملایا

"ہیلو ہاں میم نیچے آئی ہیں ناں ابھی۔۔۔۔۔"

اس نے گارڈز سے پوچھا۔۔۔

"انہیں جہاں وہ کہے باحفاظت چھوڑ کر آو۔۔۔۔"

گاڈرز نے نجانے آگے سے کیا کہاں کہ میر کی ماتھے پر شکنیں نمودار ہو گئ۔۔۔

"تمہیں انہیں چھوڑ کر آنا چاہیے تھا۔ڈیم اٹ۔۔۔۔"

میر نے غصے سے کہتے کال کاٹ دی۔۔۔

"پتہ نہیں کہاں گئ ہو گی اب وہ۔۔۔۔۔۔"

میر پریشانی سے اپنی پیشانی مسلنے لگا۔۔۔۔۔

تبھی تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔۔۔۔۔۔

آنے والی زوبی تھی۔۔۔

حیا سوسوری میں بہت لیٹ ہوگئی آپ جلدی سے تیار ہو جائیں پارلر کیلئے دیکھنا آپ کو ایسا تیار کراونگی"

"ناکہ بابا دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔۔۔۔

۔۔۔ وہ آتے ساتھ ہی بیگ صوفے پر پھینکتی نان اسٹاپ بولتی میر کے کمرے میں آگئی

بابا آپ؟"

۔۔ لیکن سامنے میر کو دیکھ کر وہ خاموش رہ گئی

آپ آج آگئے بابا۔۔۔؟؟؟"

زوبی ڈور کر میر کے بازووں سے لگی۔۔۔۔

یہ چیٹنگ ہے بابا آپ نے تو کل آنے کا کہا تھا پتہ ہے میں نے حیا نے آپ کے برتھ ڈے سلیبریٹ"

"کرنے کا پلین بنایا تھا بٹ آپ نے پانی پھیر دیا۔۔۔۔۔

"۔۔۔۔ ویسے حیا ہے کدھر"

اس نے یہاں وہاں دیکھتے میر کیطرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"وہ چلی گئی۔۔۔م"

یر نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔۔جب کہ چہرہ سپاٹ تھا۔

"۔۔۔۔۔ کیا میرے بغیر چلی گئی "

زوبی کو برا لگا۔۔۔۔

"ہم نے ساتھ جانا تھانا۔۔۔"

زوبی دکھے لہجے میں بولی۔۔۔۔

"کہاں جانا تھا۔۔"

۔۔ میر نے الجھے لہجے میں پوچھا

ارے بھئی پارلر مہندی لگوانے آپ دونوں کی نارمل شادی نہیں ہوئی نا اس لیے میں نے اور حیا نے "

"یہ پلان کیا تھا جب آپ کل آئے گے تو حیا آپ کو دلہن کے روپ میں ویلکم کرے گی۔۔۔

زوبی نے جوش میں آتے سارا پلان میر کے گوش گزار کیا۔۔۔

"۔۔۔ اب حیا اکیلی چلی گئی"

"۔۔۔ وہ آجائیں اب میں اس سے بات نہیں کروں گی سخت ناراض ہوں میں اس سے ہاں نہیں تو"

زوبی اپنی دھن میں ہی بولی جارہی تھی۔۔۔

جبکہ میر کو لگا کہ وہ زلزلے کی زد میں ہو۔۔۔

"اس کا مطلب حیا ہمارے رشتے کو ایکسپٹ کر چکی تھی۔۔۔"

میر خود سے مخاطب ہوا ہاں تبھی تو اسے میری اتنی فکر ہو رہی تھی او خدایا یہ میں نے کیا کیا ایک بار اس سے پوچھ تو لیتا آتے ساتھ ہی حکم نامہ جاری کر دیا۔۔۔

وہ اپنا سر پکڑ گیا

"کیا ہوا بابا سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔"

زوبی کو اب احساس ہوا تھا کہ کب سے وہ ہی بولے جارہی تھی جب کہ میر تو کسی اور ہی سوچ میں گم تھا۔۔۔

"وہ چلی گئی زوبی مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر کے کہنے پر زوبی نے پریشانی سے باپ کی طرف دیکھا۔۔ جیسے ان کی بات سمجھنے کی کوشش کی ہو۔۔۔

ایسے کیسے بابا وہ تو آپ کی برتھ ڈے کو لیکر اتنی ایکسائٹیڈ تھی بار بار مجھ سے پوچھ رہی تھی میر کا" فیورٹ کلر کونسا ہے اسے کھانے میں کیا اچھا لگتا ہے وہ کس روپ میں میر کو زیادہ اچھی لگے گی۔۔ پھر وہ "ایسے سب کچھ ادھورا چھوڑ کر کیسے چلی گئی بابا۔۔۔

آسکے جانے کا سن کر صدمہ ہی لگ گیا۔۔

زوبی کو تو اب فکر ہو رہی تھی اپنے بابا کی کتنی خوش تھی ناوہ صبح سے جب وہ کالج جانے کیلئے تیار ہو کر ناشتہ کرنے آئی حیا نے اسے اپنے آفس نا جانے اور آگے کا پلان بتایا تبھی زوبی نے کہا یہ اچھا ہے اسی مہینے ہی میر کی برتھ ڈے بھی ہے تو یہ ان کیلئے برتھ ڈے سرپرائز ہو جائے گا۔۔۔

سب پلین کر کے وہ کالج گئی تھی کہ وہاں اک فرینڈ کی ماما کا پارلر تھا تو اس سے کہہ کر اپائنٹمنٹ بھی لے لے گی۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

شاپنگ کا انہوں نے آن لائن آڈر کرنے کا سوچا تھا۔۔۔۔۔۔

پھر وہ جب کالج سے واپس آئی تو حیا کو پارلر کا بتایا جو ان کے ہی ایریے میں تھا۔۔۔۔

حیا مشکل سے ہی صحیح مہندی لگوانے کو مان گئی بقول اسے مہندی کی اسمیل نہیں پسند لیکن جوں ہی زوبی نے بتایا میر کو پسند ہے اس نے آمادگی ظاہر کی۔۔۔۔

کھانا کھا کر کچھ دیر آن لائن شاپنگ کر کے زوبی حیا کو ٹاٹا بائے بائے کرتی اکیڈمی چلی گئی۔۔۔۔

اور جب پر جوش سی واپس آئی تو حیا ہی غائب تھی۔۔۔۔

////////

مہینے سے اوپر ہونے کو آیا تھا حیا کو یہاں سے گئے ہوئے نہ ہی وہ واپس آئی اور نا ہی اسکی کوئی خبر۔۔۔۔

میر ان دنوں کچھ بجھا بجھا سا رہتا زوبی باپ کے دل کی حالت سمجھتی تھی لیکن بے بس سی تھی۔۔۔۔۔

ان ہی دنوں میر آفس میں بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا کہ پیون نے کسی محمد نصیر کے آنے کی اطلاع دی۔۔۔۔

"____ کون محمد نصیر"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

. . . وہ دماغ پہ زور دے پر بولا جب کہ پیون کو انہیں اندر بھیجنے کا کہا

جبکہ نگاہیں دروازے پر ہی مرکوز کر لی۔۔۔۔

آنے والے کو دیکھتا وہ ادب سے کھڑا ہوا۔۔۔۔

"اسلام و علیکم سر۔۔۔۔"

میر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے ان سے مصافحہ کیا۔۔۔

جبکہ نصیر صاحب اسکی اس ادا پر نثار ہی ہو گئے۔۔۔

"آپ یہاں کیسے آئیں پلیز بیٹھے نا۔۔۔"

میر ان کو لیے صوفے کیطرف بڑھا۔۔۔۔

وہ مجھے اس شہر میں کچھ کام تھا تو سوچا حیا کی خیریت پوچھتا چلوں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آیا"

"ہوں۔۔۔۔

"کیسی ہے میری بچی اپنے بابا سے تو بہت ناراض ہو گی نا۔۔۔۔"

نصیر صاحب بے تابی سے اسکے بولنے کے منتظر تھے۔۔۔۔

" وہ۔ محترم اصل میں بات یہ ہے کہ "

میر کو سمجھ نا آئی وہ کیسے کہے۔

"۔۔ حیا تو یہاں نہیں ہے "

میر نے شرمندگی سے سر جھکائے کہا۔۔۔

"تو کہاں ہے میری بچی وہ صیح سلامت تو ہے نا۔۔۔۔"

میر کی بات پر ان دھڑکا سا لگ گیا کہیں نعمان ان تک پہنچ تو نہیں گیا تھا۔۔۔

" ۔۔ وہ تو اپنے کزن کے پاس گئی ہے"

میر نے انہیں اطلاع دی۔۔۔

'۔۔ کون سے کزن کے پاس"

نصھیر کی چھٹی حس الرٹ ہوئی۔۔

حیا کی پھوپھو کا بیٹا انفیکٹ جس سے پہلے حیا کی منگنی ہو چکی ہے اور وہ ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے "ہیں۔۔۔۔"

۔۔ .یہ بات کہتے ہوئے میر کے دل پر چھریاں چل رہی تھی

میری بیٹی کہاں ہے صاحب سچ سچ بتائے کہیں آپ نے اسے کچھ کر تو نہیں دیا اور اب بات دبانے کو" "کہانی گھڑ رہے ہیں۔۔۔

نصیر اب کے غصے سے چلائے۔۔۔

"محترم میں کیوں حیا کو کچھ کروں گا۔۔یہ سچ ہے وہ اپنی پھوپھو۔۔۔۔"

"کون سی پھوپھو کیسا کزن۔۔۔"

صاحب میری ایک ہی بڑی بہن ہے جو بیوہ ہو جانے کی وجہ سے اولاد جیسی نعمت سے محروم ہے اور "۔۔۔۔۔ جس کے پاس ابھی ہم ٹھہرے ہوئے ہیں

نصیر کے انکشاف نے میر کو گنگ کر دیا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

یہ کون سا کزن رات وہی رات پیدا ہو گیا اسکا آپ نے کبھی اس سے اس کزن کا نام وغیرہ جاننے کی "کوشش نہیں کی اب اللہ جانے کہاں ہو گی میری بچی۔۔۔

نصیر دونوں ہاتھوں میں سر جھائے بیٹھا اپنی حرماں نصیبی کا ماتم کر رہا تھا کیا سوچ کر اس نے حیا کا ہاتھ میر کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔

لیکن وہ ہی ہوا نا جس کا ڈر تھا۔۔۔۔۔

میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہو تو پاؤں پڑتا ہوں میری بچی مجھے لا دو وہ میرے پاس کسی کی "امانت ہے پلیز۔۔۔

نصیر با قاعدہ اسکے پیروں میں جا بیٹھا۔۔۔۔

میر تڑپ کر ان سے دور ہوا۔۔۔۔

"۔۔۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں اٹھیے یہاں بیٹھے"

میر نے انہیں اٹھا کر صوفے پر بیٹھایا اور خود ان کے قدموں میں جا بیٹھا اور ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

دیکھئے انکل آپ میرے بابا جیسے ہیں بلکے حیا کی وجہ سے میرے لیے بابا ہی ہیں میرے لیے قابل "احترام پلیزیوں میرے پاوں پکڑ کر مجھے شرمندہ تو نا کریں۔۔۔

مجھے نہیں معلوم کے حیا نے وہ سب مجھے کیوں اور کس بنیاد پر کہا لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں "____حیا جہاں بھی ہو گی جس حال میں بھی ہو گی میں بہت جلد اسے ڈھونڈ لو نگا"

وہ سمجھ سکتا تھا نصیر صاحب کی حالت آخر کو خود ایک بیٹی کا باپ تھا۔۔۔

وہ انہیں امید دلا رہا تھا جبکہ وہ یہ نا جانتا تھا ڈھونڈا انہیں جاتا ہے جو گم ہو جائیں انہیں نہیں جو سامنے ہی نا آنا چاہتے ہو اسکا اندازمیر کو آنے والے دنوں میں باخوبی ہونے والا تھا۔

////////

میر اور زوبی گاوں میں تھے کیونکہ نوشین بیگم نے زوبی اور ارمغان کی منگنی کا کہا تھا اب جب کہ شازمہ کو بھی اعتراض نا تھا تو میر نے ہاں کر دی تھی۔۔۔

وہ سمجھتا تھا زوبی بھی حیا کہ جانے سے کافی اداس ہے شاید اسی طرح وہ حیا کو بھلا سکے۔۔۔

جب کہ وہ خود کو وقت کے دھارے پر چھوڑ چکا تھا۔۔وہ شازمہ کو قبول کر چکا تھا ایک بیوی کے روپ میں لیکن دل وہ آج بھی حیا کے نام پر سسک اٹھتا۔۔۔

تین مہینے ہونے کو آئے تھے لیکن وہ نا ملی۔۔۔۔

//////

"مس حیا میم کہہ رہی ہے کہ ہمیں آج حویلی جانا ہو گا۔۔۔"

"کیوں۔۔۔۔۔"

حیا نے اپنے ساتھی کا چہرہ دیکھا۔۔۔

"حویلی سے دعوت آئی ہے آج یہاں کے سردار کی بیٹی کی منگنی ہیں۔۔۔۔"

اسکی ساتھی روبینہ نے بتایا۔۔۔

"سوری یار تم سب چلی جانا میرا دل نہیں کر رہا جانے کو۔۔۔"

حیا نے معذرت کی۔۔۔

جبکہ اسکی ساتھی نے منہ بسورا

کیا یار حیا کوئی اتنا آدم بیزار کیسے رہ سکتا ہے تمہاری زندگی میں تو کوئی چینج ہی نہیں کوفت نہیں ہوتی"

"تمہیں روزانہ ایک جیسی لائف گزارتے ہوئے۔۔۔۔

کوئی ہلا گلا نہیں یار کبھی کبھی تو مجھے تم سے ڈر لگتا ہے نجانے کیا کیا سوچتی رہتی ہو ایسے تو تم بہت جلدی

"پاگل ہو جاوگی۔۔۔۔۔

۔۔ روبینہ نے اسے اچھی خاصی سنادی

"اچھا میری ماں جب ٹائم ہو گا تو دیکھا جائے گا فلحال تو مجھے نیند آئی ہے تو کیا میں سولوں۔۔۔۔"

وہ ہاتھ جوڑ کے بولتی لیٹ گئی تھی۔۔

جبکہ وہ حیا کا جواب میم کو بتانے گئی۔۔۔۔

حیا جب سونے کو لیٹی تو آنکھ سے اک چھوٹا سا آنسو نکلا اور لکیر بناتا اسی کنپٹی سے ہوتا بالوں میں جذب

ہو گیا۔۔۔۔

انوکھا بندھن

18 قسط نمبر

از قلم نور عباس

خیال۔

وہ کتنی خوش تھی اس سے اپنی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔۔۔۔ صبح بھی زونی کا دماغ کھایا تھا

.میر کی پسند و ناپسند پوچھتے ہوئے اور زونی بھی بغیر پیشانی پر بل لاتے ہوئے اسے سب بتاتی چلی گئی

۔۔۔

لیکن میر نے بنا اس سے پوچھے بنا اسکی سنے صرف اپنا فیصلہ سنا دیا۔۔۔۔

زوبی جب اکیڈمی سے گھر آئی ہوگی اسے گھر نا پا کر اس سے خفا ہوئی ہوگی اور جب اسے حیا کے جانے کا

__ معلوم ہوا ہوگا تو اسے کتنا دکھ ہوا ہوگا

میر نے جب اسے جانے کا کہا تھا تو۔۔

وہ وہاں سے چپ چاپ چلی آئی جب کہ دل ہی دل میں اس سے شکوہ کناں تھی کیا میرے اتنے دنوں

کے رویے سے میر کو محسوس نہیں ہوا کہ میں اپنے دل میں ان کیلیئے کیا فیلنگ رکھتی ہوں۔۔۔

میر کے فلیٹ سے نکل کر وہ سڑک پر آگئی جلد ہی اسے رکشہ بھی مل گئی حالانکہ گارڈ نے کہا بھی کہ ہم چھوڑ آئے لیکن وہ بڑے سبھاو سے منع کر گئی۔۔۔ کس حق سے جاتی وہ جو میر نے اسے نہیں دیا۔۔۔

۔۔۔ رکشہ میں بیٹھتے ہی رکشہ والے نے پوچھا کہاں جانا ہے

ایک پل کو اسکا ذہن معوف ہو گیا۔۔۔۔۔

اسے خود نہیں معلوم تھا کہ کہاں جانا ہے۔

پھر اس نے رکشے والے کو گائیڈ کیا اور مطلوبہ جگہ پہنچ کر رکشے والے کو پیسے دیئے۔۔۔

وہ ایک این جی او تھا جسے اکثر اس نے آفس جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔

وہ اندر گئی اور وہاں کی ہیڈ پر اس نے خود کو لاوارث ظاہر کیا

ہیڈ نے اس سے مختلف سوال پوچھیں جسکا وہ بڑی تسلی سے جواب دیتی رہی۔۔۔۔۔

جب وہ حیا سے مطمئن ہوئی تو اسے اپنے ہاسٹل میں رہنے کی جگہ کے ساتھ ساتھ جاب بھی دے دی۔۔۔۔

ان کی این جی او مختلف گاوں میں جاکر وہاں کا سروے کرتی پھر جو ان سے بن پڑ تا وہ ان کی بہتری کیلئے کرتی۔۔۔

ایک ایسا ہی سروے وہ میر کے گاوں بھی کرنے آئی تھی لیکن یہاں آکر انہیں خوشی ہوئی کیونکہ یہ گاوں باقی گاوں کی بدولت تھوڑا ایڈوانس تھا جہاں لڑکوں کے ساتھ ساتھ ہی لڑکیوں کی پڑھائی کا خصوصی خیال رکھا جاتا۔۔باقی گاوں کی طرح نہیں جہاں پرائمری تک اسکول تھے اور وہاں بھی بچوں کی بجائے وڈیروں کے ڈنگر ہی دیکھنے کو ملے۔۔اور لڑکیوں کی پڑھائی کا تو دور دوراں نا تھا۔۔

یہاں کے گاوں والے اس سب کا کریڈٹ اپنے حال ہی میں بننے والے سردار کو دیتے۔۔۔

جو انکی فلاح بہبود کیلئے مسلسل سرگرم تھا جس نے حال ہی میں پرائمری اسکول کو سکینڈری تک کروایا۔۔اور اب کالج بنانے کا بھی ارادہ تھا۔۔۔

یہاں ہسپتال بھی کچھ بہتر تھا کہ ڈاکٹر غائب نا ہوتے۔۔۔۔

سب جاننے کے بعد حیا نے دل ہی دل میں اس سردار کو سراہا۔۔۔

ان کو یہاں آئے تقریبا پندرہ دن ہو گئے تھے اور ان کی آج یہاں آخری رات تھی صبح انہیں چلے جانا تھا۔۔ لیکن ایسے میں سردار کی حویلی سے آئی دعوت پر ہیڈ آہانہ نے ہامی بھر لی۔۔۔ جس پر حیا جھنجھلا گئی۔۔۔ پتہ نہیں کیوں اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔۔۔۔

//////////

حال:

نوشین بیگم اپنے اگھر والوں کے ساتھ حویلی پہنچ چکی تھی جن میں اسکے جیٹھ اور اسکے بچے نعمان نعمان کے والد تھے۔۔ کیونکہ نوشین کا ان سے دوہرا رشتہ تھا کیوں کہ وہ اسکی بہو یعنی ہارون کی بیوی کا میکہ بھی تھا اس لیے انہیں بھی ساتھ لانا پڑا جبکہ نعمان اور اسکے والد کو دیکھ کر وہاں کوئی خوش نا تھا لیکن کسی نے کچھ کہا نہیں وہ خوشی کے اس موقعے پر کوئی تماشہ نا چاہتے تھے .....

میر سب کو دیکھیں جا رہا تھا۔۔۔۔

اسکے بابا اور نوشین پھوپھو آپس میں مل رہے تھے۔۔۔۔

نوشین بہت خوش تھی آخر کو اسکی خواہش پوری ہونے جا رہی تھی۔۔۔اور شازمہ اسکی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔

یہ سب میر کی بدولت تھا۔۔۔۔اور میر پتہ نہیں۔۔۔۔۔بس سب کو دیکھا رہا تھا اور اندر ہی اندر خود کو یہ یقین بھی دلائے ہوئے تھا کہ وہ اپنی زندگی میں مطمئن ہے۔۔۔اگر واقعی ایسا ہے تو یہ کسک ۔۔۔۔کیسی طبعیت میں یہ اضطرابی کیوں

اندر کی آواز پر اس نے کان لپیٹے۔۔۔۔

ہارون اس سے بغل گیر ہوتا اسکی سوچوں پر بھی بندھ باندھ گیا۔۔۔ہارون سے ملنے کے بعد میر ارمغان کے بغل گیر ہوا۔۔۔جبکہ نعمان اور اسکے والد نے صرف ہاتھ ملانے پر ہی اکتفا کیا وہ کچھ خاص خوش نا تھے اس رشتے تھے۔۔۔پہلے ہی میروں سے جڑا رشتہ انہیں بہت مشکل سے ہضم ہوا تھا۔۔۔

ملنے ملانے کے بعد مرد سارے مردان خانے چل دیئے اور عورتیں باہر پنڈال میں جہاں عورتوں کا انتظام تھا۔۔جبکہ رامین ہارون کی بیوی شازمہ سے زوبی کا پوچھتی اس سے ملنے چلی گئی کیونکہ اسے اپنی دیورانی سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔۔۔شازمہ نے ایک ملازمہ کو اسے زوبی کے پاس چھوڑ آنے کو کہا۔۔۔

رامین ملازمہ کی معیت میں زوبی سے ملنے چل دی۔۔۔

//////

حیا۔۔۔۔اٹھو حیا۔۔۔کوئی زور زور سے اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔

حیا نے آنکھیں کھول کر خود کو جھنجھوڑنے والے کو دیکھا۔۔۔

تو روبینہ بتیسی دیکھاتی نظر آئی۔۔

جس پر اسے اور تپ چڑھی۔۔

کون سی قیامت آگئی ہے جو تم نے میری نیند خراب کی۔۔۔حیا اسکی حرکت پر چڑی ابھی گھنٹہ بھر پہلے ہی تو اسکی آنکھ لگی تھی۔۔۔۔

میڈم تیار ہو جائے۔۔۔اوپر سے آڈر آیا ہے۔۔۔۔۔

روبینہ نے اسکے چڑنے کا مزہ لیتے ہوئے ہیڈ یعنی مس آہانہ کا پیغام دیا۔۔۔

اسکی بات پر وہ ناچاہتے ہوئے اٹھ گئی۔۔۔۔کیونکہ کہیں نہ کہیں حیا کو بھی اس گاوں کے سردار سے ملنے کا اشتیاق تھا جس کا اتنا شہرہ تھا گاوں میں۔۔۔

سو وہ بھی اٹھ کر اپنے بیگ سے کپڑے نکالنے لگی۔۔۔

تھوڑی دیر تک وہ سب تیار ہو کر اپنی این جی او کی کوچ میں بیٹھ کر حویلی کی طرف روانہ ہوئی ٹوٹل وہ تیرہ سے چودہ لوگ تھے جن میں ایک ڈرائیور چاچا اور دو میل ممبرز بھی تھے۔۔۔۔۔

کوچ حویلی کے باہر رکی۔۔۔حویلی کو سب نے ستائش بھری نظروں سے دیکھا

لیکن کسی چہرے پر نظر پڑتے ہی حیا پتھر ہو گئی یہ یہاں کیسے۔۔ کہیں یہ انہی کی حویلی تو نہیں یہ یہاں ہے تو مطلب وہ بھی اندر ہی ہو گا۔۔۔۔

وہ خود سے ہی سوال جواب کیے جا رہی تھی۔۔جب روبینہ نے اس کا کندھا ہلایا۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔حیا کے چہرے کی ہوائیاں اڑتی محسوس کرتی وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔

کچھ۔۔۔نہیں۔۔۔وہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔

حیا نے چور نظر سے پھر سامنے دیکھا لیکن وہ نا تھا۔۔۔حیا شکر کرتی اپنے آپ کو سنبھالتی روبینہ کے ساتھ اندر چل دی لیکن یہ اس کی خام خیالی تھی کہ اس شخص نے اسے نہیں دیکھا وہ نہ صرف دیکھ چکا تھا بلکہ نعمان کو بھی فون کر کے بتا چکا تھا وہ کوئی اور نہیں زبیر تھا جسے وہاں دیکھ کر حیا ڈر گئی تھی۔۔۔۔

///////

میڈم اور وہ سب لڑکے کی اور لڑکی کی ماں سے مل رہے تھے میم بار بار سب کا تعارف کروا رہی تھی۔۔۔

نوشین کی نظر جب حیا پر پڑی تو وہ ایکدم سکتے میں آگئی انہیں لگا وہ اپنا ہی عکس آئینے میں دیکھ رہی ہو ۔۔۔۔

کیا نام ہے آپ کا بیٹا وہ آگے بڑھتی خود ہی بے تابی سے حیا سے پوچھنے لگی۔۔۔

حیا۔۔۔حیا نے جھجھکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

بہت پیارا نام ہے ماشااللہ وہ بے ساختہ حیا کی پیشانی چومتی بولی۔۔۔جس پر حیا جھینپ گئی۔۔۔۔

آیئے نا آپ بیٹھیے۔۔۔۔نوشین بیگم انہیں ایک ٹیبل پر لے آئی۔۔۔۔

سب وہاں بیٹھ گئے جب کہ شازمہ نے صرف دعا سلام ہی کی اور اور ایک ٹیبل کی جانب بڑھ گئی جہاں اسکی ماں اور بھابیاں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

حیا ارد گرد نظریں دوڑا رہی تھی زیادہ تر لوگ گاوں کے ہی غریب غرباء معلوم ہو رہے تھے۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی زوبی کو لے جانے کیلئے رامین اور چند لڑکیاں اٹھی۔۔ساتھ روبینہ نے بھی اسے اپنے ساتھ واش روم چلنے کا کہنا چاروہ اٹھ کھڑی ہوئی ابھی وہ کچھ دور ہی گئ تھی۔۔اور ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کسی سے واش روم کا پوچھ سکے۔۔۔کہ لائٹ چلی گئ۔۔۔۔

اچانک کسی نے حیا کے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھا حیا نے ہاتھ پاوں مارا لیکن بے سود ارے موبائل کی ٹارچ تو جلاو آہانہ میم کی آواز پر روبینہ واپس ان کے پاس پہنچی کے آہانہ کا موبائل روبینہ کے پاس تھا۔۔

۔۔۔حیا کہاں ہے۔۔۔میڈم کے پوچھنے پر روبینہ نے بتایا کہ وہ واش روم گئی ہے جس پر میم آہانہ نے سر ہلایا۔۔۔۔

تبھی وہ شخص حیا کو گھسیٹتا ہوا ایک کونے کی جانب لے گیا حیا مسلسل خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن بے سود وہ اسے حویلی کی اندرونی جانب لیکر جارہا تھا حیا اس سب سے خوف ذدہ تھی۔۔۔سامنے ہی کوئی شخص فون کان سے لگائے کسی پر برس رہا تھا۔۔کریم کیا مسئلہ ہے لائٹ کیسے چلی گئ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ حیا کو لگا کسی بہت اپنے کی آواز سن لی ہو

اس نے غوں غاں کرنے کی کوشش کی اس شخص پہ پیچھے کہنی سے وار کیا جس پر اسکی گرفت حیا کے منہ سے ڈھیلی ہوئی ب۔بچاو۔۔۔حیا چلائی جس پر فون کان سے لگائے وہ شخص پلٹا۔۔۔لیکن اندھیرے میں اسے کچھ نظر نہ آیا۔۔۔۔کون۔ہے۔کون ہے وہاں۔۔۔وہ فون کان سے لگائے ہی بولا۔۔۔

پھر میر نے جلدی سے ٹارچ آن کی لیکن وہاں کوئی نہ دکھا کیونکہ وہ شخص پھر سے حیا کو قابو کر گیا تھا۔۔اور اسے لیے سامنے کے کمرے میں بند ہو گیا تھا۔۔۔۔

میر نے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔

تبھی لائٹ آگئی۔۔۔

ارے میر تم یہاں ہو وہاں سب رسم کیلئے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔

ہارون اسے ڈھونڈتا ہوا وہاں تک آیا ہاں وہ میں بس یہ لائٹ ہی کا دیکھنے آیا تھا۔۔۔۔تو چلو۔۔۔۔ہاں تم جاو میں بس وہ انگوٹھی باباسائیں کے کمرے میں ہے وہی لینے آیا تھا تم چلو میں آیا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جب کہ دوسری طرف زبیر میر اور ہارون کے درمیان ہوتی باتیں سن کر پسینے میں نہا گیا کیونکہ وہ میر ضیغم کے کمرے ہی میں تھے۔۔۔۔

حیا کی مخصوص رگ دبانے کی کوشش کرنے لگا تاکہ اسے بے ہوش کر سکے لیکن حیا کے مسلسل ہلتے سر۔۔۔۔۔اس کے ہاتھ پر دانت گاڑنے کی وجہ سے وہ اس کوشش سے باز آیا اور اسے لیے صوفے ۔۔۔۔۔۔۔ کے پیچھے چھپ گیا

میر کمرے میں پہنچا اور الماری میں سے ارمغان کو پہنائی جانے والی انگوٹھی نکالی اور ساتھ ہی ارمغان کو رسم میں دیے جانے والے نیگ بھی اٹھاتا۔۔۔

وہاں سے چلا گیا۔۔۔جبکہ حیا کی بے بسی کے سبب آنسو نکل آئے وہ آنے والے کا چہرہ تو نا دیکھ سکی صرف دروازہ کھلنے کی اور بند ہونے کی آواز سے اندازہ لگایا کہ کوئی کمرے میں آیا تھا اور چلا گیا۔۔۔۔لیکن اپن مانوس سی خوشبو تھی جس نے حیا کو اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔میر کے جانے کے بعد زبیر اسے لیے کمرے سے باہر نکلا اس لیے آگے بڑھنے لگا اس کا رخ حویلی کے پیچھلے دروازے کی جانب تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن کسی کے آتے پیروں کی آواز سے وہ اسے لیے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔۔۔حیانے پورا زور لگایا کہ خود کو زبیر کی گرفت سے نکال سکے۔۔۔۔۔

____آنے والا کوئی ملازم ہی تھا جسکا رخ بھی میر ضیغم کے کمرے کی جانب ہی تھا

زبیر نے سکھ کا سانس لیا کہ وہ دوبارہ اسی کمرے میں نا گیا نہیں تو پکڑا جاتا۔۔۔

وہ حیا کو گھسیٹتے اوپر کی منزل پر لے آیا اور ایک کمرے میں داخل ہو کر اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔

ذلیل انسان۔۔۔زبیر کے ہاتھ ہٹاتے ہی حیا چیخی۔۔۔

زبیر نے جلدی سے اپنی پستول نکالی اور اس کا رخ حیا کی جانب کیا زیادہ بولی تو بولنے کے قابل ہی نہ رہو گی سمجھی۔۔۔۔۔

پستول دیکھ کر تو حیا کی سٹی ہی گم ہو گئی تھی وہ اثبات میں سر ہلاتی خاموش بیٹھ گئی۔۔۔سر وہ اس وقت میرے پاس ہے زبیر فون پر کسی کو حیا کے بارے میں بتا رہا تھا اور کسے بتا رہا تھا حیا اس سے خوب ہی واقف تھی۔۔

وہ فون کان سے لگائے بات کر رہا تھا جبکہ پستول کا رخ ہنوز حیا کی طرف کیے ہوئے تھا تاکہ وہ کوی چالاکی نہ کر سکے۔۔۔

حیا ڈر کے مارے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ ایک جگہ اسکی نظر پڑی تو وہ سٹل ہو کر رہ گئی۔۔۔۔سائیڈ ٹیبل پر رکھی میر اور شازمہ کی فوٹو۔۔۔میر کی فوٹو یہاں کیسے۔۔

وہ خود سے ہی کہنے لگی۔۔۔۔۔

اس نے زبیر کیطرف دیکھا جو اب فون پر کہہ رہا تھا۔۔

نہیں سر ہم اوپری منزل پر ہے نیچے بار بار کبھی میر یا اسکے ملازم آ جا رہے ہے فلحال اوپر ہی ٹھیک ہے پھر جیسے ہی کھانا کھلے گا تو حویلی کے اندر کوئی نا آئے گا تب میں اسے لیکر پیچھلے دروازے سے نکال کر آپکے ڈیرے تک لے جاوں گا آپ بھلے پھر جب چاہے آ جائیں۔۔۔۔

ہاں ہاں شوکت وہاں گاڑی لیے کھڑا ہے۔۔۔آپ بے فکر رہے۔۔

دوسری طرف کی بات میں جواب دیا گیا۔۔

نوازش آپکی سرکار۔۔اب کے مقابل کی بات پر وہ کمینگی سے حیا کی طرف دیکھ کر ہنسا جبکہ حیا اسکو اپنی طرف ایسی نظروں سے تکتا پا کر دل کی اسکا منہ نوچ لے۔۔

لیکن وہ اپنا غصہ کنٹرول کر گئی۔۔۔کیونکہ غصے میں انسان اکثر اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔۔۔

__ ویسے بھی یہ وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا تھا

فون بند کرکے زبیر نے حیا کی طرف پیش قدمی کی۔۔۔اسی آنکھوں میں اک عجب سی چمک تھی وہ حیا کے اوپر جھکا۔۔حیا جو بیڈ کے کنارے ٹکی تھی زبیر کے جھکنے سے پیچھے ہوئی پاوں بھی بیڈ پر رکھ لیے۔۔۔

کوئی تو بات ہے تجھ میں سالی جو سرکار تیرے پیچھے یوں خوار ہے یہاں تک کہ تیرے لیے تیرے شوہر تک مارنے کو تیار تھا۔ . .

حیا کے چہرے پر پستول رب کرتا بولا۔۔پھر پستول اسکے ہونٹوں پر پھیرنے لگا۔۔۔مجھے بھی بھول نہ جانا اپنے عاشقوں کی فہرست میں مجھے بھی شامل کرلو۔۔۔۔

پستول ہٹا کر وہ حیا پر مزید جھکنے لگا کے حیا نے اپنی ہیل کی سینڈل پوی قوت سے اسکے سینے پہ ماری ۔۔۔زبیر اس سب کیلئے تیار نا تھا اس لیے کافی دور جا گرا حیا جلدی سے کمرے سے نکلی اسکا رخ سیڑھیوں کی جانب تھا ہائی ہیلز کی وجہ سے وہ بار ہا لڑکھڑائی لیکن ہمت نا ہاری سیڑھیوں سے اتارتے ہوئے آخری چار سیڑھیوں سے بہت زور سے گری اسکے پاوں کا ناخن بھی اکھڑ گیا ایک ان دیکھا سا درد تھا جو اس کے رگ و سراپے میں اتر گیا۔۔۔وہ پاوں کو پکڑ کر نا بیٹھ سکتی تھی کیوں کہ زبیر کو اس نے سیڑھیوں کی جانب آتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ جیسے تیسے ریلنگ پکڑ کر اٹھی اور اندھا دھند باہر کی جانب بھاگی۔۔جب کہ زبیر جو اسے گرے دیکھ کر مسکرایا تھا پھر سے اسے بھاگتا دیکھ چلایا۔۔۔رک ______ گالی زبیر دھاڑا۔۔۔وہ پوری قوت سے بھاگے جا رہی تھی بنا پیچھے دیکھیں۔۔۔جب کے زبیر بھی دو دو سیڑھیاں پھلانگتا اترا۔۔۔اگر حیا اسکے ہاتھ سے نکل جاتی تو نعمان اسے نا چھوڑتا۔۔۔لیکن دیر ہو چکی تھی حیا پنڈال میں داخل ہو چکی تھی۔۔۔

سب حیا کو یوں بھاگتا دیکھ حیران ہو گئے۔۔میر جو رسم ہونے کے بعد زوبی کو اپنے میں سینچے کھڑا تھا سامنے سے کسی لڑکی کو بھاگتا دیکھ وہ حیران رہ گیا۔۔۔زوبی کو خود سے الگ کیا تبھی وہ لڑکی اسٹیج سے کچھ دور اوندھے منہ گری۔۔۔

میرا اسٹیج سے نیچے اترا اور اسے دونوں بازووں سے تھام کر اٹھایا لیکن اسکے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ ـــــ سٹل ہو گیا

...حیاـــــــــــــــ

انوکھا بندھن #

19 قسط نمبر #

از قلم نور عباس #

" حیاــ "

میرے یقین سا تھا کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تھا اسے اللہ کے آگے کتنا گڑ گڑایا۔۔۔

وہ ملی بھی تو کس حال میں۔۔۔

جبکہ دوسری طرف حیا کی حالت بھی اس سے مختلف نا تھی۔۔۔

"میرـــ"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔ وہ بے پناہ عقیدت سے میر کے چہرے پر ہاتھ رکھتے بولی

۔میر نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیانا اسوقت اسے جگہ کا ہوش تھا اور نا ہی اپنی حیثیت کا اسے صرف اپنی متاع جان کا خیال تھا جب کہ حیا بھی اسکے سینے سے لگی اپنا دکھ آنسوں کے ذریعے بہانے لگی۔۔

وہ میر کی قمیض کو دونوں ہاتھوں سے جکڑے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ سب حیرت سے انگشت بداں کھڑے تھے۔۔۔

اور اس سوچ میں گم تھے کہ سردار سائیں کا بھلا اس شہری میم سے کیا لینا دینا۔۔۔

۔۔ جبکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے سردار کی جان بسی تھی اس لڑکی میں۔

سب سے زیادہ انگارے پر تو شازمہ لوٹ رہی تھی۔۔۔ مشکل سے تو وہ میر کو اپنی طرف مائل کر پائی تھی۔۔۔

۔۔۔ اب یہ کون منہ اٹھا کر آگئی تھی۔۔۔ زوبی بھی اسٹیج سے اتر آئی تھی۔

حیا اچانک روتے روتے خاموش ہو گئی تو میر کو کسی انہونی کا احساس ہوا اس سے پہلے میر اس سے کچھ پوچھتا وہ میر کی بانہوں میں ہی اپنے حواس گنوا بیٹھی۔۔۔۔۔

میر نے اسکے گال تھپتھپائے۔۔۔۔۔

"۔۔۔ حیا"

زوبی بھی اپنے دلہا پنے کا خیال کیے بغیر حیا تک آئی۔۔۔

"حیا۔۔حیا آنکھیں کھولیں پلیز۔۔۔"

"بابا آپ انہیں روم میں لے چلیں۔۔۔"

۔۔۔ زوبی گھبراتے ہوئے بولی۔

زوبی کی بات پر میر سر ہلاتا حیا کو اپنے بازوؤں پر اٹھاتا۔۔۔اندر حویلی کی طرف بڑھا۔۔۔

جب کے سب گھر والے حیران پریشان۔۔۔اسکے پیچھے ہی حویلی کے اندر چلیں میم آہانہ وغیرہ بھی تھیں جبکہ گاؤں والے وہیں باہر تھے۔۔۔۔۔

بھائی صاحب یہ لڑکی کون ہے؟؟؟"

"اور اس کا میر سے بھلا کیا رشتہ ؟؟؟

۔۔۔ آخر میر ضیغم کی بھابھی۔۔۔۔شازمہ کی ماں نے ہی اپنی حیرت کو آواز دی

حویلی کے اندر آتے ہی پھٹ پڑی جب میر حیا کو اوپر اپنے اور شازمہ کے روم میں لیکر بھاگا تھا۔۔۔

پیچھے پیچھے زوبی بھی تھی۔۔۔

"ہاں بھائی صاحب بھابھی سائیں ٹھیک کہہ رہی ہے آخر اس لڑکی کا میر سائیں سے کیا تعلق ہے۔۔۔"

نوشین نے بھی بھابھی کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔

انہیں بھی حیرت ہو رہی تھی کہ ایک غیر لڑکی کو کس حق سے میر اپنے کمرے میں لیکر چلا گیا تھا۔۔۔

"بیوی ہے وہ میر کی کچھ مہینے پہلے ہی میر نے نکاح کیا ہے۔۔۔"

میر ضیغم کے الفاظ وہاں موجود سب لوگوں کو مسمرائز کر گئے۔۔۔

"میر کی بیوی۔۔۔۔"

حیرت سے منہ کھولے شازمہ نے سرگوشی کی۔۔۔۔

جبکہ آہانہ میم کو بھی یہ بات سن کر جھٹکا لگا۔۔ حیا نے تو انہیں بتایا تھا کہ اس کا اس دنیا میں کوئی نہیں جبکہ وہ اتنے بڑے آدمی کی بیوی ہے۔۔۔ یہ مسٹری تو حیا ہی سولو کر سکتی تھی کہ اس نے اپنے بارے میں یہ سب کیوں کہا تھا۔۔۔

جبکہ لفظ بیوی پر روبینہ بھی منہ کھولے کھڑی تھی۔۔

"لیکن۔ لیکن بابا سائیں میر سائیں نے تو کبھی پہلے ذکر نہیں کیا اس کا۔۔۔"

اب کے شازمہ ہوش میں آتی بولی۔۔۔ آخر وہ ہی ہوا نا جس کا ڈر تھا۔۔۔۔ جس کا اسکی ماں نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔۔۔ اسکی راجدھانی میں کوئی اور بہت پہلے سے ہی قدم رکھ چکا تھا جس سے شازمہ لاعلم رہی۔۔۔۔

اس شکوہ کی بہو تم حق دار تو نہیں ویسے تم نے کب میر سائیں کو شوہر کا رتبہ دیا جو وہ تم سے کوئی بات "کرتے۔۔۔"

میر ضیغم نے صحیح معنوں میں اسے آئینہ دیکھاتے ہوئے وارن بھی کیا کہ وہ کچھ پوچھنے کی حق دار نہیں ہے۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"لیکن پھر بھی میری بیٹی کے ہوتے ہوئے وہ یہ سب کیسے کر سکتا ہے۔۔۔"

۔۔۔ اسکی ماں اب بھی ہمت ناہاری

رونا اسی بات کا تو ہے کہ تمہاری بیٹی کہ ہوتے ہوئے وہ اب تک صاحب اولاد نہ ہو سکا گیارہ سال اس نے اپنی زندگی کے گنوا دیئے۔۔اگر اب بھی میر دوسری شادی نا کرتا تو میں بہت جلد خود اسکی شادی کرنے والا تھا۔۔آخر کو اس حویلی کو ایک وارث کی ضرورت ہے۔۔۔"

"۔۔۔ یہ سرداری میں نے اپنی نسل سے ختم تھوڑی نا کرنی ہے"

میر ضیغم کے کرارے جواب پر شازمہ اور اسکی ماں سب کے سامنے ہوتی جگ ہنسائی پر روہانسی ہو گئی پھر اسکے بعد کچھ نا بولی۔۔۔

ہارون ڈاکٹر کے ساتھ آتا دیکھائی دیا۔۔جبکہ ارمغان بھی ساتھ تھا۔۔۔زبیر تو حیا کو پنڈال میں جاتا دیکھ رفو چکر ہو گیا۔۔۔

۔۔۔ جبکہ نعمان اور اسکے والد نے رسم کے فورا بعد جانے کی

/////

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ڈاکٹر چیک اپ کے بعد جا چکا تھا۔۔۔حیا ہنوز بے ہوش تھی ڈاکٹر نے تسلی دی کہ گھبرانے کہ زیادہ بات نہیں ہے اسٹریس کی وجہ سے فلحال بے ہوش ہو گئی ہے جلد ہی ہوش آجائے گا۔۔۔

۔۔۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد سب حیا کو دیکھنے کمرے میں آئے

سوائے شازمہ کے وہ اپنے ماں کے کندھے پر سر رکھ کر روئے جا رہی تھی۔۔کیونکہ اسکی ماں مسلسل اسی کو ان سب کا قصوروار گرادنے جارہی تھی۔۔۔۔۔

نوشین بیگم کتنی دیر تک حیا کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی رہی اسے حیا پہلی نظر میں ہی بھا گئے تھی پھر اسکے عزیز جاں بھتیجے کی بیوی نکل آئی اس کا مرتبہ زیادہ بلند ہو گیا۔۔۔

دوسری طرف حیا کے زوبی اور رامین بیٹھی تھی۔۔۔۔میڈم آہانہ اور انکی ٹیم بھی یہں تھی جب کہ ۔۔۔ ارمغان ڈاکٹر کو چھوڑنے گیا تھا۔

جبکہ میر ان سب کو حیا کے پاس بیٹھا دیکھ باہر چلا گیا ساتھ ہارون بھی تھا میر ضیغم اپنے کمرے میں تھے۔۔۔میر نے پہلے مہمانوں سے معذرت کی۔۔۔

پھر گاوں والوں کے سامنے اپنے اور حیا کے رشتے کی وضاحت دی۔۔ جس پر گاوں والے مطمئن اور خوش ہوئے پھر اپنی نگرانی میں سب گاوں والوں کو کھانا کھلا کر رخصت کیا۔۔۔

باقی کا انتظام ہارون کے حوالے کرتا۔۔۔ ملازم کے بلانے پر باپ کے کمرے کی جانب چل دیا جو نیچے ۔۔۔ ہی تھا۔

وہ پر سکون سا اپنے باپ کی عدالت میں موجود تھا۔۔۔

جس میں شازمہ شازمہ کے چاروں بھائی بھابیاں اور اسکی والدہ بھی شامل تھی۔۔۔

سردار سائیں کیا آپ ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے یہ سوتن کا پہاڑ ہماری اکلوتی بہن پر کیوں "توڑا۔۔

شازمہ کا سب سے چھوٹا بھائی۔۔۔ غیرت مندی کے سبب جسکی دماغ کی رگیں تنی ہوئی تھی۔۔۔

میر سے بد تمیزی سے گویا ہوا ____

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے راشد۔۔۔۔"

"۔۔۔ ناویر سائیں ذاتی نا بول یہ ہماری دیدا سائیں کی زندگی کا مسئلہ ہے"

راشد اسکی بات کاٹتے بولا۔۔۔۔

"شرم نا آئی ویر سائیں ابھی بیٹی کی منگنی کی ہے اسکی شادی کی عمر ہے بیٹی کی شادی کی عمر میں خود گھوڑی چڑھ گئے بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی رچالی۔۔۔۔کچھ تو اپنی عمر کا لحاظ کر لیتے بیٹی سے کچھ سال ہی بڑی ہو گی وہ۔۔۔۔۔"

پتہ نہیں شہری لڑکیوں کو کیا پڑی ہے خود سے بڑی عمر کے مردوں سے شادی کر لیتی ہے صرف پیسوں کی خاطر نا خود کا پتہ نا خاندان کا اللہ جانے کتنے امیروں کو استعمال کر کے چھوڑ چکی ہو اور ویر "۔۔۔ سائیں آپ تو ہر ہفتہ گاوں میں ہوتے ہو.جی کیا پتہ اکیلی پیچھے وہ کیا کیا گل۔

"راشد لگام دو اپنی زبان کو ورنہ میں بھول جاونگا کہ ہمارے بیچ کوئی رشتہ بھی ہے۔۔۔"

میر طیش میں آتا راشد کو گریبان سے پکڑتے ہوئے ڈھارا اسکی ڈھار پر سب ڈر گئے۔۔۔

"آئے ہائے میر پتر باولا ہو گیا ہے کیا اس لڑکی کے پیچھے اپنے ہی ویر کو مارے گا۔۔"

قدسیہ میر کے ہاتھوں سے راشد کا گریبان نکالتی بولی۔۔۔۔

میر نے ہونٹ بھینچ کر چچی کے احترام میں گریبان چھوڑ دیا۔۔۔ورنہ دل تو چاہ رہا تھا زبان ہی گدی سے ۔۔۔ کھینچ لے۔

ایسا کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہا راشد تو تو ہر ہفتے کو گاوں آتا ہے اور اتوار کی شام جاتا ہے کیا پتہ تیری وہ" "نام نہاد بیوی تیرے پیچھے کیا کرتی پھرتی ہو۔۔۔۔

اب کے قدسیہ زہر خند لہجے میں بولی۔۔۔

صحیح کہہ رہی ہے آپ چاچی اس حساب سے تو مجھے شازمہ پر بھی شک کرنا چاہیے کیوں کہ ہفتے میں" پانچ دن تو میں شہر گزارتا ہوں بابا زیادہ تر زمینوں میں مصروف رہتے ہیں۔۔۔ تو پھر شازمہ میرے "پیچھے اکیلی کیا کرتی پھرتی ہو گی جبکہ اب تو زوبی بھی یہاں نہیں ہے۔۔۔۔

میر کے سرد لہجے پر اس کے چاروں بھائیوں نے مٹھیاں بھینچ لی۔اور چچی حیرت و صدمے سے منہ ۔۔ کھولے کھڑی رہ گئی جیسے اس جواب کی توقع میر سے نہ ہو۔

"۔۔۔ میر پتر تو میری دھی پر شک کر رہا ہے"

وہ صدمے کے زیر اثر بولی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"معذرت خواہ ہوں چچی سائیں پر آپ نے ہی میرا دھیان اس جانب مبزول کروایا ہے۔۔۔ "

اور جہاں تک بات ہے دوسری شادی کی تو یہ میرا حق ہے جب پہلی بیوی آپ کے حقوق پورے نا" کریں تو شوہر دوسری شادی کر سکتا ہے میں نے تو پھر بھی گیارہ سال بیوی کا انتظار کیا ہے جبکہ آپ ظفر "سائیں بیوی کے معذور ہونے کے ہفتے کے اندر اندر ہی دوسری شادی کر لائیں تھے۔۔۔

اب کے وہ شازمہ کے بڑے بھائی کو بھی بیچ میں گھسیٹ لایا۔۔۔

جس پر اس کا بھائی سر جھکا گیا۔۔ جبکہ شازمہ کا بس چل رہا تھا وہاں سے غائب ہو جائے۔۔۔

"جو بھی ہے اب شازمہ تمہارے ساتھ اسی شرط پر رہے گی کہ تم اپنی دوسری بیوی کو طلاق دو۔۔"

شازمہ کے دوسرے نمبر والے بھائی نے لب کشائی کہ۔۔۔

"ناممکن البتہ شازمہ جانا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔"

میر ایک سرد نظر شازمہ اور اپنی چچی سائیں پر ڈالتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

جبکہ ان سب میں میر ضیغم خاموش تماشائی کا کردار انجام دے رہے تھے جیسے بیٹے کی بات سے وہ بھی متفق ہو۔۔ اور کیوں نا ہوتے ساری زندگی میر نے ان کے فیصلے کا مان رکھا کبھی باپ سے شازمہ کے

رویے کی شکایت تک نا کی اب جب وہ اپنی مرضی سے اپنی زندگی میں کسی کو شامل کر چکا ہے تو وہ اس میں دخل نا دینا چاہتے تھے۔۔۔وہ بھی تب جب وہ جانتے ہو کہ ان کے بیٹے کیلئے وہ لڑکی کس حیثیت ۔۔ کی حامل ۔ہے۔

شازمہ کے تیسرے نمبر والا بھائی خاموش ہی رہا کہیں نا کہیں میر اسکو حق بجانب لگا۔۔اور اسکی بھابھیاں وہ چپ ہی کھڑی تھی ساری کہ انہیں بیچ میں بولنے کا حق نا تھا۔۔۔

شازمہ سامان باندھو اب تمہیں یہاں رہنے کی ضرورت نہیں ہے دو چار دن جب گاوں کی تھو تھو منہ پر پڑے گی نا تو عقل خود ہی ٹھکانے آجائے گی۔۔۔جب لوگ کہے گے باہر کی چھوکڑی کیلئے خاندانی بیوی کو چھوڑ دیا۔ ۔۔۔"

شازمہ کا بڑا بھائی ظفر بولا کیونکہ اسے دوسری شادی کا طعنہ بری طرح کھلا تھا۔۔۔

آئے ہائے سامان بھی کیوں یونہی چلے گی ہمارے ساتھ میری دھی رانی کو بھلا کسی چیز کی کمی ہے باپ نہیں ہے تو کیا ہوا بھائی تو سلامت ہے تیرے چل میری بچی ان ناقدروں کے درمیان تیرا رہنے کا کوئی جواز نہیں۔۔چل زوبی کو بلا ہم چلے۔۔۔"

قدسیہ بیٹی کو پچکارتے ہوئے بولی۔۔۔

معاف کرنا بھابھی سائیں پر زوبی سائیں اپنے باپ کے گھر سے کہیں نہیں جائے گی۔۔۔ جس کو جانا "
ہے اکیلے جائے۔۔"

میر ضیغم اتنا کہتے صوفے سے اٹھتے وہاں سے چل دیے۔۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ ان کے صاف چٹے انکار پر اپنا سا منہ لیکر رہ گئی

//////////

میر جب اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو راستے میں ہی اسے میم آہانہ اور اسکی ٹیم مل گئی۔۔۔۔۔

سر یہ بات ہمارے لیے شوکڈ تھی کہ وہ اتنے دن ہمارے بیچ میں رہی اور ہمیں اندازہ ہی نہیں ہو سکا"
۔۔۔کیونکہ اس نے ہمارے سامنے اپنے آپ کو لاوارث شو کیا تھا میں بھی اسکی بات پر ایمان لے آئی
"اور زیادہ پوچھ تاچھ نا کی۔۔۔۔۔

وہ اپنی صفائی دینے لگی۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں میں سمجھ سکتا ہوں اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔۔"

"آپ لوگ ٹھہرے گے یا جائیں گے۔۔۔۔۔"

میر نے بات گھومائی۔۔۔

"سر جائیں گے کیونکہ صبح ہمیں واپس اپنے شہر جانا ہے۔۔۔"

"اوکے بٹ آپ میرے ولیمے میں آرہی ہے۔۔۔"

میر نے مذاق کیا۔۔۔

بلکل کیوں نہیں سر ہمیں خوشی ہوگی۔۔۔۔

"پلیز آپ کھانا کھا کے جایئے گا مجھے خوشی ہوگی۔۔"

میم جو منع کرنے والی تھی میر کی بات پر خاموش ہوتی سر ہلا گئی۔۔۔

"اوکے اب ہم چلتی ہیں۔۔۔۔۔"

میر سر ہلاتا آگے بڑھ گیا۔۔۔

"ہائے میم مجھے تو اب تک یقین نہیں آرہا حیا سردار میر کی بیوی ہے۔۔۔۔"

روبینہ ابھی تک حیرت میں غوطہ زن تھی۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔"

"قسمت کے سارے کھیل ہے

"پتہ نہیں حیا کیوں اپنی قسمت سے بھاگ رہی تھی اللہ بہتر جانے۔۔۔۔"

"میم میری دعا ہے اب حیا پر کوئی مشکل نا آئے اتی اچھی تو ہے۔۔۔"

"ہمممم اور اللہ ہمیشہ اچھے لوگوں کو ہی آزمائش کیلیئے چنتا ہے۔۔۔"

میڈم ان کو سمجھاتی آگے بڑھتی گئی جب کہ وہ سب پیچھے پیچھے ان کی باتیں سنتی سر ہلائے جا رہی تھی۔۔۔

//////////

جب کہ وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

"وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو سب ابھی تک ویسی ہی حیا کے پاس بیٹھی تھی جیسی کے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔

"۔۔۔۔۔ پھوپھو سائیں آپ لوگ کھانا کھالیں"

میر نے آتے ہی کہا۔۔۔۔۔

وہ لوگ مہمان تھے اور ابھی تک بوکھے تھے۔۔ پھر زوبی کا سسرال بھی۔۔۔

"۔۔۔ ارے بیٹا سائیں کھالیں گے کھانا بھی اپنا ہی گھر ہے تکلف چھوڑو"

"مجھے تو یہ فکر ہو رہی ہے گھنٹے بھر سے اوپر ہونے والا ہے اسے ابھی تک ہوش کیوں نہیں آیا۔۔۔"

نوشین پھوپھو حیا کو دیکھتی فکر مندی سے بولی۔۔۔

"آجائے گا پھوپھو ڈاکٹر نے کہا ہے دو تین گھنٹیں لگے گے۔۔۔"

میر نے انہیں تسلی دی جبکہ اب اسے خود تشویش ہو رہی تھی ڈاکٹر نے تو گھنٹے تک کہا تھا. پر اب تو پونے دو گھنٹے ہونے کو آئے تھے۔۔۔

جاو زوبی بچے رامین بھابھی آپ بھی کھانا کھالو اور پھوپھو کو بھی کھلا دو کافی دیر ہو گئی ہے زیادہ دیر بھوکا "رہنا پھوپھو کیلیئے بہتر نہیں۔۔۔۔

میر نے پھر سے وہ ہی بات کہی۔۔۔۔۔

.پھو پھو کچھ کہتی کے ہارون بول اٹھا

اماں سائیں سمجھا کریں نا۔۔میر سائیں در پردہ آپ کو اپنے کمرے سے نکل جانے کا کہہ رہے ہے"

"بھئی آخر کب سے آپ انکی بیوی پر قبضہ کیے بیٹھیں ہیں۔۔۔کیوں میر ٹھیک کہا نا میں نے

ہارون کی بات پر میر سٹپٹایا۔۔۔

"بکواس کر رہا ہے پھو پھو آپ چاہے رات یہاں رہے مجھے کوئی دقت نہیں ہے۔۔۔"

میر نو شین بیگم کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگائے بولا۔۔۔

"مجھے معلوم ہے میرا میر رشتے کو اہمیت دینے والا ہے یہ تو یونہی باولا ہے کچھ بھی بولتا رہتا ہے۔۔"

نو شین نے میر کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

ہمیشہ سے تمہیں اپنے داماد کے روپ میں دیکھنے کی چاہ تھی۔۔۔اللہ کی مرضی کہ تمہاری منگ دنیا"

میں صرف ہفتہ بھر ہی جی۔۔۔تب سے ایک کسک تھی۔۔۔لیکن آج حیا کو تمہاری بیوی کے روپ

میں دیکھ کر وہ کسک بھی جاتی رہی۔۔۔پتہ نہیں کیوں جب سے اس بچی کو دیکھا ہے آج بار بار اپنی بیٹی

"کی یاد آرہی ہے۔۔۔آج وہ بھی ہوتی تو حیا جتنی ہوتی۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتی۔۔۔۔نوشین بیگم سسکنے لگی۔۔

پھوپھو سائیں ایسا تو نا کہے۔۔۔آپ صرف میری پھوپھو سائیں ہی نہیں میری ماں سائیں بھی ہے ماں" کے لمس سے تو بچپن سے ہی بیگانہ تھا ایسے میں آپ ہی تھی جس نے میرے سر پر شفقت بھرا ہاتھ "رکھا مجھ پر اپنی ممتا نچھاور کی۔۔۔

ں وشین بیگم کو روتے دیکھ میر بھی آبدیدہ ہو گیا۔۔۔

"ارے بھئی یہ کیا آج تو واقعی سیلاب ہی نا آجائے۔۔۔۔"

ماں کو روتا دیکھ ارمغان شرارت سے کہتا ماں کے گلے میں بازوں حمائل کر گیا۔۔۔

"چپ شریر۔۔ماں کا مذاق اڑاتا ہے۔۔۔۔"

ماں نے اسے سرزنش کی۔۔۔۔

ارمغان کی بات پر سب ہسنے لگے تھے۔۔

۔۔۔ زوبی ارمغان کو دیکھ رہی تھی

ارمغان زوبی کو اپنی طرف دیکھتا پا کر سب سے نظر بچا کر ایک آنکھ ونک کر گیا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

زوبی کا منہ اسکی حرکت پر کھلا رہ گیا۔۔

آرمغان کی یہ حرکت رامین سے پوشیدہ نہ رہ سکی کیونکہ وہ زوبی کے ساتھ ہی تھی۔۔۔ارمغان کے آنکھ مارنے پر رامین نے زوبی کی کمر میں کہنی ماری کہ منہ تو بند کر و یار۔۔۔زوبی مارے حیا کے نظریں جھکا گئی۔۔

"۔۔ چلو بچوں چلیں رات بہت ہو گئی ہے"

نوشین بیگم کہتے ساتھ ہی اٹھی اور سب کو لیے نیچے چل دی۔۔۔۔

میر نے ان کے جانے کے بعد دروازہ بند کیا۔۔۔

شال اور پگڑی اتار کر صوفے پر رکھی اور بیڈ پر حیا کے مقابل نیم دراز ہو تا اسکے بالوں میں انگلیاں ۔۔۔ چلانے لگا۔

نظریں حیا کے چہرے کا طواف کر رہی تھی جہاں اسکے گالوں پر آنسوں کے مٹے مٹے سے نشان تھے۔۔۔

"پتہ نہیں حیا نے کتنا کچھ سہا ہے۔۔۔سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

سب سوچتے سوچتے میر کی آنکھ لگ گئی.. دس منٹ بعد ہی پہلو میں کسی فرد کی حرکت سے اسکی آنکھ کھل گئی۔۔۔

حیا کو ہوش آگیا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں کھولیں ارد گرد کا جائزہ لینے میں مصرف تھی۔۔۔۔

جب کہ میر نے نوٹ کیا وہ اسے دیکھنے سے گریزاں تھی۔۔ میر اسکی طرف کروٹ لیتا ایک بازو کو اپنے سر کے نیچے رکھے کہنی کے بل سر اٹھائے حیا کو تاڑنے میں مصرف تھا۔۔۔

اگر چیزوں کا معائنہ کرلیا ہو تو بندہ بشر کو بھی دیکھ لے خدا ہی کی خلقت ہوں اتنا برا تو نہیں"

"ہوں۔۔۔۔

میر نے لطیف سا طنز کیا۔۔۔

جبکہ حیا نے رخ مزید موڑ لیا۔۔۔ یہ اس بات کی واضح نشانی تھی کہ وہ میر سے بے حد ناراض ہے اور ۔۔ اسکی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں۔

"۔۔۔۔ حیا"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھا لیکن حیا نے کوئی جنبش نا کی۔۔۔بلکہ اب کمرے میں اسکی ہلکی ہلکی ۔۔ سسکیوں کی آواز گونجنے لگی۔

میر نے اسکے بازو پر زور کی پکڑ کی وراسکا رخ اپنی جانب کیا حیا بغیر کچھ کہے اسکے سینے سے لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

"آپ بہت برے ہیں میر بہت برے۔۔۔۔"

۔۔ وہ مسلسل روتے ہوئے بولے جارہی تھی جب کے میر نے اسے مکمل اپنے حصار میں لے لیا۔

"۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ میں بہت برا ہوں۔"

۔۔ میر اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسے مسمرائز کر گیا۔

۔۔ حیا تڑپ کر اسکے حصار سے نکلی۔اور بیڈ کے کونے پر ٹک گئی۔

"۔۔۔۔ کیا ہوا۔"

۔۔۔ میر نے پوچھا۔

"۔۔۔۔۔ مجھے اپنے گھر جانا ہے۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔ حیا نے نظریں جھکائے کہا۔

"۔۔۔ کون سے گھر"

۔۔ میر حیرانگی سے بولا۔

"کزن کے پاس جانا ہے کیا؟"

۔۔ اب کے میر نے تائید چاہی۔

۔۔ حیا نے ہاں میں سر ہلایا۔

"۔۔۔ ویسے مجھے خلع کے پیپر تو ملے ہی نہیں میں تو ان چار مہینوں میں انتظار ہی کرتا رہ گیا۔"

۔۔ میر نے اسے چڑایا۔

"۔۔۔ مل جائیں گے بہت جلد میں بھی کوئی آپ کے ساتھ رہنے کو مری نہیں جا رہی۔"

۔۔ حیا بھی اپنی کھولن میر پر انڈ یلنے لگی۔

اور بیڈ سے پاوں نیچے رکھے جانے کیلئے اٹھی پر فوراہی سی کر کے بیٹھ گئ کیوں کے انگوٹھے سے درد کی ۔۔ ٹیسیں سی اٹھنے لگی۔

"۔۔ تم تو پھر بیٹھ گئ جانا نہیں ہے کیا۔"

۔۔۔۔ میر اسکی حالت سے لطف لیتا بولا۔

۔۔ جب کہ وہ ایک بار پھر ہمت کرتی اٹھی۔۔۔۔پر ایک قدم لینا بھی دو بھر لگا۔

۔۔ لیکن دوبارہ بیٹھی نہیں۔۔۔۔وہ سختی سے لب بینچیں کھڑی تھی تا کہ کوئی آواز نا نکلے۔

۔۔ اب کے میر تڑپ کر اسکی جانب بڑھ اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس اپنی جگہ بیٹھایا۔

پتہ ہے حیا تم میں اک چیز حد سے زیادہ ہے اور وہ ہے انا۔۔۔۔۔جو تم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ۔۔۔ ہے۔۔۔جو ہم دونوں کو ایک بھی نہیں ہونے دے رہی۔

۔۔ میر نے اسے ڈانٹا۔

"۔۔ مجھ میں انا ہے میر۔"

حیا نے حیرت سے اپنی جانب اشارہ کیا

"۔۔۔ ہاں۔"

مانتا ہوں غلطی میری ہے میں نے تمہاری کوئی بات نہیں سنی۔۔۔۔ لیکن میرے غصے کا تم اندازہ" کر سکتی ہو حیا۔۔۔ مجھ پر تمہارے وہ الفاظ کس طرح اثر انداز ہوئے ہونگے جو تم نے میرے کریکٹر کے حوالے سے کہے تھے وہ بھی تب جب تم دو مہینوں سے میرے نکاح میں تھی اور میں نے تمہیں "۔۔۔ تمہاری مرضی کے خلاف چھوا تک نہیں۔

۔۔۔ اسکے باوجود تم نے مجھے وہ سب کہا۔

میر دکھ سے بولا۔

"۔۔۔ ہاں لیکن بعد میں جب مجھے احساس ہوا تو میں نے آپ سے سوری بھی تو کیا تھا نا۔"

۔ حیا نے بھے لگے ہاتھوں شکوہ کیا۔

رئیلی حیا کیا سب کچھ بھلانا اتنا آسان ہوتا ہے کیا ایک سوری آپ کے اس لمحے کی اذیت کو کم کر سکتی" "۔۔ ہے۔۔۔۔ نہیں نا۔

۔۔ خود ہی سوال کر کے خود ہی جواب دے گیا۔

تمہیں یہ شکوہ ہے کہ میں نے تمہاری بات نہیں سنی جب کہ مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ تم نے اپنے "رویے کی وضاحت نہیں دی۔۔۔"

میں خود یک طرفہ سمجھوتے میں گھرا ہوا شخص ہوں حیا میں نہیں چاہتا تھا اپنی لائف میں دوسرا سمجھوتہ اس لیے تمہیں جانے کو کہا کہ تمہیں میرے ساتھ رہنے کیلئے اپنا من نا مارنا پڑے آخر کسی کو تو "اسکی محبت ملے۔۔۔اس لیے تمہیں جانے کو کہا۔۔"

کیا تھا اگر تم تھوڑی دیر کیلئے اپنی ایگو کو سائیڈ پر رکھ لیتی اور کہتی کہ میر ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ "سوچ رہے ہیں۔۔۔۔"

اب مجھے خواب تو آنے سے رہا کہ جس کزن کو میں دنیا میں اپنا رقیب مانتا ہوں اسکا تو سرے سے کوئی وجود ہی نہیں

"ہے۔۔۔"

😤😤😤

میر کی بات پر حیا نے ندامت سے سر جھکا لیا واقعی حیا نے اس وقت صرف اپنے بارے میں ہی سوچا

سوری میر مجھے واقعی نہیں معلوم تھا کہ میرے بولے گئے ایک ناداستہ جھوٹ کی وجہ سے آپ " کسطرح اذیت میں رہے ہونگے۔۔وہ جھوٹ میں نے مصلحت کے تحت کہا تھا کیونکہ جب آپ نے مجھے پرپوز کیا تھا تو میں آپکی میریڈ لائف کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔حالانکہ تب تم یہ ناجانتی تھی کہ میری میریڈ لائف تو ازل سے ہی ڈسٹرب تھی۔۔۔ "

حیا نے وضاحت دیتے ہوئے کہا پھر اسکی بات کو کاٹ کر میر نے مکمل کیا اور ایک اذیت بھری مسکان نے میر کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔۔۔

"میر آئی ایم سوری اب میں آپ سے کبھی کچھ نہیں چھپاونگی۔۔۔۔۔"

حیا کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا بات کریں۔۔

"جھوٹ تم تو اب بھی مجھ سے کچھ چھپائے ہوئے ہو۔۔۔"

میر نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"کیا۔۔"

حیا نے الجھن آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"پاؤں کی یہ چوٹ۔۔۔۔۔"

میر اس کا پاؤں جو وہ بیڈ سے لٹکائے ہوئے بیٹھی تھی اسے فرش سے اٹھاتا بیڈ پر رکھتا بولا۔۔۔

"بتاؤ یہ کیسے ہوا تمہارا تو پورا ناخن اکھڑ گیا ہے۔۔۔"

میر نے آہستہ سے وہاں انگلی رکھی تو حیا کی چیخ نکل گئی۔۔۔۔

"یہ کیسے ہوا۔۔۔۔۔۔"

میر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

وہ میں بھاگ رہی تھی تو ہیل ہونے کی وجہ سے سیڑھیوں سے پھسل کر گر گئی تبھی یہ چوٹ "لگی۔۔۔۔"

وہ معصومیت سے بتا گئی۔۔

"اور آپ میڈم گر کیوں گئی۔۔۔"

میر الماری سے فرسٹ ایڈ بوکس لا کر اس میں سے ٹیوب نکالتا اسکے پاوں پہ لگاتے ہوئے پوچھنے لگا

ارادہ اسکا دھیان بٹانے کا تھا۔۔۔۔۔

کوئی تو بات ہے تجھ میں سالی جو سرکار تیرے پیچھے یوں خوار ہے یہاں تک کہ تیرے لیے تیرے" شوہر تک مارنے کو تیار تھا۔ . . "

وہ میر کو زبیر کی بابت بتانا ہی چاہتی تھی کہ اچانک اسکے کان میں زبیر کے جملے گونجے۔۔۔

نہیں۔ نہیں۔۔۔حیا یہ تو کیا کر رہی ہے میر کو اگر نعمان کے بارے میں بتائے گی تو کہیں وہ تیرے میر کو کوئی نقصان ہی نا پہنچا دے وہ تو ویسے بھی میر کو مارنے کیلئے ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔

"کیا ہوا خاموش کیوں ہو گئی بتاو نا کیوں بھاگ رہی تھی۔۔۔"

اسے سوچوں میں گم دیکھ کر میر نے پوچھا۔۔۔

نہیں وہ اصل میں جب میں واش روم کیلئے جانے لگی تو ایک دم لائٹ چلی گئی یو نو اندھیرے سے مجھے" بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔"

"مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی سایہ میرے پیچھے ہو میں چلائی بھی تھی۔۔۔*

بچاو بچاو کہا تھا نا تم نے۔۔۔میں وہیں تو کھڑا تھا لیکن جب تک میں نے موبائل ٹارچ کی روشنی میں دیکھا" تو کوئی نہیں۔۔۔"

میر کو بھی یاد آیا تو کہا۔۔۔

"ہاں میں چلائی تھی لیکن کوئی آواز نہ آتے دیکھ میں وہاں سے سڑھیوں کی جانب چل دی۔۔۔"

پھر جیسے ہی بجلی آئی تو خوشی سے نیچے کی جانب آئی تا کہ اپنی ٹیبل پر پہنچ سکو۔۔۔تو جلدی جلدی "میں اترتی وہی گر گئی۔۔۔

حیا نے جھوٹ موٹ کی کہانی بنائی۔۔۔

"لیکن حیا تم پنڈال تو ایسے بھاگ کر آئی تھی جیسے کوئی تمہارے پیچھے لگا ہو۔۔۔"

میر بھی آخر کو سردار تھا اتنی جلدی تھوڑی اسکی جھول دار کہانی پر یقین کر لیتا۔۔

"اف ہو میر آپ تو بال کی کھال اکھاڑنے لگ گئے۔۔۔"

"اب پلیز کوئی بات نہیں کرنا میرے سر میں درد ہونے لگی ہے۔۔۔"

حیا اپنی پرانی ٹون میں آتی بولی۔۔۔

چلو تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں وہ الگ بات ہے کہ تمہاری بات پر ایک فیصد بھی یقین کرنے کو دل نہیں" "چاہ رہا۔۔۔

حیا سے بولا میر دل میں کہنے لگا۔۔۔۔

" میر آپ مجھ سے اب ناراض تو نہیں ہے ناں"

میر واش روم سے اپنے ہاتھ دھو کر آیا اور حیا کے ڈوپٹے سے ہی خشک کرنے لگا تبھی حیا اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اسکی بات پر میر نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔

بہت ڈھونڈا تھا میں نے تمہیں پاگل سا ہو گیا تھا پلیز آئندہ مجھے چھوڑ کر مت جانا ورنہ میں مر جاونگا۔۔۔۔

جب کے میر کی بات پر وہ چپ چاپ میر کی قمیض آنسوؤں سے بھگونے لگی۔۔

جب بہت سارا رو کر حیا کا دل کچھ پر سکون ہوا تو ہو اس نے بھی کام کرنا شروع کیا کہ وہ کہاں اور کس کے ساتھ ہے وہ رونا تو چپ ہو گئی پر میر سے دور ایک انچ بھی نہ ہوئی اور نہ ہی اپنا سر میر کے سینے سے اٹھایا میر نے خود ہی حیا کا سر اپنے سینے ہٹایا۔۔۔۔ اور اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر ۔۔ بولا۔

حیاتم یہ جیسے بھی پہنچی یہ سب خدا کا کرم تھا جو وہ یوں وسیلے بناتا ہے ورنہ میں تو اب ناامید ہی ہو چکا

۔۔ تھا۔۔۔ تم وہاں پہنچی کیسے۔۔۔وہ اسکی پیشانی پر بوسہ دیتا بولا۔

وہ میم کے پاس۔۔

۔۔۔ حیا اپنا ہونٹ چباتی۔۔۔۔۔دوبارہ سے اپنا سر میر کے سینے پر رکھتی۔

☹میر کی بات پر اسکو سب آپ۔بیتی سنانے لاگی

وہ اسکی ساری باتیں ہی دیہان سے سن رہا تھا۔۔۔

۔۔۔ تمہیں معلوم ہے میرے علاوہ تمہیں اور کس نے مس کیا

میر اس کے بالوں پر تھوڑی ٹکائے بولا۔۔۔

کس نے۔۔۔

حیا ناسمجھی سے بولی۔۔۔

زونی نے بھئی۔۔۔۔

میر کے کہنے پر حیا میر کے حصار سے نکلی۔۔۔۔

میر روبینہ نے مجھے بتایا تھا کہ گاوں کے سردار کی بیٹی کی منگنی ہے مطلب آپ سردار ہو۔۔۔اور۔۔۔ منگنی زوبی کی تھی۔۔۔او گاڈ زوبی کہاں ہے میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔۔

اور اسکا مطلب وہ جو ہمیں باہر ملی تھی اس میں سے ایک شازمہ تھی۔۔۔۔اچھا۔۔۔۔اسلیے شازمہ جی کو دیکھ کر مجھے لگا کہ میں انہیں پہلے بھی کہیں دیکھ چکی ہوں تو میر اوہ اندازہ بے جانا تھا۔۔۔

شازمہ سے واقعی ہی میں مل چکی تھی۔۔۔زوبی کہ پاس میں میں نے انکی تصویر دیکھی تھی۔۔۔۔۔ے وہ بغیر رکے بولتی چلی گئی۔۔۔۔۔

تھوڑا سانس تو لے لو کہتے ہوئے اسکا سانس پھول گیا تبھی میر اسکی حالت پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔ وہ کب سے اپنی جھلی کو باتیں کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

ویسے ایک بات ہے میں نے سمجھا میری جدائی تم پر اثر انداز ہوئی ہو گی لیکن میں غلط تھا تم پر تو زرہ برابر اثر نہیں ہوا۔۔۔ تم کل بھی یونہی موٹی تھی اور آج بھی۔۔۔۔ تمہیں جب سے اٹھا کر لایا ہوں یقین مانو بازو درد سے ٹوٹ رہے ہے۔۔

میر دونوں بازوں کو کر اس کی شکل میں دباتا بولا۔۔۔ مقصد اسکا دیھقن باہر جانے سے ہٹانا تھا جو اس ۔۔۔ وقت زوبی سے ملنے جانے کو تلی ہوئی تھی

جبکہ حیا ہمیشہ کی طرح منہ کھولے اس کی مبالغہ آرائی سن رہی تھی۔۔

آپ میں بھی رتی برابر فرق مجھے نظر نا آیا۔۔ پہلے بھی جھوٹ کی دکان تھے اور اب بھی. حیا اسکی بات کا دوبدو جواب دے کر۔۔۔۔ منہ پھلا گئی۔۔۔۔ جبکہ میر اپنی اس کوشش میں کافی حد تک کامیاب رہا ۔۔۔ تھا۔

اچھا سنو ناں تم نے جو اس دن زوبی کے ساتھ مل کر پلان کیا تھا کہ مجھے دلہن کے روپ میں ویلکم کرو گی کیا اب بھی اس آفر کی مدت بر قرار ہے۔۔۔

وہ اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیتا اس کے کان میں سر گوشی کرتا بولا۔۔۔

جی نہیں وہ آفر محدود مدت کیلئے تھی۔۔۔

حیا میر کی بات پر تنک کر بولی۔۔۔

پلیز ملکہ عالیہ اپنے اس ادنی سے غلام پر رحم کھاو اب یہ اپنی ملکہ سے اک لمحہ بھی دور رہنا کفر سمجھتا ہے۔۔۔۔

میر نے اک میٹھی سی سرگوشی حیا کے کانوں میں انڈیلی۔۔۔۔

ہممممم۔۔۔ٹھیک ہے آپ کی ارضی ملکہ عالیہ تک پہنچ گئی ہے بہت جلد سوچ وبچار کے بعد آپ کو جواب دیا جائے گا۔۔۔۔

پلیز ملکہ۔عالیہ سے گزارش ہے پہلے ہی بہت ٹائم ہو چکا ہے اب پھر سے اس سوچ وبچار کو بیچ میں جگہ نا دیں۔۔ کہیں پھر کوئی ظالم دیوار ہمارے راستے میں مانع نا ہو۔

میر جذبات سے بوجھل آواز میں بولا۔۔۔۔

ملکہ عالیہ کی خواہش ہے کہ وہ اپنے سردار کا ہاتھ پورے رسم ورواج کے ساتھ ساری دنیا کے سامنے تھامے۔۔ تبھی وہ اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتی ہے۔

۔۔ حیا نے بھی لگے ہاتھوں اپنے دل کی بات کہہ دی۔

بلکل میں خود یہ ہی چاہتا ہوں۔۔۔اس لیے تمہاری میڈم کو اپنے ولیمے کی دعوت بھی دے چکا ہوں۔

۔۔۔۔

میر کے کہنے پر حیا خوش ہو گئی کتنا اچھا شوہر دیا تھا اللہ نے اسے لیکن وہ ہر بار اسکی اس نعمت کی ناقدری کرتی لیکن اب نہیں وہ فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔

اب وہ اپنے رشتے کے درمیان کسی کو نہیں آنے دے گی چاہے پھر وہ شازمہ ہی کیوں نا ہو۔۔۔

وہ اپنی سوچوں میں گم میر کی جانب متوجہ ہوئی جو کہہ رہا تھا۔۔میں صبح ہی بابا سائیں سے اپنی اور تمہاری شادی کی بات کرتا ہوں۔۔۔تاکہ کسی کے دل میں کوئی شک نا رہے۔۔۔

تم لیٹو میں کھانا لیکر آتا ہوں ہم دونوں کیلیئے۔۔۔کہتے ساتھ ہی حیا کا گال تھپتھپاتا وہ اپنی جگہ سے اٹھتا کمرے سے چلا گیا۔۔

تھینکس اللہ جی اک آنسو حیا کی آنکھ سے پھسلا لیکن اب یہ خوشی کا تھا۔۔۔۔

انوکھا بندھن

20 قسط نمبر

از قلم نور عباس

حیا کی آنکھ اذان کی آواز سے کھلی۔۔۔۔۔اسنے خود کو میر کے حصار میں قید پایا۔۔۔

میر اٹھے نا۔۔۔

اس نے میر کو جگایا۔۔۔

سونے دو نا یار مدتوں بعد ایسی خوبصورت نیند نصیب ہوئی ہے۔۔۔

میر اپنے بازووں کا گھیرا تنگ کرتا بولا۔۔۔

میر اذان ہو گئی ہے اٹھیے اور مجھے بھی وضو کروائے حیا کی بات پر میر نے ایکدم آنکھیں کھولی اور اٹھ بیٹھا۔۔۔

پہلے حیا کو لے جا کر وضو کروایا اور پھر خود مسجد کی جانب چلا گیا۔۔۔

جب واپس آیا تو نوشین بیگم لاونج میں ہی تسبیح کرتی ملی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔ اسلام و علیکم پھو پھو سائیں

میر نے ان کے آگے سر جھکایا پیار لینے کیلئے۔۔۔

و علیکم سلام میر پتر پڑھ آئے نماز۔۔۔۔۔

انہوں نے پیار سے اسکی پیشانی چومتے کہا۔۔۔

جی پھو پھو سائیں آپ بتائیں نیند تو اچھی آ گئی تھی نا۔۔۔

میر انہی کے ساتھ صوفے پر بیٹھتا بولا۔۔۔

رات تو اچھی گزری پر رہ رہ کر سلمان کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔ویسے تو خیر و ملازم بھر وسے مند ہے پھر بھی آج سے پہلے انہیں ایسا اکیلا کبھی چھوڑ کے نا آئی تو ان ہی کی فکر ستاتی رہی۔۔۔۔

نوشین پھو پھو کی بات پر میر نے سر ہلایا

کوئی بات نہیں پھو پھو سائیں رات کو ویسے بھی کافی دیر ہو گئی تھی پھر اوپر سے سنسان راستہ آپ کیسے جاتی۔۔۔۔

میر کے کہنے پر پھو پھو نے سر ہلایا۔۔۔

میر شازمہ نے تو کوئی ہنگامہ نہیں کیانا۔۔۔۔حیا کو لیکر۔۔۔پہلے تو شازمہ اور بھابھی سائیں خوب بول رہی تھی پھر بھائی صاحب نے انہیں گھر کا تھا۔۔۔بعد میں ملازمہ بتارہی تھی ویر جی نے تم سب کو کمرے میں بلایا تھا کیا بات ہوئی وہاں۔۔۔۔

نوشین پھوپھو پریشانی سے بولی۔جبکہ انہیں حیرت بھی تھی کل رات سے حیا شازمہ کے کمرے میں ہی ٹھہری تھی پھر بھی شازمہ نا کوئی ہنگامہ نا کیا حالانکہ وہ اپنی چیزوں کے پیچھے جان دینے والی تھی۔۔۔

جبکہ میر ان کے دونوں ہاتھ پکڑ تا آہستہ آہستہ تمام باتیں بتاتا گیا۔۔۔

اچھا مطلب شازمہ رات کو ہی بھابھی سائیں کے ساتھ چلی گئی تھی تبھی میں کہوں گھر میں اتنا سکون کیوں ہیں۔۔۔۔۔

نوشین پھوپھو نے بھی اپنی حیرت کو زبان دی۔۔۔

پھوپھو سائیں جو بھی ہوا ہے میں جانتا ہوں ٹھیک نہیں ہوا ہے پر میں کیا کروں میں حیا کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔بہت کوشش کی کے حیا کو بھلا کر شازمہ کے ساتھ زندگی میں آگے قدم رکھو پر میں ناکام رہا۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر نے نوشین کی گود میں سر رکھے نوشین کو اپنی مجبوری بتائی۔۔۔

نہ پتر اس میں تیری کوئی غلطی نہیں ہے تو نے تو پوری کوشش کی تھی نا اس رشتے کو نبھانے کی وہ نمانی ہی تیری قدر نا جان سکی۔۔۔۔

جو اب تک ہیرے کو ٹھکراتی آئی ہے۔۔۔ اچھا ہے چلی گئی۔کچھ دن میکے میں رہے گی تو خود ہی عقل ٹھکانے آجائے گی۔۔۔۔۔

۔۔۔ نوشین بی بی اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی گویا ہوئی

جبکہ میر کچھ بولے بغیر اسکی گود میں سر رکھے رکھے آنکھیں موند گیا۔نوشین نے جھک کر اسکے بالوں میں بوسہ دیا اور پھر تسبیح پر کوئی ورد کرتی اس پر پھونکنے لگی۔۔۔۔

//////

آج کی صبح میر حویلی میں بہت خاص تھی۔۔۔ آج کا ناشتہ خود نوشین بیگم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا سب کیلئے خاص طور پر میر کیلئے۔۔۔ وہ سب گاوں کے رہنے والے تھے اس لیے سب ناشتے سے بھرپور انصاف کرتے۔۔۔۔۔۔۔

سب باری باری اٹھ کر ناشتے کی ٹیبل پر آ رہے تھے۔۔۔حیا بھی میر کے سہارے آتی دیکھائی دی۔۔۔۔

میر نے احتیاط سے پہلے حیا کو کرسی پر بیٹھایا اور پھر خود بیٹھا۔۔۔

نوشین بیگم نے جلدی سے ناشتہ میر اور حیا کے سامنے رکھا ناشتے کا مینو دیکھ کر جہاں میر خوش ہوا وہیں حیا تھوڑا گھبرائی۔۔۔۔

نوشین نے بے حد اصرار سے حیا کو ناشتہ کروا رہی تھی جبکہ حیا کا منہ دیکھنے والا تھا۔۔۔

جبکہ میر کے چہرے پر مسلسل مسکراہٹ تھی۔۔۔حیا کو ایسے دیکھ کر۔۔۔

وہ حیا کی موجودہ حالت سے خوب لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔

بس پھوپھو۔۔۔

جب نوشین نے مزید پوری حیا کی پلیٹ میں رکھی تو وہ فورا بولی۔۔۔

کیوں بھئی ابھی تو ایک ہی کھائی ہے اور پوری ہوتی کتنی ہے۔۔۔

نوشین بیگم حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں پلیز میں ویسے بھی اتنا ہیوی ناشتہ کرنے کی عادی نہیں ہوں پلیز۔۔۔۔۔۔

اب کے حیا کے ہاتھ جوڑنے کی قصر رہ گئی تھی۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے چائے تو پی لو۔۔۔۔۔

نوشین بیگم پیار سے بولی۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتی فوراً چائے کے کپ کو منہ سے لگا گئی۔۔۔

جبکہ نوشین اسکی جلد بازی دیکھتی مسکرا دی۔۔۔۔

۔۔۔۔ میر سائیں

میر ضیغم نے کسی گہری سوچ میں ڈوبے میر کو بلایا۔۔۔۔۔

جی بابا سائیں۔۔۔۔۔۔

میر ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔۔

بچے شہر کب تک جانے کا ارادہ ہے۔۔۔۔

میر ضیغم کے پوچھنے پر میر نے ایک نظر حیا کو دیکھا جو سر جھکا گئی۔۔۔۔

وہ بابا۔۔دراصل میر اارادہ تھا کہ گاوں میں حیا کو لیکر چہ مگوئیاں ہو رہی ہو نگی پہلے اسکا کچھ سدباب کیا جائے۔۔۔۔

میر اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔۔۔

مطلب کیا ہے میر سائیں۔۔۔۔میر ضیغم الجھے۔۔

وہ بابا شہر جانے سے پہلے اگر میر ااور حیا کا ولیمہ ہو جائے تو۔۔۔۔۔

میر اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔۔

جبکہ میر ضیغم اسکی بات سن کر سر ہلا گئے۔۔۔

ارے میر پتر صرف ولیمہ ہی کیوں تمہاری شادی پھر سے کرتے ہیں نا پورے رسم ورواج کے ساتھ اپنی بیٹی کو دلہن میں خود اپنے ہاتھوں سے بناوں گی۔۔۔

نوشین نے اپنے ساتھ بیٹھی حیا کو پیار سے اپنے ساتھ لگاتے کہا۔۔۔۔

جبکہ رامیں اور زوبی نے یاہو کا نعرہ بلند کیا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ہارون اور ارمغان نے بھی ماں کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔

سب کی خوشی دیکھ کر میر ضیغم نے ہامی بھر لی۔۔۔۔

جبکہ سب کو یوں خوش دیکھ کر حیا جھینپ گئی۔۔۔

میر سائیں میرے کمرے میں آو۔۔۔

میر ضیغم سنجیدہ سے کہتے اپنے کمرے کی طرف چل دیئے جب کہ میر بھی ان کے پیچھے چل دیا۔۔۔

/////////

میر ضیغم کی ہامی بھرنے کی دیر تھی کہ ساری حویلی کو دلہن کی طرح سجایا جانے لگا سب گاوں والوں کو شادی کی دعوت دی گئی۔۔اسکے ساتھ ہی ساتھ میر حیا کے لیے شہر میں ایک سرپرائز پلان کر رہا تھا جسے فلحال میر ضیغم کے علاوہ کوئی نا جانتا تھا۔۔۔۔

ہارون نوشین کے کہنے پر سلمان اپنے والد کو بھی حویلی لے آیا تھا۔۔۔زوبی ماں کے جانے پر اداس تھی لیکن وہ سمجھ سکتی تھی اس میں میر کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔۔وہ اپنی جگہ ٹھیک تھا کہ زندگی کی خوشیوں پر اسکا بھی کوئی حق تھا۔۔۔۔۔

وہ چاروں روز شہر شاپنگ کیلیئے جاتی۔۔۔۔ان کی ڈرائیوری کی ذمہ داری ارمغان پر تھی جسے وہ۔خوش اسلوبی سے انجام دیتا ویسے بھی فلحال وہ یونی سے لیو پر تھا۔۔۔۔ہارون واپس اکیلا شہر جا چکا تھا کہ اسکی ڈیوٹی کا مسئلہ تھا۔۔۔جبکہ حیا اور زوبی نے طے یہ پایا کہ حیا وہی لہنگا پہنے گی جو انہوں نے پہلے آن لائن آڈر پہ منگوایا تھا۔۔۔جسے وہ اپنے فلیٹ سے لے بھی آئی تھی۔۔۔۔

آج مایوں تھی۔۔۔۔حیا کچھ اداس سی تھی ایک تو اسے رہ رہ کر اپنے ماں باپ اور بھائی کی یاد آ رہی تھی دوسرے اسے معلوم ہوا تھا کہ میر بھی صبح سویرے شہر گیا ہوا ہے

یوں تو جب سے ان کی شادی کے دن رکھے تھے نوشین پھوپھو نے انہیں الگ کر دیا یوں حیا زوبی کے کمرے میں شفٹ ہو گئی تھی میر نے اس بات پر بہت احتجاج کیا پر نوشین بیگم نے اسکی ایک نا سنی۔۔۔۔۔

یوں میر اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔۔۔میر ایک دوبار آفس کا چکر بھی لگا چکا تھا اور آج بھی شہر جانے کا مقصد آفس کے ورکرز کو اپنے ولیمے میں انوائیٹ کرنے جانا تھا۔۔۔

اس نے ایک دوبار میر کو کال بھی کی لیکن ہر بار نمبر بزی ملا۔۔۔۔

آہستہ آہستہ مہمان حویلی میں آنا شروع ہوئے۔۔۔

رامین اور زوبی اور گاوں کی کچھ لڑکیاں حیا کو ڈوپٹے کی چھاوں میں باہر لانے لگی۔۔۔یلو کلر کی چولی فل سلیو والی اور اور ینج کلر کے لہنگے میں اوپر یلو کلر کے حجاب پر اورنج کلر کا نیٹ کا ڈوپٹہ گھونگھٹ کی طرح کیے بغیر میک کے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔حیا اور زوبی نے اسے لا کر گیندے کے پھولوں سے سجے اسٹیج پر لا بٹھایا۔۔۔۔۔جسے حویلی کے پنڈال میں بنایا گیا تھا۔۔۔۔

حیا نے سرسری سی نظر اٹھا کر دیکھا تو گاوں کی عورتوں پر نظر پڑی جو شوق سے اپنی نئی سردارنی کو دیکھنے میں مصروف تھی ان کے دیکھنے پر حیا نے زوبی کا ہاتھ پکڑا مطلب یہ ہی تھا کہ میرے ساتھ بیٹھو۔۔۔۔

زوبی حیا کی حالت کے پیش نظر اسکے ساتھ ہی جڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

نوشین بیگم نے سب سے پہلے رسم کا آغاز کیا۔۔۔۔

تیل وہلدی لگانے کے بعد بہت سے نوٹ حیاپہ وار کر اسکی گود میں رکھے۔۔۔پھر رامیں نے تیل اور ہلدی لگانے کہ بعد حیا کو مٹھائی کھلائی۔۔۔زوبی نے بھی گرین اور یلو چوڑیاں باری باری دونوں ہاتھوں میں پہنائی پھر ہاتھوں کو گجروں سے آراستہ کیا۔۔۔اسکے بعد مٹھائی کھلائی۔۔۔

زوبی کے بعد نوشین کے کہنے پر ایک کے بعد ایک گاؤں کی عورت نے حیا کی رسم کی۔۔۔ان سب میں حیا کا منہ دیکھنے والا تھا جو بیچاری مٹھائی کھا کھا کر اوب گئی تھی متلی سی ہونے لگی اسے لگا مزید اگر اسنے مٹھائی کھائی تو الٹی ہو جائے گی۔۔۔آخر نوشین کو ہی اسکی حالت پر ترس آیا تو اس نے رسم ختم کرنے کا کہا۔۔

رسم کے بعد کھانا کھلا۔۔۔حیا کے کہنے پر زوبی اسے روم میں لے آئی کمرے میں آتے ہی حیا نے نیٹ کا کپڑا اتارا اور واش روم کا رخ کیا بیسن پر اوندھے ہوئے اس نے الٹی کر کے اپنا معدہ خالی کیا۔۔۔زوبی اسکو الٹی کرتا دیکھ تشویش میں پڑ گئی حیا اپنا منہ ٹاول سے صاف کرتی واش روم سے باہر آئی تو سامنے ہی زوبی روہانسی سی کھڑی تھی۔۔

کیا ہوا حیا طبیعت ٹھیک ہے آپ کی۔۔۔

حیا کو باہر آتا دیکھ زوبی اسکی جانب بڑھی۔۔

ڈونٹ واری زوبی میں بلکل ٹھیک ہوں اصل میں مجھے میٹھا اتنا پسند نہیں ہے نا۔۔۔تو اتنا میٹھا کھانے کی وجہ سے متلی سی ہو رہی تھی۔۔۔اب الٹی کی ہے تو پر سکون ہوں۔۔۔

۔۔ وہ زوبی کو جواب دیتی ریلیکس سی کر گئی

او۔۔اچھا۔۔میں سمجھی پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔۔

کھانا لاؤں آپ کیلئے۔۔۔۔۔

زوبی نے حیا سے پوچھا۔۔

نہیں ابھی تو بلکل دل نہیں چاہ رہا۔۔۔

ابھی فلحال لیٹنے کی طلب ہو رہی ہے بیٹھ بیٹھ کر کمر تختہ ہو گئی ہے تھوڑی کمر سیدھی کر لوں۔۔۔۔

حیا کے کہنے پر زوبی نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

ہاں آپ کا آرام کرنا ضروری ہے کیوں کہ پھر رات بھر آپ نے مہندی لگوانے کیلئے جاگنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

زوبی نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔۔ جبکہ زوبی کی بات پر حیا مسکین سی شکل بناتی آنکھوں پر بازووں رکھتی آنکھیں موند گئی۔۔۔ کیوں طے یہ پایا تھا کہ مایوں کے بعد بارات اور پھر ولیمہ مہندی کی رسم کیلئے میر ضیغم نے پرمیشن نہ دی کہ یہ غیر ضروری ہے۔۔۔اصل تو نکاح اور ولیمہ ہے۔۔۔۔پر پھر بھی زوبی کی فرمائش پر انہیں مایوں کیلئے اجازت دینی پڑی۔۔۔۔

زوبی بھی کمرے کی لائیٹ آف کرتی نیچے چل دی۔۔۔۔

جہاں سب کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

۔۔۔ آو زوبی بچے کھانا کھالو یا حیا کہ ساتھ کھانا ہے تو لے جاو

حیا تو کہہ رہی ہے ابھی نہیں کھانا وہ آرام کر رہی ہے جبکہ مجھے بھی بھوک نہیں ہے۔۔۔ زوبی نے رسانیت سے جواب دیا۔۔۔۔

اچھا ہے حیا تھوڑا آرام کر لے بچی ایک ہی جگہ گھنٹوں بیٹھ بیٹھ کر انسان تھک ہی جاتا ہے۔۔۔۔

نوشین کے کہنے ہر زوبی سر ہلانے لگی جیسے نوشین خک ساری باتوں پر متفق ہو۔۔۔

۔۔///////

مہندی والی حیا کو مہندی لگا کر جا چکی تھی۔۔۔۔۔حیا صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے پاوں کو سامنے

____ٹیبل پر رکھے ریلیکس سے انداز میں بیٹھی تھی زوبی نے اسکا حجاب اتار دیا تھا

اب وہ بیزار سی مہندی سوکھنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔ایک تو اسکے لیے مہندی کی اسمائل ہی

ناقابل برداشت تھی۔۔۔لیکن پھر بھی میر کی خوشی کا خیال کیے بیٹھی رہی۔۔۔۔زوبی اسکے لیے کھانا

_____لینے گئی تھی رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔۔۔اسے زوروں کی بھوک لگی تھی

زوبی کا انتظار کرتی وہ وہی صوفے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

کوئی بہت آرام سے کمرے کا دروازہ کھولے کمرے میں داخل ہوا جبکہ اسکے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے

تھی آگے بڑھ کر اس نے آہستہ سے وہ پلیٹ ٹیبل پر رکھی اور خود صوفے پر اس کے ساتھ بیٹھا۔۔۔

____حیا

____آنے والے نے حیا کے کان میں دھیمی سی آواز میں سرگوشی کی

حیا آنکھیں کھولتی ایکدم سیدھی ہوئی۔۔۔

میر جو اسکے اوپر تقریبا جھکا ہوا تھا فورا پیچھے ہوا۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔

میر انجان پن سے بولا۔۔۔

آپ یہاں کیوں آئیں ہیں۔۔۔۔

وہ بدحواس سی بولی۔۔۔

کیوں کیا میں نہیں آسکتا یہاں۔۔۔۔۔

میر نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا

وہ بات نہیں ہے میں تو زوبی کا انتظار کر رہی تھی وہ کھانا لینے گئی تھی لیکن ابھی تک نہیں آئی۔۔۔۔۔

میر کی سنجیدگی پر حیا گڑبڑائی۔۔۔۔

ہاں زوبی لا تو رہی تھی لیکن میں نے اس سے لے لیا۔۔۔۔اور اسے اپنے کمرے میں بھیج دیا۔۔۔۔

میر نے اپنی کارستانی بتائی۔۔۔

پر کیوں؟؟؟؟؟

۔۔۔ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا

تم تو مجھ سے بات ہی نا کرو ہفتہ بھر ہونے کو آیا ہے مجھ سے پردہ کیے بیٹھی ہو جب کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے مجھ پر وہ پل کسقدر گراں گزرتا ہے جس میں میں تمہیں نا دیکھوں۔۔۔

میر نے خفگی بھرے لہجے میں کہتے ہوئے کھانے کی ٹرے اپنی گود میں رکھی۔۔۔۔

اور مناسب سا لقمہ بنا کر اسکے منہ میں دیا۔۔۔۔

میر پھوپھو نے کہا تھا نا۔۔۔۔۔۔۔۔

حیا بمشکل لقمہ چباتی بولی۔۔۔

تو تم پھوپھو کو منع بھی تو کر سکتی تھی نا۔۔۔۔

اب پھر خفگی بھرے لہجے میں کہا گیا۔۔۔ جبکہ ساتھ ہی ساتھ دوبارہ بھی لقمہ بنا کر اسکے منہ میں ڈالا۔۔۔۔۔

میر۔۔۔ میں کیسے کیا کہتی پھوپھو کو۔۔۔

وہ بیچارگی سے بولی۔۔۔

کیوں کہہ نہیں سکتی تھی پھوپھو سے کہ پھوپھو سائیں میرا ایک عدد شوہر ہے میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتی برائے کرم آپ ہمارے درمیان ظالم سماج نا بنے۔۔۔۔۔۔۔۔

میر شرارت سے بولتا اسکی بولتی بند کرواگیا۔۔۔

میر۔۔۔

____وہ چیخی

کیونکہ ہاتھ مہندی سے بھرے تھے ورنہ دل کررہا تھا میر کے گھنے بال ہاتھوں میں جکڑ لے۔۔۔۔

پر ہائے یہ حسرت حسرت ہی رہی

آپ کتنے بے شرم ہے کیا میں پھوپھو سے یہ سب کہتی اچھی لگتی نا۔۔۔

وہ بمشکل نوالا چبائے بولی۔۔۔۔۔

تو اس میں غلط ہی کیا ہے بیوی ہو میری کوئی گرل فرینڈ تو نہیں ہو جو تمہیں کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میر لبوں پر مسکان سجائے اسے زچ کرنے کے درپے تھا۔۔۔۔

اور وہ زچ ہو بھی رہی تھی۔۔۔

میر کیا چاہ رہے ہیں مزید کھانے سے منع کرنے کے بعد آخر حیا منہ لٹکائے بولی۔۔۔

سمپل تمہیں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جواب برجستہ آیا۔۔۔۔۔۔میر آنکھوں میں خمار لیے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جب کہ وہ جو اس سے لڑنے میں مصروف تھی میر کی نظروں کا رنگ بدلتے دیکھ اس نے خود پر توجہ دی جو میر کے سامنے بغیر ڈوپٹے کے موجود تھی۔۔۔۔جب کے حجاب کیلئے بنائی گئی چوٹی کندھے کے اک سائیڈ پر تھی۔۔۔

شرم سے اسکی نظریں جھک گئی۔۔. سچویشن ہی ایسی تھی کہ وہ اٹھ کر جا بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔میر ٹرے کو سامنے پڑی ٹیبل پر رکھتا اسکی کمر میں بازووں حمائل کرتا اس کی کان میں سر گوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

۔۔۔۔۔ کیا اتنا بھی نہیں کہہ سکتی تھی پھوپھو کو کہ میرے میر سائیں کو اب میرے بغیر نیند نہیں آتی

کہتے ساتھ ہی اس نے حیا کی کان کی لو کو لبوں سے ذرا سے چھوا اور دور ہوا۔۔۔ جب کہ وہ اسکی قربت میں دم سادھے بیٹھی تھی اسکی حالت پر میر نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔

مسسز ریلیکس یار۔۔۔

تم تو لگتا ہے ابھی کہ ابھی بے ہوش ہو جاو گی۔۔۔

وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

جبکہ میر کے معنی خیزی لیے جملے پر حیا نے کہیں رائے فرار نا پاتے اس کے سینے میں ہی سر چھپا گئی۔۔۔ جبکہ اسکی حرکت پر میر نے اپنے امڈتے قہقہے کا گلا گھونٹا۔۔۔

جو اس سے بچنے کیلیئے ہی اسکی پناہ میں چھپی تھی۔۔۔

میر آپ بہت برے ہیں ایک تو میں نے صرف آپکی خوشی کیلیئے۔۔۔ مہندی لگوائی ہے کب سے اس کی اسمیل برداشت کر رہی ہوں صرف آپ کیلیئے اور آپ ہی میر اںداق اڑا رہے ہیں۔۔۔۔

حیا اس کے سینے سے لگی نروٹھے پن سے بولی۔۔۔۔

کیا سچ میں تمہیں مہندی کی اسمیل نہیں پسند اب کے میر سنجیدگی سے اسے اپنے سامنے کرتا بولا

-- میرے لیے تم خود درجبر کرو میں ایسا کبھی نہیں چاہتا حیا۔

چلو آٹھو۔۔۔میر نے کہتے ساتھ ہی کہنی سے اوپر حیا کے بازو کو پکڑ کر اٹھایا کہ حیا نے بے ساختہ خود کو

بچانے کیلئے دونوں پاوں زمیں پر رکھے۔۔۔

جب کہ میر نے اسے اپنے بازووں کے گھیرے میں اٹھایا۔۔۔

اور پھر حیا کہ نانا کرنے کے باوجود اسکی ساری مہندی دھلوادی۔۔۔۔

۔۔۔۔ میر یہ کیا کیا آپ نے

وہ باہر آکر الٹ پلٹ کرکے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ جس پر مہندی کا رنگ تو خوب آیا تھا

پر حیا سے ہضم نا ہو رہا تھا حیا کا دل تھا۔۔۔۔ تھوڑا اور رنگ چڑھتا تو اچھا لگتا۔۔۔

یار ایک تو تم عورتوں کی سمجھ نہیں آتی ابھی تمہیں مہندی کی اسمیل بری لگ رہی تھی اور جب وہ وجہ

ہی دور کردی تو اب تمہیں افسوس ہو رہا ہے۔۔

میر نے تاسف سے سر ہلایا۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ بات تو آپ کی ٹھیک ہے میر پر آپ نے یہ عورت کس کو کہا غور سے دیکھیں میں لڑکی ہوں سمجھے۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ نچا کر بولی۔۔

جب کہ میر نے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگایا جس سے اسکی چلتی زبان کو بریک لگی_____

میر نے دوسرا بازووں اسکی کمر میں حمائل کیا۔۔۔

یہ۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں میر۔۔۔۔۔۔

حیا اسکی اتنی قربت پر ہچکچائی

خود ہی تو کہا ہے غور سے دیکھنے کو۔۔۔اسی پر تو عمل کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ میر کی بات پر وہ روہانسی ہوئی

اور مسلسل خود کو اسکے حصار سے نکالنے کی تگ وگ میں لگی رہی۔۔۔

تھوڑی سی مزاحمت کے بعد بلاآخر میر کو اس پر ترس آ ہی گیا۔۔۔

میرا اسے پھر سے گود میں لیے بیڈ تک آیا اسے بیڈ پر بیٹھایا خود دوسری سائیڈ سے بیڈ پر لیٹ کر حیا کو پھر سے اپنے حصار میں لیے آہستہ آہستہ اسکے بال سہلانے لگا۔۔۔

//////

انوکھا بندھن

21 قسط نمبر

از قلم نور عباس

وہ ریڈ کلر کے لہنگے جس پر گولڈن اسٹون لگے تھے گولڈن 7 حجاب میں میچنگ جیولری میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔

۔بیوٹیشن ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اسے تیار کر کے گئی تھی۔۔۔نوشین بیگم تو اسکی بلائیں لے لے کرنا تھک رہی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ زوبی بھی پنک کلر کی فراک میں مناسب میک اپ کے ساتھ کافی پیاری لگ رہی تھی شادی گاوں میں تھی تو میرج کا تو سوال ہی پیدا نا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پورا گاوں آیا تھا اپنے سردار کی شادی پر۔۔۔۔

۔۔ گاوں کی عورتیں باری باری زوبی کے کمرے میں آکر دلہن کو اشتیاق سے دیکھ رہی تھی

جو انہیں شازمہ کے مقابلے میں کافی اچھی لگی تھی۔۔۔۔۔

جو ان سے کراہت نا کرتی تھی۔۔۔۔

کمرے میں عورتوں کا ہجوم اکٹھا تھا بھانت بھانت کے لوگ مگر مجال ہے جو حیا کی پیشانی پر ایک بل بھی آیا ہو۔۔۔

وہ ان عورتوں کے پوچھے سوالوں کا جواب دے رہی تھی۔۔۔ جسے وہاں موجود ساری عورتیں کافی دلچسپی لیے سن رہی تھی۔۔۔۔

پھر نوشین نے ہی آکر ان عورتوں کو باہر جانے کا کہا کہ دلہن تھوڑی کمر سیدھی کر لے۔۔۔۔

جس پر وہ ساری عورتیں سر ہلاتی باہر چلی گئی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد نوشین نے اک چادر لا کر حیا کو اوڑھائی

"مولوی صاحب آرہے ہیں۔۔۔۔۔ "

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

نوشین کے کہنے پر حیا گھبرائی۔۔۔۔

یہ بھی حیا کا فیصلہ تھا کہ ان کا نکاح دوبارہ سب کے سامنے ہو۔۔۔۔ لیکن اب اسے گھبراہٹ سی ہو رہی تھی ۔۔۔

۔۔۔ تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب ہارون ارمغان اور میر ضیغم اندر آئے

مولوی صاحب نے پہلے حیا سے نکاح پڑھوانے کی اجازت چاہی حیا نے دھیرے سے سر ہلایا۔۔۔

مولوی صاحب صیغہ نکاح پڑھنے لگے جسے سنتے ہی حیا کی آنکھوں کے سامنے آنسوؤں کی چادر سی تن گئی۔۔۔۔۔

مولوی کی آواز پر اس نے دھیرے سے باری باری قبول ہے کہا۔۔۔

اور پھر کانپتے ہاتھوں سے دستخط کیے۔۔۔۔

ہر طرف مبارک باد کا شور گونج اٹھا۔۔۔۔

میر ضیغم اور ہارون نے باری باری اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔۔۔

جس پر وہ روتی آنکھوں سے مسکرادی۔۔۔

/////////

میر کے اقرار کے بعد ڈوپٹے کی چھاوں میں حیا کو لا کر میر کے برابر بیٹھایا گیا۔۔۔

میر نے شیروانی کی جگہ روایتی کاٹن کا کلف ذدہ سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا جب کہ سر پر سرادری پگڑی اور پاوں میں بلیک کھیڑی پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔

حیا نے ایک ہی نظر میں اسکا جائزہ لے ڈالا جب کہ میر نے اس پر سے نظر ہٹانے کا تکلف ذرا نا کیا۔۔۔۔

جبکہ ہارون اور ارمغان مسلسل ہوٹنگ کر رہے تھے۔۔۔

مردوں کا الگ انتظام تھا۔۔۔یہاں عورتوں کے پنڈال میں یہ ہی لوگ تھے جنہیں میر ضیغم کتنی دفعہ ڈانٹ کر بھگا چکے تھے مگر مجال ہو جو ان ڈھیٹوں پر اثر ہوا ہو بلآخر نوشین کی سفارش پر انہیں دلہے کے ساتھ رسموں کیلئے آنے دیا گیا تھا۔۔۔

۔

نوشین نے میر کو گھڑی پہنائی پھر رامین اور زوبی نے حیا کی طرف سے دودھ پلائی کی رسم ادا کی۔۔۔

جس پر میر نے انہیں تھوڑا تنگ کرنے کے بعد منہ مانگا نیگ دیا تھا۔۔۔

جبکہ زوبی کو رسم کرتے دیکھ ارمغان چلایا بھی کہ بیٹی ہو کر باپ سے دلہن کی طرف کا نیگ وصول رہی ہے ۔۔۔

لیکن زوبی نے کان نا دھریں خود میر نے بھی زوبی کو کچھ کہنا بیکار ہی جانا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا زوبی اب اس سے زیادہ حیا سے اٹیچ ہو گئی ہے ۔۔۔۔

رسموں کے بعد کھانا کھلا ۔۔۔

میر ارمغان اور ہارون وہاں سے مردوں کے پورشن میں چل دیئے مہمان نوازی کو۔۔۔۔

زوبی کے اصرار پر حیا نے بہت کم کھایا۔۔۔

"حیا کیا آپ اس لیے نہیں کھا رہی کے کل کی طرح خود بابا آج بھی آپ کو کھلائے۔۔۔۔"

زوبی اسے کل کا حوالہ دیتی اسکے کان میں کہا۔۔

حیا زوبی کی بات پر کانوں تلک سرخ ہو گئی۔۔۔ اور ہلکے سے اسکی کمر میں چٹکی کاٹی۔۔۔

جبکہ زوبی حیا کا لال ہوتا چہرہ دیکھ کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔

کھانے کے بعد رخصتی کا شور اٹھا ہارون نے رامین سے قرآن لیکر اسکا سایہ حیا پر کیا میر ضیغم نے آگے بڑھ کر حیا کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔ باری باری تینوں سے ملنے کے بعد حیا نے میر کے سنگ حویلی کے اندر قدم رکھا۔۔۔۔

رسموں کے بعد رامین اور زوبی اسے میر کے کمرے میں بیٹھا گئی۔۔۔۔

جسے بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے میر اندر آتا زوبی اور رامین نے میر کو کمرے کے باہر ہی جا لیا۔۔۔۔

"کیا بات ہے۔۔۔۔۔"

"۔ اب کیوں پھر سے دیوار بن کر کھڑی ہو۔۔۔۔"

میر تلملا کر رعب دار لہجے میں بولا۔۔۔ جبکہ اسکا تلملانا اندر بیٹھی حیا کے چہرے پر بہار کھلا گیا۔۔۔

"بابا نیگ۔۔۔۔۔۔۔"

زوبی نے لب کشائی کی۔۔۔

"اب کون سا نیگ بیٹا سائیں اتنا کچھ تو لے چکے ہو اب بھی کوئی حاجت رہتی ہے کیا۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر کوفت زدہ ہوتا بولا۔

"بابا یہ تو رسم ہے۔۔۔۔۔۔"

زوبی پھر بولی۔۔۔۔

"کیسی فضول رسمیں ہیں صبح ہوتے ہی پہلے ان رسموں کا خاتمہ کرتا ہوں بندے کی ساری عمر کی کمائی تو ان رسموں میں ہی خرچ ہو جائے۔۔۔"

میر نے مصنوعی افسوس سے کہا۔۔۔

"اللہ میر سائیں اتنے کنجوس تو نا بنے پورے گاوں کے سردار ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے خاصے بزنس مین بھی ہیں۔۔۔"

"اس پر بھی یہ عالم ہے۔۔۔"

اب کے رامین بولی۔۔۔

"وہ تو ٹھیک ہے بھابھی۔۔۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

لیکن یقین مانے جو کچھ تھا وہ میں آپ دونوں کو دے چکا ہوں اب میرے پاس سوائے خالی جیبوں "
کے کچھ بھی نہیں۔۔"

"۔۔۔۔ وولٹ بھی خالی ہو گیا ہے"

میر نے باقاعدہ اپنی دونوں جیبیں انہیں دیکھائی۔۔۔

میر کے کہنے پر دونوں کے چہرے لٹک گئے۔۔۔

"اچھا ایسا کرو مجھے اندر جانے دو لاکر سے لا کر دیتا ہوں میں تمہیں۔۔۔"

میر کے کہنے پر دونوں خوش ہو گئی۔۔۔

جبکہ ہارون نے اپنی بیوی اور ارمغان نے اپنی منگیتر کو تاسف سے دیکھا جو میر کی باتوں میں آگئیں تھی۔۔۔

دونوں نے میر کو جانے دیا میر نے کمرے میں داخل ہوتے ہی جلدی سے دروازہ لاک کیا۔۔۔

اور پل ضائع کیے بغیر ہنستی ہوئی حیا کے پاس پہنچ کر اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جس پر وہ اسکے سینے آلگی۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"۔۔۔کیا بات ہے جانم زیادہ ہنسی نہیں نکل رہی تمہاری"

وہ اپنے بازووں کا گھیرا تنگ کرتا سرگوشی نما آواز میں بولا

جبکہ حیا جو اس حملے کیلئے تیار نا تھی۔۔۔اس لیے حواس باختہ سی ہو گئی۔۔اوپر سے میر کی قربت اوف۔۔۔۔

"میں۔میں آپ پر تو نہیں ہنس رہی تھی میں تو ویسے ہی۔۔۔"

۔حیا سے مارے حیا کے بولا ہی نا گیا۔۔کہتے ہوئے وہ ہونٹ کا کونہ دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔

"اوہو ہو۔۔۔ازمائے ٹرن۔۔۔۔۔"

میر نے انگوٹھے سے اس کا کونہ دانتوں سے نکال کر سہلایا اور کہتے ساتھ اس پر جھکا ہی تھا کہ کسی نے دروازہ بہت زور سے پیٹا۔۔۔۔۔

۔ جس پر میر بدمزہ سا ہوا۔

"او۔او۔۔کیا یار۔۔۔سارے رومینس کا بیڑا غرق کر دیا۔۔۔"

میر کے کہنے پر حیا کی پھر ہنسی نکلی

"۔۔۔ روکو ذرا پہلے انکا منہ بند کرتا ہوں "

ورنہ سکون سے نہیں رہنے دینگے۔۔۔"

"۔۔۔ پھر آکر تمہیں بھی سیدھا کرتا ہوں بڑی ہنسی آرہی ہے نا

میر کہتے ساتھ ہی حیا کو چھوڑ کر الماری کی طرف بڑھا وہاں لا کر سے دونوٹوں کی گڈیاں اٹھائی اور الماری

کا پٹ بند کرتا دروازے کی طرف بڑھتا رکا۔۔۔

کیونکہ وہ حیا کو واش روم جانے کو پر تو دیکھ چکا تھا۔۔

"خبردار حیا اگر میرے آنے سے پہلے چینج کیا تو ورنہ مجھ سے برا کوئی نا ہو گا۔۔"

۔۔۔۔ وہ منہ پر ہاتھ پھیر تا وارن کرتا اپنی پگڑی کو وہی قریب صوفے پر رکھتا وہ باہر بڑھا۔

جبکہ حیا گھیرا سانس بھرتی بیڈ کے کنارے ٹک کر بیٹھ گئی۔۔۔

میر چہرے پر برہمی کے آثار لیے جوں ہی کمرے سے باہر آیا تو باہر کوئی ملا نا میر حیران ہوا کہ سب

کہاں گئے جب کہ ابھی تک تو اس کا دروازہ کھٹکھٹایا جارہا تھا۔۔۔۔

اس نے پاس سے گزرتے ملازم سے پوچھا۔۔۔۔

"سائیں سب نیچے ہیں۔۔۔۔"

ملازم مودب سا جواب دیتا ادب سے بولا۔۔۔۔۔میر الجھتا نیچے آیا۔۔۔

تو سامنے ہی سب بیٹھے تھے۔۔۔اسے تشویش نے گھیر اوہ تھوڑا اور آگے آیا تو نوشین اور رامین زوبی کو چپ کرواتی نظر آئیں

"کیا ہوا ہے سب اسطرح کیوں بیٹھیں ہیں اور زوبی بچے آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔۔۔"

میر کی آواز پر زوبی ڈورتی ہوئی آئی اور روتی ہوئی اسکے گلے سے لگ گئی.

"بابا۔۔۔وہ۔وہ نانی سائیں کا فون آیا مما ہاسپٹل میں ہے۔۔۔"

وہ اتنا کہتی رونے لگی۔۔۔

"کیوں کیا ہوا خیریت بابا سائیں۔۔۔۔"

میر نے اب میر ضیغم کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں۔شازمہ نے اپنے ہاتھ کی نس کاٹ دی ہے بروقت دیکھنے پر اسے ہاسپٹل لے گئے ہیں پر پھر بھی"

"زیادہ خون بہہ جانے کی بنا پر ڈاکٹر نے شازمہ کی حالت تشویش ناک بتائی ہے۔۔۔۔

بھابھی سائیں کا فون آیا ہے ابھی اور وہ کہہ رہی ہے کہ اگر انکی بیٹی کو کچھ ہوا تو وہ میر کو نہیں چھوڑیں "گی۔۔۔"

جواب نوشین پھوپھو نے دیا۔۔۔

"بابا مجھے مما کے پاس جانا ہے۔۔۔"

زوبی تڑپ کو میر کے حصار سے نکلتی بولی۔۔۔

"۔۔ ہاں چلو چلتے ہیں ابھی"

کہتے ساتھ ہی میر نے ملازم کو گاڑی تیار کرنے کا کہا۔۔۔اور جلدی سے سب نکلتے چلے گئے سوائے نوشین کے کہ وہ اپنے شوہر کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتی تھی۔۔۔

جبکہ ان کے جانے کے بعد وہ نوافل پڑھنے اپنے کمرے میں چل دی۔۔۔۔ایسے میں کسی کو حیا کا خیال تک نا آیا کہ کوئی اسے بھی بتادے۔۔۔

///////

وہ لوگ جیسے ہی ہاسپل پہنچے راشد نے آگے بڑھ کر میر کو گریبان سے پکڑ لیا

"سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے میر کچھ کہتا کہ شازمہ کا تیسرے نمبر والا بھائی آگے بڑھا۔۔

"چھوڑ راشد یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے۔۔۔"

۔۔۔۔ پھر کوئی بھی میر کو کچھ نا بولا

شازمہ نے جو کٹ خود کو لگایا تھا وہ کافی گہرا تھا۔۔ جسکی وجہ سے خون کافی بہہ گیا تھا وہ سب رات بھر خون کا انتظام کرتے رہے میر نے بھی کافی بھاگ دوڑ کی اس سلسلے میں بلآخر میر کے کسی جاننے والے نے ہی خون کا اریجمنٹ کر کے دیا۔۔۔۔

میر کی بھاگ دوڑ کو مد نظر رکھتے شازمہ کے بھائیوں کی پیشانی کے بل کم ہوئے۔۔۔۔

شازمہ کو خون لگ رہا تھا لیکن ابھی تک وہ ہوش میں نا آئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔ پھر فجر سے کچھ دیر پہلے ہی اسے ہوش آیا اس نے سب کے سامنے میر سے معافی مانگی

یہ کہہ کر کے اسے احساس ہو گیا ہے کہ اس نے میر کے ساتھ کتنا غلط کیا جس وجہ سے وہ خود سے نظریں ملانے کے قابل نا رہی پھر گاؤں والوں کی میر اور حیا کے حوالے سے باتیں سن کر اس سے

برداشت نا ہوا کیوں کے گاوں کی سب عورتیں پیٹھ پیچھے اسکا مذاق اڑاتی ہے ہمدری کے بہانے اسے کوئی نا کوئی طعنہ مار جاتی ہے اس لیے اس نے خود کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا.

شازمہ کی بات سن وہ کتنی دیر تک سن بیٹھا رہا۔۔۔

یہ سوچ کر کے اگر شازمہ کو کچھ ہو جاتا تو وہ اپنے مرے بھائی کو کیا منہ دیکھاتا۔۔۔

میر سے وہاں بیٹھا نا گیا وہ وہاں سے اٹھ آیا۔۔۔۔

جب وہ حویلی پہنچا تو فجر کی اذانیں ہو رہی تھی اپنے کمرے میں داخل ہوتے اسکی نظر سامنے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے حیا پر پڑی جو یونہی اسکا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی۔۔۔۔

میر افسوس سے سر جھٹکتا آگے بڑھا اور حیا کا کندھا ہلایا۔۔۔

"حیا۔۔۔۔۔۔۔"

اسکے ہلانے پر حیا نے چونک کر آنکھیں کھولی۔۔۔

میر کو سامنے دیکھ کر وہ ایکدم سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

"سوری وہ پتہ نہیں کیسے آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔"

حیاندامت سے سر جھکائے بولی۔۔۔میر کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑا حیا کو معلوم ہی نہیں ہے کہ کتنی دیر گزر چکی ہے وہ سمجھ رہی تھی میر ان کو پیسے دے کر واپس آیا ہے۔۔۔جب کہ ساری رات بیت چکی تھی۔۔۔

"حیا اذان ہو گئی ہے نماز پڑھ لو۔۔۔"

میر کے کہنے پر حیا نے بے یقینی سے سر اٹھا کر میر کو دیکھا اسکے یوں دیکھنے پر میر نظریں چرا گیا۔۔۔

حیا نے پھر سامنے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھا کہ آیا میر ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔۔گھڑی پر نظر پڑتے ہی میر کے کہے کی تصدیق ہو گئی۔۔۔

حیا نے گھڑی سے نظریں ہٹا کر میر کی جانب دیکھا میر نے بھی حیا کی جانب دیکھا اسے حیا کی آنکھوں میں صاف شکوہ نظر آیا وہ بغیر کچھ بولے۔۔بیڈ سے اٹھی الماری سے اپنا ایک آرام دہ سوٹ نکال کر واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔

جب کہ آنسو اتر سے رواں تھے۔۔۔۔ایک ایک کر کے خود کو جیولری سے پاک کیا اور پھر میک اپ صاف کرنے لگی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ باوضو ہوتی روم سے نکلی اسے کافی ٹائم لگ گیا تھا جیولری وغیرہ اتارنے کپڑے چینج کرنے میں ۔۔۔۔

میر نماز پڑھ کر آچکا تھا اب بیڈ کی ایک سائیڈ سیدھا لیٹا آنکھوں کو بازووں سے ڈھانپ رکھا تھا۔۔۔

حیا بھی نماز پڑھتی تسبیح و دعا سے فارغ ہوتی۔۔۔ کمرے کی لائیٹ بند کرتی خاموشی سے بیڈ کی دوسری سائیڈ آلیٹی۔۔۔۔۔۔

میر کی جانب اسکی کروٹ تھی۔۔۔۔۔۔

ساری رات بیڈ کراون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنے سے اسکی کمر اکڑ چکی تھی۔۔۔۔۔ حیا کو سوچ کر ایک بار اور رونا آیا۔۔۔

اللہ جانے اس صبح کا سویرا کیا رنگ لاتا۔۔۔۔

////////

صبح حیا کی آنکھ چہرے پر پڑنے والی روشنی کی کرن سے کھلی۔۔۔

اس نے بیڈ کی دوسری جانب دیکھا تو میر وہاں نہیں تھا وہ آنکھیں مسلتی اٹھ بیٹھی۔۔۔

فریش ہو کر نیچے آئی تو سب ناشتہ کر رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ کچھ باتیں بھی لیکن اسے آتا دیکھ سب ایکدم خاموش ہو گئے تھے۔۔۔

لیکن میر نہیں تھا اور نا ہی اسے زوبی دکھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ آہستہ سے سب کو سلام کرتی بیٹھ گئی۔۔۔ جس کا سب نے جواب دیا اور دوبارہ سے ناشتے میں مصروف ہو گئے۔۔۔

سب ہی خاموش خاموش سے تھے اسے عجیب بھی لگا کہ سب اسے آتا دیکھ ایک دم یوں چپ کیوں ہو گئے

۔۔۔ کیا کچھ ہوا ہے گھر میں جس سے میں لا علم ہوں۔۔ پھر میر بھی تو اتنی لیٹ آئیں تھے نا۔۔ میں نے پوچھا ہی نہیں۔۔۔ پر خود بھی تو بتا سکتے تھے نا۔۔۔ پر نا جی نا۔۔۔۔ وہ خود سے ہی سوال و جواب میں الجھی ہوئی تھی کہ اچانک اسکے کان لفظ ہاسپٹل پہ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

نوشین بیگم میر ضیغم سے ہاسپٹل جانے کا پوچھ رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نا آسکی کہ ہاسپٹل میں کون ہے۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اسی الجھن میں وہ ڈھنگ سے ناشتہ نا کر پائی۔۔۔

آخر حیا سے صبر نا ہوا تو سب کے جانے کے بعد رامین سے پوچھا پھر رامین کے کیے گئے انکشاف پر حیا
۔۔۔ کتنی دیر کچھ بول ہی نا سکی

مطلب اتنی بڑی بات ہو گئ اور اسے کسی نے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا حتی کہ میر نے بھی۔۔۔

جبکہ ایسا نہیں تھا میر نماز پڑھ کر آیا تو دیکھا کہ وہ ابھی تک واش روم میں ہی ہے اس لیے وہ بیڈ پر لیٹے
۔۔۔ لیٹے اسکا انتظار کرنے لگا۔۔ پر کس وقت اس پر نیند حاوی ہوئی اسے خود خبر نا ہو سکی

صبح بھی میر کی آنکھ فون رنگ پر کھلی۔۔۔زوبی کا فون تھا بقول اسکے شازمہ دوائی وغیرہ کھانے سے منع
۔۔۔ کر رہی ہے جب تک کہ میر اسے معاف نا کر دے

زوبی کے رونے پر میر بے چین ہو تا بنا حیا کو اٹھائے بنا ہاسپٹل کیلئے نکلتا چلا گیا۔۔۔

پھر شام تک وہ نا آسکا شازمہ اسے اپنے پاس سے اٹھنے بھی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

نوشین زوبی کو زبردستی اپنے ساتھ گھر لے آئی تھی یہ کہہ کر کہ رات کی وہ جاگی ہوئی ہے کچھ دیر گھر
آکر آرام کر لے۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر ہے ناشازمہ کا خیال رکھنے کیلئے۔۔۔

اور یوں پھر میر بمشکل ولیمہ کہ تقریب سے کچھ دیر پہلے ہی آسکا۔۔۔۔

جلدی سے لباس تبدیل کیے وہ حیا کے پہلو میں آبیٹھا۔۔۔جو کہ کل کیطرح حجاب میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔وہ اسقدر اپنی سوچوں میں گم تھی کہ میر کے آنے کا بھی نوٹس نا لے سکی۔۔

چونکی تب جب میر نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

"آئی ایم سوری۔۔۔۔۔"

حیا نے چونک کر دیکھا جو اسکے کان میں جھکے کہہ رہا تھا۔۔

"کس لیے۔۔۔"

وہ سپاٹ سے لہجے میں بولی۔۔۔

"وہ کل سب اتنا اچانک ہوا کہ مجھے تمہیں بتانا یاد نارہا۔۔"

میر ندامت سے چور لہجے میں بولا۔۔۔

واقعی اتنا اچانک ہوا کے آپ یہ تک بھول گئے کہ اپنے پیچھے کسی کو مہوئے انتظار چھوڑ کر آئیں "

ہیں۔۔۔۔۔"

حیا بھی دل میں دبا شکوہ زباں پر لے آئی۔۔۔

آئی ایم سوری حیا مجھے احساس ہے کہ میں نے غلط کیا۔۔۔اٹس اوکے یہ وقت ان سب باتوں کیلئے "

مناسب نہیں۔۔۔"

وہ اسکی بات کاٹ کر سامنے دیکھتے بولی۔۔۔۔

جبکہ سامنے سے ان کے آفس ورکز آرہے تھے سب ان دونوں کو مبارکباد دے رہے تھے وہ دونوں لبوں پر مسکراہٹ سجائے سب سے مل رہے تھے لیکن آخری مہمان پر حیا کے مسکراہٹ میں پھیلے لب سمٹے۔۔۔

بھئی ماننا پڑے گا میر اس بار بھی بہت اونچا ہاتھ مارا ہے پر ذرا سنبھل کر کہیں ایسا نا ہو اڑان بھڑنے کی "

یہ عادت کبھی تمہیں منہ کے بل گرا دے۔۔۔۔

نعمان نے میر سے بغل گیر ہوتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر میر لب بھینچ گیا صاف ظاہر تھا وہ اس وقت کوئی تماشہ نا چاہتا تھا۔۔۔

آپ سے مل کر خوشی ہوئی بھابھی جانننننن۔۔اب تو آنا جانا لگا ہی رہے گا آخر کو ہم رشتے دار جو "ہو گئے ہیں۔۔

وہ حیا کی طرف جھکتا جان لفظ پر زور دیتا لوفرانہ انداز میں بولتا بو کے حیا کو پکڑاتا یہ جا وہ جا۔۔۔

"یہ کون ہے میر۔۔۔"

حیا سرسراتے لہجے میں بولی۔۔۔جو جاتے جاتے چہرہ موڑ کر حیا کو وارن کرنا نا بھولا۔۔۔

"ڈر کے مارے حیا نے نعمان پر سے نظر ہٹا میر سے پوچھا۔۔۔

"۔یہ ہارون کے تایا کا بیٹا ہے رامین بھابھی کا بھائی۔۔۔"

میر نے سرسری لہجے میں کہا۔۔۔

تم کیوں پوچھ رہی ہو

میر نے اس سے پوچھا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ دراصل۔۔۔

حیا کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ میر کا فون بج اٹھا۔۔شازمہ کا فون میر کچھ دور ہو کر شازمہ سے باتیں کرنے لگا جو اسے اپنے پاس بلا رہی تھی لیکن میر نے اسے بڑے سبھاو سے آج آنے سے منع کر دیا تھا وہ کم از کم آج کی رات حیا کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

حیا جو میر کو نعمان کے بارے میں بتانے ہی لگی تھی اسے فون پر بات کرتا دیکھ رک گئی۔۔۔

یاں کیا کہہ رہی تھی تم

میر فون بند کر کے اسکے پاس آتے ہوئے کہا۔۔۔

۔۔۔۔ کچھ نہیں

حیا یہ۔سوچ کر ٹال گئی کے روم میں جا کر آرام سے میر کو نعمان کی بابت بتائے گی۔۔۔۔

اوکے کھانا کھاو نگی

کھانا کھل چکا تھا میر نے سب کو کھانا کھاتے دیکھ حیا سے پوچھا

ہاں پر یہاں نہیں اپنے روم میں۔۔۔

حیاکے کہنے پر میر نے اسے کمرے میں جا کر انتظار کرنے کا کہا کہ وہ بھی آرہا ہے۔۔۔

حیامیر کی بات پر سر ہلاتی ملازمہ کی۔مدد سے اپنے روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔جبکہ میر اپنے بابا کہ پاس جو فون کان سے لگائے مسلسل میر کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کر رہے تھے

ہاں تم فکر نا کرو ہم ابھی آتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ کسی سے فون ہر بات کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔۔

۔۔ پھر فون بند کر کے جیب میں رکھا اور اسکی جانب متوجہ ہوئے

تمہیں ابھی شازمہ نے فون کیا تھا کیا۔۔۔

۔۔ . میر ضیغم نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا

جی باباسائیں۔۔۔۔

میر نے جواب دیا۔۔۔

۔۔۔۔ . کیا کہا تھا اس نے تم سے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اب کہ وہ تھوڑا برہمی سے بولے۔۔۔

یہ ہی کہ میں اس کے پاس جاوں ورنہ۔۔۔

۔میر کہتے کہتے خاموش ہوا۔۔

ورنہ کیا میر سائیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ رعب سے بولے۔۔

ورنہ وہ پھر سے وہی سب کریں گی۔۔۔۔میر نے سر جھکائے کہا۔۔۔

وہ وہی سب کریں گی نہیں میر سائیں وہ وہی سب کر چکی ہے اور اب اپناز خم کسی کو دیکھنے بھی نہیں دے رہی ہے سوائے تمہارے وہ کسی کو دیکھائے گی بھی نہیں اب چلو بھی سوچ کیا رہے ہو تم جانتےء ہع نا پہلے بھی اس کیلئے خون کا انتظام کسقدر مشکل سے ہوا ہے۔۔۔۔اب بھی نا جانے کتنا بہہ گیا ہو گا۔۔۔

پر بابا سائیں حیا میرا انتظار کر رہی ہے۔۔۔میر نے بھی اپنی مشکل بتائی۔۔۔

میر تم ایک سمجھدار سردار ہو ایک مرتے ہوئے انسان پر تم ایک صحیح سلامت انسان کو ترجیح دے رہے ہو جلدی کرو۔۔۔رہی بات حیا کی تو تم اسے فون کر کے بتا دو۔۔۔۔

میر ضیغم اسے لیے گاڑی میں بیٹھ گئے جو بھی ہو وہ ان کے بھائی اکلوتی بیٹی تھی جسے وہ اپنے بیٹے کیلئے مرتا نادیکھ سکتے تھے۔۔۔

۔۔۔۔ جبکہ میر گاڑی میں اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بیٹھ اتھا

انوکھا بندھن

22 قسط نمبر

از قلم نور عباس

جب وہ لوگ وہاں پہنچیں تو میر کو دیکھتے ہی وہ خوشی خوشی پٹی کروانے پر راضی ہو گئی اس شرط پر کہ میر ۔۔۔ آج کی رات اسکے ساتھ ہاسپٹل میں ٹھہرے گا جس پر میر نے باپ کے کہنے پر ہامی بھر لی

۔۔۔۔ پھر ساری رات وہ ہاسپٹل میں ہی رہا کیونکہ شازمہ اس کا ہاتھ چھوڑنے کو تیار نا تھی

دوسری طرف حیا کھانا اپنے سامنے رکھے میر کا انتظار ہی کرتی رہ گئی پر وہ نہ آیا حتیٰ کے اسکی کال بھی رسیو نا کر رہا تھا جب کہ میر نے خود اسے کال کی تھی کہ وہ ملک صاب کے ساتھ کسی کام سے جا رہا ہے جلد ہی واپس آجائے گا۔۔۔

حیا تب تک کھانا کھا لے۔۔۔۔

پر وہ میر سے بات کرنے کیلیئے بہت بے چین تھی وہ میر کو نعمان کے بارے میں سب بتانا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن میر تھا کہ آ کے ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔اب تو فون ملا ملا کر بھی حیا کی انگلیاں گھس گئی تھی۔۔۔۔

آپ کے موجودہ نظر سے اس وقت رابطہ مکمل نہیں برائے مہربانی کچھ دیر بعد کوشش کرے شکریہ۔۔۔۔

ایک بار پھر اس نے کال ملائی تو آگے پھر وہی جواب سننے کو ملا۔۔۔اب کی بار حیا نے غصے سے موبائیل کو بیڈ کی دوسری سمت اچھالا۔۔۔اور کمرے میں ادھر ادھر چکر کاٹنے لگی۔۔۔۔ تھک ہار کر وہ بیڈ سے ٹیک لگائے فرش پر بیٹھتی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھڑی کی سمت دیکھا تین بج چکے تھے۔۔۔۔

۔۔۔ میر آجائے نا پلیز مجھے آپکی ضرورت ہے.

وہ دل ہی دل میں میر سے ہمکلام ہوتی اپنی بے بسی پر سسک اٹھی۔۔۔۔۔

وہاں میر بے چین سا ہوا اٹھا۔۔۔

آہستگی سے اپنا ہاتھ سوئی ہوئی شازمہ کے ہاتھ سے نکالا۔۔۔۔

اور روم سے باہر نکل آیا۔۔۔

موبائل نکال کر دیکھا تو نوٹیفکیشن میں حیا کی ان گنت کال دیکھ کر لب بھینچ گیا۔۔۔۔۔

دل چاہا کے اسے کال بیک کروں پھر خیال آیا کہ اب تک وہ سو نا گئی ہو۔۔۔۔

مجھے حیا سے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔

مجھے اسے بتا دینا چاہیے تھا۔۔۔ کہ میں اس وقت شازمہ کے ساتھ ہوں اگر کسی اور سے اسے معلوم ہو گیا تو اسے کتنا برا لگے گا۔۔۔۔

وہ بینچ پر بیٹھا فون کو گھورتا ہوا سوچ رہا تھا۔۔۔

کیا سوچا تھا اور زندگی کس ڈگر پر چل نکلی تھی۔۔۔ میر مشکل میں گرفتار ہو چکا تھا ایک طرف محبت تھی تو دوسری جانب فرض دونوں کے درمیان وہ گھن چکر بن چکا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

//////////////

صبح ہوتے ہی شازمہ نے گھر جانے کی رٹ لگادی۔۔۔بہت مشکل کے بعد میر نے ڈاکٹر کو مطمئن کروا

۔۔۔ کر شازمہ کے ڈسچارج پیپرز بنوائے

اور اسے ساتھ لیے حویلی آگیا۔۔۔

ساتھ میں شازمہ کی والدہ بھی تھی۔۔۔

حویلی میں اک ہل چل سی مچل گئی تھی۔۔۔

نوشین نے آگے بڑھ کر شازمہ ہر سے کافی نوٹ وار کر ملازموں کو دیئے وہ بیٹی کو ترستی عورت ہر ایک پر اپنی ممتا نچاور کرنے کو تیار رہتی پھر جو بھی ہو وہ بھی آخر اسکے مرحوم بھائی کی بیٹی تھی کم عزیز تو اسے شازمہ بھی نہیں تھی وہ الگ بات کے شازمہ نے کبھی نوشین کو پھوپھو والا احترام نادیا جیسے کے میر دیتا تھا وجہ شازمہ کی والدہ تھی جو دل ہی دل میں نوشین سے کینہ رکھتی تھی کیونکہ نوشین نے اسکے بھائی کو ٹھکرا کر سلمان کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

"آو بسمہ اللہ پڑھ کر قدم رکھو بچے۔۔۔۔۔"

نوشین نے شازمہ کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"ہونہہ ڈھکوسلا۔۔۔۔"

شازمہ کی والدہ ہلکی سی آواز میں کہتی شازمہ کا ہاتھ پکڑے اندر بڑھ گئی جبکہ نوشین بھی بھابھی کی بات پر سر جھٹکتی ان کے پیچھے چل دی۔۔۔

وہ دونوں نیچے کے کمرے میں ٹھری تھی۔۔۔۔

۔۔۔ شازمہ کو نیچے چھوڑتا وہ بھاگنے کے انداز میں اوپر اپنے کمرے میں آیا

دروازہ کھولنے پر اسے سامنے ہی بیڈ پر کھانے کی ٹرے نظر آئی جو جوں کی توں رکھی ہوئی تھی۔۔۔

لیکن حیا اسے کہیں نظر نا آئی وہ سرد آہ ہوا کے سپرد کرتا 😮

روازہ بند کرتا آگے بڑھا تو حیا اسے بیڈ سے ٹیک لگائے فرش پر بیٹھی نظر آئی۔۔۔۔

"۔۔۔ حیا"

وہ بھی حیا کے مقابل فرش پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیانے اسکی پکار نا سنی یا سن کر ان سنا کر گئی کیونکہ اسکے وجود میں کوئی جنبش تک نا ہوئی۔۔۔وہ مسلسل اپنے مہندی لگے ہاتھوں کو دعا کی صورت اپنے سامنے پھیلائے انہیں گھورنے میں مصروف تھی۔۔۔

"حیا۔۔"

اب کے میر نے اس کا کندھا ہلا کر اسے پکارا۔۔

حیا ایک دم اس کا ہاتھ جھٹکتی کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی اور خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

وہ غائب دماغی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

جب کہ میر نے اپنے ہاتھ کی جانب دیکھا تھا جسے حیا نے جھٹکا تھا۔۔۔

حیا وہاں سے اٹھی اور جانے لگی کے میر نے پھرتی سے اٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

"ڈونٹ ٹچ می۔۔۔"

"کیا آپ کو ایک بار میں سمجھ نہیں آیا۔۔۔۔"

حیا دوبارہ سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالتی غراتے ہوئے بولی شدت جذبات سے اسکا گلا رندھ گیا۔۔۔۔

"حیا پلیز تحمل سے ایک بار میری بات سن لو۔۔۔"

میر پھر سے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔۔

"کیا سنوں میں ہاں۔۔۔۔۔"

۔۔۔ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ

یہ ہی نا کہ آپ نے مجھ سے جھوٹ کہا تھا کہ آپ ملک صاب کے ساتھ کسی ضروری کام سے گئے ہیں

جبکہ در حقیقت آپ اپنی بیوی کی تیمارداری میں مصروف تھے۔۔۔

اور میں یہاں پاگل بنی آپ کے خیر سے ہونے کی دعائیں مانگ کر پاگل ہو رہی تھی۔۔۔

کہ اللہ خیر کرے آپ میری کال رسیو کیوں نہیں کر رہے یہ سوچ سوچ کر دماغ شل ہو گیا کہ کہیں

آپ کو کچھ ہو تو نہیں گیا۔۔۔رات کے اس پہر کس کے پاس جاوں کس سے پوچھوں۔۔۔۔۔

وہ اپنی بے بسی کی داستان سناتی رو دی۔۔۔ کیا سوچا تھا اور کیا ہو رہا تھا۔۔۔

حیا پلیز رو تو نہیں۔۔۔۔۔

میر صرف اتنا ہی کہہ سکا۔۔۔

جبکہ وہ میر کی بات کو سرے سے نظر انداز کر گئی۔۔۔

میر کیا میں آپ کے نزدیک اتنی اہمیت کی بھی حامل نہیں تھی کہ آپ مجھے حقیقت بتا دیتے میں آپ کو منع تو نا کرتی جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔

حیا نے شاکی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

مجھے لگا تمہیں شاید برا لگے اس لیے مصلحت کے تحت۔۔۔ آپ نے جھوٹ بول دیا اور پھر کیا اب مجھے معلوم ہو نہیں گیا اب مجھے زیادہ دکھ ہوا ہے میر مجھے لگ رہا ہے آپ مجھے اس قابل ہی نہیں سمجھتے کہ اپنی کوئی بات مجھے بتائے۔۔۔

حیا نے بیدردی سے ہونٹ کا کونہ دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔

نہیں با خدا حیا ایسا مت کہو۔۔۔۔۔۔۔

میر نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

تو اور کیا کہوں میر آپ نے خود مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا ہے۔۔اگر آپ مجھے سچ بتا دیتے تو شاید میں مطمئن ہوتی سو جاتی کہ آپ خیریت سے ہیں یوں ساری رات اذیت میں تو نا کٹتی میری۔۔۔

کیا آپکی یہ معذرت میری رات بھر کی اذیت کا ازالہ کر سکتی ہے نہیں نا۔۔۔۔

سوری پلیز آخری بار مجھے معاف کر دو۔۔۔۔

حیا کی بات پر میر نے ندامت سے اپنی پیشانی حیا کی پیشانی سے ٹکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

جب کہ چہرہ ہنوز ہاتھوں کے پیالے میں تھا۔۔۔۔

سوری میر لیکن ان سب کے لیے میں آپ کو معاف نہیں کر سکتی کیونکہ رات بھر میں میرا مان کرچی کرچی ہو چکا ہے۔۔۔

اور ایک بات مجھے اچھے سے سمجھ آگئی ہے خاندانی بیوی خاندانی ہوتی ہے۔۔چاہے اچھی ہو یا بری ہمیشہ خاندانی بیوی کا پلڑا ابھاری رہتا ہے اس کے آگے باہر سے آئی بیوی کچھ نہیں سمجھی جاتی۔۔۔اور جب ہو بھی مدمقابل مجھ جیسی لاوارث جسکا کا نا کوئی میکہ نا مان ہوتا ہے۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ میر کے دونوں ہاتھوں پر ہاتھ رکھے اسکے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے ہٹائے اک ترنگ میں بولتی الٹے قدم اٹھاتی میر سے دور ہوتی گئی اس سے پہلے میر اسکو روکتا وہ واش روم میں بند ہو چکی تھی۔۔۔۔۔واش روم کے دروازے سے ٹیک لگائے وہ بیٹھتی چلی گئی

کیا اسکے نصیب میں خوشیاں نہیں تھی کیوں خوشیاں اسے جھلک دیکھا کر چھپ جاتی تھی۔۔۔

رات بھر وہ میر کا جاگ کر انتظار کرتی رہی میر کے فون نا اٹھانے پر عجیب سے وسوسے اسے گھیرے جا رہے تھے۔۔۔۔

کیا کریں کس کے پاس جائے کچھ سمجھ نا آ رہا تھا۔۔۔۔

آخر کار اس نے تھک ہار کر دل ہی دل میں خدا سے مدد مانگی۔۔۔لباس تبدیل کیا اور باوضو ہو کر مصلے پر تہجد ادا کرتی ____ رب سے اپنی میر کی سلامتی مانگتی رہی کافی دیر وہ سجدے میں سر گرائے گڑگڑاتی رہی یہاں تک کے فجر ہو گئی فجر پڑھ کے حسب معمول تلاوت قرآن کرنے کے بعد کافی دیر تسبیح کرتی کمرے کی کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی۔۔جہاں سے لان کا منظر صاف نظر آتا تھا تبھی اسے گاڑی رکنے کی آواز آئی وہ خوش ہی ہو رہی تھی کہ میر آ گیا ہے تبھی اسے اندر سے کسی چیز کے چھناکے سے ٹوٹنے کی آواز آئی وہ چیز کچھ اور نہیں اس کا مان تھا جب اس نے میر کے ساتھ شازمہ کو آتے دیکھا جو مکمل طور

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پر میر پر انحصار تھی میر شازمہ کو کندھے سے تھامے ہوئے اندر لا رہا تھا وہ بے یقینی سی منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی چیخ کا گلا گھونٹتی بیڈ کے ساتھ لگے فرش پر بیٹھتی چلی گئی ذہن میں صرف ایک ہی بات گھونج رہی تھی اگر میر شازمہ کے ساتھ تھا تو حیا سے یہ بات کیوں چھپائی۔۔۔

وہ واش روم کے دروازے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

اسے کافی دیر واش روم میں گزر گئی تھی۔۔۔

جبکہ میر بے چینی سے اسکے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

کیونکہ ملازمہ انہیں ناشتے پر بلانے آئی تھی۔۔۔

وہ واش روم کے دروازے کو نوک کرنے ہی والا تھا کہ کلک کی آواز سے دروازہ کھولتی حیا واش روم سے باہر آئی۔۔۔

اور میر کو نظر انداز کرتی ڈریسنگ کے آگے کھڑی ہوتی اپنے بال سلجھانے لگی۔۔۔ بالوں کی سادہ سی چوٹی بنائے۔۔۔ سر پر اچھے سے ڈوپٹہ اوڑھے اپنی جوتی پہنی۔ لباس تو اس نے رات کو ہی تبدیل کر لیا

تھا۔۔۔اس لیے دوبارہ نہیں کیا۔۔۔البتہ جیولری سے بے نیاز اور بنامیک اپ کے نہایت ہی سادگی سے وہ باہر جانے کو تیار تھی۔۔۔

میر بھی وقت کی نزاکت کا خیال کرتا اسے کچھ نا بولا۔۔۔۔

۔۔۔۔ باہر چل دیا میر کے پیچھے ہی حیا بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی نیچے چلدی

جہاں سب ہی ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔میر اپنی مخصوص چیئر پر بیٹھا حیا کی جگہ پر شازمہ پہلے سے ہی بیٹھی تھی۔۔۔جبکہ حیا سب کو سنجیدہ آواز میں سلام کرتی میر کے بلکل سامنے والی کرسی پر زوبی کے ساتھ جا بیٹھی۔۔۔

جب کہ حیا کی سنجیدگی کو سب نے نوٹ کیا۔۔۔۔

.ملازمائیں ان سب کے آگے ناشتہ رکھ رہی تھی۔۔۔

شازمہ کو حیا کو یوں چپ دیکھ کے کمینگی سی خوشی ہوئی تھی۔۔۔وہ جان بوجھ کر ایک ایک چیز اٹھا کر لگاوٹ سے میر کو پیش کر رہی تھی میر نے دو تین دفعہ شازمہ کو ٹوکا بھی کہ شازمہ خود ناشتہ کرے اسے جو چیز چاہئے ہوگی وہ خود لے لے گا۔۔۔۔

لیکن پھر بھی شازمہ بعض نا آئی۔۔۔

باقی سب خاموش تماشائی بنے بیٹھے سب دیکھ اور محسوس کر رہے تھے۔۔۔ حیا کے چہرے پہ چھائی پژمردگی نوشین کی نظروں سے بھی چھپی نارہ سکی۔۔۔ جبکہ زوبی کو بھی حیا کی حالت دکھ میں مبتلا کر گئی۔۔۔

ارے حیا جی آپ کچھ لے نا۔۔۔

زوبی کی بات پر سب نے حیا کی طرف دیکھا واقعی اسکی پلیٹ خالی تھی اس نے صرف چائے ہی لی تھی۔۔۔

ہاں بچے لو نا تم بھی کچھ اب کے نوشین بھی بولی۔۔۔

نہیں پھوپھو میں اتنا ہیوی ناشتہ کرنے کی عادی نہیں ہوں۔۔۔۔ حیا نے پھوپھو کو سہولت سے منع کیا تھا۔۔۔

پھر بھی بچے یوں خالی پیٹ صرف چائے پتہ نہیں رات کو بھی تم نے کچھ ڈھنگ کا کھایا بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔

نوشین فکرمندی سے بولی۔۔۔

آپ فکر مت کریں پھوپھو جتنا پیٹ بھر کے کھانا میں نے رات کو کھایا ہے ایسا شاید میں نے اپنی پوری زندگی نا کھایا ہو۔۔۔۔۔وہ بہت مضبوطی سے جھوٹ بول گئی۔۔۔۔

اسکی بات پر جہاں شازمہ کا چہرہ بگڑا وہیں میر نے ضبط سے اپنے لب بھینچیں۔۔کیونکہ میر نے ہی اس کو کل رات کہا تھا کہ وہ کمرے میں جاکے میر کا انتظار وہ ملازمہ سے کہہ کر کھانا لیکر آرہا ہے پر اسکی نوبت ہی نا آئی میر کو روم میں جانا نصیب ہی نہیں ہوا۔۔۔اور جب صبح وہ کمرے میں داخل ہوا تو اسے اپنے بیڈ پر کھانے سے بھری ٹرے نظر آئی جو جوں کی توں پڑی تھی۔۔۔مطلب اس کے انتظار میں حیا نے کچھ نہیں کھایا تھا اک اور گناہ اپنے خاتے میں جاتا دیکھ میر تڑپ گیا۔۔۔

اس سے برداشت نا ہوا تو وہ ناشتے کی میز سے بنا کچھ بولے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

//////////

میر کی واپسی شام گئے تک ہوئی وہ صبح سے زمینوں پر تھا۔۔۔اور کافی حد تک تھک چکا تھا۔۔اب صرف آرام چاہتا تھا لیکن جیسے ہی اپنے روم میں قدم رکھا تو چکرا گیا حیا اپنا سامان پیک کر رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ سب کیا ہے حیا۔۔۔۔

وہ آگے بڑھتا حیا کا ہاتھ تھام گیا۔۔۔ذہن میں ایک ہی سوچ آئی کیا حیا مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے۔۔۔۔

کہاں جا رہی ہو۔۔پلیز مجھے چھوڑ کر مت جاونا۔۔۔۔

وہ دیوانہ سا ہوتا اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتا اسکی پیشانی کو عقیرت سے چومتا بے تابی سے کہہ رہا تھا۔۔۔

۔۔۔ میں کہیں نہیں جا رہی سر

صرف یہاں سے شفٹ ہو رہی ہوں۔۔۔

حیا اپنا چہرہ اسکی گرفت سے چھڑاتی بیگانگی سے بولی۔۔۔

۔۔۔۔۔ مطلب۔۔میرا مطلب کہاں شفٹ

وہ گڑبڑا کر بولا۔

جب کے میر کو اس کا سر کہنا شدت سے محسوس ہوا۔۔۔یعنی حیا پھر سے اس سے دور جا چکی تھی۔۔۔۔

دوسرے روم میں۔۔۔

وہ فقط اتنا ہی بولی۔۔۔

۔۔۔۔ پر کیوں

بے ساختہ میر بولا۔۔۔

آج دوپہر میں ہی ملازمہ نے مجھے بتایا کہ مجھ سے قبل یہ کمرہ شازمہ جی کا تھا میں نے سوچا اس سے پہلے مجھے یہاں سے نکل جانے کا آڈر ملے میں خود ہی کیوں نا دوسرے کمرے میں شفٹ ہو جاوں شاید اسطرح میرا کچھ بھرم رہ جائے۔۔۔

حیا تفصیل بتاتی اپنی ساری چیزیں بیگ میں رکھ کر بیگ بند کر چکی تھی۔۔

حیا تم غلط سمجھ رہی ہو ایسا بھلا کون کریں گا۔۔۔۔

میر نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

واقعی میں اب تک غلط ہی تو سمجھتی آئی تھی سب کہ آپ کی زندگی میں میری کوئی اہمیت ہے آپ کا شکریہ کہ آپ نے بہت جلد میری امیدوں کا محل مسمار کر دیا۔۔۔۔

حیادونوں ہاتھوں کی پشت سے اپنے آنسو صاف کرتی بولی۔

اور بیگ بیڈ سے اٹھا کر زمین پر رکھے اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔۔۔

اب کیسی تھکن کہاں کا آرام۔۔۔۔میر کا دل چاہا خود کو ہی کچھ کر دے۔۔۔۔۔۔۔

انوکھا بندھن

23 قسط نمبر

از قلم نور عباس

حیا نے اپنا سامان فلحال زوبی کے کمرے میں شفٹ کر لیا تھا۔۔۔

پتہ نہیں زندگی کونسی کروٹ لینے والی تھی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

شازمہ اپنے روم میں شفٹ ہو چکی تھی۔۔وہ بہت خوش تھی کیونکہ جو وہ چاہتی تھی وہ ہو چکا تھا اس نے میر اور حیا کے درمیان ایک دڑار سی ڈال دی تھی۔۔۔۔

میر تو اگلی صبح ہی شہر کیلئے روانہ ہو چکا تھا جبکہ فلحال وہ ابھی کسی کو بھی اپنے ساتھ نا لیکر گیا تھا۔۔۔

جبکہ نوشین پھوپھو اپنی فیملی کے ساتھ کل شام ہی چلی گئی تھی اور جاتے ہوئے حیا کو کافی کچھ سمجھا کر گئی تھی۔۔۔

کیونکہ نوشین میر اور حیا کے درمیان سرد مہری کو بھانپ چکی تھی۔۔۔۔

اور حیا سے وعدہ لیکر گئی تھی کہ وہ اس رشتے کو اچھے سے نبھائے گی۔۔۔۔

جس پر حیا نے ان کے سامنے تو اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔۔

لیکن فلحال وہ میر سے کافی ناراض تھی۔۔۔۔۔

میر کو شہر گئے آج ہفتے سے زیادہ ہونے کو آیا تھا اس نے پلٹ کر اک فون تک نا کیا تھا۔۔۔جب کے شازمہ سے وہ روز اسکی خیر خیریت پوچھتا تھا۔۔۔شازمہ دوبارہ سے اپنے اصل رنگ ڈھنگ میں

آچکی تھی گاوں کی عورتوں کو حقیر جاننے والی۔ جبکہ اس کے برعکس حیا کا رویہ ان کے ساتھ رحم دلی سا تھا۔۔۔۔

عورتیں بھی حیا کی کافی عزت کرتی تھی۔۔۔۔

اب زیادہ تر عورتیں حیا کے پاس ہی اپنے مسائل لیکر آتی حیا انہیں پوری توجہ سے سنتی اور جہاں تک ممکن ہو تا مسئلہ سلجھانے کی کوشش کرتی۔۔۔۔

۔۔۔۔ یوں حیا کا بھی ان سب میں دل بہل گیا تھا

"لیکن شازمہ سے یہ سب برداشت نا ہو رہا تھا کہ گاوں کی عورتیں شازمہ کے ہوتے ہوئے حیا کے پاس جائے۔۔۔۔

کیونکہ شروع سے شازمہ ہی اس پروٹوکول کی عادی رہی تھی لوگ اس کے پاس اپنے مسائل لیکر آتے جسے وہ سننے سے پہلے اپنی خوب خدمت کرواتی پھر جا کر ان کے مسائل نخوت سے سنتی۔۔

جو کبھی حل تو نا ہوئے تھے کیونکہ شازمہ ہر بار انہیں یہ کہہ کر ٹال دیتی کے دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے۔۔۔

جب گاوں کی ایک عورت نے اپنا مسئلہ بیان کر کے نیچے بیٹھ کر حیا کے پاوں اپنی گود میں رکھ کر دبانا چاہے تو۔۔

۔حیانے نرمی سے اسے یہ سب کرنے سے منع کیا اور اسے پیار سے سمجھایا کہ حیا بھی انکی طرح کی ایک انسان ہے اور کسی انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی کی مجبوری کو اپنے مفاد کیلئے استعمال کریں۔۔۔

جس سے گاوں کی عورتوں کے دلوں میں حیا کی عزت اور بڑھ گئی۔۔۔

جس سے شازمہ حسد کرنے لگی۔۔۔

کہتے ہیں ہر انسان کی عزت اس کے اپنے ہاتھ ہی ہوتی ہے یہ خود اسی پر انحصار ہے کہ وہ اپنے رویے سے عزت کو اپنی قسمت میں لکھتا ہے یا ذلت کو۔۔۔

پر یہ بات کوئی شازمہ کو کیسے سمجھائے۔۔۔

/////

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

سردارنی جی یہ حیاتو آپ کیلیئے نرا مسئلہ بنتی جا رہی ہے جی۔۔۔کیسے سارے گاوں کی عورتوں کو اپنی "

"باتوں کے جھانسے میں پھنسالیا ہے۔۔۔اس کا تو کچھ کرنا ہی پڑے گا میڈم جی۔۔

۔شازمہ کی وفادار ملازمہ شیدو اس کے پاوں دباتی مکارپن سے بولی۔۔۔۔

اسے اللہ واسطے کا بیر ہو چکا تھا حیا سے کیونکہ اس نے شیدو کو کچن سے سامان چوری کرتے دیکھ لیا تھا۔۔۔جس پر اس نے شیدو کو ٹوکا تھا اور وہ جو ہر روز بے دھڑک اپنی مرضی کا سامان یہاں سے لے جاتی تھی اس سے محروم رہ گئی تھی یہ نہیں تھا کہ شیدو کو آج سے قبل کسی نے یہ حرکت کرتے نا دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن کسی نے شیدو کا راز نہ کھولا تھا کیونکہ ایک تو شیدو شازمہ کی لاڈلی ملازمہ تھی اسلیے اسے شازمہ کا سپوٹ حاصل تھا اور دوسرے کون شیدو کی شکایت شازمہ سے کر کے شازمہ کے قہر کا نشانہ بنتا

تو فکر نا کر شیدو جس طرح کمرے سے نکلوایا ہے اسی طرح میر سائیں کی زندگی سے نا نکالا تو میرا نام "

"بھی شازمہ نہیں۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

شازمہ مکاری سی ہنسی ہنستے ہوئے بولی سب کچھ اس کے پلین کے مطابق ہی تو ہو رہا تھا تبھی اسکے ۔ موبائل پر رنگ ہوئی

اس نے موبائل پر نمبر دیکھتے ہوئے شیدو کو باہر جانے کا اشارہ کیا شیدو شازمہ کا اشارہ سمجھتی سر ہلاتی وہاں سے چلدی۔۔۔۔جاتے جاتے کمرے کا دروازہ بند کرتی نا بھولی۔۔۔۔

شیدو کے جاتے ہی شازمہ نے کال اٹینڈ کی۔۔۔

"کہو۔۔۔۔"

شازمہ نے یک لفظی کہا۔۔۔

آگے سے کسی نے کچھ کہا جس کے جواب میں شازمہ بولی۔۔

"نہیں بس سمجھ لو تابوت میں بس آخری کیل ٹھوکنی باقی ہے۔۔۔۔"

پھر وہ خاموشی سے اگلے کی بات سننے لگی۔۔۔

"ہاں ہاں بہت جلد تم سے زیادہ تو جلدی مجھے ہیں۔۔۔"

" . آئندہ تم مجھے کال نا کرنا میں خود موقع دیکھ کر تمہیں فون کرونگی"

"اوکے۔۔۔۔۔۔"

فون سائیڈ ٹیبل پر رکھتی ہونٹوں پر ایک پر اسرار کی مسکراہٹ بکھیرے وہ کچھ دن پیچھے چلی گئی۔۔۔

زوبی کے منگنی والے دن جب اسکی ماں اور بھائی اسے اپنے ساتھ گھر لے چلے۔۔۔

وہیں اسے دوسرے دن معلوم ہوا کہ حیا اور میر کی شادی کافی دھوم دھام سے کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔ جس پر وہ کھول کر رہ گئی۔۔۔

اس کے بھائی بھی بے بس تھے کیوں کہ گاوں والوں کی سپورٹ بھی میر کے ساتھ ہی تھی۔۔۔

وہ جتنا بھی شور مچاتے پر اس بات کو جھٹلا نہیں سکتے تھے کہ اصل میں غلطی ان کی بہن کی ہی تھی۔۔۔

پھر میر کے مایوں والے دن کی بات تھی کہ دوپہر میں اسکے سارے بھائی اپنے اپنے کاموں پر گئے ہوئے تھے۔۔اور بھابیاں اپنے اپنے بچوں کو لیکر اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہی تھی جبکہ اسکی ماں ہمیشہ کی طرح محلے والوں کی کن سوئیاں لینے پڑوسی دورے پر نکلی ہوئی تھی۔۔۔

جب ملازمہ نے اسے آکر بتایا کہ کوئی شخص آیا ہے اور وہ آپ کا نام لے رہا ہے کہ اسے آپ سے ملنا ہے۔۔۔

جب کہ وہ حیران رہ گئی کہ کون آیا ہے۔۔۔

.کہیں میر سائیں تو نہیں۔۔۔۔ نہیں نہیں وہ بھلا مجھے کیوں لینے آئے گا۔۔

وہ خود ہی اس بات کی نفی کرتی تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتی ملازمہ کے پیچھے چل دی۔۔۔ جب وہاں داخل ہوئی تو

سامنے بیٹھی شخصیت کو دیکھتے وہ حیران رہ گئی۔۔۔۔

۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو"

وہ اپنی حیرانی پر قابو پاتی ناگواری سے بولی۔۔۔

بتاتے ہیں بتاتے ہیں بیٹھے تو سہی آپ سے ہی ملنے آئے ہیں۔۔۔۔

سامنے والا اسکی ناگواری کو بھانپتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جبکہ وہ اس کے سامنے سنگل صوفے پر جا بیٹھی۔۔۔۔

شازمہ کو کچھ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔ کبھی یہ سامنے بیٹھا شخص اسکی محبت ہوا کرتا تھا پھر اسکے دھوکا دینے کے بعد وہ اپنے دل میں ارحم کیلئے وہ جذبات کبھی پیدا نا کر سکی اور نا ہی میر کیلئے۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کہو۔۔۔

وہ اپنی سوچوں کو پیچھے جھٹکتی ہوئی بولی۔۔۔۔

وہاں تمہارا شوہر دھوم دھام سے گھوڑی چڑھ رہا ہے اور یہاں تم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے

بیٹھی ہو میں تمہیں اتنا بزدل تو کبھی نہیں سمجھتا تھا شازی۔۔۔

وہ لگاوٹ سے کسی پرانی یاد کا حوالہ دیتا بولا۔۔۔۔

تمہیں اتنا دکھ کیوں ہو رہا ہے آخر تم نے بھی تو مجھے دھوکا دیا تھا مجھے جھوٹی محبت کے لارے لگا کر ہاتھ

کسی اور کا تھام لیا تھا تم میں اور میر سائیں میں کیا فرق رہ گیا۔۔۔۔

شازمہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی۔۔۔۔

یہ غلط ہے شازی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ میں نے تمہیں دھوکا نہیں دیا تھا

وہ شازمہ کی بات کی نفی کرتا بولا۔۔۔۔

۔۔۔۔ میں آیا تھا تمہارے باپ سے تمہارا ہاتھ مانگنے

لیکن تب وہاں موجود میر ضیغم نے مجھے اور میرے باپ کو کافی ذلیل کیا اور یہ کہہ کر کہ وہ پہلے ایک رشتہ برادری سے باہر کر چکے ہیں دوسرا نہیں کرنا چاہتے اور ویسے بھی تم بچپن سے ہی میر ارحم کی منگ ہو۔۔۔۔

یہ سب سن کر بھی میں پیچھے نا ہٹا شازی۔۔۔۔

میں تو تمہاری محبت میں وہ بے عزتی بھول گیا پر میرے بابا نہ بھلا پائے اور میرے لاکھ منع کرنے کے باوجود میرا رشتہ وہ دوسرے گاوں اپنے کسی جاننے والوں میں طے کر آئے میرے انکار پر انوں نے مجھ سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔۔۔ میں پھر بھی نا مانا۔۔۔ پھر میری ماں نے اپنا ڈوپٹہ میرے قدموں میں رکھا جس کے سبب مجھے ماننا پڑا۔۔ کیونکہ تب تک تمہاری نسبت بھی ارحم سے طے پا چکی تھی۔۔۔۔اس لیے میں ہار گیا۔۔۔۔

وہ آنکھوں میں اشک بھر لایا۔۔۔

کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ تم مجبور کر دیئے گئے تھے۔۔۔

شازمہ جیسے اب بھی تذبذب کا شکار ہوئی۔۔۔

کیا ثبوت کیلئے یہ کافی نہیں کہ میری شادی شدہ زندگی ایک سال سے زیادہ نا چل اسکی وجہ میں اپنی بیوی کو چاہ کر بھی وہ مقام نا دے سکا جو تمہارا اب بھی میرے دل میں۔۔۔۔۔۔

اس نے یقین دلاتے کہا۔۔۔

اور اب شازمہ کو یقین کرنا ہی پڑا کیونکہ یہ بات بلکل سچ تھی۔۔۔ کہ اسکی شادی شدہ زندگی ایک سال کے اندر اندر ہی ختم ہو گئی تھی۔۔۔

مجھے پتہ تھا شازی۔۔۔۔ تم مجھ سے متنفر ہو گی اس لیے تو میں شرمندگی کے مارے کبھی تمہارے سامنے نا آیا۔۔۔ لیکن میں نے خود سے یہ عہد کر لیا کے اپنی محبت کے دشمن کو میں کبھی سکون سے نا بیٹھنے دونگا ۔۔۔۔ میں میر ضیغم کو اسکی اولاد کی خوشیاں دیکھنے نا دونگا۔۔۔۔ اس لیے میں میر کے ساتھ الیکشن لڑا پر قسمت اسکا ساتھ دے گئی۔۔ لیکن کب تک شازی آخر کب تک ہماری محبت کا دشمن اپنی جیت کی خوشی منائیں گا۔۔۔۔

نعمان ایک جذ

ب سے بولتے ہوئے شازمہ کے دونوں بازووں کو تھام گیا۔۔۔

جبکہ شازمہ کی آنکھوں میں برسات کی جھری لگی تھی۔۔۔وہ اب تک اپنی محبت کو غلط سمجھتی آئی تھی پر اب نہیں۔۔

اس لڑائی اب صرف آپ کی نہیں ہے نومی۔۔۔

شازمہ اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔

کیا کہا تم نے شازی ایک بار پھر سے کہنا تمہیں نہیں معلوم اپنا نام تمہاری زبان سے سننے کیلئے میں کتنا ترساہوں

وہ اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتا بولا۔۔

ہاں نومی۔۔۔آپ مجھے ہر قدم پر اپنے ہمراہ پائیں گے۔۔۔

ہم دوموں مل کے اپنی ادھوری محبت کا بدلا لینگے۔۔۔

وہ عزم سے کہتی اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔یہ جانتے ہوئے کہ یہ شخص اس کے لیے نامحرم ہے اور ۔۔۔ جہاں رشتوں کا تقدس ناوہاں شیطان لازم ہوتا ہے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ان کے ملن کو بھی شیطان نے مسکرا کر دیکھا۔۔۔اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا کہ اب مجھے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

نعمان کسی کے وہاں آجانے کے خیال سے شازمہ سے الگ ہوا جب کہ شازمہ تو سب بھلائے کھڑی تھی۔۔۔

۔۔۔پھر نعمان نے اسے آگے کا سارا پلان سمجھایا😲

۔۔۔ان کے پلان میں سب سے پہلے یہ شامل تھا کہ وہ میر اور حیا کو کبھی ایک نا ہونے دینگے

آہستہ آہستہ انہیں آپس میں بدظن کریں گے اور پھر نوبت طلاق تک آجائے گی۔۔۔۔

شازمہ کے ذہن میں یہ تھا کہ نعمان میر غیغم سے اپنی محبت کا بدلہ اس طرح لینا چاہتا ہے کہ میر ہمیشہ بے اولاد رہے۔۔۔

جب کہ نعمان چاہتا تھا کہ حیا اسے ان چھوئی ہی ملے۔۔۔۔۔

نعمان شازمہ سے نمبر لیتا دبے پاوں چھوٹی حویلی سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

۔۔باہر آتے ہی اسکے چہرے کے زاویے بدلے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

بیچاری۔۔۔یہ عورت ذات بھی کتنی بیوقوف اور جذباتی ہوتی ہے زراسا انہیں ایموشنل کردو تو یہ اپنا آپ نچھاور کرنے سے بھی پیچھے نہیں ہٹے گی۔۔۔نعمان خود سے کہتا اپنی آنکھ سے بہتا جھوٹ موٹ کا آنسو جو اس نے ڈرامے میں رنگ بھرنے کیلئے آنکھ سے بدقت نکالا تھا اسے شہادت کی انگلی کے پور پر رکھے بولا۔۔۔

سوری شازمہ ڈارلنگ ایکبار پھر تمہیں بے وقوف بنانے جارہاہوں پر کیا کروں اسکے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے کیوں شطرنج کے اس کھیل میں میرا سب سے اہم مہرہ ہو تم۔۔۔اور جب تم میرا کام کردو گی تو تمہیں پھر اپنی مجبوری بتا کر تم سے الگ ہو جاونگا امید ہے تم میری مجبوری سمجھو گی ورنہ باصورت دیگر وہ انگلی کی پور پہ رکھے آنسو کو پھونک مارتے بولا۔۔۔تمہارا حال بھی یہ ہی ہو گا چوائس از یورس۔۔۔۔۔

کہتے ساتھ ہی وہ قہقہہ لگاتا آنکھوں پر گلاسس لگاتا اپنی گاڑی میں جا بیٹھا جسے سوجھے ہوئے منہ کے ساتھ زبیر نے ہی واں کیا تھا۔۔۔آخر کو نعمان کی حیا اسکی گرفت سے بھاگنے میں آزاد رہی اب اتنی سزا تو بنتی تھی اگر زبیر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک اس کا دسواں ہوچکا ہوتا۔۔۔۔

///////

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیا فورا سے بھاگ کر اپنے روم میں آئی وہ کسی کام سے اوپر والی منزل پر گئی تھی جہاں وہ شیدو اور شازمہ کے مابین ہونے والی گفتگو وہ سن چکی تھی۔۔۔۔

او میرے خدایا. مجھ سے اتنی بڑی غلطی ہو گئی میں نے انجانے میں میر کو کیا کیا نہیں کہہ دیا۔۔۔

تبھی پھو پھو مجھے بارہا کہہ رہی تھی کہ میں اس گھر میں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھوں۔۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھی دونوں ہاتھوں پر سر کو گرائے بیٹھی تھی۔۔۔اسے بہت سارونا آرہا تھا۔۔

تبھی اسکے فون پر کال آنے لگی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا میر کی کال دیکھ کر اسے اور رونا ہوا اس نے لمحے کی تاخیر کیے بغیر فون اٹھایا۔۔۔

میر۔۔۔میر آپ کہاں ہے۔۔پلیز میرے پاس آجائیں پلیز میر۔۔۔وہ فون پر بے ساختہ روتی کہے جارہی تھی۔۔۔

ہیلو ہیلو میر آپ۔ آپ سن رہے ہیں ناں۔ہیلو۔۔۔۔

وہ بے تابانہ سا بولے ہی جارہی تھی جب کہ دوسری طرف میں دم سادھے اسے سن رہا تھا ہفتہ ہو گیا تھا اس دشمن جاں کی آواز کو سنے۔۔۔۔

تم ٹھیک تو ہو نا حیا۔۔۔۔رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔

میر نے بے تابی سے پوچھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ آپ پلیز آجائیں نا

اس نے جیسے میر کی بات سنی ہی نہیں تھی۔۔۔

اچھا رو تو نہیں میں صبح نکلتا ہوں۔۔۔

نہیں مجھے آپ ابھی چاہیے ہو۔۔۔

وہ ہڈ دھرمی سے بولی۔۔

۔۔۔ پر حیا اس وقت کیسے

۔۔۔ میر نے گھڑی کیطرف دیکھا

میں نے کہاں نا ابھی مطلب ابھی۔۔۔۔۔

سمجھ نہیں آرہی کیا آپ کو

وہ ضدی پن سے بولتی اپنے موقف سے زرا سا بھی نا ہٹی۔۔۔

اچھا بابا آرہا ہوں۔۔۔۔۔

میر نے حامی بھری۔۔۔

سچ میں میں پھر ریڈی ہوتی ہوں آپ جلدی سے آجائیں۔۔۔۔۔

وہ روانی سے کہہ گئی۔۔۔

مطلب۔۔۔۔۔میر چونکا۔۔۔

کچھ نہیں آپ آئیں تو پھر بتاتی ہوں اوکے بائے۔۔۔

میر نے جلدی سے کہہ کر فون رکھ دیا۔۔۔

اور بیڈ کے نیچے سے اپنا بیگ نکالتی وہ اس میں الماری میں سے نکال نکال کر کپڑے رکھنے لگی۔۔۔ پھر تمام اپنا سامان پیک کر کے۔۔

وہ ایک پنک کلر کا نسبتاً ہلکا پھلکا فراک لیکر نہانے چل دی۔۔۔

//////////

میر کی گاڑی حویلی کے باہر رکی۔۔۔۔اس سے پہلے وہ ہارن پر ہاتھ رکھتا دروازہ خو بخود کھلا اور میر کو حیا اپنا بیک باہر گھسیٹتی نظر آئی۔۔

دروازہ کھولے میر۔۔۔۔

۔۔۔ حانے میر سے کہا جبکہ میر اپنی حیرانگی پر قابو پاتا فرنٹ سائیڈ کا دروازہ کھول گیا

حیا گاڑی کے آگے سے گھوم کر دوسری طرف تک آئی تب تک وہ چوکیدار کو اپنا اشارہ بیگ گاڑی میں رکھنے کا اشارہ کر چکی تھی۔۔۔

جبکہ میر حیرانگی سے اسکی ساری کاروائی ملاحظہ فرمارہا تھا۔۔۔

بیٹھے بیٹھے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہیں میر اب چلے بھی۔۔۔

میر کی حیرانگی بھانپتی وہ میر پر چوٹ کر گئی۔۔۔

جبکہ میر گہری سانس بھرتا گاڑی کو ٹرن کر گیا۔۔۔جبکہ اتنے گھنٹوں کی مسلسل ڈرائیونگ سے وہ بری طرح تھک چکا تھا اور اسے اسوقت ایک پرسکون نیند کی طلب ہو رہی تھی ۔۔۔۔

لیکن وہ کچھ نا بولا کیونکہ وہ کچھ بول کر حیا کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

جبکہ حیا دل ہی دل میں میر کی حالت کا سوچتے محفوظ ہو رہی تھی۔۔بہت اچھے میر بہت بھاگ بھاگ کر گئے تھے ناشازمہ کے پاس اب سزا بھگتو یہ تو صرف ٹریلر ہے بچو آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا۔۔

وہ دل ہی دل میں میر سے مخاطب تھی۔۔۔

۔۔۔ جبکہ میر اس کے ارادے سے بے خبر ڈرائیونگ کرنے میں مگن تھا

حیا نے آگے بڑھ کر میر کے کندھے پر پہنا سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔

میر حیا کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر دل ہی دل میں بہت خوش ہوا۔۔۔۔چلو میری اتنے دن کی دوری نے تم پر کوئی تو اثر دیکھایا ہے۔۔ *

میر بھی دل میں ہی اس کا مخاطب ہوتا اسکے حجاب سے ڈھکے سر پر بوسہ دیتا گاڑی پر نظریں مرکوز کر گیا۔۔۔

رات کا دوسرا پہر شروع ہونے کو تھا جب وہ وہاں پہے نے۔۔میر نے گاڑی روکی تو گارڈ نے لپک کر ۔۔ گاڑی کا دروازہ کھولا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر نے آہستگی سے حیا کا سر اٹھا کر سیٹ پہ ٹکایا گاڑی سے نکل کر گاڑی کی چابی گارڈ کو دی اور خود دوسری طرف سے آتا حیا کو جگانے لگا لیکن حیا ٹھس سے مس نا ہوئی ناچار میر نے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔۔۔

اور فلیٹ کی طرف لیکر چلا۔۔۔ میر جب لفٹ کی طرف بڑھنے لگا تبھی ایک گارڈ نے پیچھے سے آواز دی سر لفٹ میں کوئی تیکنیکی پروبل آگئی ہے اس لیے لفٹ بند ہے۔۔۔

میر کا دل چاہا جس گارڈ نے اسے بتایا ہے اس کا قتل کر دے۔۔

اب کیا میں حیا کو سیڑھیوں سے لیکر جاوں گا۔۔۔

وہ

خوب بھنایا

ظاہر ہے میر بیوی تیری ہے تو توں ہی لیکر جائے گا نا۔۔

۔۔۔ شاباش میر ہمت کر تھوڑی ہمت مرداں مدد ے خدا خود کو حوصلہ دیتا وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا

جب وہ آخری سیڑھی پر پہنچا تو ڈگمگا گیا۔

لیکن پھر وہ جلدی سنبھل گیا۔۔۔

آنکھیں کھول لو حیا مجھے معلوم ہے تم جاگ رہی ہو۔

سیڑھی کے اسٹیپ پر پاوں رکھتے ہوئے بولا

کیونکہ وہ نیم واں آنکھوں سے اسے اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔۔۔

ظاہر ہے اتنے جھٹکوں کے بعد آخر آنکھ تو کھلنی ہی تھی ناوہ دونوں بازووں کو میر کے گلے میں حمائل کرتی۔ڈھیٹ بنی سارا الزام اس پر لگا گئی۔۔۔۔

جبکہ وہ سر کو ذرا سا خم کر گیا۔۔

لو آگئے۔۔

۔۔ میر نے شکر کا کلمہ پڑھا

پھر وہ فلیٹ کا دروازہ کھولتے حیا کو ویسے ہی لیے بیڈ پر بیٹھا گیا جبکہ خود یونہی گرنے سے انداز میں دونوں بازووں پھیلائے لیٹا جبکہ دونوں پاوں بیڈ سے نیچے لٹکائے ہوئے تھے۔۔۔

مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔

تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کے حیا کا باجا بجا۔۔۔۔

حیا پلیز میں بہت تھک گیا ہوں جاو کچن میں رکھا ہو گا کھانا نکال لو۔۔۔۔

جبکہ حیا کا میر کی بات سن کر موڈ خراب ہو گیا۔۔۔۔

شازمہ کو تو کبھی نا کہا کے میں اس وقت تھک گیا ہوں یہ وہ بھاگ بھاگ کر جاتے تھے اس کے

پاس۔۔۔۔

حیا شکوہ کر گئی-

اسکی بات پر میر ایک دم اٹھ بیٹھا اور جا کر خاموشی سے کھانا گرم کر لایا۔۔۔

۔۔۔۔ یہ لو کھاو

اسکے سامنے ٹرے رکھتا میر واش روم چلا گیا لیکن جب وہ واش روم سے واپس آیا تو حیا ویسے ہی ہاتھ پر

ہاتھ دھرے بیٹھی تھی۔۔۔

کھانا کیوں نہیں کھا رہی ہو حیا۔۔۔۔

میر نے پوچھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔ مجھے نہیں کھانا

وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

کیا چاہ رہی ہو حیا۔۔۔ دیکھو میں بہت تھک گیا ہوں اور اس وقت سونا چاہتا ہوں پلیز۔۔۔۔۔

وہ التجائیہ انداز میں بولا۔۔

ہاں تو پھر سو جائیں آپ منع کس نے کیا ہے میں. نے ذرا سا کام کیا کہہ دیا مجھے اتنی باتیں سنا رہے ہیں اگر اتنی ہی بری تھ ءیتو نا لے کر آتے۔۔ شازمہ کیلئے تو رات رات بھر جاگے ہیں۔۔۔۔

۔۔۔۔ بولتے بولتے اسکی آواز رندھ گئی

اوکے اوکے پلیز تم رو تو نا۔۔۔نا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ ادھر دیکھو میری طرف

میر نے اسکا رخ اپنی طرف پھیر کر اسکے انسو صاف کیئے

اب بتاو کیا چاہ رہی ہو تم۔۔۔۔

۔۔۔۔ میر نے پوچھا

کچھ بھی نہیں۔

وہ سوں سوں کرتی آواز کے ساتھ نروٹھے انداز میں بولی۔۔۔۔۔

جبکہ میر نے نوالا بنا کر اسکی طرف بڑھایا جسے اس نے تھوڑے سے نخرے دیکھانے کے بعد کھا لیا۔۔۔ یہ ہی تو چاہ رہی تھی کہ میر اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلائے جبکہ اسے کہنا بھی نا چاہتی تھی۔۔۔

یک بعد دیگرے میر اسے چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر کھلاتا رہا۔۔۔۔

تھوڑا سا کھانے کے بعد ہی حیا نے منع کر دیا۔۔۔۔

اب سونے کی اجازت ہے زوجہ محترمہ۔۔۔۔۔

کھانے کے برتن وہ کچن میں رکھ کر آتا وہ حیا سے اجازت لے رہا تھا۔۔۔

حیا جس کا موڈ میر کو اور ستانے کا تھا اسکا تھکن ذدہ چہرہ دیکھ کر حیا کو ترس آگیا واقعی وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔

حیا نے سر اثبات میں ہلا کر سونے کی اجازت دے دی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر دوسری طرف آکر بیڈ پر لیٹ گیا۔۔اور آنکھوں پر بازووں رکھ لیا۔۔۔

حیا بھی لائٹ آف کرتی لیمپ جلاتی میر کا آنکھوں پہ دھرا ہاتھ تکیے پر سیدھا کر کے اسکے اوپر اپنا سر رکھتی آنکھیں موند گئی۔۔۔۔.

انوکھا بندھن

24 قسط نمبر

از قلم نور عباس

صبح میر فون کی رنگ پر اٹھا زوبی کا نمبر تھا جو پریشان سی

۔ اسے حیا کہ متعلق بتا رہی تھی کہ وہ حویل کہیں نہیں۔

۔ جواب میں میر نے اسکی تسلی کروائی کہ وہ رات کو ہی حیا کو اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

۔ زوبی سے شازمہ کی خیر خیریت پوچھ کر وہ فون بند کر گیا۔

۔۔۔ جب فریش ہو کر باہر آیا تو حیا ٹیبل پر ناشتہ سجا رہی تھی۔

ارے واہ آلو کے پراٹھے خوشبو تو بڑی اچھی آرہی ہے۔۔۔۔

۔۔ میر دونوں ہاتھ آپس میں رگڑتا آگے بڑھتا بولا۔

۔۔۔ لیکن یہ کیا جیسے ہی ہاٹ پاٹ کا ڈھکن اٹھا کر دیکھنا چاہا حیا نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر منع کیا۔

۔۔ کیا۔

۔۔ میر نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

۔۔۔ میر پہلے آپ وعدہ کریں آپ ہنسے گے نہیں۔

۔۔ حیا نے اس سے عہد لینا چاہا کس بات پر میر حیران سا بولا۔

وہ نادر اصل میں جتنی بھی کوشش کرلوں لیکن مجھ سے پراٹھے گول نہیں بنتے اس لیے آپ وعدہ کریں پراٹھوں کی شیپ کو دیکھ کر آپ کچھ نہیں کہے گے اور نا ہی ہنسے گے میں نے بہت محنت سے ۔۔۔ ۔۔۔۔ بنائے ہیں۔

۔۔ حیا نے میر سے پوری بات بتا کر وعدہ لیا۔

۔۔۔ وعدہ بلکل نہیں ہنسوں گا۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

---میر ہونٹوں کے اوٹ میں مسکراہٹ دباتا بولا۔

۔حیانے ہاٹ پاٹ پر سے ہاتھ ہٹایا۔

میر نے مسکراتے اک پراٹھا اٹھایا پراٹھا واقعی کسی ملک کا نقشہ معلوم ہوتا تھا پر نا تو کہیں سے جلا تھا اور نا ---ہی اس کے کنارے کہیں سے موٹے تھے---میر نے اک نوالا توڑ کر منہ میں ڈالا۔

----حیا اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

---خیر اچھے تو بنے ہیں شیپ سے کیا ہوتا ہے جانا تو پیٹ میں ہی ہیں نا۔

--میر نے اسکی مشکل آسان کی۔

----وہ تو ہے پھر بھی۔

--حیا اب بھی مطمئن نا ہوئی۔

--اچھا ایسا ہے تو آو کچن میں ہم مل کر بناتے۔ہیں۔

--میر نے کہتے ساتھ ہی اسے چیئر سے اٹھایا آپ کو بنانے آتے ہیں حیا حیرت زدہ سی تھی۔

کیوں میں نہیں بنا سکتا کیا۔۔۔اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے۔۔۔

۔۔ اب کے میر اپنے گلے میں ایپرن ڈالتا بولا۔

میرا وہ مطلب نہیں ہے۔۔۔حیا بھی شیلف سے ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی۔۔۔

۔۔ مطلب آپ نے کہاں سے سیکھے۔

۔۔ حیا اسے نفاست سے پیڑ ابناتے دیکھ رہی تھی۔

۔ ۔ جس نے چھوٹے چھوٹے دو پیڑے بنا کر سائیڈ پر رکھے

پھر ان میں سے ایک پیڑے پر خشک آٹا لگا تا اسکے بیل رہا تھا۔۔۔جبکہ اس نے بازووں کو کہنیوں تک فولڈ کیا ہوا تھا۔۔۔

۔۔۔ ہائے میر جی کتنی گول روٹی بیلی ہے آپ نے

۔۔۔ حیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

۔۔۔ آو تمہیں بھی سیکھاوں۔۔۔میر نے اسے پکڑ کر اپنے آگے کیا۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔ ۔ پھر اسکے دونوں ہاتھ بیلن کے دونوں اطراف میں رکھے

حیا کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتا وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ بیلن کو کیسے چلاتے ہیں کے آپ کی روٹی گول

۔۔۔ شیپ میں بنے حیا پورے اشتیاق سے سیکھ رہی تھی۔

۔۔۔ بیلی گئی روٹی پر میر نے آلو کا مصلحہ پھیلایا پھر اسکے اوپر دوسری بیلی گئی روٹی رکھی۔

پھر بیلن سے اسکو اچھی طرح پریس کیا اسکے کنارے بھی میر نے ہاتھوں کی مدد سے دبائے تاکہ مصالحہ باہر نا نکلے پھر اسے ہاتھوں پر ایک دو مرتبہ ادلا بدلا تاکہ زائد خشک آٹا اس پر سے ہٹ جائے پھر اسے توے پر ڈال دیا۔۔۔۔اب آگے کا پروسیس تم کرو۔۔۔اب حیا پراٹھے کو چمٹے کی مدد سے ہلانے لگی ساتھ ہی ساتھ میر کی چھوٹی چھوٹی گستاخیاں بھی جاری تھی۔۔۔کبھی وہ اپنی ناک کو اسکے کندھے پر رب کرتا کبھی اس کے گال کو چھوتا۔۔

کیا کر رہے ہیں میر جی گرم گھی کے چھینٹے آجائیں گے۔۔۔وہ اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ ناکام رہی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پراٹھہ تیار جسے میر نے حیا سے چمٹا لیکر چمٹے کی مدد سے چنگیزی میں ڈالا
۔

میر نے چولہا بند کیا اور چنگیزی حیا کی طرف بڑھائی حیا شکر کا کلمہ پڑھتی باہر آکر ٹیبل پر بیٹھ کر اسکا
۔۔ انتظار کرنے لگی۔

۔۔ جبکہ تھوڑی دیر تک میر بھی ہاتھ دھو کر آگیا۔

۔۔۔ واو میر مجھے اب تک یقین نہیں آرہا یہ آپ نے بنایا ہے۔

۔۔ حیا ایکسائیڈ ہوتے ہوئے بولی۔

۔ میر نے بنا کچھ کہے اسکے بازووں پر چٹکی کاٹی۔

۔ آہ۔۔۔حیا نے جلدی سے وہ جگہ رب کی جہاں جلن ہو رہی تھی۔

۔۔۔ یہ کیا کیا میر۔

۔۔ حیا دکھ سے بولی۔

۔۔ تمہیں یقین دلا رہا ہوں کہ یہ پراٹھا میں نے ہی بنایا ہے تم کوئی خواب نہیں دیکھ رہی۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

--۔ میر ہنستے ہوئے بولا۔

--۔ آپ نے بتایا نہیں آپ نے کہاں سے سیکھے۔

حیا اسے پراٹھا کھاتے دیکھ بولی۔۔۔جبکہ وہ اپنے ساتھ ساتھ حیا کو بھی کھیلا رہا تھا۔۔۔

--۔ مجبوری سب کچھ کروا دیتی ہے شوق سے کون کرتا ہے یار۔

--۔ مطلب۔

میر کے کہنے پر وہ نا سمجھی سے بولی۔۔۔حیا کیا لجھن پر میر کو اک شرارت سوجھی۔۔۔

۔ مطلب کبھی میرا چائے کا ڈھابہ ہوا کرتا تھا۔

۔ میر اب کے سنجیدگی سے بولا۔

کیا واقعی میر۔۔۔پھر تو آپ ڈھابے پر شلوار اور بنیان پہنتے ہونگے ناں جیسے ہمارے نکر پر گڈو انکل کا

--۔ ڈھابہ تھا نا تو وہ صبح سے دوپہر تک پراٹھے پکاتا تھا ہم نے کبھی اسے قمیض پہنے نہیں دیکھا۔

--۔ حیا پلکیں جھپکاتی معصومیت سے بولی۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔ اوف حیا۔۔۔۔۔۔مذاق کر رہا ہوں یار۔۔اور تم بات کو کہاں سے کہاں لے گئی۔

۔۔۔ پھر بھی میر آپ امیجن کرو نا آہ ایک ڈھابے والے کے روپ میں کیسے لگو گے۔

۔۔ میر کہتی کھکھلا کر ہنس دی۔

۔۔ جبکہ میر نے کچھ پل اپنے آپ کو حیا کے بتائے گئے حلیے میں امیجن کیا۔

۔۔ پھر بے ساختہ جھر جھری لی۔

۔ استغفر اللہ حیا۔۔۔میں تو مذاق کر کے پچھتا رہا ہوں۔

یار ہاسٹل میں سیکھے تھے میں نے پراٹھے بنانا بال کی کھال اتارنا تو کوئی تم سے سیکھے۔۔

۔۔ میر اچھا خاصہ چڑ گیا۔

۔۔۔ کیوں میر کیا ڈھابے والے انسان نہیں ہوتے۔

۔ اب کے میر سنجیدگی سے بولی۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیوں نہیں حیا میں اس سے کب انکاری ہوں انفیکٹ یہ لوگ جو کام کرتے ہیں وہ ہم کبھی نہیں کر سکتے ہم لوگ اے سی کی ٹھنڈک میں بیٹھ کے کام کرتے ہیں اسکے باوجود چھٹی کے وقت ایسا لگتا ہے جیسے سارے ملک کی بار دوڑ ہمارے ہاتھ میں ہیں۔

اور یہ لوگ دن کے کتنے کتنے گھنٹے اپنے حق حلال کی کمائی کیلیئے صرف کر دیتے ہیں چاہے سردی ہو یا گرمی انہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا یہ لوگ بنا موسموں کی پرواہ کیے اپنا پسینہ بہاتے ہیں کس لیے اپنی فیملی کیلیئے تاکہ انہیں حلال کا نوالہ کھلا سکے بلکہ یہ ہی کیا میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہر ان لوگوں کو سیلوٹ کروں جو اس پر آشوب دور میں بھی اپنے گھر والوں کو حلال رزق کھلانے کو محنت سے نہیں کتراتے۔۔

۔۔ پھر وہ پیشہ جو بھی ہو۔۔ محنت مزدوری ہو یا کچھ بھی۔

۔۔۔ میر جذباتی سا ہو گیا۔

۔۔ سوری میر میں نے تو ویسے ہی اک بات کی تھی میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔

۔۔ حیا اپنی جگہ سے اٹھتی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی نادام سی بولی۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کوئی بات نہیں حیا۔۔۔میر اسکو اپنی گود میں بیٹھاتا بولا۔۔۔

میر بھلا کب اپنی حیا کو شرمندہ دیکھ سکتا تھا۔

۔۔ اچھا ایک بات بتاؤ تم نے کل مجھے اتنا ارجنٹ کیوں بلوایا اور تم رو کیوں رہی تھی۔

۔۔ میر نے لگے ہاتھ پوچھ ہی لیا یہ سوال تو کل سے اسکے ذہن میں کلبلا رہا تھا۔

۔۔ وہ۔وہ میر ایسے ہی۔

۔ حیا سے بات نا بن سکی۔

ایسے ہی تو کچھ نہیں ہوتا ہر بات کے پیچھے کوئی نا کوئی ریزن ہوتا ہے وہ الگ بات ہے کے تم مجھے بتانا نہیں چاہتی۔

۔۔ اب کہ میر خفا ہوتے بولا۔

نہیں میر ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل مجھے آپکی کافی یاد آرہی تھی اسلیے جب آپ نے کال کی تو میں ۔۔ دوف کو روک نا پائی۔۔۔اب کے وہ اعتراف کر گئی۔

---واقعی میں۔

--میر کو خوشگوار حیرت نے گھیرا۔

---ہاں۔

--اب کے حیا نے صرف سر کو ہاں میں ہلایا۔

اک ہفتہ سے زیادہ ہو گیا تھا آپ کو گئے ہوئے نا آپ کا فون آیا نا کوئی خیر خیریت مجھے فکر ہو رہی تھی

----آپکی تو۔

--اب کہ وہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔

اگر اتنی ہی فکر ہو رہی تھی تو خود ہی مجھے کال کرنی تھی تمہارا کون سا بینک بیلنس لگ جانا تھا بل تو میرے

--خاتے ہی آنا تھا نا وہ اسکی ناک کی نوک پر آہستہ سے دانت گاڑھتے بولا۔

---اوف ہو میر۔

--وہ ناک پر ہوتی تکلیف کے زیر اثر چکائی۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیوں کرتی میں آپ کو کال آپ جب شازمہ کو ہر روز کال کر سکتے تھے اسکی خیر خیریت پوچھنے کیلئے تو مجھے نہیں کر سکتے تھے پر کیوں کرتے شازمیہ آپکی سگی جو ٹھری۔

یہ کیا حیا نے جوابی حملہ۔۔۔۔۔۔

۔۔ اوف لگتا ہے یہ طعنہ تو اب قبر تک میرے ساتھ جائے گا۔۔۔ میر دل ہی دل میں خود سے بولا۔

اب ایسا بھی نہیں ہے تمہارے ساتھ تو میں نے پراٹھا بنوا لیا لیکن شازمہ کے ساتھ تو میں ایسا مر کر بھی نہ کرتا۔۔

میر گھمبیر تا سے بولا

۔۔ کیوں۔

۔ حیا کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

۔۔۔ بی کوز یو آر مائے بٹر ان ہاف۔

۔۔۔ وہ اسکے کان میں سرگوشی کر گیا۔

اور اسکے ناک کی نوک کو اب ہونٹوں سے چھوا مر ہم بھی تو لگانا تھا نا۔۔۔ن۔۔۔،

//////////

وہ اس وقت ایک مشہور شاپنگ مال میں آئے تھے آج سٹر ڈے تھا میر ایک دو گھنٹوں کیلئے ہی آفس گیا

-- تھا پھر اسے شاپنگ کروانے لے آیا۔

-- آج پہلی بار وہ پورے اعتماد سے پورے حق سے میر کے پیسوں سے شاپنگ کر رہی تھی۔

"وہ جس چیز کی طرف دیکھ بھی لیتی تو میر بنا پیسے دیکھے وہ چیز پیک کروا دیتا۔۔۔ حیا نے اسے ٹوکا بھی

لیکن میر نے اسے یہ کہہ کر خاموش کروا دیا کہ وہ نہیں چاہتا کہ گھر جا کر حیا کو کوئی حسرت رہے کہ

فلاں چیز جو دیکھی تھی کتنی خوبصورت تھی کاش لے لیتی اور ویسے بھی اسکا شوہر ہے نا اسکی ساری

-- خواہشیں پوری کرنے کیلئے تو اسے کوئی ضرورت نہیں کسی چیز کیلئے اپنا من مارنے کی۔

-- جس کے بعد وہ کچھ نا بولی۔

-- پھر پانچ بجے کے قریب انہوں نے مزید ار سا لنچ کیا ڈنر کیلئے کھانا پیک کروا کر وہ گھر کو واپس آئے۔

حیا منہ ہاتھ دھو کر چائے بنانے کچن میں گھسی چائے بنا کر جب واپس آئی تو میر کو فون پر مصرف پایا۔۔۔

حیا میر کے ساتھ صوفے پر بیٹھتی ٹرے سامنے ٹیبل پر رکھتی اپنا کپ اٹھا گئی اور غور سے میر کی گفتگو سننے لگی۔۔۔۔

میر نے حیا کو دیکھ کر بات مختصر کر کے فون بند کیا۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔

___ اپنا کپ اٹھاتا وہ حیا کو اپنی جانب تکتا پا کر بولا

کس کا فون تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ .حیا نے اپنا لہجہ سرسری ہی رکھا

شازمہ کا۔۔۔۔

۔میر نے بھی فوراً کہا۔۔۔

۔۔۔۔ تبھی میں کہوں اتنا ہنس ہنس کے کیوں باتیں ہو رہی تھی

وہ دل ہی دل میں بولی جبکہ چائے کا گھونٹ اس کے حلق تک کو کڑوا کر گیا۔۔۔۔

کیا کہہ رہی تھی۔۔۔۔

اس نے پھر عام سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

کچھ خاص نہیں بس خیر خیریت اور یہ پوچھ رہی تھی کہ میں آج گیا کیوں نہیں اس سے ملنے اور حیا بھی تمہارے لیے اداس ہے۔۔۔اسے تمہارے بارے میں نہیں معلوم۔۔اسے گلٹی فیل ہو رہا ہے اپنی حرکت پر۔۔اس کی وجہ سے ہمارے اتنے خاص مومنٹ ضایع ہوئے ۔۔۔

میر نے مبہم سا جواب دیا۔۔

جبکہ حیا شازمہ کے دوغلے پن پر دانت کچکچا کے رہ گئی۔۔۔او تو اب اسکا ارادہ ڈبل گیم کھیلنے کا ہے مطلب وہ میر کے سامنے میٹھی چھری بنی ہوئی ہے۔۔۔کوئی نہیں شازمہ اس بار تمہارا سامنا بھی کسی عام سے نہیں مسسز میر سے ہوا ہے لیٹ سی کیا ہوتا ہے۔۔۔

حیا نے دل ہی دل میں شازمہ کو چیلنج کیا۔۔

اس نے گاوں والوں کی باتوں میں آکر سوسائیڈ کی کوشش کی جسکی وجہ سے وہ سچ میں بہت نادام ہے ۔۔اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اور کیا چاہیے پلیز تم بھی اپنے دل میں اس کے خلاف کوئی بات نا رکھنا۔۔۔۔جو بیت گیا سو بیت گیا۔۔۔

میر حیا کو سمجھاتے ہوئے بولا۔۔

جبکہ حیا دل ہی دل میں شازمہ کو صلواتیں سناتی سر دھن رہی تھی۔۔!!یعنی ڈبل کر اس اب شازمہ کے خلاف کچھ کہکر میر کی نظروں میں برا تھوڑی نا بننا تھا۔۔۔

آپ فکر نا کریں میرے دل میں شازمہ جی کیلیئے کوئی میل نہیں ہے میں سمجھ سکتی ہوں آخر انہوں نے پہلے بھی اپنا شوہر کھویا ہے۔۔۔اور اب میرے شوہر اوف شوہر تو میر اسکا بھی ہے مطلب ہمارے رشتے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہے۔۔۔

وہ دل ہی دل میں کریکشن کرتی بولی۔۔۔

اس وقت روئے زمین پر حیا سے بڑھ کر آپ کو شازمہ کی کوئی خیر خواہ نا ملے گی۔۔۔

صحیح کہا تم نے ارحم ویر جیسا اس دنیا میں کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔میر بھائی کو یاد کرتا غمگین ہو گیا۔۔۔جبکہ آنکھوں میں نمی اتر گئی۔۔۔

میں سمجھ سکتی ہوں میر اپنوں کا دور ہونا کیسا جان لیوا ہے حیا اسکے سینے سے لگتے بولی۔۔۔

اسے بھی کوئی بہت اپنے یاد آئے اس پل۔۔۔۔

////////////

سنڈے ہونے کیوجہ سے چھٹی تھی پھر بھی میر صبح ہی صبح ناشتہ کیے نکل گیا۔۔۔اور اب تک نا آیا تھا جب کہ گھڑی دس بجا چکی تھی۔۔۔اسے اب کوفت ہونے لگی تھی اکیلے فلیٹ میں وہ بلائے بلائے پھر رہی تھی۔۔۔

۔۔۔تبھی دوڑ بیل بجی۔۔۔حیا نے لپک۔کر بنا کچھ بولے گیٹ کھولا

۔۔۔میر کہاں تھے آپ۔۔۔۔۔۔۔۔باقی کے الفاظ شینا کو سامنے دیکھ کر اسکے منہ میں ہی رہ گئے

تم۔۔۔وہ حیران ہوئی۔۔۔

ہیلو میم۔۔۔۔شینا چہرے پر خیر مقدمی مسکراہٹ بکھیرے اسکی اجازت کے بغیر اندر آگئی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

واو کافی پیارا ہے تمہارا گھر۔۔۔کافی لمبا ہاتھ مارا ہے تم نے اپنی وے چلو میرے ساتھ تمہیں لے کر کہیں جانا ہے۔۔۔۔

شینا آتے ہی شروع ہو گئی۔۔

کہاں۔۔۔۔حیا حیران سی بولی۔۔

چپ چاپ چلو میرے ساتھ زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھی۔۔۔شینا اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹنا چاہا۔۔۔

چھوڑو مجھے میں کہیں نہیں جارہی تمہارے ساتھ جاوگی تو اب تم وہ بھی پولیس اسٹیشن میں۔۔

حیا یہ کہتی اپنے موبائل کو اٹھانے روم میں جانے لگی۔۔۔رک جاو اگر اپنی زندگی پیاری ہے تو چپ چاپ میرے ساتھ چلو ورنہ کچھ کہنے کے قابل ہی نا چھوڑونگی۔۔۔

شینا نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک نسبتا چھوٹی سی بندوق نکالی۔۔۔۔

تم اس کھیلونے سے مجھے نہیں ڈرا سکتی سمجھی۔۔۔۔

حیا بولتے پھر جانے لگی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

تب تک شینا نے فائر کھولا گولی نظر تو نا آئی پر ساتھ رکھا ڈیکوریشن پیس ضرور زمین بوس ہوا۔۔۔

جبکہ حیا رخ موڑتی پھٹی پھٹی آنکھوں سے کبھی شینا کو اور کبھی اس کے ہاتھ میں موجود پستول کو دیکھنے لگی۔۔۔

اتنا ٹریلر کافی ہے یا پوری فلم دیکھاوں شینا نے اب پستول کا رخ حیا کی جانب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

چل۔ چل رہی ہوں۔۔۔حیا گھگھیا سی گئی۔۔۔

شینا اسے بازو سے پکڑ کر لفٹ کی مدد سے نیچے لیکر آئی نیچے بلیک کلر کی گاڑی کھڑی تھی۔۔

کہیں سے میر امیر آجائے۔۔۔۔وہ دل ہی دل میں۔۔سے مخاطب ہوئی۔۔۔

شینا نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک بلیک رنگ کی پٹی نکالی اور حیا کی آنکھوں پر باندھ دی پھر اسے گاڑی میں بیٹھا لیا۔۔۔

کہیں شینا مجھے دن دیہاڑے اغوا تو نہیں کر رہی۔

کیا کروں میں۔۔۔کوئی ہوشیاری کرنے کی ضرورت نہیں پستول میں ابھی ایک گولی مزید ہے جو تمہیں ہمیشہ کیلئے سلا دینے کو کافی ہے۔۔۔

شینا اسکے کان میں پھنکاری۔۔۔

نہیں پلیز دیکھو ابھی تو مجھے اپنے میر کے ساتھ کافی خوشیاں دیکھنی ہے .

وہ معصومیت سے بولی۔۔۔ جبکہ شینا کو اسکے انداز پر ہنسی آئی پر وہ ضبط کر گئی۔۔۔

پھر تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک جگہ رکی۔۔

شینا نے اسے یونہی بازو سے پکڑ کر نکالا۔۔۔

۔۔۔ کہاں لیکر جا رہی ہو پلیز مجھے چھوڑ دو میر جھے گھر نا پا کر بہت پریشان ہو نگے

وہ شینا کے آگے گڑ گڑائی۔۔۔۔

جبکہ شینا ان سنا کرتی اسے اندر لے گئی۔۔۔ اس نے وہاں موجود ایک لڑکی کے کان میں کچھ کہا جس پر وہ سر ہلاتی اسے اندر لے گئی۔۔۔ جبکہ شینا باہر موبائل پر کسی سے بات کرتی اوکے کا شارہ دے گئی۔۔۔

انوسینٹ حیا تمہارے لیے بہت بڑا سرپرائز منتظر ہے جسے تم ڈیزوٹ کرتی ہو۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کافی دیر بعد وہی لڑکی حیا کو لیے آئی جو سر تا پیر تک چینج تھی جبکہ آنکھوں پر ہنوز اسی قسم کی پٹی تھی

۔۔۔۔

۔۔۔ واو تم نے تو پوری لک ہی چینج کر دی اسکی یہ لو اپنی پیمنٹ سر بہت خوش ہونگے

شینا اس لڑکی کو سراہا رہی تھی۔۔۔

تھینکس میم یہ تو میرا کام تھا۔۔۔

لڑکی دوبارہ سے اندر چلی گئی جبکہ شینا اسی طرح حیا کو لیے اپنے ساتھ گاڑی میں بیٹھا گئی۔۔۔ گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔۔۔

////////////

انوکھا بندھن

25 قسط نمبر

از قلم نور عباس

گاڑی ایک جگہ پھر رکی۔۔۔ شینا نے اسے بازو سے پکڑ کر اتارا۔۔۔

اور خاموشی سے اسکا ہاتھ تھامے اس نے وہاں کھڑے شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔۔۔

وہ شخص شینا کہ آگے سر خم کیے حیا کا ہاتھ تھامے اندر لے گیا۔۔

لیکن حیا اندر جانے سے انکاری تھی تبھی حیا کو اپنی کمر پر کسی کے بازو کا لمس محسوس ہوا۔۔۔

وہ مچل اٹھی اپنے آپ کو چھڑوانے لگی پر ناکام رہی مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔

وہ اسے لیے بہت سے لوگوں کے درمیان میں اسپاٹ لائیٹ کی روشنی میں لیے جا رہا تھا۔۔

جبکہ مقابل کے ہونٹوں پر ایک بھرپور مسکراہٹ تھی اگلے کاردعمل سوچ کے۔۔

اسٹیج پر لا کر حیا کی آنکھوں پر سے پٹی ہٹا دی گئی تھی۔۔۔

حیا نے تیز روشنی آنکھوں پر پڑنے کی وجہ سے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔مقابل نے نہایت ہی نرمی سے اسکے ہاتھ نیچے کیے لیکن یہ کیا مقابل کو دیکھ کر اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔وہ وائٹ رنگ کی پاؤں تک آتی میکسی جس پر سفید نگوں کا کام تھا فل سلیوس اور وائٹ ہی حجاب میں میر کو اپنے دل کے بہت قریب لگی. جبکہ میر نے بھی میچنگ کلر کا تھری پیس سوٹ پہنا تھا۔۔ جس میں وہ کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر آپ۔۔۔۔۔حیا نے اتنا ہی کہا تھا کہ ان پر سرخ پھولوں کی بارش ہونے لگی۔۔۔۔۔۔

پارٹی کی ساری ارینجمنٹس میر کے فارم ہاوس میں کی

گئی تھی۔۔۔۔

پھولوں کے رکتے ہی سارا لان روشنی سے نہا گیا روشنی کے ہوتے ہی حیا اس جگہ کو دیکھتی مبہوت رہ گئی

وہ جگہ بہت خوبصورتی سے سجائی گئی تھی۔۔۔بہت سے آفس ورکر ان دونوں کے پاس آئے۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو سر آپ کو وہ ورکر جو میر کے ولیمہ میں گاوں نہیں جاسکے تھے ان کے بھرپور

اصرار پر میر نے اس پارٹی کا اہتمام کیا۔۔۔

سب ہی باری باری ان سے مل رہے تھے۔۔۔

آخر میں ملک صاب مس شینا اور ملک صاب کی بیوی سبینہ بھی اسٹیج پر ملنے آئے۔۔۔

سوری میم مجھے ایسا کرنے کیلئے سر نے کہا تھا یہ سب سر کا آئیڈیا تھا۔۔۔۔

شینا حیا کے گلے لگتے بولی۔۔جس پر حیا بھی ہونٹوں پر خیر مقدمی مسکراہٹ لائی۔۔ویسے بھی وہ پیچھلی

ساری رنجشیں بھلا چکی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ویسے مجھے تمہارے انداز سے کہیں سے بھی نہیں لگا کہ سب فیک ہے سب ایک دم رئیل تھا۔۔۔۔

حیا تھوڑا خفگی سے بولی۔۔۔

اگین سوری۔۔۔۔اب کے شینا حیا کے دونوں ہاتھ پکڑتی بولی۔۔۔

کوئی بات نہیں یار۔۔۔۔حیا بھی فرینک ہوتے بولی۔۔۔۔

یہ دونوں باتوں میں بزی تھی جبکہ میر مسسز ملک اور ملک صاب کے ساتھ باتیں کررہے تھے۔۔۔۔

تبھی زین آکر میر کے بغل گیر ہوا اور حیا کو سلام کیا اسے خوشی ہورہی تھی اپنے دوست کو اتنا خوش دیکھ کے۔۔۔۔

زین کے آنے کے بعد ملک صاب کی فیملی اسٹیج سے اتری۔۔۔

جبکہ زین کی نظروں نے بہت دور تک شینا کا تعاقب کیا۔۔۔

ہوش تب آیا جب میر شرارت سے کھنکھارا۔۔۔

جس پر زین میر کی طرف دیکھتا کھسیانا سا ہو گیا۔۔۔

۔۔۔ کیا بات ہے برو۔۔۔میر نے چھیڑا

میں تو بس ویسے ہی۔۔۔زین نے بات بنائی۔۔۔

ویسے خیال اچھا ہے اس بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔۔۔ابھی تک ان میریڈ ہے۔۔۔میر اسکے کان میں جھکتا بولا۔۔

جبکہ زین نے چھینپ کر اسکے کندھے پر مکہ رسید کیا۔۔

جس پر میر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔زین نے دل ہی دل میں اپنے دوست کے صدایوں ہی مسکراتے رہنے کی دعا مانگی۔۔۔

رات دیر تک پارٹی چلتی رہی۔۔۔سب گیسٹ کو سی آف کرنے کے بعد میر حیا کو لیے پیچھلے لان میں آگیا۔۔

جہاں چار ستونوں کو جوڑ کر خوبصورت سا ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔۔۔۔

وہاں بیچ میں رکھی ایک ٹیبل دو کرسیاں۔۔۔میر حیا کی ہمراہی میں آگے بڑھا پہلے چیئر پر حیا کو بیٹھایا پھر میر خود بیٹھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

تھوڑی دیر بعد ایک سرونٹ نے وہاں ایک ہارٹ شیپ میں کیک لا کر رکھا۔۔۔حیا کو سب خواب سا محسوس ہو رہا تھا۔۔ جس میں ویلکم ٹو مائے لائف لکھا تھا میر اپنی جگہ سے کھڑا ہو تا حیا کے پیچھے آیا حیا کھڑی ہوئی نائف اٹھا کر حیا کو پکڑائی۔۔اور خود اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے جھکا اور کیک کٹ کیا جبکہ حیا کا ہاتھ اسکے ہاتھ کے نیچے کپکپا سا گیا جب میر نے حیا کے کان میں سر گوشی کی آج کا دن میرے لیے بہت خاص ہے اسلیے میں اس کو سلیبریٹ کرنا چاہتا تھا۔۔

۔

اس نے کیک کا پیس اٹھا کر حیا کو کھلایا حیا نے تھوڑی سی بائٹ لی۔۔۔پھر حیا نے کیک میر کی جانب بڑھایا۔۔۔میر نے کیک کے ساتھ اسکی فنگر کو بھی ہلکے سے بائٹ کیا۔۔۔

جس سے حیا لرز گئی۔۔۔

میر یہ سب۔۔۔۔وہ حیرانگی سے بولتی خاموش ہو گئی کیوں کہ آگے کی ساری کہانی میر کی آنکھیں بیاں کر گئی۔۔۔اور وہ اس نظروں کی تاب نالاتے شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنے مزید قریب کیا اسکی گردن پر اپنا نرم لمس چھوڑ تا اپنی باہوں میں اٹھا کر اندر کا رخ کیا۔۔۔ سیڑھیاں چڑھتے میر کی نظریں صرف اسی کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔۔ حیا نے نظریں یہاں وہاں ڈورائی سارے ہی فارم ہاوس کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔

سیڑھیاں چڑھ کے میر ایک دروازے کے آگے رکا تھا پاوں کی مدد سے اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا پھولوں کی برسات میں دونوں ہی نہا گئے۔۔۔ اندر آکر پاوں کی مدد سے ہی اس نے دروازہ بند کیا۔۔۔ حیا نے دیکھا سارا روم ڈیکوریٹ کیا گیا تھا دروازے سے بیڈ تک جاتا راستہ پھولوں سے آراستہ تھا میر نے دھیرے سے حیا کو کھڑا کیا حیا نے پیروں کو سینڈل سے آزاد کیا حیا سہج سہج کر قدم اٹھاتی دیوانی ہوئی جارہی تھی پھولوں کی نرم نرم پتیاں اسکے تلوں ہر نرم نرم سا لمس چھوڑ رہی تھی وہ فراک کو دونوں ہاتھوں سے اٹھاتی خود کو کوئی ملکہ ہی سمجھ رہی تھی جبکہ وہ ملکہ ہی تو تھی اپنے میر کے دل کی۔۔۔

میر سب بہت خوبصورت ہے وہ سرگوشی کرتی بولی۔۔

شکریہ میڈم آپ کو سب پسند آیا میں تہہ دل سے آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میری سارے دن کی کاوش کو سراہا۔۔۔۔

میر سر خم کرتے بولا۔۔

میر اگر آپ نے یہ سب سر پرائز پلین کیا تھا میرے لیے تو سیدھے طریقے سے کہتے نا۔۔۔یوں دن دیہاڑے مجھے اغوا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔

وہ خفگی سے بو کلی۔۔

یار اگر تمہیں سب بتاتا تو سرپرائز کہاں رہتا اور تمہیں لانے کا یہ خرافاتی طریقہ ہی میرے دماغ میں آیا۔۔۔آخر اتنے دن جو مجھے تنگ کر رہی تھی اس کا کچھ بدلہ بھی تو لینا تھا۔۔۔بڑی مشکل سے شینا کو اس سب کیلئے راضی کیا تھا

میر نے اعتراف کیا۔۔۔

میر آپ۔۔۔حیا چیخی اور پھر روتے ہوئے میر کے سینے سے لگ گئی۔۔۔آپ کو پتہ ہے بہت ڈر گئی تھی میں۔۔۔۔۔۔

آئی نو۔۔۔جان۔۔۔۔۔پر تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا۔۔۔

. . . میر اسے اپنے حصار میں لیتا بولا

اور اس سرپرائز کے چکر میں اگر میں دنیا سے رخصت ہو جاتی پھر۔۔۔۔ شش وہ اسکے ہونٹوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتا بولا آج تو یہ کہہ دیا ہے آئندہ ایسا کچھ بھی میں تمہاری زبان سے نا سنوں۔۔۔

وہ اسے زور سے خود میں بینچتے ہوئے بولا۔۔۔

تم تو انت الحیات ہو میری مجھے نہیں معلوم میں تمہارے بغیر کیسے رہوں گا۔ پر اتنا معلوم ہے تمہیں کچھ ہو گیا تو جی میں بھی نہیں پاوں گا۔۔۔۔ پلیز کبھی مجھ سے دور مت جانا وہ حیا کو خود سے الگ کرتا ہاتھوں کے پیالے میں اسکا چہرا ابھرتا اسکی صبیح پیشانی کو چوم گیا۔۔۔ جب کہ اسکے عقیدت بھرے لمس پر حیا اپنی آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

میر نے آگے آگے بڑھ کر اسکا حجاب اتارا حیا کو میر کی یہ بات کافی پسند آئی کے اس اسکے حجاب کا خیال رکھا۔۔۔

حجاب اتارنے کے بعد میر اسے لیے بیڈ پر آبیٹھا۔۔۔ اور اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے بولا حیا آج سے ہم عہد کریں کہ ایک دوسرے سے کبھی بدظن نہ ہونگے جو بھی بات ہو ہم مل کر اسے سلجھائیں گے کہو منظور ہے نا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر کے کہنے پر حیانے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

تو پھر کیا خیال ہے اب کے میر نے معنی خیزی سے کہا جس پر حیا سٹپٹا گئی اور اسکے سینے میں چھپ گئی جب کہ میر اس کی حرکت پر قہقہہ لگا گیا۔۔۔ کھڑکی کے باہر سے چاند نے ہستے مسکراتے انہیں شب بخیر کہا اور ان کے ملن پر شرما کر بادلوں کی اوٹ میں جا چھپا۔۔۔

/////////

صبح حیا کی آنکھ کھلی تو واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی میر واش روم میں تھا۔۔۔۔ حیا نے ٹائم دیکھا صبح کے سات بجے تھے حیا نماز پڑھ کر پھر سو گئی تھی اور اب جاگی تھی۔۔۔ تبھی موبائل فون کی بپ بجی حیا نے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا تو شازمہ کا فون تھا۔۔۔

اس نے تھوڑی دیر تو میر کا انتظار کیا لیکن پھر کال رسیو کر لی۔۔۔

آگے سے شازمہ بغیر رکے شروع ہو گئیں ہیلو میر سائیں غضب ہو گیا جی وہ حیا تو گھر میں ہے ہی نہیں نجانے کہاں گئی۔۔۔ ملازمہ بتا رہی تھی کہ اس نے کل سے حیا کو حویلی میں نہیں دیکھا۔۔۔ میرا تو دل گھبرا رہا ہے کہیں اسے کچھ ہو نا گیا ہو۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

شازمہ لہجے میں دنیا جہان کی فکر سموئے بولی۔۔

اسلام وعلیکم شازمہ آپی میں پرسوں رات ہی میر کے ساتھ شہر آگئ تھی۔۔۔

حیا نے انکشاف کیا۔۔

لیکن میر سائیں حویلی کیوں نا آئے۔۔۔

شازمہ بولی۔۔

ایسا تو کبھی نا ہوا تھا میر آئے اور بنا کسی سے ملے چلے گئے ہوں۔۔۔وہ کیا ہے نا پرسوں رات ان کا میرے بغیر دل نہیں لگ رہا تھا تو مجھے لینے حویلی پہنچ گئے پھر مجھے فون کیا کہ میں حویلی کے گیٹ پر اپنا سامان لے آوں وہ اندر نہیں آئینگے۔۔۔۔تو میں بھی بنا کچھ بولے ان کے ساتھ چل دی کہ بیوی پر شوہر کی بات ماننا ہر حالت میں فرض ہے۔۔۔ویسے شکریہ شازمہ آپی میرے لیے اتنی فکر دیکھانے کیلئے میر آ بھی واش روم میں ہیں جب وہ نہا کر نکلے گے تو میں انہیں آپ کے فون کا بتا دو نگی۔۔۔اللہ حافظ ۔۔

اس نے واش روم کا دروازہ کھلتا دیکھ جلدی سے بات سمیٹتی فون بند کر گئ۔۔

میر واش روم سے بال رگڑتا باہر آیا۔۔

اور شرارت سے مسکراتا گیلا ٹاول حیا کی جانب اچھالا جبکہ حیا جو میر کا موبائل کنگھال رہی تھی وہی بیویوں والی حرکت کال ہسٹری چیک کر رہی تھی۔۔۔میر کے ٹاول پھینکنے پر بدمزہ ہوئی۔۔

کیا دیکھا جا رہا ہے جانم۔۔۔

میر ڈریسنگ کے آگے کھڑا بال بناتا شیشے سے اس کو دیکھتا بولا۔۔۔

کچھ خاص نہیں موبائل دیکھ رہی ہوں آپکا۔۔۔۔

وہ صاف گوئی سے بتا گئی۔۔۔

جس پر میر سر جھٹکتا ڈریسنگ پہ رکھی اپنی واچ پہننے لگا۔۔۔

۔۔۔ یہ میر اب اقبال کون ہے

سارے فون میں اسے ایک یہ ہی فیمیل کا نمبر ملا تھا۔۔۔

اب وہ اسکے پیچھے کھڑی کمر پر دونوں بازو ٹکائی تھانیدارنی سے انداز میں پوچھ تاچھ کر رہی تھی۔۔۔ مرر میں اس کا عکس دیکھتا اسکے انداز پر اسے بے ساختہ ہنسی آئی۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ہے ایک جاننے والی۔۔۔وہ ہنسی ضبط کرتا اسکے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا جو برے برے منہ بنا رہی تھی۔۔

لگتا ہے کافی اچھی جان پہچان ہے تبھی اس کا موبائل نمبر لیے گھوم رہے ہے۔۔۔وہ تیکھے چتونوں سے اسکی پشت کو گھورتے بولی ۔۔۔

میری کلاس فیلو رہ چکی ہے۔۔۔ محترمہ شادی کے بعد آسٹریلیا چلی گئی تھی۔۔۔ پیچھلے ہفتے ہی سر راہ مل گئی اپنے شوہر اور آٹھ سال کے بیٹے کے ساتھ تو نمبرا سچینج کر لیے کہ کبھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔۔۔

اب کے میر رخ حیا کی طرف موڑے سرسری سے لہجے میں اسے بتانے لگا۔۔

جسے سن کر حیا بھی کچھ نارمل سی ہو گئی۔۔۔

مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ میرے کتنے بچے ہیں یقین جانو اتنی شرمندگی ہوئی نا سن کر میں تو شرم کے مارے زمین میں ہی گڑ گیا۔۔وہ مصنوعی بے چارگی سے کہتا نامعنوس انداز میں اسے اپنے حصار میں رہ گیا جبکہ وہ تو حیرت سے اسکا چہرہ تکتے جا رہی تھی۔۔۔

کیوں۔۔۔بے ساختہ حیا نے پوچھا۔۔۔

پوچھنے پر پوچھ تو لیا جبکہ اسکی بات پر میر نے اسے معنی خیزی سے دیکھا۔۔

اسکی آنکھوں میں چھپا پیغام سمجھتی وہ جھینپ سی گئی۔۔۔

ویسے ایک بات تو حیا تم نے مجھ سے پوچھی ہی نہیں کہ شادی کے اتنے سال بعد بھی میر اب مجھ میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی تھی۔۔۔

۔۔۔ جبکہ اسکی بات پر وہ ہونق سی اسے تکے گئی

کیوں لے رہی تھی۔۔۔۔

وہ پھر تیکھی مرچ بنی بولی۔۔۔

اسلیے کہ کسی زمانے میں میں اس کا کرش تھا۔۔۔۔

۔۔۔ میر اپنی بیرڈ کو اس کے گال سے مس کرتا بولا

جبکہ بیرڈ کی چبن سے حیا نے جلدی سے اپنا گال پیچھے کیا۔۔۔۔

میر آپ بہت برے ہیں سب جانتے ہوئے بھی اپنا نمبر اسے دیں آئے۔۔۔

حیا میر کے حصار کو توڑتی قدرے غصے سے بولی۔۔۔

۔۔۔ میر اس کے غصے پر مسکایا

مان لیں حیا میڈم آپ میں جیلس کا مادہ دوسری بیویوں کی نسبت زیادہ ہیں۔۔۔۔میر نے دوبارہ اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔

جی نہیں جیلس ہوتی ہے میری جوتی۔۔۔مجھے کیا آپ ایک کے بجائے سو لڑکیوں کا کرش بن جائے۔۔۔

حیا میر سے نظریں چراتی ہوئی بولی۔۔۔

واقعی حیا تمھیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔

میر نے اسکا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا

۔۔۔۔۔۔ نہیں

وہ اس سے نظریں ملائے بغیر کہا۔۔۔۔

ٹھیک ہے تو میں جارہا ہوں پھر۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر نے کہتے ساتھ ہی باہر کی جانب قدم بڑھائے۔۔

کہاں جارہے ہیں آپ وہ آگے سے اسکا رستہ روک کے بولی۔۔۔

تمہیں تو میری شاید پرواہ نہیں ہے اس لیے شازمہ۔۔۔۔۔

ابھی وہ شازمہ کا نام لیتا کہ حیا نے جلدی سے اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔مجھے آپ کی پرواہ ہے میں تو مذاق کررہی تھی پلیز آپ کہیں مت جائیں۔۔۔بے خودی میں بولتی وہ میر کے کافی قریب آچکی تھی یوں کہ ان کے بیچ ایک انچ کا ہی فاصلہ رہ گیا اگر حیا نے میر کے لبوں پر ہاتھ نا رکھا ہوتا تو ضرور میر کے ہونٹ حیا کے چہرے سے مس ہوتے۔۔۔

میر نے اپنے ہونٹوں سے حیا کا ہاتھ ہٹایا اور اسکی ہاتھ کی ہتھیلی پر محبت بھرا لمس چھوڑا۔۔۔

ان بانہوں سے نکلنا بھی کون کافر چاہتا ہے۔۔۔۔

میر کہتے ساتھ ہی حیا کے چہرے پر جھکا تبھی اس کا فون بجا۔۔فون کی آواز پر میر جی بھر کے بدمزہ ہوا اور حیا سے دور ہٹا۔۔۔۔حیا نے بے ساختہ اپنی ہنسی کا گلہ گھونٹا۔۔۔۔

میر نے اسے آنکھیں دیکھائی اور فون اٹھایا شازمہ۔۔۔

شازمہ کا نام سن کر حیا کے بھی کان کھڑے ہوئے۔۔۔اس چڑیل کو بھی آرام نہیں ہے صبح اتنی باتیں سن کر بھی اس کا پیٹ نہیں بھرا لگتا ہے اس کا ہاضمہ کچھ خراب ہے۔۔ہاضمہ نہیں نیت۔۔حیا خود سوال کرتی خود ہی جواب دے رہی تھی۔۔

۔۔ اس کا دھیان میر کی طرف گیا

نہیں شازمہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ان دنوں کچھ مصروفیت زیادہ ہے اس لیے میں آنا سکا لیکن اگلی اتوار کو پکا آونگا۔۔۔

تم بار بار یہ باتیں نہ کرو میں نے تمہیں دل سے معاف کر دیا ہے۔۔۔

۔ اپنا بہت سا خیال رکھنا اور دوائیں پابندی سے لیتی رہنا زوبی کا بھی خیال رکھنا

پھر بات ہوتی ہے اللہ حافظ۔۔۔

میر نے بات مکمل کر کے کال لاٹی۔۔۔۔

کس کا فون تھا

حیا انجان پن سے بولی۔۔۔

جبکہ۔میر نے اسے یوں دیکھا کہ تمہیں واقعی نہیں معلوم۔۔۔وہ میر کے دیکھنے پر بوکھلائی۔۔

مطلب کیوں فون کیا تھا شازمہ۔جی نے۔۔

اب کے وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولی۔۔وہی معصومیت جس پر میر فدا تھا۔۔۔۔

کچھ نہیں خیر خیریت لے رہی تھی۔۔۔اور پوچھ رہی تھی میں نے اس اتوار کو گاوں کا چکر کیوں نہیں لگایا زوبی بھی اداس ہو رہی تھی۔۔۔میر سرسری لہجے میں بتا رہا تھا کہ ایک بار پھر فون بجا۔۔۔

اس شازمہ کو بھی سکون نہیں ہے۔۔۔حیا دل ہی دل میں تلملائی۔۔۔۔

حیا کو جب سے شازمہ کا پتہ چلا تھا اسے چڑ سی ہونے لگی تھی شازمہ کے نام سے بھی۔۔۔۔

اب کی بار میر فون کان سے لگاتا گیلری کی جانب بڑھا۔۔۔

اوکے سب ویسا ہی ریڈی ہے نا جیسے میں نے کہا تھا۔۔۔

اوکے سب تیار رکھو ہم بس تھوڑی ہی دیر میں نکلتے ہیں۔۔۔

فون پر بات کر کے میر روم میں آیا تو حیا اسے کہیں نظر نا آئی۔۔۔وہ اپنی گاڑی کی چابی اور والٹ لیتا روم سے نکلا ۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

انوکھا بندھن

26 قسط نمبر

از قلم نور عباس

۔۔۔ نیچے آیا تو حیا بی بی کو کچن میں مصروف پایا

جو سرونٹ سے ناشتہ بنوا رہی تھی جبکہ خود مزے سے شیلف سے ٹیک لگائے کھڑی سیب کھا رہی تھی۔۔۔ساتھ ہی ساتھ سرونٹ سے انٹرویو بھی جاری تھا وہ تقریباً سولہ سترہ سال کا اک کم عمر لڑکا تھا۔۔۔جو کافی مہارت سے پراٹھا بیل رہا تھا۔۔۔حیا حیرت سے اسے تکے جا رہی تھی۔۔۔میر نے حیا کو دیکھ کر سر جھٹکا جیسے کہنا چاہتا ہو۔۔میری بیوی کا جواب نہیں۔۔

۔۔۔۔ اسلم

اس نے کچن میں داخل ہو کر کچن میں کام کرتے لڑکے کو مخاطب کیا۔۔۔

جی سردار۔۔۔لڑکا مودب انداز میں بولا۔۔۔

ہمارے لیے ناشتہ مت بنانا ہمیں کہیں جانا ہے۔۔۔

میر کی بات پر حیا نے سوالیہ نظروں سے میر کو دیکھا ابھی تک تو ایسی کوئی بات نہ تھی اچانک کہاں جانا ہے۔اس نے میر کو دیکھتے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔

کہیں گاوں تو نہیں جا رہے شازمہ کے فورس کرنے پر وہ سمجھ رہی تھی دوبارہ بھی شازمہ نے ہی فون کیا تھا۔۔۔

میر اسلم کو کچھ ضروری ہدایت دیتا حیا کی طرف دیکھتا اسکے سامنے آرکا اور چٹکی بجا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا

چلے۔۔۔۔۔۔اسکے دیکھنے پر وہ بولا۔۔۔

کہاں۔۔۔۔۔۔۔۔حیا نے پوچھا۔۔۔۔

۔۔۔ قبل از وقت بتانا کچھ ٹھیک نہیں ہے خود ہی چل کر دیکھ لو

میر نے کہتے ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑا اور گاڑی میں

لے جا کر ہی چھوڑا۔۔۔۔۔۔

میر کا فارم ہاوس آبادی سے ذراہٹ کر تھا اسلیئے موجودہ جگہ پہنچتے پہنچتے انہیں دو گھنٹے تو لگ ہی گئے۔۔۔۔۔

گاڑی اک عالیشان محل نما کوٹھی کے سامنے رکی۔۔۔۔۔۔

گیٹ کے کھلنے پر گاڑی اندر بڑھی۔۔

میر اپنی طرف سے گاڑی سے اتر کر حیا کی جانب کا دروازہ کھولا۔۔۔

۔۔۔ دوسری طرف حیا حیران پریشان

میر نے حیا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

۔۔۔ حیا میر کا ہاتھ تھام کر باہر نکلی

حیا نے کچھ کہنے کی خاطر لب کھولے ہی تھے کہ میر نے اسے کچھ بھی کہنے سے منع کیا اور اسکی کمر کے گرد بازو حمائل کرتا اسے لیے اندر کی جانب بڑھا۔۔۔

جہاں بہت سے ملازم ہاتھوں میں پھولوں کے تھال لیے ان کے استقبال کیلئے کھڑے تھے اور جوں جوں وہ میر کی ہمراہی میں قدم بڑھا رہی تھی ان پر پھولوں کی برسات جاری تھی۔۔۔۔

میر اور حیا نے ایک ساتھ کوٹھی کے اندر قدم رکھا۔۔جبکہ اندر داخل ہوتے ہی حیا کا منہ مارے حیرت کے کھل گیا۔۔۔

میر۔۔میر۔۔یہ سب کیا ہے۔۔۔اب کے حیا مزید خاموش نہ رہ سکی۔۔۔

بتاتا ہوں پہلے روم میں تو چلو۔۔۔

میر کہتے ساتھ ہی اسے یوں ہی اپنے ساتھ لگائے اک روم کیطرف بڑھا۔۔۔

روم کیا تھا مانو وہ پورا اک ہال تھا دروازہ کھولنے پر کافی سارے پھول دونوں پر گرے۔۔کل سے اس پر پھولوں کی ہی برسات ہو رہی تھی۔۔۔

روم دیکھ کر تو حیا اور زیادہ حیران ہوئی۔۔۔بہت بڑا کمرہ جس کے وسط میں فل سائز کا گول بیڈ تھا۔۔بیڈ کے اوپر ان دونوں کی حویلی میں ہوئی شادی کی تصویر تھی جہاں حیا اور میر ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے سامنے دیکھ رہے تھے۔۔میر اسے لیے آگے بڑھا۔۔

حیا ایک ایک چیز کو چھو چھو کے خوش ہو رہی تھی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

یہ ہماری وہ جنت ہے جس کا خواب میں نے بہت پہلے سے دیکھا تھا۔۔۔میر اارادہ تھا کہ ہم دونوں ہی اسے آباد کریں گے لیکن تم ہر بار ہی مجھے ڈج دے جاتی تھی۔۔۔

میر بہت خوبصورتی سے اسے اپنے ارادے بتاتا آخر میں شرارتاً بولا۔۔۔

جبکہ ہر قصور حیا پر تھوپنے پر حیا نے میر کو گھورا۔۔۔

اچھا۔۔۔تو کیا ہماری ویڈنگ نائٹ اور ولیمہ کی نائٹ میں نے ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ شازمہ جیسی کے پاس بھاگ کر جائیں۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ حیا نے بھی ناک پھلاتے دوبدو جواب دیا

ائے بڑے مجھ پر بات کرنے والے۔۔۔اب کے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔۔۔

آہ میر کیا ضرورت تھی اس کو چھیڑنے کی۔۔۔۔وہ دل میں خود کو ڈپٹتے بولا۔۔

یار میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔میر چہرے پر مسکینیت طاری کیے بولا۔۔۔۔

جب خود پر بات آئی تو مذاق ہو گیا اس لیے کہتے ہیں۔۔سچ کڑوا ہوتا ہے۔۔

حیاکو توبات پکڑنے کا موقعہ مل گیا اس کا ویسے ہی صبح سے دماغ گھوما ہوا تھا جب سے شازمہ نے میر کو فون کیا تھا۔۔۔

او کے سارا قصور میرا تھا سب میری ہی وجہ سے ہوا تھا اب خوش۔۔۔ منہ ٹھیک کرو میں اپنے خوبصورت پلوں کو تمہارے پھلائے منہ کی نظر نہیں کرنا چاہتا۔۔۔

میر اسکے دونوں ہاتھ پکڑتے بولا۔۔۔

بات آپ نے شروع کی تھی میں نے نہیں۔۔ حیانے جیسے جتایا۔۔۔

مان تو رہا ہوں غلطی میری ہے میں نے تو جسٹ یوں ہی مذاق کیا تھا۔۔۔ مگر میں بھول گیا تھا کہ میرا پالہ ایک جنگلی بلی سے پڑا ہے جسے بات بات پر اپنے پنجے نکالنے کا شوق ہے۔۔۔۔

وہ اسکے کان میں جھکتے بولا۔۔۔۔

حیاجو اسکی بات کو سیریس لیکر سن رہی تھی میر کی آخری بات پر اسے وو نخوار نظروں سے گھوڑنے لگی۔۔۔

جبکہ میر فوراََ سے پیشتر اس کی پہنچ سے دور ہوا حیا سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ اپنے پنجے مطلب لمبے ناخن اسے چبا ہی نا دیتی۔۔۔۔

میر۔۔۔۔۔حیا دانت پیستی بولی۔۔۔جیسے دل ہو کہ میر کو دانتوں کے نیچے کچا ہی چبا ڈالے۔۔۔

جب کہ وہ کان پکڑ تا وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔۔۔۔

//////////

شازمہ اپنے پلین پر پھولی نا سماں رہی تھی۔۔۔۔اس نے میر اور حیا کے درمیان جدائی ڈال دی تھی۔۔۔اب بس اسے کرنا یہ تھا کہ میر جب اس مرتبہ گاوں آ تا تو وہ میر کے ساتھ شہر جانے کا ارادہ رکھتی یوں وہ شازمہ کے پلین کا آخری وار ہو تا۔۔ لیکن اس سے پہلے ہی حیا اپنا وار کھیل گئی تھی یوں کہ شازمہ بھی اس سے لاعلم رہی تھی۔۔۔

اسے حیا کی غیر حاضری کا تیسرے دن ہی معلوم ہو سکا۔۔۔وہ تو میر کے آنے کا انتظار کر رہی تھی زوبی سے جب اپنی شہر جانے کی بات کی اور زوبی سے کہا حیا سے بھی پوچھ لے اگر اسے شہر جانا ہے تو زوبی کے سامنے خود کو اچھا ثابت کرنے کے لیے۔۔ تبھی زوبی نے اسے بتایا کہ حیا تو بابا کے ساتھ پرسوں ہی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جا چکی ہے۔۔۔شازمہ کو اپنی لاعلمی پر جی بھر کے غصہ آیا اس لیے صبح ہی صبح اس نے میر کو کال کی۔۔۔اور حیا کی غیر موجودگی سے خود کو لاعلم رکھتی لہجے میں فکر سموئے بولی تھی۔۔۔لیکن یہاں بھی اسے سامنے سے حیا ہی ملی۔۔۔حیا کی باتیں سن کر تو اسکا دماغ زیادہ گھوم گیا۔۔

تبھی اسے میر سے بات کروانے کا کہہ کر اس نے فون کاٹ دیا۔۔شازمہ نے اپنا فون بیڈ پر پٹخ دیا۔۔۔

فون کو جیسے ہی پٹخا وہ بلنک کرنے لگا۔۔۔نمبر دیکھا تو نعمان کا تھا۔۔۔

شازمہ نے لپک کر کال اٹینڈ کی۔۔۔

دوسری طرف وہ غصے میں بھرا پڑا تھا۔۔۔

کہاں ہو تم۔۔۔اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔۔۔

حویلی میں ہی ہوں خیریت۔۔۔جب کہ شازمہ اسکے لہجے سے ہی جان چکی تھی کہ وہ حیا کی غیر موجودگی کا علم رکھتا ہے۔۔

وہ ہی تو پوچھ رہا ہوں تمہارے حویلی میں ہونے کے باوجود حیا شہر کیسے پہنچی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

نعمان نے چبا چبا کر کہا۔۔۔

پ۔ پتہ نہیں نومی مجھے تو کل شام ہی معلوم ہو سکا کہ وہ حویلی نہیں ہے جبکہ میں تو اب تک یہ ہی سمجھ رہی تھی کہ وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکل رہی۔۔۔شازمہ نے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔۔۔

تم۔ تم شازمہ ایک کام بھی ڈھنگ کا نا کر پائی تف ہے تم پر میں نے تمہیں۔ بڑے واضع انداز میں سمجھایا تھا کہ وہ دونوں قریب نا آنے پائے۔۔۔ تم نے تب تو بڑے دعوے کیے تھے اب کیا ہوا ان دعووں کا۔۔۔

نعمان نے اپنی بھڑاس نکالی۔۔۔

نومی ضروری تو نہیں کے وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آئے ہو ان کے درمیان دوریاں ختم ہو گئی ہو. ۔۔۔

شازمہ اب بھی پر امید تھی۔۔۔ میرا خیال تم اب بھی لاعلم ہو۔۔۔ تمہیں آدھا سچ ہی معلوم ہے۔۔۔

نعمان حقارت سے بولا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

مطلب کیا ہے نومی تمہاری بات کا ایسا کون سا سچ ہے۔۔۔

وہ الجھی تھی نومی کی بات پر ماتھے پہ پڑے بل اس بات کی خمیازگی کر رہے تھے۔۔۔

میر نے کل اپنے فارم ہاوس پر پارٹی دی ہے جس میں کافی سارے احباب وغیرہ نے شرکت کی تھی۔۔ میڈیا بھی انوائٹڈ تھا اور آج کے نیوز پیپر میں ان دونوں کی فوٹو فرنٹ پیج پر چھپی ہے جس میں دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ایک خوشگوار کپل کے روپ میں دیکھائی دے رہے ہیں یقین نہیں آتا تو نیوز پیپر منگوا کر دیکھ لو۔۔۔۔ میں نے ایسے ہی تم پر یقین کر لیا اس سے اچھا میں خود ہی یہ کام کر لیتا۔۔۔۔۔

نعمان ساری بات اس کے گوش گزار کر فون بند کر گیا۔۔۔

جس سے ثابت تھا وہ اس سے بری طرح خفا ہے شازمہ بے چین ہوا ٹھی پھر اس نے بہت بار نعمان کو کال ملائی لیکن اس نے فون نا اٹھایا۔۔۔ جس سے وہ مزید بے چین ہوا ٹھی۔۔۔

تبھی اس نے میر کو فون کر کے حویلی چکر لگانے کا کہا اس نے شہر جانے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔۔

منالو حیابی بی جتنی خوشی منانی ہے تمہیں تو میں ایسا منہ توڑ جواب دونگی نا کہ تم چوں بھی نا کر سکو گی۔۔۔۔۔وہ نفرت انگیز لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

....//////////

ناشتہ میر نے روم میں ہی منگوایا تھا پھر اس کے بعد میر نے حیا کو گھر کا اک اک کونہ دیکھایا تھا جسے حیا نے بہت ایکسائٹڈ ہو کر دیکھا۔۔۔۔

میر دوپہر کے کھانے کے بعد سے ہی کہیں چلا گیا تھا اسے ضروری کام کا کہہ کر رات ہو گئی پر ابھی تک وہ نا آیا۔۔۔حیا نے اسے فون بھی کیا لیکن اس نے ابھی اور ٹائم لگے کا کہہ کر فون عجلت میں کاٹ دیا۔۔۔عشاء کی نماز پڑھ کر وہ بیٹھی ہی تھی کے گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی۔۔۔اس نے کمرے سے منسلک ٹیرس سے دیکھا تو میر کی ہی گاڑی تھی جو گیٹ سے اندر آرہی تھی وہ بھاگ کر پورچ کی جانب بڑھی۔۔۔جہاں میر گاڑی سے اتر کر گاڑی کا پیچھلا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔۔۔گاڑی سے نکلنے والی شخصیت کو دیکھ کر حیا دنگ رہ گئی۔۔۔

بابا ہوش میں آتی وہ دوڑ کر نصیر احمد سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔اسے یوں روتا دیکھ نصیر صاحب بھی آبدیدہ ہو گئے۔۔۔۔

حیا کیا کر رہی ہو انکل پریشان ہو رہے ہیں۔۔میر نے ہی آگے بڑھ کر اسے نصیر سے علیحدہ کیا۔۔۔

میر کی بات سمجھتی وہ سر ہلاتی بابا کو لیے اندر کی جانب بڑھی۔۔۔صوفے پر ان کے ساتھ بیٹھتی وہ بچوں سے انداز میں بولی۔۔۔

بابا۔۔۔آ۔آپ کیسے ہیں۔۔۔طبیعت کیسی ہے اب آپ کی امی کیسی وہ کیوں نہیں آئی اور چھوٹو وہ ٹھیک تو ہیں نا۔۔۔وہ ان کے سینے سے لگے ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھنے لگی۔۔۔

جب کہ میر اس کے انداز پر سر جھٹکتا مسکرایا۔۔۔

سبھی ٹھیک ہے اور تمہیں خوب یاد کرتے ہیں۔۔۔نصیر صاحب نے اسکے بالوں کا بوسہ لیتے ہوئے کہا۔۔

بابا آپ نے مجھے معاف کر دیا مجھ سے ناراض تو نہیں ہے نا اب۔۔۔حیا نے ان کے سینے سے سر اٹھا کر کہا۔ ۔۔۔

نہیں میری بچی بلکہ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے تم سے۔۔۔مجھے معاف کر دو میری بچی میں مجبور تھا۔۔بابا۔انکل۔۔۔ نصیر صاب کو ہاتھ جوڑتا دیکھ وہ دونوں ساتھ ہی بولے میر بھی ان کی دوسری جانب بیٹھ گیا۔۔۔

انکل پلیز ہمیں یوں گناہگار نہ کریں میر کے کہنے پر حیا نے بھی باپ کے ہاتھوں کو کھولتے ہوئے سر ہلایا۔۔۔

حیا کیسی بیٹی ہو تم کب سے انکل آئے ہوئے ہیں بجائے ان کی خاطر تواضح کے باتوں میں لگی ہو جاو اور کچھ لے کر آو۔۔۔میر مصنوعی ڈپتے ہوئے بولا۔۔۔

میں ابھی کھانا لگواتی ہوں۔۔۔جب کے حیا آنسو صاف کرتی جلدی سے کہتی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

آپ کا بہت بہت شکریہ میر صاب۔۔۔۔ نصیر نے اب کے میر سے کہا۔۔۔آپ میرے بزرگ ہیں پلیز مجھے شرمندہ نا کریں۔۔

بس ہمارے لیے دعا کریں ہمیں بزرگوں کی دعا کی اشد ضرورت ہے۔۔۔

میر نے کہتے ساتھ ہی اپنا سر نصیر کے آگے جھکایا۔۔۔

جس پر نصیر اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر اسے دعا دینے لگے۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی حیا نے کھانا لگ جانے کی اطلاع دی۔۔۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا کھانے کے بعد حیا نے نصیر صاب کو آرام کرنے کیلئے روم دیکھایا۔۔۔میر تو تھوڑی دیر بیٹھ کر ہی آٹھ گیا کہ اسے صبح آفس جانا تھا۔۔۔حیا بھی میر کے جانے کے کچھ دیر بعد نصیر صاب کو شب بخیر کہتی اٹھ گئی۔۔اور کچن میں آکر چائے بناتی روم میں لے آئی جہاں میر صوفے پر بیٹھے اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔حیا نے چائے وہیں صوفے کے آگے پڑی ٹیبل پر رکھی۔۔۔

آگئی تم اتنی دیر کیوں لگادی میں کب سے انتظار کر رہا تھا

آتو گئی ہوں ناشکر منائے۔۔۔وہ احسان جتاتے لہجے میں بولی۔۔۔

وہ کیوں۔۔۔۔میر اپنی چائے کا کپ اٹھاتا بولا۔۔۔

میرا اتنا دل ہو رہا تھا بابا سے باتیں کرنے کا۔حیا نے اداسی سے کہا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیوں ابھی تک تم خاموش رہی ہو کیا جب سے آئے ہیں وہ تب سے کون بول رہا ہے ذرا بتانا محترمہ۔۔۔۔میر اک آئی بر و اٹھائے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

ہاں تو وہ اتنے دنوں بعد مجھے ملے ہیں تو میں نے ابھی ان سے ڈھیر ساری باتیں کرنی تھی مگر نہیں آپ نے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر دیا۔۔۔۔

حیا تو جیسے بھری بیٹھی تھی۔۔

ارے جانم ناراض کیوں ہوتی ہو صبح باتیں کر لینا جتنی بھی کرنی ہو میں تو آفس چلا جاوں گا پیچھے جی بھر ۔۔۔ کے میری شکایتیں لگانا انکل کو

میر نے چھیڑا۔۔۔

جی نہیں میری عادت نہیں ہے کسی کے کان بھرنے کی۔۔۔حیا میر کی بات پر منہ پھلائے بھی لی۔۔۔

اچھا یار اب جانے بھی دو اور میں نے تمہیں کسی ریزن کے لیے بلایا ہے۔۔۔

میر اپنا چائے کا خالی کپ ٹرے میں رکھتا اٹھ کھڑا ہوا جو وہ اس سے باتوں کے دوران ختم کر چکا تھا۔۔۔

الماری میں سے کوئی چیز نکالتا اسکی طرف بڑھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔ یہ لو تمہارے لیے میر نے ایک بلو رنگ کی فائل حیا کی جانب بڑھائی

یہ کیا ہے حیا نے لیے بغیر پوچھا۔۔

لو تو خود دیکھ لو میر نے بھی بنا بتائے فائل اسکی گود میں دے دی۔۔

حیا اپنا کپ ٹرے پر رکھتی فائل کھول کر دیکھنے لگی جبکہ میر نے حیا کا کپ منہ سے لگا لیا۔۔حیا نے گھورا لیکن میر ڈھیٹ بنا اسے اسمائل پاس کرتا اپنے کام میں مصروف رہا۔۔

حیا سر جھکتی دوبارہ فائل پر جھکی پر یہ کیا۔۔۔۔

اس نے ایک دم سر اٹھا کر میر کو دیکھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ میر یہ کیا ہے۔۔۔جب کہ میر اطمینان سے بیٹھا تھا

تمہاری منہ دیکھائی مجھ پر ڈیو تھی جانم یہ وہی ہے۔۔

پر میر یہ تو بہت زیادہ ہے آپ نے یہ گھر میرے نام پر کیوں کیا ہے۔۔۔۔میں یہ نہیں لے سکتی پلیز ۔۔۔۔

حیا نے کہتے ساتھ ہی فائل میر کی جانب بڑھائی۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میں نے تم سے پوچھا نہیں ہے کہ تمہیں لینا ہے یا نہیں۔۔۔میں نے تمہیں گفٹ دینا تھا اب میری مرضی میں جو بھی دوں سستا یا مہنگا۔۔۔۔۔۔

پر میر۔۔۔بس نو آر گومنٹ۔۔۔۔۔۔

میر نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ کہنے سے روکا۔۔۔

پھر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔۔

دیکھو حیا یہ میں جو بھی کر رہا ہوں بہت سوچ سمجھ کر کر رہا ہوں۔۔تم جانتی ہو بحیثیت سردار کے میرے بہت سے ان دیکھیں دشمن جنم لے چکے ہونگے جن سے میں خو بھی ناواقف ہوں۔۔ایسے میں پتہ نہیں کون کب مجھے مار دے۔۔۔

اللہ نہ کریں حیا اسکی بات پر تڑپ اٹھی۔۔۔اور آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر لیا۔۔۔

اسٹاپ اٹ حیا تمہیں تو بس رونے کا موقع چاہیے میں صرف ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔۔۔زندگی موت تو اللہ کہ ہاتھ میں ہے پھر بھی میں تمہارا مستقبل سیکیور کرنا چاہتا ہوں اور یہ سب میں بابا کے علم میں بھی لا چکا ہوں۔۔تم اسے میرے لیے قبول کر لو۔۔۔میر اسکے ہاتھ پر بوسہ دیتے بولا۔۔۔

حیا آگے سرکتی اسکے کندھے پر اپنا سر رکھے بولی۔۔

میر آپکی خاطر میں فائل رکھ رہی ہوں ورنہ خدا گواہ مجھے اس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے میری سب سے بڑی دولت تو آپ ہے۔۔ آپ پلیز مجھ سے وعدہ کریں آئندہ یہ مرنے کی بات نا کریں گے۔۔۔وہ اسکے گال پر ہاتھ رکھتی بولی۔۔۔۔

نہیں بولوں گا جانم۔۔۔۔میر اسکی پیشانی چومتا بولا۔۔۔

//////////

اسلام وعلیکم۔۔۔۔وہ بلند آواز میں سلام کرتا گھر میں داخل ہوا لیکن کچن سے اٹھتے دھواں نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا وہ آفس بیگ کو لاونج میں موجود صوفے پر پھینکتا کچن کی جانب بڑھا۔۔۔۔جہاں شیلف پر رکھے فرائی پین سے دھواں نکل رہا تھا وہیں دوسری طرف شیلف کاونٹر سے لگے کھڑی حیا کا کھانس کھانس کر برا حال تھا میر نے جلدی سے اس وجہ کو ختم کرنا چاہا جس سے دھواں اٹھ رہا تھا۔۔۔ یعنی فرائی پین کو بیسن میں رکھ کر اوپر سے نل کھول دیا جوں ہی پانی فرائی پین میں گرا دھواں ختم ہو گیا۔۔۔۔

میر شکر کا سانس لیتا نل بند کرتا حیا کی طرف مڑا لیکن یہ کیا حیا تو اسے گھورنے میں مصروف تھی۔۔۔

حیا تم ٹھیک تو ہو وہ حیا کا گھورنا اگنور کرتا فکر مندی سے اسکے گال پر ہاتھ رکھے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

میر یہ آپ نے کیا کیا۔۔۔۔وہ تیکھے پن سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔

کیا کیا میں نے۔۔۔میر ناسمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔

۔۔ آپ نے میری ساری محنت پر پانی بہا دیا۔۔۔۔حیا نے سنک کی طرف اشارہ کیا۔

۔۔ آپ نے میری بنائی گرین چلی کی ریسپی ضایع کر دی۔۔۔۔۔حیا ایک ایک لفظ کو چباتے بولی۔

لیکن حیا میں نے تو دھوئیں کو ختم۔۔۔۔میر آپ کو معلوم ہے کتنی مشکل سے مجھ سے یہ ریسپی بنی تھی۔۔۔ہمیشہ مما ہی بنا کر دیتی تھی فرسٹ ٹائم ہی میں نے ٹرائے کی تھی۔

۔۔ وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لاتی غصے سے کچن سے واک آوٹ کر گئی۔

۔۔ اس کے جانے کے بعد میر نے بیسن میں دیکھا جہاں پانچ سے چھ ہری مرچ تلی ہوئی تھی۔

۔۔ اہ شٹ۔۔۔۔میں نے اسے ناراض کر دیا۔

حیالاونج میں بیٹھی نیر بہار ہی تھی آج وہ بہت خوش تھی میر کو آفس بھیجنے کے بعد اس نے باقی کا سارا دن نصیر کے ساتھ گزارا ۔۔۔

پھر دوپہر میں ہی نصیر نے واپس جانے کی تیاری کرلی۔۔۔حیا کا دل تو نا تھا انہیں جانے دینے کا لیکن اس وعدے کے ساتھ کہ وہ دوبارہ بہت جلد آئے گے اور ساتھ میں امی اور چھوٹو کو بھی لائے گے۔

--

حیا نے دوپہر کے کھانے میں خوب اہتمام کیا ملازمہ کے ساتھ مل کر کباب اور وائٹ پلاؤ بنایا ساتھ ہی میٹھے میں اس نے کسٹرڈ بنایا۔۔۔

جاتے وقت وہ نصیر صاب کے گلے لگ کر خوب روئی تھی۔۔۔

ان کے جانے کے بعد وہ بولائی بولائی سی سارے گھر میں گھوم رہی تھی زوبی ساتھ ہوتی تو اس کا اچھا ٹائم پاس ہو جاتا۔۔۔عصر کی نماز کے بعد وہ دوبارہ کچن میں آئی اپنے لیے کچھ بنانے میر کے لیے تو دوپہر کا بچا کافی کھانا رکھا تھا میر بھی ایک ٹائم کا کھانا دوسرے ٹائم کھالیتے تھے حیا کو ان کی یہ عادت بہت اچھی لگتی تھی۔۔۔۔وہ پیسوں کا شو آف کرنے والے بلکل نا تھے۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیادو تین دن سے مرغن غذائیں کھا رہی تھی اس لیے اب کچھ سادہ سا بنانا چاہتی تھی بہت سوچ بچار ۔۔۔ کے بعد اس نے چنے کی دال بنانے کا فیصلہ کیا جو تقریباً آدھا گھنٹے میں ہی ریڈی تھی۔

۔۔ پھر لاونج میں آکر وہ میر کی واپسی کا انتظار کرنے کیلئے ٹی وی کھول کر بیٹھ گئی۔

مغرب کی اذان پر مغرب پڑھ کر وہ دوبارہ کچن میں آئی اپنے اور میر کیلئے روٹی ڈالی۔۔۔ جبکہ ملازمہ نے اسے بارہا کہا پر اسے اپنا اور میر کا کام خود کرنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ اور یوں پھر بھی اسکا کوئی نا کوئی تو ٹائم ۔۔ پاس ہو ہی رہا تھا بلکل ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے تو وہ پاگل ہو جاتی۔

روٹی ڈال کر اس نے باقی کا آٹا فریج میں رکھا تبھی اس کی نظر موٹی ہری مرچوں پر پڑی اور اس نے ۔۔ مرچوں کی ریسپی بنانے کا سوچا جو اکثر چنے کی دال کے ساتھ اسکی والدہ اسے بنا کر دیتی

اس نے ابھی ریسپی بنا کر شیلف پر رکھی جس سے لیموں کی چھڑکاو کی وجہ سے دھواں ہو رہا تھا جو کہ ۔۔۔ ہوتا تھا۔

۔۔۔ میر نے بنا سوچے سمجھے اسکی ریسپی کو دھو ڈالا تھا۔۔۔ جسے یاد کرتی وہ ورشدت سے رونے لگی۔

۔۔ میر گلاس میں پانی لیے اسکی طرف بڑھا۔

آئی ایم سوری حیا۔۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ تمہاری ریسپی ہے۔۔۔میں سمجھا تم سے کچھ جل گیا ۔۔ ہے۔۔۔میر نے ایسکیوز کیا۔

۔ حیا نے اپنے نیر بھرے نینوں سے میر کی جانب دیکھا۔

۔۔۔ آپ پوچھ تو لیتے میر۔۔۔میں نے اتنی محنت سے بنائی تھی حیا کہتی پھر رونے لگی۔

اٹس او کے حیا دوبارہ بن جائے گی۔۔۔۔میر نے اسے شانت کرنا چاہا کہنا آسان ہے۔۔۔۔چلی کو کاٹتے ۔۔ وقت ہاتھوں میں اتنی جلن ہوتی ہے۔

۔ حیا نے ہاتھ آگے کر کے بتایا۔

۔۔ تو پھر ضرورت ہی کیا ہے ایسی فضول ریسپی بنانے کی۔

۔۔۔ میر اب کچھ برہمی سے بولا۔

آپ کو کیا معلوم میری کتنی فیوریٹ ہے میں نے چنے کی دال کے ساتھ اسپیشل بنائی تھی۔۔۔وہ سوں ۔۔ سوں کرتی بتانے لگی۔

۔ اوہ میں کیسے بھول گیا میری تیکھی مرچ کو تیکھی چیزیں ہی پسند آنی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔ وہ دل میں بولا اونچا بول کر اپنی شامت تھوڑی بلوانی۔ تھی۔

اچھا اب روتو مت یہ لو پانی پیو پھر کچن میں چلو میرے ساتھ مل کر بنائے گے تم مجھے بتاتی جانا میں بناتا

۔۔ جاوں گا اب خوش۔

۔۔ آخر کار میر نے فیصلہ کیا وہ اسے یوں روتا تھوڑی دیکھ سکتا تھا۔

جس پر وہ ایک ہی سانس میں پانی کا گلاس پیتی اسکے ساتھ کچن کی جانب بڑھی۔۔۔ میر نے اپرن باندھا

۔۔ حیا نے شیلف کے ساتھ ٹیک لگائی۔

۔۔ سب سے پہلے موٹی ہری مرچیں لو۔

اس نے جلدی سے چار سے پانچ مرچوں کو نکالا دو عدد لیموں لو۔۔۔ اس کے بتانے پر کیبنٹ میں سے

چاٹ مصالحہ لیا۔۔۔ مرچوں کو دھو کر ان کے سرے جدا کر کے انہیں بیچ میں سے

چیرا۔۔۔۔ واقعی مرچ چیرتے وقت ہاتھوں میں جلن سی ہوئی جسے وہ برداشت کر گیا۔۔۔ فرائی

پین کو اچھی طرح دھو کر اس میں تھوڑا سا آئل ڈال کر اس میں چٹکی بھر نمک ڈالا آئل گرم ہونے پر

اس نے احتیاط سے ایک ایک کر کے ساری مرچیں اس میں ڈالی۔۔۔۔ آنچ دھیمی کر کے اسپون کی

مدد سے انہیں الٹ پلٹ کرنے لگا۔۔جب وہ تھوڑے بلیک شیڈ میں آگئی تو میر نے چولہا بند کر دیا پھر ایک اسپون چاٹ مصالحے کا بھر کر ان مرچوں میں ڈالا آخر میں لیموں کو کاٹ کر اس نے مرچوں پر نچوڑا تو آئل گرم ہونے کی وجہ سے اس میں سے دھواں اٹھنے لگا جو تھوڑے ٹائم کیلیئے ہی تھا۔۔دیکھا

۔۔۔ ابھی آپ نے یہ دھواں تھوڑے ٹائم کیلیئے ہی ہوتا ہے

۔۔ حیا نے آگے بڑھ کر میر کو بتایا۔

۔ سوری اگین جانم۔۔۔۔میر نے اب کی بار کان پکڑے۔

ارے اتنی بڑی بات بھی نہیں تھی میں بھی ناویسے ہی آپ کو تنگ کر رہی تھی جاو اور چینج کر کے آو

۔۔۔ میں ڈنر ٹیبل پر لگاتی ہوں۔

حیا کے کہنے پر میر نے اسے جتاتی نظروں سے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو کہ بہت جلدی نہیں خیال آگیا۔

۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پھر وہی کچھ بول کر محترمہ کا موڈ تھوڑی ناخراب کرنا تھا۔۔اس لیے چپ چاپ اپرن اتارتا ۔۔۔نہایت شرافت سے اپنے روم میں چلا گیا۔۔جانے سے پہلے اس کے گال پر ہلکی سی بائٹ لینا نا بھولا۔۔۔۔۔

اف ہو حیا تو بھی نا کبھی بلکل بچوں جیسا بی ہیو کرتی ہے۔۔۔وہ اپنے سر پر چپٹ لگاتی۔۔۔فریج کی ۔۔۔ جانب بڑھی

۔۔ حیا کھانا گرم کر کے ٹیبل پر لگا رہی تھی تبھی میر فریش سا چیئر کھینچتا اپنی جگہ براجمان ہو گیا۔

حیا بھی سارا کھانا ٹیبل پر لگاتی۔۔۔اس کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔دونوں نہایت ہی خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جبکہ حیا بار بار میر کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔میر بار بار اسکا اپنی طرف دیکھنا محسوس ۔۔ کر رہا تھا تبھی کھانے سے ہاتھ روکتا پوچھنے لگا۔۔۔کیا بات ہے حیا ٹھیک سے کھانا کھاو نا۔

۔۔ میر کے کہنے کی دیر تھی حیا نے ہاتھ میں اٹھایا نوالہ بھی پلیٹ میں رکھ دیا۔

۔۔ پہلے آپ بتائے آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہے نا۔

۔۔ حیا میر کی طرف دیکھتی بولی۔

کیوں کس بات پر۔۔۔میر نے نا سمجھی سے دیکھا۔

وہ ان مرچوں کیلئے۔۔۔حیا اتنا کہتی ہی سر جھکا گئی جبکہ میر کو معلوم تھا وہ اپنے آنسو چھپانے کی کوشش ۔ کر رہی ہے۔

۔ حیا یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔میر نے حیا کی تھوڑی کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر اسکا چہرہ اٹھایا۔

یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے میں تم سے ناراض ہو جاوں۔۔۔میر نے کہتے ساتھ ہی ۔۔ اسے اپنی گود میں بیٹھایا۔

۔۔ اور اسکے گرد اپنے بازووں باندھتا بولا۔

بلکہ سچ پوچھو تو تمہاری انہیں چھوٹی موٹی شرارتوں سے ہی تو میں جینے لگا ہوں تمہارا چھوٹی چھوٹی باتوں پر روٹھنا۔پھر میرا منانا یہ ہی تو میریڈ لائف کا اصل حسن ہے۔۔۔ان ہی چیزوں کو تو میں نے بار ہا اپنی لائف میں مس کیا ہے میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں تم میری انت الحیات ہو ۔۔۔ اور اپنی زندگی سے ناراض ہو کر میں نے مرنا تھوڑی ہے۔

۔۔ میر کے اس طرح کے اظہار پر حیا نے فورا اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا میر پلیز وہ ملتجائیہ ہوئی۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔ حیانے ہمت کرتے اپنے نرم ہونٹوں کا لمس اسکی پیشانی پر چھوڑا جو میر کو اندر تک سرشار کر گیا۔

چلو اب کھانا کھائے۔۔۔ میر نے چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر حیا کو کھلانے لگا وہیں آج حیا بھی میر کو کھانا کھلانے لگی۔۔۔ حیا کے اصرار پر میر نے بھی چلی ٹیسٹ کی اسے بھی کافی اچھی لگی۔۔ کیسی ہے میر۔۔۔ حیا نے اشتیاق سے پوچھا ہممممم ۔بڑی اچھی۔ تھوڑی کھٹی۔ تھوڑی۔ اسپائسی اور تھوڑی تیکھی ۔۔ بلکل میری جانم کیطرح میر نے شرارت سے کہتے ہوئے آنکھ ونک کی

جس پر حیا کا چہرہ سرخ ٹماٹر ہوا وہ شرم سے میر کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔۔ جس پر میر کا جاندار قہقہہ ۔۔۔ گونجا۔

///////

وہ آئینے کے آگے کھڑی اپنی تیاری دیکھ رہی تھی صبح ہی اسے میر نے تیار ہونے کو کہا تھا وہ زین کیلیئے شینا کا ہاتھ مانگنے ملک صاب کے گھر جانے والے تھے زین کا اس دنیا میں کوئی نہیں تھا سوائے اللہ کے اور دوست کے نام پر میر ہی اس کا سہارا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیا کو جب سے یہ بات معلوم ہوئی وہ بہت خوش تھی۔۔۔کیونکہ شینا اپنی پرانی باتوں سے ایکسیوز کر چکی تھی اور اب کافی حد تک اس میں بدلاو بھی آچکا تھا۔۔۔

وہ خیالوں میں گم تھی تبھی اپنے پیچھے ابھرتے میر کے عکس کو نا دیکھ سکی چونکی تب جب میر نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتے اپنی تھوڑی کو اسکے کندھے پر ٹکایا۔۔۔کن خیالوں میں گم ہیں جانم۔۔۔۔میر نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

میر آپ میں تو ڈر ہی گئی تھی۔۔۔

حیا نے فوراسے دل پر ہاتھ رکھا۔۔۔اچھا جب کہ ڈرنا تو میرا بنتا تھا یہ کیا چہرے پر من من کا تھوپ رکھا ہے۔۔۔میر نے اسکے میک اپ کو نشانہ بنایا۔۔۔

میر کے کہنے پر حیا اس کا حصار توڑتی قدرے آگے ہو کر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا واقعی میر جیسا کہہ رہا ہے ویسا ہے یا۔۔۔۔

لیکن اسے ہنسی ضبط کرتا دیکھ کر وہ چلائی میر جائیں میں آپ سے بات نہیں کر رہی اتنی محنت سے میں تیار ہوئی ہوں اور آپ ہے کے میرا مذاق بنا رہے ہیں۔۔۔۔حیا منہ پھلائے بولی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اچھا ادھر نزدیک آو تو میں دیکھ کر بتاوں کیسی لگ رہی ہو دور سے شاید مجھے نظر نا آیا۔۔۔

میر نے اس کا رخ اپنی جانب موڑتے کہا بہت پیاری لگ رہی ہو

بس ایک چیز کی کمی ہے۔۔۔

میر کے کہنے پر وہ دوبارہ آئینے کی طرف مڑی۔۔۔۔

جیسے وہ کمی ڈھونڈنا چاہتی ہو۔۔۔۔

کیا۔۔۔حیا نے پوچھا۔۔۔

"آنکھیں بند کرو۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے حکم دے رہا تھا۔۔۔اس نے جلدی سے آنکھیں کلوز کی لیکن ٹھیک طرح سے نا کی۔۔۔۔۔آنکھ کی جھری سے وہ دیکھ رہی تھی وہ جو جیب سے کچھ نکالنے لگا تھا اسکی حرکت نوٹ کر گیا۔۔۔۔

میڈم اگر آپ نہیں چاہتی کے آپ کی اس چیٹنگ کے بدلے میں میں آپ کو کوئی سزا دوں"

"تو۔۔۔ویسا کرو جیسا میں کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ورنہ بعد میں آپ نے مجھے ہی الزام دینا ہے۔۔۔

وہ اسکی طرف دیکھتا معنی خیزی سے بولا اس کی بات پر وہ سٹپٹا کر زور سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔۔ جبکہ وہ اس کی معصوم حرکت پر صرف سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اسے اپنی گردن پر اسکے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا لیکن وہ چپ چاپ کھڑی رہی اسکی دھمکی کافی پر اثر رہی کہ وہ جنبش تک نا کر رہی تھی۔۔۔

"اب کھولو آنکھیں۔۔۔"

اس کے کہنے پر وہ آہستہ سے آنکھیں کھولنے لگی۔۔۔۔ سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں اس نے اپنے گلے میں پہنے خوبصّورت سے نظر آتے نیکلس کو چھوا۔۔۔ اور بے دھیانی میں اپنے اور اس کے عکس کو مرر میں دیکھنے لگی۔۔۔

"کیسا ہے۔۔"

اسکی حرکت پر زیر لب مسکراتے ہوئے پوچھا گیا۔۔۔۔

"بہت خوبصورت "

وہ پل ضائع کیے بنا اس کے سحر میں جکڑی بولی۔۔۔۔ م

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

مجھے معلوم ہے کہ میں بہت خوبصورت ہوں لیکن ابھی میں اپنے بارے میں نہیں۔۔اس نیکلس کے "بارے میں پوچھ رہاہوں۔۔

۔وہ اسکی کان کی لو کو لبوں سے چھوتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

"

" می۔میں بھی۔نیک۔نیکلس س کے بارے می میں بتابتارہی ہوں۔۔۔"

اس کی قربت میں اس کو اپنی ہتھلیاں پسینے سے بھیگی محسوس ہوئی۔۔۔

۔۔۔ اس لکی جان لیوا قربت اور اپنی چوری پکڑے جانے کی وجہ سے وہیے بے ربط سا بولی جس پر وہ مبہم سا مسکراتا اسے پیار لٹاتی نظروں سے دیکھنے لگا اسکی خاموشی پر وہ پلکوں کی چلمن کو اٹھا گئی لیکن زیادہ دیر اسکی جذبے لٹاتی نظروں میں دیکھ نا سکی۔۔۔۔۔نروس سی ہوتی وہ اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔۔۔۔

"او۔۔۔نہیں ناں۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ فوراسے اسکے سامنے آتا اسکے ہاتھ پکڑ گیا اور پھر سے اپنی جیب سے ایک مخملی کیس نکالا جس میں جراو کنگھن تھے جن کا ڈیزائن بہت یونیک سا تھا۔۔

۔۔

وہ اس کی کلائی میں سجا گیا۔۔۔۔۔

"واہ تمہارے ہاتھوں میں آکر تو مزید اسکی شان بڑھ گئی ہیں۔۔"

۔ورنہ لیتے وقت یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنے پیارے لگے گے۔۔۔اسکے دونوں ہاتھوں پر باری باری بوسہ دیتے ہوئے کہا.... جبکہ وہ جھینپ کر اپنا ہاتھ اس سے چھڑوا گئی۔۔۔

یار یہ کیا ناانصافی ہے میں نے اتنے پیار سے تمہیں ایک نئی دو دو گفٹ دیے ہیں یہ سوچ کر کہ گفٹ" دیکھ کر مارے خوشی سے تم مجھے ہگ کرو گی لیکن یہاں پر تو مجھے شکریہ کہنے کے آثار بھی نظر نہیں آرہے۔۔۔"

وہ مصنوعی ٹھنڈی آہ بھرتا بولا۔۔۔جبکہ اسکی بات پر اسکی رنگت لال ٹماٹر جیسی ہو گئی۔۔۔۔۔

"۔۔۔ یار اب کچھ کہو بھی"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ منتظر تھا جیسے۔۔۔اس کے منہ سے اپنے لیے تعریف سننے کو۔۔۔

"کیا کہوں۔۔۔"

وہ کنفیوژ سی بولی۔۔۔۔۔

".زیادہ کچھ نہیں بس۔۔"

وہ تین میجک ورڈ بول دو۔۔۔۔۔

وہ زیرلب مسکراتا بولا۔۔۔۔

...جب کے اسکی بات پر اس نے اسے حیرانگی سے تکا

جیسے پوچھنا چاہتی ہو کون سے ورڈ۔۔۔۔

"یار وہی جو اکثر و پیشتر میں تمہیں کہتا رہتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

اب کے اس نے اسے یاد کروایا جیسے۔۔۔۔

"بولوں بھی میں منتظر ہوں۔۔۔۔۔"

وہ اسکی تھوڑی کو چھوتے اسے بولنے پر اکسانے لگا۔۔۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی اور موقعہ دیکھتی وہاں سے فرار ہو گئی۔۔۔ جب تک وہ کچھ سمجھتا وہ دروازے کا ہینڈل پکڑے دروازہ کھول چکی تھی۔۔۔ باہر جانے سے قبل وہ ٹھری پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

"کیا محبت کے لیے زبان سے اقرار لازمی ہے کیا۔۔۔ میں سراپا محبت ہوں کیا کیا آپ کو یہ دیکھائی نہیں دیتا۔۔۔"

"پھر بھی اگر آپ کو لگتا ہے کہ تو سنے میر۔۔۔۔۔۔ جیسے جسم کو روح کی ضرورت ہے ورنہ وہ مردہ ہو جاتا ہے ویسے ہی میرے لیے آپ ضروری ہو۔۔۔"

"ورنہ آپ کے بنا میں سانس بھی نا لوں۔۔۔۔۔۔"

یہ کہتی وہ چھپک سے کمرے سے غائب۔۔۔۔۔۔

جب کہ پیچھے میر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر تا اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر اپنے کپڑے لیتا واش روم کی طرف بڑھا کیونکہ زین بے صبر ابنا اسے کال پہ کال کیے جا رہا تھا اسکی ٹانگ تو وہاں جا کے کھینچنے کا ارادہ تھا۔۔۔۔

//////

انوکھا بندھن

27 قسط نمبر

از قلم نور عباس

زین کا رشتہ قبول کر لیا گیا تھا کیونکہ اسکی گارنٹی میر نے دی تھی۔۔۔ملک صاب اور انکی بیگم تو ویسے بھی پھولے نا سماں رہے تھے۔اتنا اچھا رشتہ خود چل کر انکی دہلیز پر آیا تھا۔۔شینا کے والدین حیات نا تھے صرف ایک بہن ہی تھی جس کے پاس وہ رہ رہی تھی اور ملک صاب ہی اسکے کرتا دھرتا تھے۔۔۔شینا سے بھی رضامندی لی گئی اسکے ہامی بھرتے ہی شادی کی ڈیٹ فکس کر لی گئی تھی زین نے جہیز کے نام پر کچھ بھی لینے سے منع کر دیا تھا۔۔۔جبکہ میر نے ملک صاب کو یقین دلایا کے شینا کی شادی کا خرچہ وہ اٹھانے کو بخوشی تیار ہے.....

یوں مہینے کے اندر اندر ہی انکی شادی کی ڈیٹ رکھی گئی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔ کیوں کہ زین کی اپنی کوئی فیملی نہیں تھی میر ہی اسکی فیملی تھی

حیاہر چیز میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی۔۔۔

میر کے فورس پر وہ اس کے ساتھ گاوں بھی ناجاسکی۔۔۔۔

واپسی پر میر کے ساتھ زوبی بھی تھی۔۔۔بٹ شازمہ کو فلحال ساتھ لانے سے میر نے انکار کر دیا تھا۔۔۔

مشکل سے تو وہ اور حیا اپنی لائف میں سیٹ ہوئے تھے وہ نہیں چاہتا تھا کہ پھر کوئی بدمزگی ہو۔۔۔

اس لیے شازمہ کو اگلی بار ساتھ لے جانے کا کہہ کر ٹال آیا تھا جبکہ شازمہ میر کے صاف انکار پر جل بھن سی گئی تھی۔۔۔زوبی بھی میر کے انکار پر کچھ نا بولی تھی۔۔۔

یہاں آکر زوبی کیلیئے بھی نئے گھر کی صورت سرپرائز تھا۔۔۔۔

ہارون کا تبادلہ ان کے اپنے گاوں ہو گیا تھا۔۔۔۔اس لیے ارمغان کی رہائش کا مسئلہ بنا کیونکہ اسکا یونی میں لاسٹ سمسٹر تھا۔۔۔تو میر کے کہنے پر وہ فلحال میر پیلس ہی شفٹ ہو گیا تھا۔۔۔ک ہارون کا گھر سرکاری تھا جو تبادلے کی غرض سے ہی اسے الرٹ ہوا تھا۔۔۔

ہفتہ سے زیادہ ہو گیا تھا ارمغان کو وہاں آئے ہوئے شروع شروع میں حیا کو اس سے جھجھک ہوتی پھر ارمغان کے فرینڈلی نیچر کی وجہ سے وہ جلد ہی اس سے گھل مل گئی۔۔

کیونکہ ارمغان نے اسے پہلے ہی کہہ دیا تھا رشتے میں تو وہ اسکی ساس اور بھابھی لگتی ہے لیکن وہ اسے ان دونوں رشتوں سے نہیں بلائے گا کیونکہ اسکی ایک عدد بھابھی اور ایک عدد ساس پہلے بھی ہے ۔۔۔

اس لیے وہ اسے اپنا بھائی بنالے کیونکہ اسکی اپنی کوئی بہن نہیں ہے جو اللہ نے دی بھی تھی وہ فوت ہو چکی ہے ویسے بھی نوشین پھوپھو تو اسے پکی پکی اپنی بیٹی بنا ہی چکی ہے اب ان کے بیٹے کے ناتے وہ اسے اپنا بھائی بنالے۔۔۔

تب سے حیا کی جھجھک کچھ کم ہوئی اور کب یہ بلکل ہی ختم ہوئی اسکا اندازہ نا ہو سکا۔۔۔

ارمغان موج و مستی کرنے والا ہر لمحے کو جینے والا تھا ہر وقت اسکے نشانے پر زوبی ہوتی وہ اسے جی بھر کے تنگ کرتا جس پر اکثر وہ حیا سے ڈانٹ بھی کھاتا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

لیکن وہ بھی ارمغان تھافورا یہ کہہ کر حیا کا منہ بند کروادیتا کہ اسکی ساس بننے کی کوشش نا کریں مجھے اتنی کم عمر ساس نہیں پسند۔۔۔

میرنے حیا کو آفس آنے سے منع کر دیا تھا حیا بھی کچھ نا بولی کہ ان دنوں وہ شادی کے کاموں میں بزی تھی آفس کو کہاں ٹائم دے پاتی بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔۔۔

ارمغان یونی سے فارغ ہو کر اکثر حیا اور زوبی کے ڈرائیور بننے کی ڈیوٹی دیتا۔۔

آج انہیں واپسی میں کافی دیر ہو گئی۔۔۔ آتے ہی وہ سب لاونج کے صوفے پر ڈھیر ہو گئے تھکن سے ان سب کا برا حال تھا۔۔۔

ارے حیا آپی۔۔۔یہ کیا آپ نے تو مجھے شوفر ہی بناڈالا وہ بھی مفت کا۔۔۔۔۔ارمغان دونوں ہاتھوں میں تھامے شاپنگ بیگ سینٹرل ٹیبل پر ڈھیر کرتا حیا کو تنگ کر رہا تھا۔۔۔

ارے ایسے کیسے مفت میں ہم آپکی محنت کے عوض آپ کو بہت اچھا سا گفٹ دینگے نا۔۔۔۔۔

حیا نے ساتھ بیٹھی زوبی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے ذومعنی لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

پھر تو یہ خادم ساری عمر آپکی غلامی میں رہنے کو تیار ہے۔۔۔۔

....ارمغان صوفے پر اٹھ کر اپنے سر کو ہلکا سا خم دیتے بولا تھا

جس پر حیا کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔

اوپر سے میر نے جب یہ منظر دیکھا تو ضبط سے اپنی مٹھیاں بینچتا کمرے میں بند ہو گیا۔۔۔

دھڑام کی آواز پر تینوں نے بے ساختہ اوپر دیکھا۔۔۔۔

میر آفس سے آ گئے ہیں کیا۔۔۔۔

حیا نے پانی لاتی ملامہ سے پوچھا۔۔۔

جی صاحب تو آپ کے جانے کے پانچ منٹ بعد ہی آ گئے تھے۔۔۔

بہت غصے میں تھے جی کوئی فیل ڈھونڈ رہے تھے میں پانی لیکر گئی تو مجھے بھی ڈانٹ کر بھگا دیا۔۔۔

ملازمہ کافی باتونی تھے اسلیے حیا کو ساری رپورٹ دی۔۔۔

جب کہ حیا کے ساتھ ساتھ زوبی بھی حیرت میں گھری کیونکہ میر کو کبھی اتنے غصے میں نا دیکھا تھا۔۔۔۔

پاپا اتنے غصے میں کیوں ہیں حیا۔۔۔

زوبی نے ایکدم گھبر اکر حیا کا ہاتھ تھاما کچھ نہیں آفس کی کوئی ٹینشن ہو گی میں جا کر دیکھتی ہوں تم فکر نا کرو حیا اسکے گھبر ائے دیکھ اسے ریلیکس کرتی۔۔۔اپنے روم کی طرف بڑھی جبکہ ذہن الجھا سا تھا . .

روم میں داخل ہوئی تو دماغ گھوم سا گیا سارا کمرہ بکھڑا پڑا تھا جیسے کوئی چیز ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی ہو۔۔۔۔

آگے بڑھی تو دیکھا کہ میر الماری میں سر دیئے دراز سے ایک ایک چیز نکال رہا ہے۔۔

میر۔۔۔۔۔۔حیا کی پکار پر لمحے بھر کو میر کے ہاتھ تھمے لیکن پھر سے وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا یوں ظاہر کیا جیسے حیا کی آواز سنی ہی نا ہو۔۔۔

میر یہ سب کیا ہے کیا ڈھونڈ رہے ہیں آپ۔۔۔اب کے حیا بڑھی اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی اس سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔

حیا کے کندھے پر ہاتھ رکھنے سے میر ایکدم پیچھے مڑا۔۔۔۔

کہاں تھی اب تک۔۔۔۔اور فون کہاں ہے تمہارا کہاں اتنی بزی تھی کہ بار بار میرے فون کرنے کے باوجود کال کاٹ رہی تھی۔۔۔

میر برہمی سے بولا۔۔۔۔

مارکیٹ گئے تھے۔۔۔۔۔حیا اتنا ہی بولی۔۔

لیکن آج تو تمہیں کہیں نہیں جانا تھا کل تک تم ساری شاپنگ کمپلیٹ کر آئی تھی تو پھر آج کہاں گئی تھی۔۔۔۔

میر غصے سے بولا۔۔

وہ زین بھائی کا فون آیا تھا شینا اور انہوں نے اپنی پسند کا برائیڈل ڈریس لینا تھا پر آنٹی نے شینا کے گھر سے نکلنے پر پابندی لگا دی کیونکہ شادی میں ہفتہ ہی بچا ہے اور زین بھائی کو بھی ہاسپٹل کے کام سے دوسرے شہر جانا پڑا اور انکی واپسی مایوں والے دن ہی ہو گی تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا برائیڈل ڈریس کا وہی لینے گئے تھے۔۔۔۔

ایک برائیڈل ڈریس لینے میں دو گھنٹے لگا دِئے۔۔۔۔اس کا غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا۔۔۔

نہیں وہ ساتھ میں میچنگ کی باقی چیزیں بھی تھی پھر ارمغان نے کچھ دیر اپنی چیزیں لی۔۔۔واپسی میں شینا کے گھر سے ہو کر آئیں ہیں۔۔۔ارمغان نے کہا کہ ڈریس اسے دیکھا دیں کہیں بعد میں چینج کروانے کا ایشو نا ہو۔۔۔

بہت خوب کہانی تو کافی اچھی ہے۔۔۔

اب فون کا بھی بتا دو کیوں بار بار کال کاٹی جا رہی تھی۔۔۔وہ میرا فون ارمغان کے پاس تھا۔۔۔میں اس سے مانگ بھی رہی تھی لیکن اس نے نہیں دیا اور اپنی پوکٹ میں رکھ دیا یہ کہہ کر کہ گھر جا کر خوب ساری باتیں کرنا۔۔۔

حیا نے جلدی سے کہا۔۔

ایک دفعہ پوچھ تو لیتی کہ کس لیئے کال کر رہا تھا رومینس کیلئے نہیں کر رہا تھا۔۔۔ضروری بات کرنی تھی میں نے۔۔۔

میں یہاں اپنے بہت بڑے ٹینڈر کی فائل صبح جلدی میں بھول گیا تھا۔۔۔کلائنٹ کو میٹنگ روم میں بٹھا کر یہ کہہ کر میں آدھے گھنٹے میں آیا اور یہاں پچھلے دو گھنٹے سے مسلسل میں خوار ہو رہا

ہوں۔۔۔ملازمہ سے پوچھا تو اس نے یہ کہا کہ صبح روم کی صفائی حیا میم نے کی تھی اسی لیے محترمہ کو کال پہ کال کیے جا رہا تھا لیکن محترمہ تو اپنے سیر سپاٹوں میں ہی بزی تھی اسے کیا معلوم یہاں کوئی کتنی اذیت میں ہے۔۔۔

اب کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو ڈھونڈ کے دو جلدی سے۔۔۔

میر کے اک اک لفظ اسے تیر کی طرح چبھ رہے تھے۔۔

وہ ہڑبڑاتی آگے بڑھی۔۔۔کمرے میں کوئی شے اپنی جگہ پر نہیں تھی۔۔۔اتنی ٹینشن میں اسے خود بھول گیا کہ اس نے وہ فائل کہاں رکھی تھی مبادا اسے یاد آیا وہ روم سے منسلک اسٹڈی روم میں گئی واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں وہی فائل تھی۔۔۔میر کو فون پر مصرف پا کر وہ اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی پتہ نہیں فون پر کیا کہا گیا کہ میر کی پیشانی کے بلوں میں اضافہ ہوا...میر نے بنا کال کاٹے فون سامنے کی دیوار پر مارا جس سے حیا ڈر کے اچھلی نیز میر نے حیا کے ہاتھ سے فائل جھپٹی اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگا مبارک ہو جس ٹینڈر کو پانے کیلئے میں پچھلے ایک ماہ سے محنت کر رہا تھا وہ صرف اور صرف تمہاری وجہ سے خاک ہوا۔۔کلائنٹ مزید انتظار نہ کرتے ہوئے چلے گئے۔۔۔میر نے کہتے ساتھ ہی فائل کے ٹکڑے اوپر ہوا میں اچھالے جو حیا کے اوپر ہی گرنے لگے اور خود تن فن کرتا روم

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

سے نکل گیا حیا بھی اس کے پیچھے بھاگی۔۔۔لیکن دروازے پر ارمغان کو دیکھ کر اپنی جگہ فریز ہو گئی وہ سب کچھ سن چکا تھا حیا کو اسکی نظریں چرانے سے اندازہ ہوا۔۔۔

سوری آپی مجھے نہیں معلوم تھا میرا اک مذاق آپ کو اتنا بھاری پڑے گا۔۔۔ارمغان نے کہتے ساتھ ۔ ہی حیا کا موبائل اسکی جانب بڑھایا شاید وہ وہی دینے آیا تھا

۔۔ حیا نے فون تھاما ارمغان فون دے کر وہاں سے چلا گیا

حیا روم میں آکر سر تھامے بیٹھ گئی انجانے میں وہ کتنی بڑی غلطی کر بیٹھی تھی۔۔۔

//////////

وہ گاڑی کو بے مقصد سڑک پر گھما رہا تھا۔۔۔۔

آخر کار تھک ہار کر گاڑی کو اک جگہ روکا اور باہر نکل آیا۔۔۔

بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ اضطراب کی کیفیت میں تھا۔۔۔

وہ حیا پر اتنا غصہ ہو کر آیا تھا تو کیا اسکی وجہ صرف اس فائل کا نا ملنا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔۔اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

وہ سمجھ نا پا رہا تھا اپنی کیفیت کو اسکا شاید ارمغان کے ساتھ زیادہ فرینک انداز پسند نا آیا تھا شاید اس لیے وہ عشق کی اس منزل پر آ گیا تھا جہاں محبوب کو اگر ہوا بھی چھو لے تو آپ گوارا نہیں کرتے وہ جانتا تھا کہ اسکی حیا بہت معصوم ہے وہ اس پر شک کر کے گناہ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

میں حیا سے کہہ دونگا کہ ارمغان سے فاصلے پر رہے وہ خود ہی میری بات کو سمجھ جائے گی۔۔۔اب اسے سمجھ آئی تھی وہ جو ہمیشہ حیا کے سامنے لڑکیوں کا نام لیکر اسے چھیڑتا تھا اور پھر اسکی جھنجھلاہٹ سے لطف اندوز ہو کر اسے جیلسی کا خطاب دیتا تھا کتنا مشکل ہوتا ہے اپنے محبوب کو تصور میں ہی سہی کسی اور کے ساتھ دیکھنا۔۔۔انہی سب سوچوں میں گھرا وہ گھر پہنچا لاونج میں ہی حیا اسے مل گئی اور وہ اکیلی نا تھی اس کے ساتھ ارمغان تھا۔۔۔رات کے اس پہر ان دونوں کو اکٹھا دیکھ کر وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتا ان دونوں کو اگنور کرتا روم کی جانب بڑھ گیا جبکہ حیا جس کو میر کی غیر موجودگی میں عجیب عجیب سے وسوسے آ رہے تھے اسکی واپسی پر وہ شکر کا کلمہ پڑھتی کھانا گرم کرنے کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔جبکہ ارمغان اپنے روم کی طرف جو نیچے کچن میں پانی لینے آیا تھا اور حیا کو اکیلے لاونج کے چکر کاٹتا دیکھ اس سے پوچھنے لگا۔۔۔۔ابھی اسے تھوڑی دیر ہی گزری تھی تبھی میر آ گیا اور میر نے ان

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر اور ہی معنی میں لیا۔۔۔شک کا کیڑا میر کے دماغ میں گھر کر چکا تھا اب اسکی لپیٹ میں کیا کیا آنا تھا یہ دیکھنا باقی تھا۔۔۔

حیا کھانا ٹرے میں لیے روم میں داخل ہوئی تو میر واش روم میں تھا۔۔۔میر جب واش روم سے نکلا تو اسے ٹرے میں کھانا سجائے اپنے انتظار میں بیٹھے دیکھا۔۔۔

میر آجائے کھانا کھالے حیا نارمل سی اسے آواز دیتی کھانا پلیٹ میں نکالنے لگی۔۔۔۔ جیسے کہ ان میں کوئی بات ہوئی ہی نا ہو۔۔۔

نہیں میں کھا کر آیا ہوں۔۔۔۔۔وہ جھوٹ بولتا اپنی سائیڈ پر لیٹتا آنکھوں پر بازو رکھ گیا۔۔۔تم کھالو۔

جبکہ حیا جو اسے کہنا چاہتی تھی کہ کیا پہلے کبھی میر کے بغیر کھایا ہے اس کے انتظار میں وہ بھی ابھی تک بھوکی تھی لیکن اسے یوں لیٹتا دیکھ وہ اپنے ہونٹ سل گئی۔۔۔برتن دوبارہ ٹرے میں رکھے وہ باہر جانے لگی۔۔۔سنو۔۔۔۔میر کی آواز پر وہ امید سے پلٹی مجھے معلوم ہے میر تم مجھے بھوکا نہیں دیکھ سکتے وہ سوچتی۔۔۔۔

۔۔۔ میر کی جانب متوجہ ہوئی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پلیز جاتے ہوئے لائٹ آف کر دینا۔۔اس کے الفاظ حیا کے مان کی دھجیاں اڑا گئے۔۔۔وہ ساکٹ پر ہاتھ مارتی لائٹ آف کرتی باہر نکل گئی۔۔۔۔۔برتن کچن میں رکھتے وہ سنک پر جھکی بے آواز آنسو بہانے لگی۔۔۔

اسکے ان دونوں میں مزید دوریاں بڑھتی ہی گئی وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔۔۔اس سب میں سب سے زیادہ حیا کا برا حال تھا۔۔میر نے اس سے بولنا تک چھوڑ دیا تھا سوائے مجبوری کے وہ اسے بلاتا تک نہیں تھا۔۔۔

آج شینا کی مایوں تھی حیا جس نے سب شادی کی سب تیاریوں میں زور و شور سے حصہ لیا تھا اس کا دل ایک دم ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی تبھی میر روم میں داخل ہوا۔۔۔۔صبح سے وہ ملک صاب کے یہاں تھا سارے انتظام کی دیکھ بھال کیلیئے۔۔۔۔

آگئے آپ میں نے آپ کے کپڑے رکھ دیے ہیں آپ تیار ہو جائیں میں آپ کیلیئے چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔۔۔

حیا سرعت سے بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھاتی بولی۔۔۔

نہیں چائے رہنے دو ابھی ٹائم نہیں ہیں پہلے ہی کافی لیٹ ہو چکا ہے۔۔۔ میر یہ کہتا واش روم میں غروب ہو گیا۔۔۔ حیا اپنی آنکھ میں آنے والی نمی کو صاف کرتی نیچے چل دی جب لاونج میں پہنچی تو اسکی نظر سامنے کی زوبی کے ساتھ بیٹھی شازمہ پر پڑی اور ساتھ ہی سنگل صوفے پر براجمان میر ضیغم پر بھی۔۔

اسلام وعلیکم بابا سائیں میر کی دیکھا دیکھی وہ بھی میر ضیغم کو بابا سائیں بلاتی۔۔۔۔

وعلیکم سلام جیتی رہو۔۔

گھر تو کافی اچھا ہے بہو سائیں بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔

میر ضیغم گھر کی ایک ایک چیز کو ستائش بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

یہ سب آپ کی ہی دعاوں کا ثمر ہے بابا سائیں۔۔۔ حیا عاجزی سے بولی۔۔۔

سدا سہاگن رہو اللہ سائیں زیادہ خوشیاں دیکھائے وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیتے وہاں سے چل دیئے۔۔۔

کیسی ہیں آپ شازمہ آپی اب کے وہ شازمہ کی طرف بڑھی میں تو ٹھیک ہوں تم سناو کیسی ہو۔۔

جی ٹھیک ہوں۔۔۔اب طبیعت کیسی ہے آپکی۔۔۔اس نے رسم نبھائی۔۔۔اب تو پہلے سے بہت بہتر ہوں۔۔۔وہ ابھی باتیں ہی کر رہی تھیں کہ اتنے میں میر سیڑھیوں سے اترتا نظر آیا۔۔۔

چلیں۔۔۔اس نے سب پر سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔اور خود باہر نکل گیا سب ہی اسکے پیچھے پیچھے تھے۔۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ میر نے سنبھالی اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر میر ضیغم جبکہ وہ تینوں پیچھے ہی بیٹھی تھیں۔۔۔ان کے آگے اور پیچھے گارڈز کی گاڑیاں تھی۔۔۔زوبی اور شازمہ آپس میں باتوں میں لگی تھیں۔۔۔میر اور میر ضیغم بھی گاوں کا کوئی مسئلہ ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔جبکہ حیا جیسے وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھی وہ اپنے ہاتھوں کو مسلسل گھورے جا رہی تھی۔۔۔میر نے باپ سے بات کرتے ہوئے بیک مرر سے ایک دوبار حیا پر سرسری سی نظر ڈالی اسے یوں خاموش کسی سوچ میں گم دیکھ کر میر کا دل بے چین ہو اٹھا۔۔۔کیسے وہ چہچہاتی حیا سے ایک دم خاموش ہو گئی تھی۔۔۔

انہی سوچوں میں وہ شینا کے گھر پہنچ چکے تھے مایوں تھی دولہا کو تو آنا ہی نہیں تھا۔۔۔اس لیے وہ ہی آئے تھے ۔۔۔۔

سب گاڑی سے نکل کر اندر داخل ہوئے ان سب کا پرتپاک طریقے سے خیر مقدم کیا گیا تھا۔۔۔

مرد حضرات کیلئے علیحدہ جگہ تھی میر اور میر ضیغم کو ملک صاب وہاں لے گیا تھا جب کہ مسز سبینہ ان تینوں کو گھر میں اندر لے گئی جہاں لاونج میں ہی کرسیاں وغیرہ لگا کر سامنے ہی ایک خوبصورت اسٹیج بنایا گیا تھا۔۔۔شازمہ نے سبینہ سے اپنا تعارف پہلی اور خاندانی بیوی کے طور پر کروایا تھا۔۔۔شازمہ کے لہجے کا تفاخر حیا کو بہت محسوس ہوا۔۔در پردہ وہ حیا کو احساس دلا رہی تھی کہ وہ جتنی بھی میر کی پسندیدہ بن جائے خاندانی بیوی تو شازمہ ہی کہلائیگی۔۔۔۔۔۔

اسکی بات پر حیا کا دل مزید برا ہوا۔۔۔

زوبی کو بھی شازمہ کا یہ انداز کچھ خاص پسند نا آیا۔۔۔۔

سبینہ نے ان کو سامنے ہی اسٹیج کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھایا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہاں مایوں کی دلہن بنی شینا کو ڈوپٹے کی چھاوں میں لایا گیا۔۔۔۔

سب نے باری باری رسم کی۔۔۔رسم کے بعد تادیر حیا شینا کے ساتھ ہی بیٹھی رہی۔۔۔کھانا کھلنے پر سبینہ بیگم حیا کو بلانے آئی حیا کا دل تو نا تھا لیکن پھر بھی ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے سبینہ بیگم کے ساتھ باہر آگئی جہاں کھانے کا انتظام تھا۔۔۔۔

حیازوبی اور شازمہ ایک ہی ٹیبل پر بیٹھے تھے۔۔۔ سبینہ بیگم نے کھانے کی چیزوں سے ان کا ٹیبل بھر دیا۔۔۔زوبی کی دیکھا دیکھی حیانے بھی تھوڑے سے چاول پلیٹ میں ڈالے۔۔۔

لیکن کھانے کا بلکل دل نہیں چارہا تھا۔۔۔وہ بس پلیٹ میں چمچہ ہلائے جارہی تھی۔۔۔۔

تھوڑی دیر تک ملک صاحب کے ساتھ میر بھی وہاں آگیا وہ سب کھانے کا انتظام دیکھنے آئے تھے ملک صاب انکی ٹیبل پر آکر ان سے پوچھنے لگے کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔۔۔ جبکہ میران کے ساتھ کھڑا خاموشی سے حیا کی حرکات وسکنات پر نظر رکھے ہوئے تھا جو صرف پلیٹ میں موجود کھانے کو چمچ سے ہلائے جارہی تھی۔۔۔۔

ملک صاب کے کہنے پر بھی اس نے سر نا اٹھایا تھا۔۔۔۔

وہ۔ سر جھٹکتا ملک صاب کے ساتھ واپس چلا گیا۔۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ سب واپس جانے کو تیار تھے۔۔۔

حیا اب کی بار بھی سابقہ پوزیشن میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

گھر پہنچنے کے بعد سب نے اپنے اپنے کمروں کی طرف رخ کیا۔۔۔۔حیا بھی کمرے میں داخل ہوتی فوراً سے کپڑے چینج کرتی کمرے کی لائیٹ اوف کرتی بیڈ پر اپنی جگہ پر آلیٹی۔۔۔میر کچھ دیر میر ضیغم کے پاس ٹھہرا تھا۔۔۔۔جو اسے دونوں بیویوں میں مساوی سلوک رکھنے کو کہہ رہے تھے۔۔۔جب کہ وہ چپ تھا فل وقت اس کا ذہن حیا میں الجھا ہوا تھا۔۔۔وہ حیا سے خفارہ کر حیا سے زیادہ خود کو دکھ دے رہا تھا۔۔۔اسی الجھن میں وہ اپنے روم میں داخل ہوا تو مکمل اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔۔۔۔اس نے آگے بڑھ کر لائیٹ آن کی تو سامنے ہی حیا اسے بیڈ پر ایک سائیڈ پر سیدھی لیٹی نظر آئی جبکہ آنکھوں پر بازو دھرے وہ شاید سو رہی تھی۔۔۔۔

میر بھی آگے بڑھ کے اپنا نائٹ ڈریس لیتا واش روم کی جانب بڑھا تھوڑی دیر بعد وہ بھی حیا ہی کی پوزیشن میں اسکے ساتھ آلیٹا۔۔۔۔

اس نے حیا کی جانب کروٹ بدلی۔۔۔تو اسے محسوس ہوا جیسے حیا کا جسم ہلکے ہلکے لرز رہا ہو۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر حیا کا بازو آنکھوں سے ہٹایا تو۔۔اس کے شک کی تصدیق ہو گئی وہ واقعی میں رو رہی تھی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر کے بازو ہٹانے پر حیا ایک دم سٹپٹائی۔۔۔اسکی سرخ آنکھیں میر کی آنکھوں سے ملی اس نے غصے سے میر سے اپنا بازو چھڑوایا اور میر کی طرف پیٹھ پھیر گئی۔۔۔۔۔۔میر کو اس کی حرکت پر غصہ تو آیا ۔۔۔لیکن ضبط کر گیا پھر اس کو اسکے حال پر چھوڑ کر وہ بھی کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔۔۔۔

یہ الگ بات تھی کہ نیند ان دونوں کی آنکھوں سے روٹھ گئی تھی۔۔۔دونوں نے ہی رات جاگتے گزاری۔۔۔۔۔۔

فجر کی اذان پر حیا نے اٹھ کر وضو کیا اور پھر مصلے پر آگئی۔۔۔تب تک میر بھی اٹھ کر شاید مسجد جا چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ نماز کے بعد دعا کیلیئے ہاتھ پھیلائے بیٹھی تھی اسے سمجھ کچھ نہیں آرہی تھی وہ خدا سے کیا مانگے الفاظ جیسے اس کے ذہن سے مٹ سے گئے تھے۔۔۔۔۔وہ خالی ہی ہاتھ چہرے پر پھیرتی اٹھ گئی جائے نماز سمیٹتی وہ نماز کو اپنی جگہ پر رکھ رہی تھی کہ اتنے میں روم کا دروازہ کھلا میر اندر داخل ہو رہا تھا.

وہ میر کو اگنور کرتی کلام پاک کو اٹھاتی صوفے پر جا بیٹھی۔۔۔۔میر بھی آگے بڑھ کے اسٹڈی میں بند ۔۔۔ہو گیا۔

///////////////

مہندی کے فنکشن میں زین بھی ان کے ساتھ موجود تھا۔۔۔کیونکہ مہندی کا فنکشن کمبائن رکھا گیا تھا۔۔۔کل کی طرح آج بھی ان کا استقبال بہت پر جوش طریقے سے کیا گیا تھا۔۔۔میر پہلے سے یہیں موجود تھا وہ آفس سے ڈائریکٹ ملک صاب کے گھر ہی آیا تھا۔۔۔۔

کلکی نسبت آج حیا نے اپنا موڈ بہتر رکھا۔۔۔۔ہر ٹینشن سے فری جب میر کو اسکی پرواہ نہیں تھی وہ اسے نظر انداز کر رہا تھا تو وہ بھی اب وہی حربہ اپنائے گی اس کا فیصلہ حیا نے کل رات ہی کر لیا تھا۔۔۔

اس لیے اب وہ سب میں چہکتی پھر رہی تھی۔۔۔۔اس نے زین کی طرف کی ساری رسمیں کی اسکی بہن بن کر اور خوب نیگ بٹورے زوبی بھی اسکے ساتھ ہر جگہ پیش پیش تھی۔۔۔۔کیونکہ وہ بھی حیا کو پہلے کی طرح نارمل دیکھ کر بہت خوش تھی۔۔۔۔وہ سمجھ رہی تھی کہ حیا اور میر کے بیچ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔۔

جبکہ شازمہ جسکے دل میں کل سے ہی حیا کو بجھا بجھا دیکھ کر لڈو پھوٹ پھوٹ رہے تھے۔۔۔ آج اسے پھر سے نارمل دیکھ کر وہ جل بھن سی گئی۔۔۔

۔۔۔ اور میر سے حیا کا اسے نظر انداز کرنا برداشت نا ہو رہا تھا

پھر فنکشن ہر واپسی انکی کافی دیر سے ہوئی۔۔۔

حیا نے روم میں داخل ہوتے ہی روم کو لاک کیا اور کپڑے چینج کر کے سونے کو لیٹ گئی۔۔۔ میر جب روم میں آیا پر یہ کیا۔۔روم کا ہینڈل گھمایا تو روم کو لاکیٹڈ دیکھ کر میر کا میٹر شارٹ ہو گیا۔۔۔

وہ غصے سے دوسرے روم میں بند ہو گیا۔۔۔

حیا جو جاگ ہی رہی تھی لاک کی آواز پر بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ہی اسے ساتھ والے روم کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کچھ دیر ۔۔۔ .بعد وقفے وقفے سے روم میں حیا کی سسکیاں گونجنے لگی وہ دونوں ہی انا کی ضد میں آ گئے تھے

۔۔////

پھر دیکھتے ہی دیکھتے زین دلہن کو گھر لے آیا ان کا ولیمہ بھی ہو گیا اور شادی کے بعد وہ گھومنے کو کاغان چلے گئے۔۔۔

لیکن اتنے دنوں میں بھی حیا اور میر نے اپنا قفل ناتوڑا۔۔۔ میر نے اس دن سے بعد روم کرخ بھی نا کیا اس دن کی حیا کی حرکت نے میر کی انا پر کاری ضرب لگائی تھی۔۔۔ اب وہ شازمہ کے روم میں قیام پذیر تھا جس سے شازمہ انتہائی خوش تھی۔۔۔ میر کے سارے کام اب شازمہ کے ذمے تھے۔۔ حیا بظاہر خود کو سب کے سامنے مضبوط رکھے ہوئے تھی۔۔ لیکن اس کے اندر کا حال صرف خدا ہی جانتا تھا۔۔۔ شازمہ آہستہ آہستہ اس گھر میں اپنے قدم مضبوط کر رہی تھی نا محسوس انداز میں اب وہ سارا کام خود ہی ملازماوں سے کرواتی۔۔۔ وہ ہی باتیں جن سے شروع سے اسے چڑ تھی اب بہت خوش اخلاقی سے کر رہی تھی صرف اور صرف حیا کو نیچا دیکھانے کیلئے۔۔۔۔

حیا نے بھی خود کو وقت کے دھاڑے پر چھوڑ دیا۔۔۔ اب شازمہ جو بھی کرتی پھرتی وہ ذرا پرواہ نا کرتی ان دنوں اسکی طبعیت کچھ ایسی تھی کہ وہ اپنے آپ سے بھی بیزار سی ہو گئی تھی تو وہ گھر کے کاموں میں دلچسپی کیونکر لیتی۔۔۔ ان سب کے باوجود میر نے جس چیز کو بڑی شدت سے یاد کیا وہ کھانے کے بعد حیا کے ہاتھ کی چائے تھی۔۔ ملازمہ سے پوچھنے پر شازمہ کو معلوم ہوا کہ میر کھانے کے بعد چائے پیتا

ہے شازمہ نے ایک دو دفعہ بنائی پر میر نے سہولت سے انکار کر دیا۔۔شازمہ جو بھی کر لے حیا کی طرح ۔۔۔ کا ذائقہ تھوڑی نالا سکتی تھی

میر ضیغم نے گاوں جانے کا فیصلہ کیا ساتھ ہی ساتھ میر ضیغم نے میر سے حیا کے متعلق بھی میر جو خوب سرزنش کی کہ وہ دونوں بیویوں میں مساوی سلوک نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔۔

حیا کو مکمل نظر انداز کیے ہوئے ہے۔۔۔حیا کی کچھ خبر لے سارا سارا دن وہ کمرے میں بند رہتی ہے نا کسی سے ہنستی ہے نا بولتی ہے اور اکثر کھانے سے بھی منع کر دیتی ہے یہ کہہ کر کے اسے بوکھ نہیں ہے وہ بعد میں کھا لے گی۔۔۔۔۔۔

ان میں جو بھی مسئلہ ہے وہ وقت رہتے مل کر اسے سولو کر لے اس سے پہلے کے وقت ان کے ہاتھ سے نکل جائیں اور وہ صرف ہاتھ ملتے رہ جائے۔۔۔۔۔۔

میر ضیغم میر کو ڈھیر ساری نصیحتیں کر کے اس کا شانہ تھپتھاتے وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ جبکہ میر کو اک نئی راہ دیکھا گئے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میر شام گئے اپنے اور حیا کے روم میں آیا تو وہ اسے کہیں نہیں دیکھی اس نے ڈریسنگ روم سب میں چیک کیا۔۔۔ باہر آکر ملازمہ سے پوچھا لیکن اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔۔۔ پھر وہ اگلے پندرہ منٹوں میں پورا گھر کنگھال چکا تھا۔۔ لیکن حیا نا ملی اب اس کا رخ اوپری سیڑھیوں کی طرف تھا جو چھت کو جاتی تھی۔۔۔ اس کا اندازہ ٹھیک تھا سامنے ہی وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے آسمان کو گھورے جا رہی تھی جہاں اب چرند پرند اپنے اپنے گھونسلوں میں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔۔۔۔ یہ سب دیکھ کر ۔۔۔۔ حیا کی آنکھ سے اک آنسو نکل کر اسکے گال پر بہہ نکلا

میر آگے بڑھ کر اسکے سامنے دراز وں بیٹھ گیا۔۔۔ الجھے بال جسے کافی دنوں سے سلجھایا نا گیا تھا آنکھوں کے گرد پڑے کالے حلقے کافی دنوں کے رت جگوں کے گواہ تھے۔۔۔ یہ سب دیکھ کر میر کو کچھ ہوا۔۔ ایک ہی چھت تلے رہتے ہوئے وہ کتنے دنوں بعد حیا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

حیا۔۔۔ میر نے آہستہ سا پکارا۔۔۔۔ حیا نے جنبش تک نا کی۔۔۔۔

حیا اب کے میر نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔۔۔۔ حیا نے خالی نظروں سے میر کی جانب دیکھا۔ جیسے وہ میر کو پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔۔

حیانے اپنا چہرہ میر کے ہاتھوں سے آزاد کروایا اور وہاں سے اٹھ گئی میر اسے وہاں سے جاتا دیکھتا رہا جسکی چال میں لنگڑاہٹ تھی جیسے کافی دیر سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہنے سے پاوں سن ہو گئے ہوں۔۔۔

میر اس کے پیچھے ہی روم میں آیا۔۔۔ لیکن وہ واشروم میں تھی شاید واش روم سے نکلتی ٹاول سے اپنا منہ صاف کرتی وہ الماری سے اپنا ایک سادہ جوڑا نکالے چینج کرنے چلی گئی۔۔۔۔۔

واپسی پر مغرب کی اذانیں ہونے لگی وہ بنا میر پر دھیان دیے جائے نماز بیچھا کر نماز مغرب کی نیت باندھ گئی۔۔۔۔۔

میر بھی اذان کی آواز پر لبیک کہتا مسجد روانہ ہو گیا۔۔۔۔

جب واپس آیا تو حیا کو بیڈ پر بیٹھے پایا۔۔۔ میر اسکی جانب بڑھا اور اسکے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔۔

حیا مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے ناراض ہو اور تمہیں ایسا رویہ اختیار کرنے ہر میں نے ہی مجبور کیا ہے پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔۔۔۔ میر نے بے قراری سے کہا۔۔۔

میرا قصور۔۔۔۔۔۔حیا سسکی۔۔۔۔۔

دیکھو تم مجھے غلط مت سمجھنا لیکن تمہارا ارمغان کے ساتھ فرینڈلی رویہ ہنسی ٹھٹھول مجھے نہیں پسند۔۔۔میر نے آنکھیں بند کیے ایک ہی سانس میں بتادیا۔۔۔۔

واٹ آ۔ آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں میر وہ بھی ارمغان کو لیکر۔۔شاید آپ بھول رہے ہیں ہم میں کیا رشتہ ہے۔۔۔۔حیا صدمے سے بولی۔۔۔۔

جو بھی ہو وہ تمہارا محرم تو نہیں ہے نا بھلے ہی تم اسے بھائی بولو لیکن ہے تو وہ نا محرم ہی ناں۔۔۔تم اس سے اب بات نہیں کرو گی۔۔۔میر نے دوٹوک انداز میں کہا۔۔۔

کیوں مجھ پر اتنی پابندیاں کیوں اس لیے کہ میں خاندانی نہیں ہوں اس لیے ہر قدم پر مجھے آپ کو اپنے کردار کا پروف دینا ہو گا تو سوری مسٹر میر۔۔کیوں کہ آج اگر میں نے آپکی بات مان لی تو آپ ہمیشہ میرے ساتھ یہ ہی کریں گے آج ارمغان کو لیکر شک کر رہے ہیں کل کو زین بھائی کو لیکر بھی میرے ساتھ ایسا کریں گے۔۔۔پرسوں کوئی اور ہو گا۔۔.مجھے کب تک اپنے کراد کا ثبوت دینا ہو گا۔۔۔۔۔

حیا ایک ایک لفظ چباتی بولی۔۔۔حیا کو تو میر کی بات آگ ہی لگا گئی مطلب وہ اتنے دن ایک ناکردہ گناہ کی سزا کاٹ رہی تھی۔۔۔۔یہ صرف میر کے دماغ کا فتور تھا . . .

حیا تم غلط سمجھ رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے باخدا میں تم پر شک نہیں کر رہا بس مجھے اچھا نہیں لگتا تمہیں ارمغان کے ساتھ دیکھنا۔۔

کیوں ایسی کونسی نازیبا حالت میں ہمیں دیکھ لیا ہے تم نے جو تم سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔

۔۔۔۔۔ حیا

اسکی بات پر میر کا ہاتھ اٹھا اور حیا کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔۔۔۔

سو۔سوری حیا پتہ نہیں کیسے تم پر میرا ہاتھ اٹھ گیا۔۔۔

میر حیرت سے کبھی اپنے ہاتھوں کو دیکھتا کبھی حیا کو جو اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ثابت کر ہی دیا آپ نے آخر کو ایک غیرت مند سردار جو ٹھہرے۔۔۔۔

حیا یہ کہتی وہاں سے بھاگتی واش روم میں بند ہوئی۔۔۔

جبکہ میر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

/ / / / / / / / / / / /

انوکھا بندھن۔

28 قسط نمبر

از قلم نور عباس

کافی سارا رونے کے بعد وہ بیڈ پر آکر ڈھیر ہو گئی۔۔۔۔۔۔میر فجر کے بعد ہی گھر میں داخل ہوا ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔وہ سیدھا روم میں آیا جہاں حیا بیڈ پر آڑی ترچھی لیٹی تھی

میر نے آگے بڑھ کر حیا کو سیدھا کیا اور اسکا سر تکیے پر رکھا

اسکے گال پر اپنی انگلیوں کے نشان دیکھ کر تو میر تڑپ کر ہی رہ گیا۔۔۔۔

اس نے نرمی سے اس کے گال سہلائے مارے ندامت کے اسکی آنکھوں سے اک آنسو نکلا اور پھسلتا ہوا حیا کے گال پر جا گرا حیا نے کسمسا کر آنکھیں کھولی اپنے اوپر جھکے میر کو دیکھ کر وہ ایک دم اٹھ کر اس سے دور ہوئی۔۔۔۔اور دوسری طرف سے بیڈ سے اترتی روم سے نکل گئی وہ اس وقت میر کو دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی۔۔۔

جب کہ میر اپنے اس ہاتھ کو گھور کر رہ گیا جس سے اس نے حیا کو تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

تھوڑی دیر بعد وہ سب ناشتے کی ٹیبل پر جمع تھے سوائے حیا کے۔۔۔جو اس وقت پیچھلے لان میں سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔۔۔۔

میر نے ناشتے کی ٹیبل پر اپنے گاوں جانے کا بتایا تو شازمہ نے بھی ساتھ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ اسکا ارادہ نعمان سے مل کر آگے کا لائحہ عمل طے کرنا تھا وہ نعمان کو میر اور حیا کی ناراضگی کی خوشخبری اس سے مل کر ہی سنانا چاہتی تھی شاید اس طرح وہ اس سے ناراضگی ختم کرلے کیونکہ اس کے بعد سے وہ نجانے کتنی دفعہ نعمان کو فون کرچکی تھی لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا جس سے شازمہ کی جان پر بنی تھی۔۔۔میر کو ہامی بھرتے دیکھ شازمہ نے زوبی کو بھی ساتھ چلنے کو کہا زوبی کا دل تو نہیں تھا کیونکہ وہ حیا کو یوں اکیلا چھوڑ کر نا جانا چاہتی تھی ہر ماں کا دل بھی نا توڑنا چاہتی تھی۔۔۔اسلیئے ہامی بھرلی۔۔۔۔

ناشتے کے فورا بعد وہ سب نکل گئے۔۔۔۔جب کے حیا ان کے جانے سے بے خبر رہی جب وہ واپس اپنے کمرے میں جانے لگی تو ملازمہ نے اسے اطلاع دی۔۔۔دوسرے ہی دن وہ میر اور زوبی گاوں سے واپس آگئے ان کے ساتھ نوشین بھی اپنے شوہر کے چیک اپ کیلیئے آگئی تھی ساتھ ارمغان بھی تھا جو چھٹیوں کی وجہ سے گاوں گیا ہوا تھا اور اب سب کے ساتھ واپس آیا تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جبکہ شازمہ نے اپنی امی کے گھر رہنے کا بہانہ کر کے ساتھ آنے سے معذرت کرلی۔۔۔کیونکہ ابھی تک اسکی نعمان سے بات نا ہو سکی تھی۔۔۔۔۔

پھوپھو تو حیا کو یوں اجڑے حلیے میں دیکھ کر دنگ ہی رہ گئی۔۔۔جو ان سے تو بہت پرتپاک سے ملی جبکہ ارمغان کے سلام کو بڑی خوبصورتی سے نظر انداز کر گئی حیا کی یہ حرکت سب کے ساتھ ساتھ میر نے بھی بہت شدت سے محسوس کی۔۔۔۔اور شرمندگی کے سبب اپنا سر جھکا گیا کیونکہ حیا کو ایسا کرنے پر اس نے خود ہی مجبور کیا تھا۔۔۔۔

کھانا وغیرہ سے فارغ ہو کر نوشین پھوپھو اسے لیکر بیٹھ گئی کیونکہ حیا انہیں بہت کھوئی کھوئی سی محسوس ہوئی۔۔۔

نوشین پھوپھو کے اصرار پر وہ کچھ نا چھپا سکی اور سب بتاتی گئی۔۔۔۔

جس پر نوشین پھوپھو نے اسے سمجھایا کہ وہ میر کو غلط نا سمجھیں وہ اپنی جگہ بلکل سہی ہے وہ لاکھ ارمغان کو بھائی کہے لیکن یہ حقیقت جھٹلا نہیں سکتی کہ ارمغان اسکے لیے نامحرم ہے۔۔۔وہ شک نہیں کر رہا اسکی اجازت تو ہمارا دین بھی نہیں دیتا۔۔۔اس کے بعد وہ کافی دیر تک اسے میاں بیوی کے رشتے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کی چھوٹی چھوٹی باریکیاں اور اونچ نیچ سمجھانے لگی۔۔۔۔۔حیا کو انہیں سن کر اچھا فیل ہوا۔۔کافی حد تک اسے میر اپنی جگہ درست بھی لگا۔۔۔

دوسرے ہی دن نوشین پھوپھو اپنے شوہر کے چیک اپ کے بعد ارمغان کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔۔۔حیا نے انہیں کافی روکا بھی لیکن وہ یہ کہہ کر چلی گئی کہ اب وہ حیا کی طرف سے خوشخبری ملنے پر ہی آئے گی جس پر حیا جھینپ گئی۔۔۔

وہاں شازمہ نے بہت مشکل سے نعمان کو منایا نعمان پہلے تو نخرے دیکھاتا رہا پھر مان گیا کیونکہ اب حیا اسکی ضد بن گئی تھی وہ جان گیا تھا حیا میر کا سکون تھی وہ کیسے بھی کر کے میر کے سکون کو چھین لینا چاہتا تھا۔۔۔

اور پھر شازمہ کے پاس اسکو بتانے کیلئے بہت بڑی خبر تھی اس لیے بھی وہ شازمہ پر احسان جتاتا اسے معاف کر گیا تھا۔۔۔

شازمہ نے بتایا کہ میر حیا کو لیکر بہت پوزیسیو ہے وہ اسکا ارمغان کے ساتھ گھلنا ملنا زیادہ پسند نہیں کرتا۔۔۔۔یہ ساری بات شازمہ کو نادانی میں زوبی نے بتائی زوبی جب زین کی شادی کیلئے شہر آئی تھی تو ایک ہی نظر میں وہ میر اور حیا کے چہرے سے ان کے بیچ ہوئے کھچاو کو محسوس کر چکی تھی۔۔۔اس

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

نے سرسری سازوبی سے اس بارے میں ذکر کیا تو زوبی نے ماں کو ارمغان کی کہی بات بتادی جو ارمغان نے خود محسوس کی تھی۔۔۔۔ازوبی سے بھی شئیر کیا تھا۔۔

اب بس انہیں کسی طرح ارمغان کو اپنے پلان میں شامل کرنا تھا چاہے مرضی سے یاد ھمکی سے۔۔۔۔ ۔۔۔ اور کیسے کرنا تھا یہ شازمہ نے سوچ لیا تھا

نوشین پھوپھو کو گئے ہوئے دو سے تین دن ہو گئے تھے۔۔۔حیا میر سے اس موضوع پر کھل کر بات کرنا چاہتی تھی وہ بھی شازمہ کی غیر موجودگی میں لیکن اسے موقع نامل رہا تھا۔۔۔ان ہی دنوں اسکی طبعیت تھوڑی سست سست سی تھی وہ زوبی کے ساتھ اکر اپنا چیک اپ کروا آئی تھی۔۔۔ڈاکٹر نے شام کو رپورٹس کے ملنے کا تھا۔۔۔

جلد ہی رپورٹس کے آنے پر وہ جو ہاں یا ناں کی کشمکش میں تھی۔۔۔اسکے شک کی تصدیق ہو چکی تھی جس سے وہ بہت خوش تھی۔وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی سب سے پہلے میر کو ہی بتانا چاہتی تھی اس خبر کے ملتے ہی وہ میر کو معاف کر چکی تھی اسے امید تھی اس خبر کو سنتے میر بھی خوشی سے پاگل ہو جائے گا کیونکہ وہ بارہا حیا سے اپنی اس خواہش کا اظہار کر چکا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیا کی خوشی پر پھوار اس وقت گری جب اسے معلوم ہوا کہ میر کسی ضروری کام سے آفس سے ہی گاوں کیلیئے نکل گیا ہے یہ اسے زوبی سے ہی معلوم ہوا۔۔۔زوبی نے بھی حیا سے رپورٹس کا پوچھا تھا لیکن وہ اسے ٹال گئی۔۔۔اور میر کی واپسی کیلیئے پل پل گننے لگی۔۔۔

صبح زوبی تو کالج چلی گئی اور وہاں سے آکر اکیڈمی جبکہ وہ اسے بتا گئی تھی کہ شام تک میر پہنچ جائے گا اسکی شازمہ سے بات ہوئی تھی اسی نے بتایا تھا کہ وہ دونوں ہی گاوں سے نکل گئے ہیں میر پیلس کیلیئے۔۔۔

شام کے سات بجنے والے تھے آج کل زوبی کے پیپرز تھے اسلیے وہ بھی اکیڈمی سے اکثر لیٹ ہو جاتی۔۔۔۔۔

حیا نے ایک نظر روم پر مطمئن سی نظر ڈالی جہاں سب سے زیادہ خوشی اسے سائیڈ ٹیبل پر پڑے اس کارڈ کی تھی۔۔۔۔۔۔جو اس نے خود بنایا تھا۔۔۔۔۔۔

اور اس میں میر کیلیئے اک سرپرائز تھا اس سرپرائز کا سوچ کر ہی ایک شرمگیں سی مسکراہٹ نے حیا کے لبوں کا احاطہ کیا وہ میر کے پسندیدہ کلر کی ڈریس پہنے واش روم سے نکلی۔۔۔بالوں کو سلجھانے کے بعد اس نے سوکھنے کیلیئے کھلا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ہاتھوں میں میر کے دیئے کنگھن پہنے میر کا دیا گیا

نیکلس گلے کی زینت بنا تو کانوں میں لاکٹ کے ساتھ کے ٹاپس۔۔۔آنکھوں کو کاجل سے آراستہ کیے لبوں پر نیچرل سی لپ اسٹک لگائے وہ پلکیں بچھائے اپنے ساجن کا انتظار کر رہی تھی نوکر سب کام کر کے سرونٹ کوارٹر جا چکے تھے وہ اکیلی لاونج گھوم رہی تھی تبھی گاڑی کے ہارن اور گیٹ کھلنے کی آواز آئی وہ اتاولی سی ہو کر گیٹ کی طرف جانے لگی لیکن پھر کسی سوچ کے آتے وہ سر نفی میں ہلاتی داخلی دروازے کی طرف پشت کیے کھڑی ہو گئی کوئی مضبوط قدم اٹھاتا اس سے کچھ قدم دور رکا آنے والے کے ہر قدم پر حیا کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی گئی۔۔۔

آپی۔۔۔لیکن یہ کیا غیر معمولی لفظ سنتے وہ اک دم مڑی تو اپنے پیچھے ارمغان کو کھڑے پایا۔۔

۔۔۔۔ ارمغان تم۔۔۔۔وہ حیران سی ہوئی

جی۔۔۔۔ارمغان اتنا ہی بول سکا۔۔۔

وہ یہ امی نے آپ کیلئے بیسن کے لڈو بھیجوائے ہیں۔۔۔ارمغان نے کہتے ساتھ ہی لڈو سے بھرا ڈبہ حیا کی جانب بڑھایا اور خود اپنے روم کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔حیا نے گھڑی کی طرف دیکھا تو آٹھ بجنے والے تھے۔۔ارمغان سیدھا گاوں سے آ رہا تھا اتنی لمبی ڈرائیونگ کے بعد وہ کافی تھک چکا تھا اسکے چہرے سے صاف تھکن نظر آ رہی تھی۔۔جسے دیکھ کر اسے ترس آ گیا۔۔

پانی پیو گے۔۔۔۔۔حیانے مارے مروت کے پوچھ لیا۔۔۔

جی۔۔آپی کیا مجھے ایک کپ چائے مل سکتی ہے۔۔۔۔۔

ارمغان نے لگے ہاتھ فرمائش کر ڈالی۔۔۔جس پر وہ ہاں میں سر ہلاتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔چائے کا پانی رکھے وہ میر کاری ایکشن سوچنے لگی اگر میر نے اسے اور ارمغان کو پھر ساتھ دیکھ لیا تو وہ اسے غلط نہ سمجھیں تو بھی نا حیا جھلی ہے کیا ضرورت تھی اسکی بات پر ہامی بھرنے کی۔۔جبکہ وہ سارے سرونٹ بھی اپنے اپنے کوارٹر میں چلے گئے ہیں اس سے اچھا تو میں کسی ملازمہ کو آواز دے دیتی اور خود کمرے میں چلی جاتی۔۔وہ الٹا سیدھا سوچتی چائے کپ میں ڈالتی کچن سے

باہر نکل آئی اپنی سوچوں میں غلطاں وہ گاڑی کے ہارن کو بھی نا سن سکی۔۔۔۔

چائے۔۔۔۔حیانے ارمغان کی طرف چائے کا کپ بڑھایا جسے ارمغان نے پکڑا لیکن کچھ چائے غلطی سے ارمغان کے اوپر گر گئی۔۔۔۔۔۔

آوچ۔۔۔۔ارمغان نے جلدی سے کپ ساتھ صوفے پر رکھا اور اپنی قمیض کا دامن جھٹکنے لگا۔۔۔

اوف اب ایسی بھی کیا ناراضگی کے مجھے جلا ہی دیا۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ارمغان مصنوعی نارضگی سے بولا۔۔

سوری یہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا پتہ نہیں بے دھیانی میں کیسے مجھ سے ہو گیا۔۔

دھیان سے کرنا چاہیے تھا نا آپ کی بے دھیانی کے چکر میں میری نئ قمیض پر دھبہ لگ گیا۔۔

اب کے ارمغان کا لہجہ عجیب تھا۔۔۔

سو سوری میں صاف کیے دیتی ہوں۔۔۔حیا بوکھلائی سی اس کے دامن کو اپنے ڈوپٹے سے صاف کرنے لگی جس کیلیئے وہ جھک گئی۔ اس کے جھکنے پر ارمغان نے کرب سے آنکھیں بند کی۔۔۔۔کیونکہ اب جو وہ کرنے جا رہا تھا۔حیا اس سے بلکل لاعلم تھی۔۔۔

وہ ارمغان پر جھکی اپنے کام میں مگن تھی جب کہ اسکی پشت داخلی دروازے کی طرف تھی جہاں سے اگر کوئی ان دونوں کو اس حالت میں دیکھے گا تو غلط مطلب ہی نکالے گا۔۔ بلکل اسی طرح وہاں کھڑے میر نے کیا۔۔وہ حیا کو ارمغان پر جھکے دیکھ کر خود پر ضبط نا کر سکا اور آپے سے باہر ہوتا آگے بڑھتا حیا کو بازو سے کھینچا۔۔۔۔

حیا اس افتاد پر بوکھلا گئی سب سے زیادہ تو وہ میر کے بگھڑے تیور دیکھ بوکھلائی۔۔

میر آپ۔۔۔وہ ابھی اتنا ہی بولی تھی۔۔ کہ شازمہ شروع ہو گئی۔

یہ کیا کر رہے ہو تم دونوں کو کوئی شرم ہے تم دونوں میں یا نہیں

ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ لوگ سمجھ رہے ہیں میں تو بس قہ۔۔۔۔

کیا میں تو بس وہ۔۔۔وہی میں سوچوں گھر میں اتنا سناٹا کیوں ہیں رات ہونے سے پہلے سارے ملازم سرونٹ کوارٹر میں کیوں ہیں۔۔۔۔۔

ملازم سے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ حیا میم نے انہیں جلد ہی چھٹی دے دی ہے۔۔۔وہ تو ہمیں راستے میں زوبی کو لینے اکیڈمی جانا پڑا ورنہ تم دونوں کی سچائی تو کبھی بھی ہمارے سامنے نا آنی تھی۔۔۔

آپ کیسی بات کر رہی ہیں آپی کچھ تو خدا کا خوف کریں۔۔۔حیا سے سب برداشت نا ہوا تو بولی۔۔

کرتوت اپنے کالے اور خدا کا خوف بھی ہم کریں بی بی۔۔۔۔کچھ تم ہی کر لیتی خدا کا خوف مانا کہ میر تم سے عمر میں بڑے ہیں لیکن اتنے بھی بڑے نہیں ہیں کہ تم ان کے پیٹھ پیچھے یہ سب کرتی پھرو۔۔۔۔۔۔۔

شازمہ کے جو منہ میں آرہا تھا وہ بولے جا رہی تھی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

زوبی۔میر وہ دونوں اب شاک میں تھے کے کس پر یقین کریں بھلا آنکھوں دیکھا بھی کبھی جھٹلایا گیا ہے۔۔

ایسی بات نہیں ہے میں تو بس میر کو سرپرائز دینا چاہتی تھی اس لیے۔۔۔وہ بولنا چاہتی تھی کہ اس لیے سرونٹ کو چھٹی دی لیکن شازمہ اسے بولنے ہی تو نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔

سرپرائز ہی تو کر دیا ہے تم نے مجھے حیا۔۔۔

میر شکوہ کناں لہجے میں بولا۔۔میر یہ سب سچ نہیں ہے آپ پلیز میری بات کا یقین کریں۔۔۔منع کیا تھا میں نے تمہیں تم پھر بھی باز نا آئی۔۔۔

میں آپ کو کیسے یقین دلاوں میں نے ارمغان کو نہیں بلایا۔۔۔

۔۔۔ ارمغان ہاں ارمغان کا نام لب پر آتے ہی وہ ارمغان کیطرف بڑھی اب وہ ہی سب کو سچ بتائے گا اس امید کے ساتھ وہ ارمغان کی جانب بڑھی۔۔۔۔

تم بتاو نا۔۔۔۔۔

"تم سچ بتاؤ انکو۔۔۔۔۔"

انکو بتاؤنا ہمارے بیچ ایسا کچھ بھی نہیں ہے جیسا کہ یہ سب سمجھ رہے ہے۔ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے پلیز "
"------ میرا گھر برباد ہونے سے بچالو

وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑے بے بسی سے رونے لگی۔

وہ مسلسل اسکے چہرے کی طرف دیکھے جارہا تھا جسکا چہرہ بلکل زرد ہو گیا تھا بہت کچھ چھن جانے کا خوف اسکے چہرے پر صاف دیکھا جاسکتا تھا۔۔

لیکن اسے ان سب سے نظریں چرانی تھی ورنہ اسے اپنے پیار سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونے پڑتے جو وہ کبھی نا کرتا۔

تم جھوٹ کیوں بول رہی ہو"۔اسکی بات پر اس کے جڑیں ہاتھ ایکدم ڈھیلے ہو کر اسکے پہلو سے آ لگے "

۔یہ۔۔۔یہ۔۔خود میرے پاس آتی تھی حالانکہ یہ جانتی بھی تھی کہ میں صرف اور صرف زوبی سے "
" محبت کرتا ہوں پھر بھی اس نے مجھے ورغلایا

" مجھے معاف کردے پلیز آپ سب میں بہک گیا تھا۔ "

وہ پھٹی آنکھوں سے اسکے ملتے لب دیکھ رہی تھی وہ جو اسے اپنی آخری امید مانے کھڑی تھی اسے معلوم تھا وہ اس کا ساتھ دے گا جب ان دونوں میں ایسا کچھ تھا ہی نہیں تو پھر ڈرنا کیسا وہ وہی بولے گا جو سچ ہے کہ ان کے بیچ میں بہن بھائی والا رشتہ ہے وہ اسے اپنی بہن مانتا ہے لیکن یہ کیا وہ اسکے خلاف اتنی گھٹیا سوچ رکھتا ہے وہ جان ہی نا سکی لاعلمی میں بہت بڑا گناہ سرزد ہوا تھا اس سے جسکا کفارہ اسے ساری زندگی بھرنا پڑے شاید۔

کسی نے سچ ہی کہا تھا شاید یہ خود غرضی کی دنیا ہے یہاں صرف اپنے مفاد سے مطلب رکھا جاتا ہے۔اپنے مفاد کے لئے کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ کسی کی دنیا اجڑ رہی ہے۔صرف اپنا الو سیدھا کرتے ہیں لوگ اس نے بھی یہ ہی کیا۔

اس کے الفاظ اسکی آخری امید بھی ختم کر گئے وہ شخص جو اسکی دنیا تھا ان الفاظ کو سن کر ۔ڈھے گیا اور بے ساختہ صوفے پر گرنے سے انداز میں بیٹھا

۔کہنے والے نے چند الفاظ کہے تھے لیکن وہ کیا جانے وہ الفاظ کسی کی روح چھلنی کر گئے تھے

۔اس نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو کیا یہ سچ ہے

جب کہ انکو بے یقینی سے خود کی طرف تکتا پا وہ سوچ رہی تھی کاش زمین پھٹے اور اسے اپنے اندر سماں لے۔

کیسی عورت ہو تم پہلے تم نے میرے حق پر ڈاکا مارا اور اب میری بیٹی کی زندگی بھی خراب کرنا چاہتی"

"ہو ارے ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کے گھر اجاڑتی ہے لیکن تم نے کیا کیا۔۔۔۔

ارے میری بیٹی تو تمہیں اپنی ماں جیسی سمجھتی تھی اور تم نے اسی کا دل اجاڑ دیا تمہیں اور کوئی نا ملا جو تم"

"اسکے منگیتر کے ساتھ۔۔۔۔

انہوں نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

اسے لگا کسی نے اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو

وہ انکی باتوں پر اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے مسلسل نفی میں سر ہلائے جا رہی تھی

یہ سب غلط ہے وہ کہنا چاہتی تھی لیکن اس سے بولا نا گیا آنسوؤں کا گولا اسکے حلق میں اٹک گیا تھا۔

وہ بھاگ کر اپنے شوہر کے قدموں میں آبیٹھی اور ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر ابھی وہ کچھ بولتی کہ اسکے شوہر نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھوں سے کھینچا اور وہاں سے اٹھ گیا۔

وہ صدمے سے اپنے خالی رہ جانے والے ہاتھوں کو مسلسل تکے جارہی تھی۔۔

" میں کبھی بھی کسی بھی مقام پر تمہارا ہاتھ نا چھوڑونگا یہاں تک کہ موت ہم کو جدا نا کر دے۔"

ذہن میں کہے اس کے الفاظ گونجے۔

۔ تو کیا واقعی اسے موت آگئی تھی۔اک قیامت سے کم تو نا تھا یہ سب اس کے لئے

ابھی اک اور قیامت اسکی منتظر کھڑی تھی۔

تم جو کچھ بھی یہاں سے لے جانا چاہتی ہو تمہیں اجازت ہے کیونکہ آج کے بعد تمہارا نا مجھ سے کوئی" تعلق ہے نا ہی اس گھر سے کوئی واسطہ۔میں اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں ابھی اور اسی وقت "اپنی زندگی سے بے دخل کرتا ہوں۔۔۔۔

وہ یہ کہتا بنا اسکی سنے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

اسے لگا اسکی دماغ کی رگیں پھٹ جائے گیں اس نے اپنے اطراف میں نظریں ڈوڑائی اسکی نظریں زوبی پر آپڑی۔

زوبی ہاں زوبی میری بات ضرور سنے گی۔

وہ بے ساختہ اسکی جانب بڑھی لیکن وہ بھی بنا کچھ سنے منہ پر ہاتھ رکھے روتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ گئی۔

"زوبی۔۔۔۔"

اس نے پکارا

۔ بس کردو تم میں غیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہے کیا یا جتنا ابھی تماشہ ہوا ہے تمہیں کم لگ رہا ہے"

"۔۔۔۔۔۔ بس بہت ہوا جو کچھ لینا ہے لو اور جان چھوڑو ہماری"

وہ رعونت سے بولی۔

اس نے اپنے آنسو پونچھے اور ان کے سامنے آئی

"۔ میں یہ نہیں پوچھونگی کے یہ آپ نے کیا ہے کیونکے مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ نے ہی کیا ہے"

ااس نے زور دیتے ہوئے کہا

اسکی بات پر اس نے طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"ا"چھا تو اگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ سب میں نے کیا ہے تو ثابت کرو پھر۔

اس نے اسکی بات ہنسی میں اڑائی۔

" ۔ میں نہیں یہ وقت ثابت کرے گا"

اس نے انکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

"تم مجھے چیلنج کر رہی ہو لڑکی۔"

انہوں نے غرور سے کہا۔

نہیں۔"وہ تھوڑا رکی پھر بولی"

لیکن میں ایک بات کہونگی جنکی خود کی بیٹیاں ہونا انہیں چاہیے کہ وہ دوسروں کی بیٹیوں کو نا رولائے۔"

"

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اسکی کہیں بات پر وہ بل کھا کے رہ گئی

"۔۔۔۔ واٹ ربش"

"تو اب تم مجھے بد دعا دے رہی ہو ہو نا تم بھی اک مڈل کلاس فیملی سے جب خود سے کچھ نہیں ہو پاتا تو

بد دعائیں دینا شروع کر دیتے ہو۔"

وہ ایکدم ہائپر ہوئی۔

"میں کون ہوتی ہوں بد دعا دینے والی۔"

وہ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بولی

"میں دعا کرونگی کے آپ کا کیا زوبی کے آگے کبھی نا آئے اللہ زوبی کو ہمیشہ آباد رکھیں۔"

اسکے بعد وہ اس شخص کے سامنے کھڑی ہوئی۔ جو اس سے نظریں چرائے کھڑا تھا۔

"تم نے کہا تھا کہ تمہاری کوئی بہن بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی اس لئے مجھ میں تمہیں اپنی بہن

نظر آتی ہے تو میں نے بھی تمہیں اپنا بھائی بنا لیا۔ میں نے غلطی کی۔ مجھے اب سمجھ آئی کہ

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیوں اللہ نے تم سے تمہاری بہن واپس لے لی۔ تم اپنے مفاد میں اتنا گر چکے ہیں کہ کیا پتہ میری جگہ اگر "تمہاری بہن ہوتی تو تم اس کو بھی نہیں چھوڑتے۔۔۔۔۔۔

"شٹ اپ او کے جسٹ شٹ اپ"

۔ وہ اسکی بات کاٹ کر چلایا

۔ کیوں کیا ہوا تمہاری غیرت جاگ اٹھی

"کاش کے یہ دوسروں کی ماؤں بہنوں پر بھی جاگ جاتی"

اس نے اسکی طرف دیکھ کر طنزیہ کہا جس نے غصے سے اپنی مٹھی بینچ رکھی تھی۔

تم یہ مت سمجھنا کہ میں کمزور ہوں تو تم لوگ جیت گے ئے ۔بے شک میں کمزور ہوں لیکن وہ " خالق کائنات نہیں کیونکہ میں اپنا معاملہ اللہ کی عدالت میں پیش کرتی ہوں اور میرا پورا ایمان ہے اس پر کہ وہاں سے مجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جائے گا پورا انصاف کیا جائے گا کیونکہ وہ عادل "ہے

یہ کہتی وہ وہاں سے چلدی۔

جب کے اسکے جانے کہ بعد وہاں کھڑی عورت نے اپنا سر جھٹکا جیسے کہنا چاہتی ہو خس کم جہاں پاک۔۔۔۔۔

وہ داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔اس کے شوہر کے کہنے پر کہ جو کچھ چاہے یہاں سے لے جائے پر اس کا من کیا کے کہدے آپ کے سوا مجھے کچھ نہیں چاہیے۔

لیکن وہ اسکی سنے بنا ہی چلے گیا۔وہ اس گھر میں آئی بھی خالی ہاتھ تھی اور اب جا بھی خالی ہاتھ رہی تھی۔جب وہ یہاں آئی تھی اک شوہر کا مان تھا اور اب وہ اس سے بھی تہی دست ہو گئی تھی۔

جب وہی ساتھ نا تھا تو دنیا کی ساری چیزیں معنوی ہی تھی وہ گھر کے مین گیٹ پر پہنچ گئی چوکیدار اٹھا گیٹ کھولنے کے لیے اس نے ہاتھ کے اشارے سے چوکیدار کو اپنے پاس بلایا۔

"آپ نے بلایا میڈم جی۔۔۔۔"

چوکیدار نے پوچھا۔

آور آج وہ انہیں ٹوک بھی نا سکی کہ وہ اسے میڈم نا بلائے

"بابا میرا ایک کام کریں گے۔"

اس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی۔جی۔"

چوکیدار بابا کو الجھن ہو رہی تھی۔اس کے انداز پر

اس نے اپنے کلائیوں میں پہنے کڑے اتارے اور ان کے ہاتھ میں رکھ دی ئے اور ساتھ ہی ساتھ لاکٹ اور ٹاپس بھی اتار کر دی ئے

"۔ یہ آپ اگر وہ آجائے تو انہیں دے دیجئے گا "

اس نے بابا کی ہتھیلی بند کرتے ہوئے کہا

"آپ کہیں جارہی ہیں کیا۔ "

بابا کے پوچھنے پر اس نے کرب سے آنکھیں مینچی

"ہاں بابا اب اس گھر سے میرا دانہ پانی اٹھ گیا ہے وہ کہتی خود پر ہنسی اک دیوانی سی ہنسی تھی اسکی"

اور خود ہی گیٹ کو دھکیل کر اک بار اس گھر پر بھرپور نظر ڈالی اور وہاں سے چلدی۔۔۔

جبکہ اس کی چال میں لڑکھراہٹ واضح تھی۔

وہ گھر سے نکل آئی تھی لیکن اسے اپنی منزل کی کچھ خبر نا تھی۔۔۔۔وہ بس چلے ہی جارہی تھی چلے ہی جارہی تھی موسم بھی بے ایمان سا تھا ایک دم چھائے کالے بادل برسنے لگے شاید وہ بھی اسکے دکھ میں شریک ہو کر رونا چاہتے تھے۔۔۔۔وہ چلتے چلتے مین روڈ کے بیچوں وبیچ آگئی۔۔۔۔۔جیسے اسے اس زندگی سے چھٹکارا چاہیے ہو۔۔۔۔تبھی ایک گاڑی کے ٹائر بلکل اسکے قریب رکے۔۔۔پھر بھی وہ گاڑی سے ٹکرا گئی اعر اس کا سر گاڑی میں سے ز؛اور اس کا سر گاڑی کے بونٹ سے جا ٹکرایا گاڑی میں سے لڑکا لڑکی بھاگ کر نکلے انہوں نے حیا کو اٹھایا اماۓ گاڈ یہ تو حیا بھابھی ہے زین نے گاڑی کی لائٹ کی روشنی میں حیا کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

زین جلدی کریں ان کے ماتھے سے تو کافی خون بہہ رہا ہے۔۔۔ تبھی ان سے سامنے کی طرف کچھ دور ایک گاڑی آرکی۔۔۔اس میں سے پانچ چھ بندے نکل کر انکی طرف بڑھنے لگے لیکن جب تک وہ ان تک پہنچتے زین نے شینا کی مدد سے حیا کو گاڑی کی پیچھلی سیٹ پر لٹایا شینا نے حیا کا سر اپنی گود میں رکھا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اور اپنے ڈوپٹے سے اس کا خون صاف کر رہی تھی۔۔۔زین نے گاڑی موڑ کر ہاسپٹل کے راستے پر ڈال دی۔۔۔

اہ شٹ جلدی کرو وہ لوگ اس لڑکی کو لیکر جانے نا پائے وعنہ استاد ہم میں سے کسی کو نا چھوڑے گا زبیر چلایا وی سب واپس گاڑی میں بیٹھے۔۔۔اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔ لیکن بے مقصود اندھیرے کی وجہ سے وہ گاڑی بہت جلد ان کی نظروں سے اوجھل ہو فئی۔۔۔اوشٹ اب تو ہم میں سے کسی کی خیر نہیں ہے زبیر نے اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔۔۔۔

کیونکہ یہ سب بغیر پلان کے ہوا تھا اس لیے وہ لوگ پہلے سے الرٹ نا ہو سکے۔۔۔۔جب انہیں نعمان کا پیغام ملا کافی دیر ہو چکی تھی وہ اندھیر میں حیا کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے دور سے ہی انہیں اک لڑکی گاڑی سے ٹکراتی نظر آئی۔۔ لیکن جب تک وہ اس تک پہنچتے کوئی اور اسے لیکر جا چکا تھا۔۔۔۔

/ / / / / / / / /

انوکھا بندھن

(سیکنڈ لاسٹ) حصہ اول

از قلم نور عباس

شازمہ بیگم آج بہت خوش تھی۔۔۔۔۔۔اسکی زندگی کا بہت بڑا دن تھا۔۔۔۔۔آخر اس نے اپنی راہ میں آیا سب سے بڑا کانٹا جو نکال دیا تھا۔۔۔۔ہوں۔۔۔۔بڑی آئی تھی سر دار میر پر قبضہ کرنے مسل کر رکھ دیا۔۔۔۔۔۔اب ساری زندگی میر۔۔۔۔۔۔کو منائے گی وہ تب بھی اس کو دیکھنا پسند نہیں کریگا۔۔۔بچپن سے جانتی ہوں میں اسے جو چیز ایک بار اس کے دل سے اتر جائے وہ پھر دوبارہ اسکی طرف پلٹ کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ تمہاری رشتے کی عمر تو بہت کم نکلی۔۔۔چہ چہ چہ۔۔۔۔وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگاتی۔۔۔۔قہقہہ لگا گئی۔۔۔جبکہ وہ بھول گئی تھی۔۔میر چیزوں کو دوبارہ دیکھنا پسند نہیں کرتا جبکہ وہ کوئی چیز نہیں۔۔میر کی رگوں میں اسکی محبت خون کی مانند دوڑتی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔اب خدا جانے کیا کچھ ہونے والا تھا انکی زندگی میں

//////////

آگ۔۔۔آگ۔۔لگ۔۔۔۔گئی۔۔۔۔۔۔۔۔زوبی چلاتی ہوئی بھاگتی ہوئی۔۔۔۔۔..میر کے کمرے کو کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔.سارا گھر دھواں دھواں سا ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

شازمہ جو اپنی خوشی میں گم تھی۔۔۔زوبی کے چلانے پر ہڑبڑا کے باہر نکلی اور میر کے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

جہاں زوبی مسلسل روتی کمرے کا ہینڈل گھماتی دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔شازمہ حواس بختہ سی آگے بڑھی زوبی کو ہٹاتی خود دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

ملازم۔۔ملازم کہاں مرے پڑے ہیں سارے۔۔۔۔وہ کہتے ساتھ ہی میر کو آوازیں دینے لگی جب کہ اندر وہ دھویں سے بے حال پڑا صرف ایک ہی بات بولے جا رہا تھا۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔۔۔۔

کمرے میں آگ لگ چکی ہے اسے معلوم ہونے کے بعد بھی وہ یوں ہی بے سدھ پڑا رہا۔۔۔۔اس سے اسکی بے وفائی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔وہ خود کو ختم کر لینا چاہتا تھا شاید۔۔۔۔

زوبی ملازموں کو سرونٹ کوارٹر سے بلانے بھاگی۔۔۔۔شور کی آواز سن کر ارمغان بھی دوڑا چلا آیا۔۔۔۔۔

اور دروازہ توڑنے کی کوشش کرنے لگا تھوڑی دیر تک گارڈز وغیرہ بھی آگئے اور میر کو کمرے سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔۔۔۔

میر کی حالت دھواں کی وجہ سے کچھ اچھی نہیں تھی اسے شازمہ کے کمرے میں لے جایا گیا وہاں ڈاکٹر نے چیک کیا اور کچھ میڈیسن لکھ کر دی۔۔۔ جسکی وجہ سے وہ فل وقت نیند میں تھا۔۔

گارڈز وغیرہ نے مل کر کمرے میں لگی آگ پر قابو پالیا تھا۔۔۔۔

ارمغان میر کی میڈیسن لیکر آیا تھا جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو اسکی نظر سامنے ہی بیڈ پر میر کے سرہانے بیٹھی زوبی پر پڑی جس نے ارمغان کا چہرہ دیکھتے ہی نفرت سے اپنا منہ پھیر لیا۔۔ ارمغان زوبی کو حق بجانب سمجھتا آگے بڑھتا میڈیسن شازمہ کو دے کر واپس مڑ گیا۔۔۔

وہ رات سب پر بھاری تھی۔۔۔۔۔۔

صبح ہوتے ہی ارمغان نے وہاں سے جانے کا فیصلہ کیا اس نے اپنا سامان پیک کیا اور شازمہ کو ڈھونڈتا کچن میں آگیا جہاں وہ ملازمہ کے سر پہ کھڑی ناشتہ بنوا رہی تھی۔۔۔

شازمہ کی جب ارمغان پر نظر پڑی تو اس نے ملازمہ کو کچن سے باہر جانے کا کہا۔۔۔

ملازمہ سر ہلاتی باہر چلی گئ۔۔

آنے یہ سب اچھا نہیں کیا آنٹی اسکی بات پر شازمہ کے کیبنٹ کھولتے ہاتھ ساکن ہوئے۔۔۔

خاموش رہو بے وقوف اگر کسی نے سن لیا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔شازمہ نے اسکی طرف رخ پھیرتے اسے ڈپٹا۔۔۔

تو اب کون سا اچھا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ارمغان نے شازمہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

خبردار اگر آئندہ میں نے تمہارے منہ سے کوئی ایسی ویسی بات سنی تو زوبی کو بھول ہی جانا پھر۔۔۔شازمہ کی دھمکی پر وہ طنزیہ ہنسا آپ کو کیا لگتا ہے اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود زوبی مجھ سے شادی کریں گی۔۔۔۔ہرگز نہیں وہ تو شاید اب مجھے دیکھنا بھی پسند نا کریں۔۔۔۔۔ارمغان کو رات زوبی کا اسے دیکھ کر نفرت سے منہ پھیرنا یاد آیا۔۔۔

دیکھو میں مانتی ہوں۔۔۔جو ہوا اس کی وجہ سے زوبی تم سے ناراض ہو گی لیکن یہ صرف چند دنوں کیلئے ہی ہو گا آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔تم پریشان نا ہو۔۔۔۔

شازمہ نے اس کے گلٹ کو سمجھتے ہوئے کہا۔۔۔

پتہ نہیں یہ سب کبھی ٹھیک ہو گا بھی یا نہیں لیکن اب میں یہاں نہیں رہنا چاہتا اس لیے یہاں سے جا رہا ہوں۔۔۔

وہ شازمہ کو کوئی موقع دیئے بغیر اپنے روم کی جانب بڑھ گیا اپنا بیگ لینے۔۔۔

اور خاموشی سے میر پیلس چھوڑ گیا۔۔۔۔

///////

میر کی طبیعت دو تین دن میں ٹھیک ہو گئی۔۔۔ دن ہفتوں اور ہفتے مہینوں میں گزرنے لگے میر نے خود کو پتھر بنا دیا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ محبت اس کے لیے بنائی ہی نہیں گئی شاید۔۔

بارہا اسے حیا کا دھوکہ یاد آتا۔۔۔ حیا کی یادوں سے چھٹکارے کیلئے اس نے خود کو مشین بنا لیا تھا۔۔۔ زوبی باپ کو دیکھ کے کڑھتی رہتی۔۔ لیکن بے بس تھی۔ اس کے تو خود دل پر کوئی خنجر پھیر گیا تھا ایسے میں بھلا وہ باپ کو دلاسہ کیسے دیتی۔۔ شازمہ خوش تھی کیونکہ اب میر اور حیا کے جدا ہو جانے سے حویلی کی اکلوتی وارث زوبی ہی تھی۔۔۔ وہ اس بات پر خود کو نجانے کتنی مرتبہ شاباشی دے چکی تھی۔۔۔۔

۔۔۔ پر وہ نہیں جانتی تھی ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے اس نے اک روح بھیجنی تھی وہ بھیج چکا تھا

//////////

وہ بہت تیزی سے بھاگ رہا تھا حالانکہ اس کے پاوں کافی زخمی تھے لیکن پھر بھی اسے بھاگنا تھا کیونکہ پکڑیں جانے کی صورت میں اسے موت دے دی جاتی اور وہ یوں خاموشی سے مرنا نا چاہتا تھا ابھی اس پر کچھ قرض تھا جسے اس نے چکانا تھا۔۔

بھاگتے بھاگتے جب وہ ہانپنے لگا تو وہ کھیتوں میں جا چھپا۔۔۔شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے لیکن گاوں میں میں اس وقت بلکل سناٹا سا تھا۔۔۔وہ تھوڑی دیر وہاں چھپا رہا جب اسے قدموں کی آواز دور جاتی سنائی دی تو وہ فوراً کھیتوں سے نکل کر سڑک کی اوڑھ بھاگا وہ بھاگتے ہوئے بار بار پیچھے کی اوڑھ دیکھ رہا تھا اس لیے اسے سامنے سے آتی گاڑی دیکھائی نا دے سکی اور وہ اس سے ٹکرا کر گر گیا۔۔۔

اوشٹ۔۔۔ہارون نے جلدی سے گاڑی کو بریکس لگائی لیکن تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔۔اس نے جلدی سے نکل کر باہر دیکھا تو ایک بوڑھا شخص اسے کافی زخمی حالت میں ملا جیسے کہ وہ گاڑی سے ٹکرانے سے پہلے ہی زخمی ہو۔۔۔ہارون نے اس کا چہرہ تھپتھپایا اسے وہ شخص دیکھا دیکھا سا لگا پھر

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اچانک اس کے ذہن میں دھماکا سا ہوا۔۔۔وہ وہی شخص تھا جسے اسکی سالوں سے تلاش تھی۔۔۔۔ہارون نے انہیں اپنی گاڑی کی پیچھلی سیٹ پر لٹایا۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ نہیں میرا تو وہاں سے ٹرانسفر ہو گیا تھا۔۔۔جب سے نعمان کو سزا ہوئی تھی اس سے اگلے مہینے۔۔۔۔کچھ کالی بھیڑوں کو یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔کیونکہ نعمان کو سزا میں نے ہی دلوائی تھی۔۔۔وہ فون کان سے لگائے شرٹ کے بٹن ایک ہاتھ سے کھولتا ڈریسنگ کے آگے کھڑے ہوئے اپنے دوست سے بات کر رہا تھا۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔ تبھی اسے کچھ گرنے کی آواز آئی اس نے ڈریسنگ کے مرر سے اپنی بیک سائیڈ پر دیکھا جہاں اسکی منکوحہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔جسے نوشین نے ہی چائے دے کر ہارون کے کمرے میں بھیجا تھا دروازہ کھلا ہونے کی صورت میں وہ بنا دستک دیتی اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔

...میں تجھ سے بعد میں بات کرتا ہوں

وہ عجلت میں فون پر کہتا۔۔۔۔پیچھے کی جانب مڑا۔۔۔اسکی جانب بڑھا۔۔۔۔جبکہ رامین بھی آگے بڑھتی اسکے گریبان سے پکڑے جھنجوڑنے لگی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اتنابڑادھوکہ۔۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔۔وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔۔

دیکھو مینو تم تسلی سے پہلے میری پوری بات توسن لو۔۔۔۔۔

ہارون نے نرمی سے اسکے ہاتھ سے اپنا گریبان آزاد کرواتے ہوئے کہا۔۔۔

کیا سنوں میں آپکی کہیے۔۔۔۔۔۔یہ ہی کہ آپ مجھے بیوقوف بناتے آئے ہیں اب تک۔۔۔۔بیوقوف ہی تو تھی جو اب تک آپ سے یہی امید لگائے بیٹھی تھی کہ آپ میرے بھائی کو جیل کی سلاخوں سے آزاد کروائے گے۔۔۔جبکہ میں یہ ناجانتی تھی کہ آپ ہی انہیں سلاخوں کے پیچھے دھکیلنے والے ہیں۔۔۔ہر روز ایک نئی دلیل اک نیابہکاوااور میں نادان آپ کی سب باتوں پر لبیک کہتی گئی اس امید پر کہ آپ میرے بھائی کو بچالینگے۔۔۔۔

کیا۔دشمنی تھی آپکی آخر ان سے۔۔۔۔بولیے۔۔۔۔

اب کے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پھنکاری۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

دیکھو مینو میری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے نعمان سے وہ کسی کی ایف آئی آر کروانے پر ہی سلاخوں کے پیچھے گیا ہے۔۔۔انہوں نے کسی لڑکی کو ہراس کرنے کی کوشش کی تھی جس پر اس لڑکی کے والد نے نعمان کے خلاف بیان دیا اور اسکے خلاف ایف آئی آر کٹوائی۔۔۔۔۔

جس کے آگے ہم کچھ نہیں کرسکتے تھے سوائے ایکشن لینے کے اور میں تمہیں کوئی جھوٹے بہلاوے نہیں دے رہا تھا میں نے ہر ممکن کوشش کی نعمان کو بچانے کی لیکن یقین جانو اس دوران مجھے جتنے بھی ثبوت ملے سارے نعمان کے خلاف تھے ایک بھی ایسا نہیں تھا جس میں وہ بچ پاتا۔۔۔۔۔اس لیے مجبورا یہ سب کرنا پڑا وہ اس سے نظریں چراتا بولا۔۔۔

کیوں کہ جھوٹ واقعی میں اس نے اپنی مینو سے بولا تھا اس نے بھرپور کوشش کی تھی نعمان کیلئے اسے بچانے کیلئے نہیں بلکہ اس کے خلاف ثبوت اکٹھا کرنے کیلئے۔۔۔۔

اگر یہ سب سچ ہے ہارون سلمان تو نظریں کیوں چرا رہے ہو مرد بن کر نظریں ملا کر بات کرو مجھ سے۔۔۔۔

یا تم اس لیے نظریں نہیں ملا پا رہے ہے کہ تمہارے دل میں چور ہے اور تم نے لالہ کو اس لیے جیل بھیجا کے وہی ہمارے نکاح کے سب سے زیادہ مخالف تھے۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

مینو یہ سب سچ نہیں ہے۔وہ اس الزام پر تڑپ کر ہی تو رہ گیا۔۔۔ مینو نہیں رامین نام ہے میرا مینو مجھے صرف وہ بلاتے ہیں جو میرے سب سے زیادہ قریب ہو اور معاف کیجیے گا انسپکٹر صاحب میں اس انسان سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی جو غدار ہو اپنی آپسی عداوت میں وہ کسی بے قصور کو سزا دلوائے۔۔۔

مینو کے لفظوں پر وہ شاک رہ گیا کتنی آسانی سے اس نے پل میں اپنا پیار بھلا دیا کس کیلیئے اس بھائی کے لیے جس نے کبھی کوئی شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر نہیں رکھا۔۔۔۔

وہ یہ کہتی بنا اسکی کچھ سنے وہاں سے چلی گئی۔۔۔

اس کے بعد ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے مینو سے کبھی اس کا سامنا نا ہو سکا۔۔۔کچھ ہی عرصے بعد ان کی شادی کی بات چلی رامین نے بہت ہاتھ پیر مارے کہ کسی طرح یہ شادی ٹل جائے لیکن ایسا ہونا سکا۔۔اور شادی کی پہلی ہی رات رامین نے ہارون کے آگے یہ شرط رکھی کہ وہ اسکی زندگی میں تب ہی شامل ہو گی جب وہ اس لڑکی یا اسکے باپ کو رامین کے سامنے لائے گا۔۔۔۔۔دونوں ہی باتیں ہارون کے لیے تقریباً ناممکن تھی۔۔۔۔کیونکہ نعمان کو سزا ہوئے دو سال بیت گئے تھے۔۔۔جبکہ نصیر صاحب بھی اپنا گھر وہاں سے بیچ کر جا چکے تھے کہاں گئے اسکا کسی کو پتہ نا تھا۔۔۔رہی بات لڑکی کی تو

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اس نے تو لڑکی کو سر سری سا ہی دیکھا تھا روز سینکڑوں کیسوں کے چکر میں سینکڑوں لڑکیاں اس کے پولیس اسٹیشن میں اپنی فریاد لیکر آتی ایسے میں ایک چہرے کو یاد رکھنا ایمپو سیبل تھا۔ لیکن وہ یہ بات رامین سے کہہ نا سکا بلکہ ہارون نے بھی اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا اور خود سے عہد کیا کہ کسی طرح رامین کے آگے سچ لیکر ہی آئے گا۔۔ تقریبا چار سال ہونے والے تھے ان کی شادی کو وہ دونوں آج بھی سمندر کے دو کناروں کی مانند تھے۔۔۔ کمرے کے باہر وہ سب پر خود کو ہیپی کپل شو کرتے لیکن کمرے کے اندر کا حال صرف خدا ہی جانتا تھا۔۔ ان دونوں کی اس دوری کو کبھی نوشین بھی محسوس نا کر پائی۔۔ جسکی وجہ سے وہ کئی بار دبے دبے لفظوں میں رامین کے علاج کا کہہ چکی ہے اولاد کیلئے لیکن ہارون ہر بار یہ کہہ کر ٹال جاتا کہ جب خدا کو دینی ہو گی وہ دے دیگا۔۔ اور نوشین اپنا سا منہ لیکر رہ جاتی۔۔۔

گاڑی ایک جھٹکے سے شہر ہاسپٹل کے آگے رکی۔۔۔ جس سے ہارون بھی ماضی کی سوچوں سے باہر نکلا۔۔۔

وہ نصیر کو لیکر اندر آیا تو سامنے ہی کوریڈور میں اسے ارمغان اپنی ماں اور رامین نظر آئی۔۔۔ وہ جلدی سے نصیر کو ڈاکٹر کے حوالے کرتا انہیں نصیر کے حوالے سے۔ ہدایت دیتا اپنی ماں کی جانب

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

بڑھا۔۔۔۔۔ہارون نوشین بلکتی ہوئی ہارون کے گلے سے لگ گئی۔۔۔۔کیا ہوا اماں وہ پریشان سا ہوا ۔۔۔بابا تو ٹھیک ہیں نا۔ وہ دودن سے کسی کیس کے سلسلے میں دوسرے گاوں گیا ہوا تھا آج ہی اسکی واپسی ہوئی تھی۔۔۔اس لیے اس نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔۔۔

ہاں بابا بلکل ٹھیک ہے نوشین اس سے الگ ہوتی بولی۔۔۔پھر آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔۔۔۔

ہارون تو انہیں روتے دیکھ ہی بے چین ہوا اٹھا۔۔یہ تو خوشی کے آنسو ہے پگلے۔۔ سلمان بلکل ٹھیک ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔

نوشین کے بتانے پر اس نے بے یقینی سے ارمغان کی جانب دیکھا جیسے پوچھنا چاہتا ہو واقعی۔۔۔ہاں بھائی مما بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے ارمغان بھی آگے بڑھتے بولا۔۔۔۔

جبکہ ہارون نے فرط خوشی سے چھوٹے بھائی کو اپنے گلے سے بھینچ لیا۔۔۔میں بہت خوش ہوں۔۔۔اسے سمجھ نا آرہی تھی کہ وہ کی کریں نجانے کتنے سال بعد آخر خدا نے انکی سن لی تھی۔۔ کہاں ہیں بابا۔۔۔وہ خوشی سے بولا۔۔۔۔

وہ اندر ہیں ابھی سو رہے ہیں۔۔ کب ہوش آیا انہیں۔۔۔کل۔۔۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کل ہی ہم انہیں لیے ہاسپٹل آ گئے تھے۔۔۔ڈاکٹر تو خود بے یقین ہیں کہ اتنے سال بعد جب وہ خود مایوس ہو چکے تھے ایسے میں ان کا پلٹ کر آنا واقعی میں کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔۔نوشین نے بتایا۔۔۔

میں بابا سے مل لوں۔۔۔اس نے ماں سے اجازت چاہی ماں نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ ماں کی پیشانی پر بوسہ دیتا اندر کی جانب بڑھا اس سب میں اس نے رامین کی طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا جسے رامین نے شدت سے محسوس کیا تھا پھر دل ہی دل میں میری بلا سے کہتی بنچ پر جا بیٹھی۔۔۔

//////////

آہستہ آہستہ وہ باپ کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔۔۔جہاں اس کا باپ آنکھیں بند کیے لیٹا تھا لیکن آج وہ انہیں یوں دیکھ کر مایوس نہیں ہوا تھا اس نے آگے بڑھ کر باپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔۔۔

باری سال کی عمر سے اس نے اپنے باپ کو اسی بے بسی کی حالت میں دیکھا تھا جسکو کہیں لے جانے کیلئے انہیں وہیل چیئر کا استعمال کرنا پڑتا۔۔۔

وہ ان کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامے آنکھوں سے لگائے ہوئے تھا۔ہارون کے لمس پر سلمان نے آنکھیں واں کی انہیں آنکھیں کھولتا دیکھ ہارون دیوانہ وار سا باپ کے قریب

آیا۔۔۔۔ہارون۔۔۔ سلمان کے کہنے پر وہ خوشی سے پاگل ہوا اٹھا۔۔وہ ترس ہی تو گیا تھا اپنے باپ کے منہ سے اپنا نام سننے کو بابا سائیں آپ آپ ٹھیک ہوگئے او مائے گاڈ میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں ان کے ہاتھوں کو چومتا بار بار آنکھوں سے لگاتا وہ خوشی سے پاگل ہو آٹھا۔۔ہاں میرے بچے میں ٹھیک ہو گیا ہوں یہ اللہ کا معجزہ ہے شاید کسی کے پاپ کا گھرا ابھر چکا ہے اس لیے۔۔۔۔.. آخر میں وہ دل میں سوچتے ہوئے بولے۔۔۔

ہارون بچے مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے سلمان کی سنجیدہ آواز پر ہارون نے انکی طرف دیکھا۔۔۔۔

کیا بابا سائیں ہارون ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔۔

بچے تمہاری بہن زندہ ہے۔۔۔۔۔ سلمان نے محتاط لفظوں میں بتایا۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بابا۔۔۔

ہارون حیران ہوا ہاں میرے بچے یہ سب سچ ہے۔۔۔میری بچی زندہ ہے۔۔۔۔ سلمان اپنی بات پر زور دیتا بولا لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔وہ تو کھائی میں گر گئی تھی نا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ہارون کو جیسے اب بھی یقین نا آیا۔۔۔۔۔یہ ہی تو معلوم کرنا ہے۔۔۔

لیکن کوئی ایسا کیوں کریں گا کسی کی آپ سے بھلا کیا دشمنی بابا سائیں۔۔۔۔۔

مجھے بھی یہ ہی لگتا تھا لیکن کسی بہت اپنے نے میری پیٹھ میں چھڑا کھونپا ہے۔۔۔۔۔سلمان رنجیدہ سے ۔۔۔۔ بولے۔۔۔کون ہے وہ بابا سائیں

عدنان بھائی اور نعمان۔۔۔۔۔۔ان دونوں ناموں کو سنتے ہی ہارون سکتے میں چلا گیا۔۔۔صرف وہ ہی نہیں بلکہ نوشین بیگم کے کہنے پر ہارون کو کھانے کیلئے بلانے آئی رامین کے بھی پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔۔۔۔وہ ہینڈل پر ہاتھ رکھے وہیں رک گئی شاید اسے بھی اب بہت کچھ جاننا تھا۔۔۔

)///

انوکھا بندھن

(لاسٹ اپی) حصہ اول

از قلم نور عباس

۔

شازمہ کو گھر سے نکالنے کے بعد میر اپنے اور حیا کے روم کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔حیا کہ جانے کے بعد وہ روزیہاں آتا۔۔۔میر نے اس کمرے کو یوں ہی رہنے کا حکم دیا ہوا تھا کسی ملازمہ کو بلا اجازت اس کمرے میں آنے کی پرمیشن نا تھی حتی کے شازمہ کو بھی نہیں۔۔۔میر کو یہ جلتا کمرہ اپنی محبت کا قبرستان لگتا جہاں پر آکر وہ حیا کی یاد کو خود میں سے کھرچنے کی کوشش کرتا لیکن ہر بار ناکام لوٹتا۔۔۔میر نے آج جب وہاں قدم رکھے تو کمرے کی ہر شے اسے اپنے آپ پر ہنستی محسوس ہوئی کمرے کی دیواریں جھلس کر کالی ہو چکی تھی۔۔۔بلکل اسکی قسمت کی طرح۔۔۔۔ہر چیز اسی طرح بے ترتیبی سے پڑھی تھی میر کو اپنے پاوں تلے کچھ چیز محسوس ہوئی تو جھک کر دیکھا وہ حیا کے کنگھن تھے میر کو محسوس ہوا جیسے یہ کنگھن حیا اسکے منہ پر مار کر گئی ہو۔۔۔۔اس نے آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل کی دراز میں وہ کنگھن رکھے۔۔۔تو اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے اک کارڈ پر پڑی جس کے کنارے تقریبا جھلس چکے تھے۔۔۔اور وہ گرد سے اٹا پڑا تھا.

میر نے کارڈ پر سے گرد جھاڑی۔۔۔اور اسے کھولا۔۔۔۔وہاں حیا کا اک پیغام لکھا ملا جسے پڑھ کر میر اپنے قدموں پر کھڑا نا رہ سکا اور بیڈ پر ڈھے سا گیا۔۔۔کتنا بد نصیب ہوں میں جو اپنی ہی خوشیوں کا قاتل نکلا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ایسی بات نہیں ہے میں تو بس میر کو سرپرائز دینا چاہتی تھی اس لیے۔۔

سرپرائز ہی تو کر دیا ہے تم نے مجھے حیا۔۔۔

منع کیا تھا میں نے تمہیں تم پھر بھی باز نا آئی۔۔۔

میں آپ کو کیسے یقین دلاوں میں نے ارمغان کو نہیں بلایا۔

حیا اسے بتانا چاہتی تھی لیکن اس نے حیا کی ایک نا سنی کیوں آخر کیوں۔۔۔۔۔۔

کیوں غصے میں اتنا اندھا ہو گیا کہ اس کا گڑ گڑانا ہی نا دیکھ سکا۔۔۔ کہاں ہو گی وہ کس حال میں اگر اسے کچھ ہو گیا تو کیا میں اپنے آپ کو معاف کر سکوں گا کیا نہیں کبھی نہیں وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتا اپنے آپ کو کوس رہا تھا۔۔۔

حیا۔۔۔۔اب کی بار وہ چیخ مار کر رونے لگا۔۔۔

مجھے معاف کر دو حیا پلیز مجھے معاف کر دو ایک بار صرف ایک بار میرے پاس لوٹ کر آجاو وعدہ کرتا ہوں پھر کبھی تمہیں خود سے جدا نا کروں گا۔۔ کمرے کے در و دیوار بھی اس کے غم میں نہایت غمگین تھے۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

////////

دو سال بعد۔۔۔۔۔

مس حیا آپ کو پرنسپل اپنے آفس میں بلا رہی ہے۔۔۔۔ آیا پرنسپل کا پیغام لیکر آئی جب کہ حیا آیا کی گود سے مرتسم کو پکڑتی سر ہلاتی پرنسپل آفس کی طرف بڑھی اسے ویسے بھی وہیں جانا تھا کیونکہ مرتسم کے دودھ کا وقت ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

مے آئے کم ان میم وہ دروازے سے اندر آتی بولی۔۔۔۔

ہمیشہ کیطرح میڈم اس کی حرکت پر سر ہلاتی اسے اندر آنے کی پرمیشن دے چکی تھی۔۔۔

آپ نے بلایا میم۔۔۔۔۔ حیا نے پوچھا۔۔۔

ہاں بیٹھو تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔

میم کی بات پر حیا سر ہلاتی ان کے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے مرتسم کی۔۔۔۔ میڈم نے حیا کی گود میں سوئے مرتسم کو پیار سے دیکھتے ہوئے پوچھا اب تو ٹھیک ہے رات میں اچانک بخار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے میرے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔۔۔

حیا بچے کے گال کو پیار سے سہلاتی بولی۔۔۔۔

آگے کا کیا سوچا ہے تم نے کیا کرو گی۔۔۔۔۔

میڈم نے اسے مرتسم میں مصروف دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

جس پر حیا کا ہاتھ ایک پل کو تھما۔۔۔۔۔ پھر وہ نارمل ہوتی بولی۔۔۔۔

کرنا کیا ہے اسکی اچھے سے پرورش کروں گی اسے ایک اچھا انسان بنانا ہی اب میری زندگی کا مقصد ہے۔۔۔۔

حیا نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔۔۔۔

کیسے۔۔۔۔ کیسے اکیلے سامنا کر سکو گی کیا تم حالات کا۔۔۔ اب تک بھی تو کیا ہے نا آگے بھی کر لوں گی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیاتم سمجھنے کی کوشش کرو بچے تم اکیلے یہ سب ہینڈل نہیں کر سکتی۔۔۔تم جو بھی کرلو لیکن اپنے بچے کی زندگی میں

ایک باپ کی کمی کو تم کبھی پورا نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔اور یہ اس دنیا کی سب سے بڑی سچائی ہے جس سے تم منہ نہیں موڑ سکتی۔۔۔۔

سوری میم میں آپ کی اس بات سے ہر گز ایگری نہیں کرتی۔۔۔۔۔

دنیامیں ایسے ہزاروں بچے ہیں جو ماں باپ دونوں کے بغیر پلتے ہیں۔۔۔پھر بھی وہ لاکھوں سے بہتر زندگی جی رہے ہوتے ہیں۔۔۔بانسبت ان کے جن کے والدین حیات ہوتے ہیں۔۔۔

اور رہی بات میرے بچے کی تو اس کے ساتھ اسکی ماں ہے جو ہر قدم پر اسکے ساتھ کھڑی ہے اور ہمیں مزید کسی ایسے سہارے کی ضرورت نہیں ہے جو دھوپ میں چھاوں دے کر سر سے چھت کھینچ لے۔۔۔۔

پیریڈ ہونے والا ہے میں ذرا مرتسم کو دودھ پلادوں باقی باتیں گھر جاکر کرلینگے۔۔۔۔۔

۔۔۔ ایکسکیوز می میم

وہ کہتی آفس کے کونے میں رکھے صوفے پر بیٹھتے اسے فیڈ کروانے لگی۔۔۔جبکہ میم بشریٰ اپنا سر تھام کے رہ گئی آج وہ پھر حیا کو قائل نا کر پائی تھی۔۔۔انہوں نے شینا کو نو کا میسج کیا۔۔جس سے دوسری طرف موجود شینا کو مایوسی ہوئی۔۔۔۔۔

/////////

اسلام علیکم آنی وہ گھر میں جیسے ہی داخل ہوئی سامنے ہی بشریٰ کو مرتسم سے لاڈ کرتے پایا۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔انہوں نے بے رخی سے جواب دیا جس پر حیا لب کاٹ کر رہ گئی۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے حیا کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھری لگ گئی۔۔۔

بشریٰ بیگم نے اسکی سوں سوں کی آواز پر مرتسم سے توجہ ہٹا کر اسکی جانب مبزول کی۔۔۔۔

رونے کی وجہ پوچھ سکتی ہوں میں۔۔۔وہ تھوڑا سختی سے بولی۔۔۔

آپ مجھ سے دو دن سے ٹھیک سے بات جو نہیں کر رہی۔۔۔۔

۔۔ حیا نے بھی در پردہ شکوہ کیا۔

تمہارے نزدیک میری بات کی اہمیت ہے۔ان کے کہنے پر حیا تڑپ کر رہ گئی ایسا تو نا کہے پلیز آپ کی ---بات کی میرے نزدیک اہمیت کیوں نا ہو گی۔

تو پھر تم کیوں نہیں مان لیتی میری بات ---بشریٰ بیگم اپنے مدعے پر آئی ---آپ نا ممکن کو ممکن کہہ رہی ہے میں کیسے مان لوں اس کے علاوہ آپ مجھ سے جو کہے گی میں وہ مان لو نگی پر یہ نہیں ---

پر کیوں حیا ---اپنے بچے کے روشن مستقبل کا سوچو تم اپنی ضد میں مر تسم کے ساتھ زیادتی کر رہی ہو ----

بشریٰ بیگم کے کہنے پر حیا نے حیرت سے انہیں دیکھا ---کیا آپ یہ کہنا چاہتی ہے کہ میں خود غرض ہوں اپنی انا کی تسکین کیلئے اپنے بچے کا روشن مستقبل کھا رہی ہوں اور مستقبل بھی وہ جو اس کے باپ کے ساتھ مشروط ہے اور باپ کون جو کسی کی بھی باتوں میں آکر ہمیں کبھی بھی گھر سے نکال سکتا ہے بار بار کے مرنے سے اچھا نہیں ہے کہ میں ایک بار ہی اپنے بچے کہ سامنے اس رشتے کا کبھی حوالہ ہی نا دوں کہ جس کا سایہ ہمیں دھوپ سے زیادہ چھاوں میں جھلسائے گا ---

آپ تھک گئی ہے ہم سے آنی تو ٹھیک ہے مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں آپ نے اب تک جو بھی میرے اور میرے بچے کیلئے کیا ہے اس کے لیے ہمیشہ میرے دل سے آپ کیلئے دعائیں ہی نکلتی ہے اب بس میں بہت جلد اپنا بندوبست کہیں اور کرلوں گی۔۔۔

حیادوٹوک کہتی شبانہ کی گود سے مرتسم کو لیتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی اب ساری رات اسکی روتے ہی گزرنے والی تھی۔۔۔ جبکہ بشریٰ بے چین سی دروازہ پیٹ رہی تھی جو اس کی سنے بغیر خود سے مفروضے قائم کرتی ان سے بدگمان ہو گئی تھی۔۔۔ میر کی جدائی نے اس پر حد سے زیادہ برا اثر کیا تھا کہ وہ بہت چڑچڑی ہو گئی تھی معمولی سے معمولی بات کو بھی پکڑ لیتی۔۔۔ جراں کرتی ایسے میں بشریٰ ہمیشہ ایک ہی کام کرتی اس کے سامنے خاموش رہنے کا جب حیا اپنا سارا غبار نکال دیتی تو احساس ہونے پر فوراان سے معافی مانگ لیتی۔۔۔

//////

حیا بیڈ پر کروٹ کے بل لیٹی ساتھ میں سوئے مرتسم کو مسلسل تکے جارہی تھی جو ہو بہو میر کی کاربن کاپی تھا۔۔۔

حیا تم اتنی لمبی لمبی دعاوں میں کیا مانگتی ہو۔۔۔

وہ جب نماز لپیٹ کر بیڈ پر آ کر لیٹی تو میر اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہولا۔۔۔

آپ کو۔۔۔حیا اس کے سوال پر برجستہ بولی۔۔۔

لیکن میں تو پہلے ہی سارا کا سارا تمہارا ہوں یار۔۔۔۔میر محفوظ ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہاں پر مجھے ڈر لگتا ہے کہیں کوئی آپ کو مجھ سے چھین نا لے اس نے اپنے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔ایسے کیسے کس کی اتنی جرات میر سنجیدگی سے بولا۔۔۔

اوہو میر جی میں تو ویسے ہی مذاق کر رہی تھی آپ تو سیر یس ہی ہو گئے۔۔۔۔

چلے چھوڑے یہ بتائیں آپ کیا مانگتے ہیں اپنی دعا میں۔۔۔

حیا اس کی روشن پیشانی پر اپنی شہادت کی انگلی سے مسلسل اپنا نام لکھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔۔وہ سوچنے کہ انداز میں بولا ایسا بھی کیا مانگتے ہیں کہ جسے بتانے کیلئے اتنا سوچا جا رہا ہے۔۔۔۔حیا بگڑی۔۔۔

بتا دوں۔۔پر پہلے وعدہ کرو بھاگو گی نہیں۔۔۔

۔۔۔۔ میر شرارت سے بولا

نہیں تو میں کیوں بھاگنے لگی آپ سے آپ کونسا آدم خور ہیں۔۔۔

حیا اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔۔۔ معصوم سا چہرہ بنا کر بولی۔۔

تو سنو زوجہ محترمہ میں روز دعا میں ہمیں مکمل کرنے کیلئے ہمارے پیار کی نشانی کے طور پر خدا سے اسکی رحمت کا طلبگار ہوں۔۔۔ جلد سے جلد صاحب اولاد ہونے کی دعا مانگتا ہوں۔۔۔ میر کا اتنا کہنا تھا حیا کا مارے شرم کے سر جھک گیا۔۔۔

اور وہ نا محسوس انداز میں میر سے کچھ پرے کھسکی۔۔۔

لیکن میر اسی تاک میں تھا فوراً اسے بازو سے پکڑ کر خود پر گرایا اور اسکے گرد بازوؤں کا مضبوط حصار باندھ کے اسکی فرار کی ساری راہیں مسترد کی۔۔۔

میں نے کہا تھا نا جان آپ بھاگنے کی کرو گی۔۔۔

میر نے گھمبیر لہجے میں اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

جی نہیں وہ تو مجھے یاد آیا تھا کہ ہاں آپ کے صبح آفس جانے کیلئے کپڑے تو میں نے پریس کیے ہی نہیں۔۔۔

حیانے بھونڈاسا بہانہ بنایا۔۔۔کیونکہ اتوار ہونے کی وجہ سے صبح ہی اس نے سارے کپڑے پریس کر کے وارڈروب میں رکھے تھے۔۔۔

میڈم کیا آپ کپڑوں کو دو مرتبہ استری کرتی ہیں۔۔۔۔میر نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جبکہ حیااپنی چوری پکڑنے پر شر مسار سی ہوئی۔۔۔۔

یہاں دیکھو حیامیری طرف

میر نے ایک ہاتھ اسکی تھوڑی کے نیچے رکھتے اسکا چہرہ اوپر کیایوں کے ان کے بیچ ایک انچ کا فاصلہ تھا۔۔۔

تمہیں معلوم ہے اس پل کا تو مجھے برسوں سے انتظار رہا ہے باپ بننے کی خوشی دنیا کی ساری چیزوں سے افضل ہے۔۔۔اور میرے لیے تو وہ پل خوشیوں بھرا ہو گا جب تم مجھے اس خوشی سے نوازوں گی وہ سرگوشی نما آواز میں بولتا عقیدت سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیتا اسے خود میں سمو گیا۔۔۔جب کہ وہ اسکی اتنی محبت پر نازاں ہوا ٹھی۔۔۔۔

مُرتسم کے کسمسانے پر حیا خیالوں کی دنیا سے باہر آتی اسے تھپتھپانے لگی ماں کے لمس پر وہ پر سکون ہوتا سو گیا۔۔ جبکہ وہ اس کے چہروں کو نظروں میں سمائے آج رات پھر رت جگا منانے والی تھی۔۔۔۔۔۔

///////

حیا بچے پھر کیا سوچا تم نے اس بارے میں۔۔۔ اتوار ہونے کی وجہ سے وہ ذرا لیٹ ہی ناشتہ کرتے تھے ابھی بھی حیا ان کے آگے ناشتہ رکھ رہی تھی کہ انہوں نے نرمی سے پوچھا۔۔۔۔

کس بارے میں۔۔۔۔ حیا بھی ڈھیٹ بنتی انجان پن سے بولی۔۔۔۔

کیا واقعی تمہیں کچھ نہیں پتہ۔۔۔ بشریٰ بیگم کے پوچھنے پر اس نے بنا کچھ بولے نفی میں سر ہلا ی۔۔۔۔

حیا بچے کیوں خود کو اذیت دے رہی ہو۔۔۔

بشریٰ بیگم نے ٹیبل پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا۔۔۔

آنی اگر ہم سے تھک گئی ہیں تو کوئی بات نہیں میں اپنے اور مرتسم کیلیئے کوئی اور جگہ دیکھ لونگی۔۔۔۔۔

حیا بار بار ایک بات سے تنگ آگئی تھی اس لیے بے رخی سے کہتی ناشتہ چھوڑتی ٹیبل سے اٹھ گئی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔ جبکہ پیچھے بشریٰ کو افسوس ہوا کم از کم وہ اسے ناشتہ تو کرنے دیتی

تھوڑی دیر بعد ہی بشریٰ بیگم ناشتے کی ٹرے اٹھائے اس کے روم میں داخل ہوئی جہاں وہ مرتسم کو گود میں لیے رونے میں مصروف تھی۔۔۔

بشریٰ بیگم نے ٹرے اپنے اور اسکے درمیان رکھی۔۔۔ حیا کو بے ساختہ وہ دشمن جاں یاد آیا جب وہ اس کے لیے ایسے ہی ٹرے میں کھانا لاتا تھا۔۔۔۔

ناراضگی مجھ سے ہے تو مجھ پر نکالو خود کو کیوں اذیت دے رہی ہو۔۔۔۔ بشریٰ بیگم مصنوعی غصے سے بولی۔۔۔

نہیں میں آپ سے ناراض نہیں ہوں آپ ٹھیک کہہ رہی ہے بھلا میں ساری عمر ایسے ہی تو نہیں رہ سکتی نا آپ پہ بوجھ بن کر اس لیے میں نے سوچا ہے میں بہت جلد مرتسم کو لے کر یہاں سے چلی جاونگی۔۔ حیا سوں سوں کرتے بولی۔۔

حیا پٹو گی مجھ سے میں نے تمہیں اپنی بیٹی سمجھا ہی نہیں بلکہ مانا بھی ہے اور بیٹاں کبھی ماں کے لیے بوجھ نہیں ہوتی تم نہیں جانتی تمہاری میری زندگی میں کیا اہمیت ہے تمہارے اور مرتسم کے آنے سے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میری بے رونق زندگی میں رونق آگئی ہے۔۔۔ تم نے اک بے اولاد عورت کو اولاد کی لذت سے آشنا کروایا ہے جس کیلئے میں تمہاری بے حد ممنون ہوں۔۔ لیکن اس کے باوجود میں سیلفش نہیں ہونا چاہتی کیونکہ ہر ماں کی طرح میں بھی یہ ہی چاہتی ہوں کہ میری بچی اپنے گھر میں خوش و آباد رہے۔۔۔ بشریٰ بیگم اس کی روشن پیشانی چومتی بولی۔۔۔۔

پر آنی۔۔۔۔۔ میری بات ابھی کمپلیٹ نہیں ہوئی حیا۔۔۔۔ بشریٰ نے اسے لب کھولتے دیکھ کہا۔۔۔

دیکھو بچے میں جو ہوں جیسے ہوں تمہارے سامنے ہوں آئے دن مجھے کوئی نا کوئی بیماری گھیرے رہتی ہے۔۔۔ اس لیے میں آج ہوں کل نہیں کیا خبر ایسے میں تمہارا مستقبل کیا ہو گا تم کیسے اکیلے سروائیو کر سکو گی یہ ساری وہ باتیں ہیں جو آئے دن مجھے پریشان کیے رہتی ہے لیکن پرسوں رات کے واقع کے بعد تم نے تو گویا میرے ڈر پر یقین کی مہر ثبت کر دی۔۔۔ تمہیں پتہ ہے پرسوں سے میں ٹھیک سے سو نا سکی یہ سوچ کر کہ اگر واقعی میں مرتسم کو کچھ ہو جاتا تو ہم کیا کرتے اور تم تم تو ماں ہوتے ہوئے بلکل ہی ہاتھ پیر چھوڑے بیٹھی تھی۔،۔۔۔

ایسے میں اگر خدانخواستہ کبھی میں تمہارے ساتھ نا رہی تو تم کیا کرو گی حیا کبھی سوچا ہے۔۔ اور ڈاکٹر نے بھی کہ ہے کہ یہ سب مرتسم کے ساتھ تب تک ہو گا جب تک وہ پندرہ سال کا نہیں ہو جاتا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

بتاو کیا کروگی کیسے مینج کروگی سب اکیلے۔۔۔اب کہ بشری کی بات پر حیا کچھ نا بولی۔۔سوائے چپ چاپ آنسو بہانے کے۔۔۔۔۔

گارنٹی تو اس بات کی بھی نہیں ہے کہ میر اب مجھے کسی کی باتوں میں آکر نا چھوڑے گے۔۔۔میاں بیوی کے رشتے میں سب سے مضبوط شے ہوتی ہے اعتبار جس کے پہلے ہی مرحلے میں میر ڈگمگا گیا ۔۔۔کسی کی بھی باتوں میں آکر مجھ پر شک کیا وہ کچھ تو پوچھتے مجھ سے میری سنتے تو پر نہیں انہیں تو اپنی پہلی بیوی پر پورا یقین تھا وہ وہاں بولے جارہی تھی میرے کردار پر کیچڑ اچھالے جارہی اور میر بے حس و حرکت کھڑے تھے کچھ بھی نا بولے سوائے مجھے وہاں سے چلے جانے کہ۔۔۔

پھر آپ بتائیں میں اب کس بیس پر جاوں وہاں کس مان سے

جو پل بھر میں ہی میرے شوہر نے چکنا چور کر دیا۔۔۔۔۔

حیا کہتے ساتھ ہی پھوٹ پھوٹ کر رودی ساتھ ہی ساتھ بشری کی آنکھیں بھی نم تھی صحیح تو کہہ رہی تھی۔۔۔کس حیثیت سے وہ وہاں جاتی جب کہ شوہر والا غرور پہلے ہی اس کا ٹوٹ چکا تھا۔۔۔

اچھا نا میری بچی رو تو نا ناں اللہ بہتر کرے گا۔۔۔

بشری بیگم اسے اپنے ساتھ لگاتی اسے چپ کروانے لگی جبکہ ناشتہ جوں کا توں پڑا رہ گیا۔

..////

پھر بہت سارے دن بیت گئے لیکن بشری نے حیا سے دوبارہ اس بات کا ذکر نا کیا۔۔ان ہی دنوں بشری بیگم کو اک ان نون نمبر سے کال آنے لگی کوئی اسے۔حیا کو اسکے حوالے کرنے کو کہہ رہا تھا لیکن کون وہ نا جانتی تھی۔۔۔ جس سے وہ پریشان رہنے لگی۔۔اپنی یہ پریشانی وہ حیا سے بھی چھپا گئی۔۔۔ حیا نے بارہا پوچھا لیکن وہ ٹال گئی اور یہ ہی ان سے غلطی ہو گئی کیونکہ اپنی پریشانی میں وہ زین سے بھی اس بات کا ذکر کرنا بھول گئی۔۔۔ جس کا خمیازہ انہیں بھگتنا تھا۔۔۔

ایک دن اسکول واپسی سے کچھ غنڈوں نے حیا اور مرتسم کو اغواہ کر لیا احتجاج کرنے پر ڈرائیور اور بشری پر فائرنگ کی کچھ مقامی لوگوں نے واردات کے بعد انہیں ہوسپٹل پہنچایا بشری بیگم کو تو بلٹ ۔۔۔۔ چھو کر گزری تھی اس لیے ان کی بچت ہو گئی جبکہ ڈرائیور موقعے پر ہی جاں بحق ہو گیا

ہوش میں آنے کے بعد بشری نے سب سے پہلے زین سے ہی رابطہ کیا۔۔ لیکن اس کا نمبر بزی تھا

۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کچھ گھنٹوں بعد زین نے خود کال کی جسے انہوں نے بڑی برق رفتاری سے اٹینڈ کیا۔۔۔

بشری نے اس سے دیر سے فون کرنے کا شکوہ کیا تو اس نے بتایا کہ وہ کسی سرجری میں مصروف تھا۔۔۔ پھر اس کے بعد بشری نے زین کو ساری بات بتادی جسے سن کر تو وہ کافی دیر سکتے میں ہی کھڑا رہا۔۔ حواس جب کچھ قابو میں آئے تو اس نے میر پیلس کا رخ کیا کیونکہ اب میر کو بتانے کا وقت آگیا تھا۔۔۔ حیا کہاں ہے یہ کوئی نہیں جانتا تھا صرف زین اور شینا کی فیملی کہ کیونکہ حیا اس وقت شینا کی خالہ کے گھر قیام پذیر تھی جو دوسرے شہر رہتی تھی اور ان کا خود کا ایک اسکول تھا جہاں وہ زیادہ تر مستحق بچوں کو پڑھاتی تھی۔۔

//////

میر اسٹڈی میں بیٹھا اک فائل میں سر دیئے اس میں ں سر کھپانے میں مصروف تھا۔... ان دو سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا میر کا لہجہ جس میں چٹانوں سی سختی آگئی تھی ملازم تو ملازم گھر والے بھی اس سے بات کرنے کو کتراتے تھے اور گھر میں سوائے زوبی کے تھا ہی کون۔۔۔۔ زندگی صرف میر کی تو نا بدلی تھی سب ہی اسکی لپیٹ میں آئے تھے۔۔۔ زوبی جہاں ماں کو میر کی بے رنگ زندگی کا قصوروار ٹھہراتی تھی وہیں خود کو بھی اس سب سے بری الزمہ نا سمجھتی۔۔۔ ہر بار وہ یہ سوچ کر ہاتھ مل کر رہ

جاتی کہ کاش وہ ہی حیا کی بات سن لیتی تو شاید آج حالات یوں نا ہوتے۔۔۔نوشین اور سلمان کی پل بھر کی خوشی پر اوس پڑ چکی تھی ان سے بیٹی کے یہ جدائی کے لمحے نا کٹ رہے تھے جب سے سلمان نے فوٹو میں حیا کو دیکھا تھا تب سے اس کا دل ہمک رہا تھا اپنی پری کو آغوش میں لینے کا لیکن وہ بے بس تھے سوائے انتظار کہ وہ کچھ نا کر سکتے تھے۔۔۔۔ارمغان تو اس وقت سے گھر ہی واپس نا آیا بقول اس کے جب تک وہ اپنی آپی کو ڈھونڈ کر اس سے معافی مانگ کر اسے واپس نا لے آئے گا گھر میں قدم نا رکھے گا۔۔۔رہی بات ہارون اور رامین کی تو اب ہارون حیا کی واپسی کو اپنے رشتے کے پورا ہونے کہ ساتھ مشروط کر دیا تھا جس پر رامین خاموش رہی آخر وہ بھی تو اتنے سالوں سے ہارون کو اذیت دے رہی تھی ۔۔۔ہارون نے اسے اسکے بھائی کے حوالے سے کچھ بھی نا کہا تھا وہ اس پر ہارون کی بے حد ممنون تھی۔۔۔۔عدنان بھائی کو صحیح سلامت دیکھ کر خود سے نظریں نا ملا پایا اس کے اگلے ہی دن وہ اس دنیا کو خیر آباد کہہ گیا۔۔۔جب کہ نعمان تب سے گھر سے فرار تھا کیونکہ میر نے پنچائیت کے سامنے نعمان کے کالے چٹھے کھول کے رکھ دیے۔۔۔۔پنچائیت نے ساری عمر کیلئے اس کا گاوں میں رہنا ممنوع کر دیا تھا۔۔۔۔اب ہارون کا ارادہ تمام ثبوت عدالت میں دینے کا تھا۔۔۔میر ضیغم کو جب معلوم ہوا کہ میر نے شازمہ کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا ہے جس کا اعلان اس نے سارے گاوں والوں کے سامنے

کیا کچھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو میر نے شازمہ کے کالے کرتوت بتا کر ان کا منہ بند کر دیا ساتھ سب پر یہ سچائی بھی واضح کی کہ حیا نا صرف اسکی بیوی ہے بلکہ اسکے ہونے والے بچے کی ماں بھی ہے وہ نہیں چاہتا تھا کہ حیا جب واپس آئے تو اسکے ساتھ بچے کو دیکھ کر کوئی بھی اس پر انگلی اٹھائے۔۔۔۔اس لیے پہلے ہی لوگوں ہر واضح کر دیا۔۔۔تو وہ میر پر خوب گرم ہوئے۔۔۔

دروازہ ناک ہونے پر میر نے فائل سے سر اٹھایا اور اندر آنے کی اجازت دی۔۔۔

تبھی ایک ملازم میر کا موبائل ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

سردار آپ کا فون بج رہا تھا۔۔۔ملازم نے مودب سے کہا۔۔۔۔میر نے اس کے ہاتھ سے فون لیا اور اسے۔جانے کا اشارہ کرتا خود ڈیس کرکے موبائل کان سے لگایا۔۔۔

بہت اڑھ رہے ہو سردار بن کے۔۔۔تم کیا سمجھتے ہو تم سردار ہو تو تم کچھ بھی کر سکتے ہو تو صحیح ہے میں بھی پھر وہ ہی کرونگا جو مجھے ٹھیک لگے آج عدالت جانا ہے نا تمہیں اور تمہارے اس چہیتے دوست ہارون کو تو ٹھیک ہے جاو میں نہیں روکتا لیکن تمہاری بیوی اور بچہ بچ جائے گے اسکی گارنٹی بھی نہیں دیتا ۔۔اگر ان کی جان تمہیں پیاری ہے تو وہ ثبوت عدالت تک نہیں پہنچنے چاہیے ورنہ تمہاری فیملی اوپر پہنچ جائے گی۔۔۔

نعمان ایک ہی سانس میں بولتا گیا۔۔۔بیوی۔۔۔کون۔۔۔حیا۔۔حیا۔ تمہارے پاس ہے۔۔۔وہ پوچھتے ہوئے پاگل ہوئے جارہا تھا جبکہ دوسری طرف فون بند ہو چکا تھا۔۔۔۔میر نے دوبارہ وہی نمبر ڈائل کیا جس سے کال آئی تھی لیکن آگے سے بزی ملا پھر دوبار سہہ بار آخرکار نمبر بند کر دیا گیا...اس نے جلدی سے ہارون کو کال ملائی اور جلد سے جلد اسے ملنے کو بلایا جبکہ وہ مسلسل میر کو عدالت آنے کا کہہ رہا تھا جسے وہ ٹال رہا تھا ہارون کو سمجھ نا آئی آخر وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔۔۔

ہارون عدالت والے رستے سے گاڑی موڑے میر پیلس کی جانب چل پڑا۔۔۔۔

۔۔۔ ہارون میر کے روبرو بیٹھا تھا جبکہ وہ نعمان کے فون کال کا مکمل احوال اسے بتا رہا تھا

ہممممم تو یہ بات ہے۔۔پر میر وہ اس وقت ہے کہاں آئی مین کون سے شہر میں رہ رہی تھی جسے اسے کڈنیپ کر لیا۔۔۔اس سب معلومات میں تو بہت وقت صرف ہو جائے گا ہارون پریشانی سے بولا

۔۔۔۔ہاں یہ ہی سوچ سوچ کے تو میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے اوپر سے اس الو کے پٹھے نے فون بھی بند کر دیا۔۔۔۔

اور کوئی بھی۔۔فائدہ نہیں اس نمبر کو ٹریس کرنے کا یہ ایک پرائیویٹ نمبر ہے۔۔۔۔

میر کا سوچ سوچ کر دماغ پھٹا جا رہا تھا اتنے میں زین بھی وہیں آگیا میں جانتا ہوں حیا بھابھی کون سے شہر ہے۔۔۔اس کے بتانے پر ہارون اسکی جانب بڑھا۔۔۔تم کیسے جانتے ہو۔۔ہارون حیران ہوا جبکہ میر ساکت ہوا۔۔۔ہانی کے پوچھنے پر وہ بتانے لگا۔۔۔

ماضی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ڈونٹ وری شی از فائن۔۔۔۔زین کی کولیگ لیڈی ڈاکٹر نے زین کو ریلیکس کیا۔۔۔جو تب سے میر کا فون ملا ملا کر تھک گیا تھا۔۔۔بہت سے سوال تھے جو ان دونوں کے ذہنوں میں گھونج رہے تھے ۔۔۔

اب ان کا جواب حیا ہی دے سکتی تھی جو اس وقت نیند کی دوائی کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔۔وہ دونوں اس کے جاگنے کا انتظار کرنے لگے۔۔۔

حیا کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ہاسپٹل میں پایا۔۔۔اسے ہوش میں آتا دیکھ کے شینا نے زین کا کندھا ہلا کر اسے حیا کی جانب متوجہ کیا۔۔۔

۔۔ وہ دونوں اسکی طرف آئے

اب کیسا محسوس کر رہی ہیں بھابھی زین نے نرمی سے پوچھا۔۔۔

میں یہاں کیسے آئی۔۔۔وہ بینڈیج لگے ماتھے پر ہاتھ رکھتے بولی۔۔جیسے کچھ یاد کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔

ہم آپ کو لیکر آئے ہیں حیا آپ ہماری گاڑی سے ٹکرا گئی تھی۔۔۔

شینانے آگے بڑھ کر اسکی مشکل آسان کی۔۔۔

بھابھی آپ اس وقت اکیلے باہر کیا کر رہی تھی اور میر کہاں ہیں۔۔میں کب سے اسے کال کر رہا ہوں لیکن اس کا نمبر بھی بند جارہا ہے ایوری تھنگ از اوکے نا۔۔۔زین کو تشویش ہوئی۔۔۔

...زین کے سوال پر حیا کی آنکھیں ایک دم نم ہوئی۔

حیا کو اس ستمگر کی ستمگری یاد آئی۔۔۔جس نے اسے بے اعتباری کی مار ماری تھی۔۔۔

حیا خاموش رہی لیکن اس کے آنسو ایک ان کہی داستاں کہے جا رہے تھے۔۔۔اور اسی آنسو کے دوران وہ اپنی آپ بیتی سناتی چلی گئی۔۔۔جسے سن کر دونوں ہی دنگ رہ گئے۔۔۔بتاتے بتاتے حیا کی رونے کے سبب ہچکی بندھ گئی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیا ہوا بھابھی۔۔ آپ رو کیوں رہی ہیں پلیز خاموش ہو جائے

زین نے اسے روتے دیکھ گھبرا کر کہا۔۔۔۔۔

جبکہ شینا تو یہ سب سن کر سکتے میں ہی آگئی کیا میر بھی اپنی حیا پر شک کر سکتا ہے۔۔۔۔۔

اگر میر نے آپ کو گھر سے نکال دیا ہے تو کوئی بات نہیں میں ہوں نا آپ میرے ساتھ چلیے

۔۔۔۔۔میں نہیں ہم۔۔۔۔۔۔ شینا نے زین کی بات کاٹی۔۔۔زین نے شینا کی طرف دیکھا جو حیا کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامے اسے کنوینس کر رہی تھی ۔۔۔۔۔ہاں حیا آپ چلے نا ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔

آپ دونوں کا شکریہ لیکن اب می اپنی راہیں خود منتخب کرنا چاہتی ہوں کب تک میں دوسروں کا سہارا لونگی۔۔۔بھابھی پلیز۔۔۔زین نے فورس کیا۔۔۔

سوری پر میں کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔۔۔۔۔

کہیں بہنیں بھی بھائیوں پر بوجھ بنی ہے۔۔۔۔زین نے شکوہ کیا۔۔۔۔

اسکے بہن کہنے پر ایک زہریلی سی ہنسی حیا کے ہونٹوں پر بکھری۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ابھی ابھی تو میں اس رشتے کی وجہ سے ڈسی گئی ہوں پلیز مجھے اس رشتے کا حوالہ نا دیں۔۔۔۔۔حیا کی بات پر دونوں ہی تڑپ گئے۔۔۔۔

اچھا بھائی سمجھ کر نہیں تو دیور سمجھ کر چلی چلے۔۔۔۔زین دکھ سے بولا۔۔۔حیا اس پر اعتبار نا کرنا چاہتی تھی شاید۔۔۔۔پر اسے کیا معلوم دودھ کا جلا تو چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے حیا کا بھی وہی معاملہ تھا اسی رشتے کی وجہ سے تو وہ رسوا ہو اکر گھر سے نکال دی گئی تھی اب اتنی جلدی تو وہ کسی پر اعتبار کرنے سے رہی۔۔۔۔

نہیں۔زین جی مجھے معلوم ہے اس دنیا میں آپ کے پاس رشتے کے نام پر ایک میر ہی ہے میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے آپ کی دوستی خراب ہو آپ میں دوری آئے اس لیے پلیز مجھے فورس نا کرے۔۔۔

تو آخر آپ جائیں گی کہاں وہ بھی اس حالت میں جب کہ دوسری زندگی بھی آپ کے اندر سانس لے رہی ہے۔۔۔زین کے کہنے پر حیا نے شینا کو دیکھا۔۔۔

ہمیں معلوم ہے حیا ڈاکٹر نے ہمیں بتایا تھا جب آپ بے ہوش تھی۔۔۔۔

اس لیے تو میں جانا چاہتی ہوں یہاں سے بہت دور جہاں ہم تک میر کی پر چھائی بھی نا پہنچ سکے ورنہ وہ مجھ سے میرے بچے کو لے لے گا اور میں کچھ بھی نا کر سکوں گی۔۔۔۔حیانے اپنا ڈر انہیں بتایا۔۔اس لیے تو وہ اپنے ماں باپ کے پاس نہیں جارہی تھی۔۔۔۔اسے معلوم تھا میر آج نہیں تو کل وہ کارڈ پڑھ لے گا جس میں صاف صاف لکھ آئی تھی ایسے میں کہیں وہ اسکے بچے کو بھی اس سے نا دور کر لے۔۔۔

بھابھی میر ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔۔زین نے میر کی طرفداری کی. زین تم ایک دوست کا دفاع کر رہے ہو جب کہ میں اسے ایک سردار کی حیثیت سے لے رہی ہوں وہ سردار ہے اور اپنی سرداری کیلئے وہ کبھی بھی اپنی اولاد سے دستبردار نا ہو گا۔۔۔۔

حیا اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نا ہٹی۔۔۔

. . پر بھابھی زین کچھ بولتا کہ شینا بول پڑی

آپ اس شہر میں نہیں رہنا چاہتی کہیں دوسری جگہ گم نام ہونا چاہتی ہیں رائٹ حیا۔۔۔۔

شینا کے بولنے پر حیانے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔

میری ایک خالہ ہیں جن کے شوہر نے بے اولادی کے سبب انہیں طلاق دے دی ہے جس کے بعد انہوں نے اپنے اسکول کی بنیاد رکھی اور خود ہی وہاں پر نسپل کے عہدے کا فریضہ نبھارہی ہے۔۔۔میر سر کے آفس میں کام کرنے سے پہلے میں بھی وہیں ٹیچنگ کرتی تھی اگر تم کہو تو میں ان سے بات کروں۔۔۔وہ تو خوش ہو جائے گی۔۔۔۔

شینا کی بات پر حیا نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا۔۔۔

یوں حیا شینا کی خالہ بشریٰ کے یاں رہنے لگی جس سے بشریٰ بہت خوش تھی۔۔۔حیا کو بشریٰ کی صورت حقیقی معنوں میں ماں ملی تھی۔۔۔حیا کے ان کو لے کر جو خدشے تھے وہ اپنی موت آپ مر گئے تھے۔۔۔۔وہ اس کا بہت خیال رکھتی پر حیا ان کے ساتھ تھوڑا تکلف سے ہی پیش آتی یہ بشریٰ کو لگتا اسکی وجہ یہ تھی کہ حیا نے یہاں رہنے کی شرط رکھی تھی کہ وہ یاں بغیر رینٹ کے نا رہے گی حتیٰ کے اپنے کھانے پینے کہ پیسے بھی بشریٰ کو دے گی بصورت دیگر وہ یہاں نا رہے گی۔۔۔جس پر بشریٰ بہت مشکل سے مانی۔۔۔اپنے کہے کو پورا کرنے کیلئے حیا کو اسکول کے ساتھ ساتھ اکیڈمی بھی جوائن کرنی پڑی جس سے بہت اچھا تو نہیں پر اتنا تو وہ کما لیتی کہ آسانی سے مہینہ گزر جاتا۔۔۔پریشانی اسے تب ہوئی جب ڈاکٹر نے آپریٹ کا کہا جسکا خرچا اچھا خاصہ تھا سوچ سوچ کر ہی حیا نے بی پی۔بڑھالیا تھا بشریٰ

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کو جب اس کی پریشانی کی وجہ کا علم ہوا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔پھر بہت مشکل سے حیا کو قائل کیا کہ وہ ہے نا اسکے ہوتے ہوئے وہ کیوں ٹینشن لے لے کر اپنی طبیعیت خراب کر رہی ہے۔۔۔مشکل سے ہی سہی پر حیا بشریٰ سے مدد لینے کو تیار ہوگئی اس وعدے کے ساتھ کہ بہت جلد وہ لوٹا دے گی۔۔۔جبکہ بشریٰ کو اس بات کی خوشی ہوئی کہ چلو وہ مانی تو۔۔۔۔بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔۔۔پھر وہ دن بھی جلد آگیا جب اللہ نے جنت حیا کے پیروں تلے دی۔۔۔انوکھا سا احساس تھا وہ۔۔۔ہوش میں آنے کے بعد جب پہلی مرتبہ بشریٰ نے اسکی گود میں مرتسم کو دیا۔۔۔

میر ہممممم۔۔۔وہ جو بیک کراؤن سے ٹیک لگائے گود میں رکھے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا حیا کے بلانے پر بزی سا۔۔۔ہمممم۔کیا۔۔۔۔

اُسے تو بند کریں نا۔۔۔۔حیا اسے خود کی جانب متوجہ نا ہوتے دیکھ چڑی۔۔۔۔

یار بس دو منٹ۔۔۔۔۔۔میر نے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔۔

میر میں دیکھ رہی ہوں آپ مسلسل میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔۔۔۔حیا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لا کر بولی۔۔۔میر نے فوراً لیپ ٹاپ کو خود سے دور کیا اور حیا کو اپنی پناہوں میں لیکر تکیے پر سر رکھا جب کہ حیا کا سر اپنے کندھے پر رکھے اس کے بال سہلا رہا تھا۔۔۔۔

سوری جان میں جانتا ہوں میں ان دنوں بہت مصروف رہنے لگا ہوں جسکی وجہ سے تمہیں بلکل ٹائم نہیں دے پا رہا اور وعدے کے باوجود نا ہی زین کی شادی کی شاپنگ میں تمہارا ہاتھ بٹا پا رہا ہوں بس مزید ایک ہفتہ درکار ہے وعدہ کرتا ہوں پھر میرا سارا وقت تمہارا۔۔۔۔

. . وہ اسکے بالوں پر لب رکھتے بولا

اچھا اب یہ بتاو کیا کہنا تھا تمہیں۔۔۔ میر اسکے چہرے کی طرف دیکھتے بولا۔۔۔۔

کچھ پوچھنا تھا آپ سے وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اسکی پشت پر تھوڑی ٹکائے بولی۔۔۔

پوچھو۔۔۔ میر نے اجازت دی جب کہ ہنوز ہاتھ اسکے بالوں کو سہلا رہا تھا۔۔۔۔

میر جب خدا ہمیں صاحب اولاد کریں گا تو آپ کی خواہش کیا ہو گی۔۔۔ بیٹا یا بیٹی۔۔۔۔۔

حیا نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

بیٹا۔۔۔ برجستہ جواب پر حیا کا منہ بگھڑا۔۔۔۔

اچھا پر میں نے تو سنا ہے باپ کو زیادہ خواہش بیٹی کی ہوتی ہے وہ منہ کے زویے بگاڑ کر بولی۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

تمہیں کیسے معلوم۔۔۔میر اسکے چہرے کے بگھڑے زاویے دیکھ کر لبوں میں ہنسی دباتا بولا۔۔۔۔

میں نے ایک ناول پڑھا جس میں ایک کپل آپس میں لڑرہے ہوتے ہیں۔۔۔ہیرو کہتا ہے ہماری پہلے بیٹی ہوگی جو بلکل ہیروئن جیسی ہوگی جبکہ ہیروئن کا بھی یہ ہی دعوا ہوتا ہے کہ پہلے بیٹا ہوگا جو بلکل ہیرو جیسا ہوگا۔۔۔حیا نے تفصیل سے بتایا۔۔۔

اچھا۔۔۔۔میر نے اچھا کو کھینچا۔۔۔۔

ہاں نا۔۔۔

میں نے سوچا آپ سے پوچھ لوں کہ آپ کی کیا چاہت ہے۔۔۔جبکہ آپ کے جواب نے مجھے مایوس کیا اندر سے تو آپ ہیں تو ایک جاگیدار اور اوپر سے سر دار ظاہر ہے اپنی سرداری باقی رکھنے کیلیئے پہلے بیٹا ہی چاہے گے۔۔۔

حیا بغیر لگی لپٹی کے بولتی گئی.. جبکہ وہ خاموش سا اسکے نقوش میں کھونے لگا۔۔۔سن رہے ہیں آپ حیا نے اسکے کندھے پر چٹکی کاٹی۔۔۔

بات تو آپکی ٹھیک ہے میڈم لیکن میری بیٹے کی خواہش کسی اور وجہ سے ہے۔۔۔۔میر اس کے گال ہر شہادت کی انگلی سے لکیر کھنچتا بولا۔۔۔۔

کیا وجہ ہے اس نے بے صبرے پن سے پوچھا۔۔۔۔

جیسا کہ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں سر دار ہونے کی حیثیت سے میرے ان گنت دشمن جنم لے چکے ہیں۔۔۔ایسے میں اپنے سائے پہ بھروسا کرنا بھی مشکل ہے۔۔۔کب کون نجانے کہاں دھوکہ دے جائے۔۔۔اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ہماری پہلی اولاد لڑکے کی صورت میں ہو تاکہ جب کبھی میں تمہارے ساتھ نا ہوں تو میر الٹل چیمپئن تمہاری حفاظت کرے۔۔۔۔تاکہ میں مرنے کے بعد مطمئن رہوں کہ تم اکیلی نہیں ہو کوئی ہے تمہارے ساتھ جو تمہارا بہت اچھے سے خیال رکھے گا۔۔۔۔میر کی بات پر حیا سسکنے لگی۔۔۔میر اگر یہ بات ہے تو میں خدا سے دعا کروں گی کہ مجھے بانجھ ہی رکھے تاکہ تم مطمئن نا ہو اور کبھی مجھ سے دور جانے کی بات نا کرو۔۔۔وہ اسکے سینے پہ در پے مکے برساتی بولی۔۔۔۔

وہ منظر یاد کرتے حیا کی آنکھیں بھر آئی اور ایک آنسو نور کی آنکھ سے پھسلتا ہوا مرتسم کی پیشانی پر جا گرا۔۔۔حیا خیال سے جاگی اور دیوانوں سی مرتسم کو چومنے لگی . .

ص

اب تم ہی بنو گے میری پہچان آج سے تمہارا نام ہے مرتسم مرتسم علی۔۔۔۔اسے چومتے چومتے وہ ہچکیوں سی رونے لگی۔۔۔بشری بیگم نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا۔۔۔۔۔۔

مرتسم کے آنے سے زندگی بہت مصروف سی ہو گئی تھی یا یوں کہا جائے کہ میر کی یادوں سے پیچھا چھڑانے کیلئے اس نے خود کو مشین کی مانند بنالیا تھا تو بے جانا ہو گا۔۔۔

کل جو زندگی حیا کو میر کے بغیر بے زرسی معلوم ہوتی تھی مرتسم کے آنے میں اس میں بہار سی آگئی۔۔۔۔

سب ٹھیک ہی جارہا تھا مرتسم جوں جوں بڑا ہو رہا تھا ساتھ ہی ساتھ حیا کے جینے کی امنگ بھی بڑھتی ۔۔۔؟؟ جارہی تھی حیا نے مرتسم اور جاب کو اچھے سے مینج کر لیا تھا۔۔۔ لیکن

////////

انوکھا بندھن

لاسٹ ایپی آخری حصہ

از قلم نور عباس

۔۔۔ اسے جب ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک بند کمرے میں پایا۔۔۔ مرتسم

ہوش میں آنے کے بعد اسے پہلا خیال مرتسم کا ہی آیا۔۔۔ اس نے یہاں وہاں نظریں دوڑائی تو مرتسم اس سے کچھ فاصلے پر ہی اسکے ڈوپٹے پر سو رہا تھا۔۔۔ اس نے لپک کر مرتسم کو اٹھا کر چٹ پٹ پیار کیا ساتھ ہی ساتھ اس نے شکر کا کلمہ پڑھا کہ مرتسم سو رہا تھا۔۔۔۔ اس نے مرتسم کو گود میں لٹا کر زمین پر پڑے ڈوپٹے کو اچھی طرح سے اپنے ارد گرد لپیٹا۔۔۔۔۔ اسے اغوا کرنے والا کوئی نہیں نعمان ہی تھا کیونکہ اسکے خاص آدمی زبیر نے ہی اسے اغوا کیا تھا۔۔۔۔۔۔

ابھی اسے ہوش میں آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ۔۔۔ کمرے کا دروازہ کھلا۔۔۔ آنے والے کو دیکھتی حیا مرتسم کو اپنے بازوؤں میں بینچیں کھڑی ہوئی۔۔۔۔

زہے نصیب۔۔۔ بڑی دیر کر دی مہربان آتے آتے۔۔۔ نعمان اک شیطانی مسکراہٹ لبوں پر سجائے آہستہ آہستہ حیا کی طرف بڑھتا بولا۔۔۔۔

جب کہ حیا مارے ڈر کے پیچھے قدم اٹھاتی دیوار کے ساتھ جا لگی۔۔۔۔۔

نعمان نے اسکے ارد گرد اپنے بازوں رکھ کر اسکا رستہ بلاک کیا۔۔۔

کب تک بھاگو گی مجھ سے جب تمہیں معلوم ہے کہ جو ہو جائے آنا تو تمہیں میرے پاس ہی ہے۔

۔۔۔۔

۔۔ نعمان نے کمینگی سے آنکھ ونگ کرتے کہا۔۔ حیا نے نفرت سے اپنے چہرے کا رخ پھیرا۔

نعمان کو یہ بات پسند نا آئی اس نے حیا کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا اور خود کے قریب کیا۔۔ جبکہ اسکی گرفت پر جہاں حیا کی سسکاری نکلی وہیں مرتسم بھی حیا کی گود میں مچلا لیکن نعمان کو اس سب سے کوئی فرق نا پڑا۔۔۔

بہت کر لیا نخرہ تم نے حیا بی بی اور بہت برداشت کر لیا میں نے۔۔۔۔۔۔ پر اب اور نہیں۔

۔۔۔۔۔ جو چیز مجھے ایک بار پسند آجائے میں اس سے دستبردار نہیں ہوتا بد قسمتی سے وہی چیز کسی اور کے پاس چلی جائے تو میں اسے کسی کے قابل نہیں چھوڑتا۔۔۔۔ تم کیا سمجھی میرے سے شادی کے بعد تم مجھ سے بچ گئی ہو۔۔۔۔ سوچ ہے تمہاری۔۔۔ مانا کہ میر سردار سہی پر اتنا بیوقوف سردار میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔۔۔ جس سے پیار کا دعوا تھا اسے ہی رسوا کر کے نکال دیا اور وہ بھی کس کے کہنے پر اس بیوی کے کہنے پر جو خود کبھی اس سے وفادار نا تھی جو خود نجانے کتنی مرتبہ تنہائی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میں مجھ سے مل چکی ہے۔۔۔ کسی زمانے میں بیچاری مجھ پر عاشق تھی بڑی مشکل سے جان چھڑوائی تھی۔۔۔ میں ٹھہرا بھنورا صفت ایک ہی پھول پر اکتفا کیسے کر لیتا بھلا۔۔۔ لیکن کچھ تو خاص ہے تم میں جس نے مجھے چاروں شانے چت کر دیا۔۔۔ جب سے تمہیں دیکھا ہے کچھ اور دیکھنے کی چاہ نا رہی۔۔۔ میں نے تو سیدھا راستہ اپنایا تھا تمہیں پانے کیلئے لیکن تمہارے اس بڈھے باپ نے کیا کیا مجھے ہی جیل بھجوا دیا۔۔۔۔ چھ سال کے لیے تہیں مجھ سے دور کر دیا۔۔۔ جب واپس آیا تو تم کسی اور کہ نام ہو چکی تھی اور وہ بھی کون میر جو مجھے بچپن سے ہر چیز میں شکست دیتا آیا ہے یہ میں کبھی ۔۔ معاف نا کرونگا۔

اس نے مجھے زندگی کے ہر میدان میں ہرایا ہے میں اسے زندگی کے کھیل میں ہرادونگا۔۔۔ تمہیں اپنی جان کہتا ہے ناوہ۔۔۔ ٹھیک ہے پھر۔۔۔ میں نے بلوایا ہے اسے آج جب وہ آجائے تو تم اس سے طلاق مانگنا اگر نامانگی ناتو۔۔۔ کہتے ساتھ ہی حیا کے بالوں کو چھوڑتا اسے دھکا دے دیا۔۔۔ مرتسم کو اسکی گود سے چھین لیا۔۔۔۔ مرتسم نعمان کی گود میں جاتے ہی رونے لگا۔۔۔ جبکہ حیا اپنا درد بھول کر اسکی جانب بڑھی۔۔۔

لیکن نعمان نے مرتسم کو ہاتھوں سے بلند کر دیا اور حیا کی پہنچ سے دور کیا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔۔ اتنے میں نعمان کے بندے نے میر کے آنے کی اطلاع دی

آ گیا تمہارا مجنوں ماننا پڑے گا بڑی فاسٹ سروس ہے۔۔۔

کہتے ساتھ ہی نعمان نے مرتسم کو اپنے ساتھی کے حوالے کیا۔۔۔۔واپس حیا کی طرف مڑ کر وارننگ دیتے انداز میں کہا۔۔۔

۔۔۔۔ جب کہ حیا اپنے بچے کو اپنے لیے مچلتا روتے دیکھ بے بسی کے سبب رو دی

//////

نعمان جب باہر آیا تب تک نعمان کے ساتھی زبیر میر پر کافی ہاتھ صاف کر چکا تھا۔۔۔۔ جس کے سبب اس کا چہرہ کافی زخمی تھا۔۔۔۔

کہو۔۔۔ سردار تمہارے استقبال میں کوئی کمی تو نہیں ہوئی۔۔۔ نعمان کے کہنے پر میر نے بمشکل سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

چہ چہ چہ۔۔۔۔بہت مار دیا ہے تم نے زبیر سردار بیچارے کو اس میں تو اتنی ہمت ہی نہیں رہی کہ یہ کوئی بات ہی کر سکے۔ نعمان اسکے قریب آتا اسکے زخم سے نکلتے خون کو اپنی انگلی پر لیتے ازراہِ تاسف کہا۔۔۔

..نہیں۔۔۔ بھلا کھسروں سے اور امید ہی کیا کی جا سکتی ہے

میر کے طنز پر وہ طیش میں آتا میر کے بال مٹھی میں بھر کر میر کے چہرے کے قریب چہرہ کرتا غرایا۔۔۔۔

مجھے کھسرا بولا تم نے ابھی بتاتا ہوں میں کہ میں کون ہوں۔۔۔۔۔۔۔لے آوا سے۔۔۔۔

نعمان گردن موڑ کر اپنے پیچھے کھڑے اپنے آدمی سے بولا جس پر وہ گردن ہلاتا ایک طرف چل دیا۔۔۔۔

بہت مان ہے نا تمہیں اپنے سردار ہونے پر دوسروں کی زندگیوں کے فیصلے کرتے ہو آج تمہاری زندگی کا فیصلہ میں کروں گا۔۔ر

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

بربادی مبارک ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار صاحب۔۔۔۔۔اس کے بال جھٹکتا طنزیہ ہنستا پیچھے ہوا۔۔۔۔ جیسے ہی پیچھے ہوا۔۔۔۔ میر نے سامنے سے اپنی زندگی کو آتے دیکھا۔۔۔۔۔۔ جہاں حیا سہم سہم کے قدم اٹھاتی۔۔۔ اسکی جانب بڑھ رہی تھی جبکہ آنکھوں میں میر کیلیئے بیگانگی تھی۔۔۔ میر دوسال بعد اسے اپنے سامنے دیکھ کر اردگرد سے بیگانہ ہوا وہیں اسکی نظروں میں اپنے لیے بیگانگی دیکھ کر تڑپ اٹھا۔۔۔۔جی چاہ ابھی جاکر اپنی متاع حیات کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لے پل بھر میں دوسال کے فاصلے کو عبور کر لے لیکن ستونوں سے بندھے ہاتھوں کی وجہ سے بے بس تھا۔۔۔۔

حیا اس سے کچھ فاصلے پر آکر رکی۔۔۔۔۔۔۔

اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی جیسے جو کہنا چاہتی ہو اس کیلیئے اسے بہت ہمت درکار ہو۔۔۔۔۔۔

کافی دیر گزر گئی حیا لب سیے کھڑی رہی اور میر اسے تکتے ہوئے دوسالوں کی تشنگی کو مٹاتا رہا۔۔۔۔نعمان ان کو یوں دیکھ کر سلگ اٹھا۔۔۔۔اور اپنے ساتھی کو اشارہ کیا۔۔۔۔

معاً حیا کے کانوں میں اپنے بیٹے کے رونے کی آواز آئی حیا تڑپ کر پیچھے مڑی اور مرتسم کو لینے کیلیئے مچلی۔۔۔۔۔لیکن دو غنڈوں نے اسے دائیں بائیں سے جکڑ لیا۔۔۔۔۔میر نے بھی اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

لیکن اپنے بیٹے کا یوں رونا اس سے یوں برداشت نا ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

پلیز میرے بیٹے کو چھوڑ دو مجھے جو بھی سزا دینی ہے دے دو پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔حیا سسکی۔۔۔۔۔ تمہیں جو کہا ہے کرو۔۔۔۔۔ورنہ۔۔۔۔۔ نعمان نے دھمکی دیتے انداز میں کہا۔۔۔میں میں کہتی ہوں پلیز میرے بچے کو کچھ نا کرنا۔۔۔۔

میر مجھے۔۔ آپ سے طلاق چاہیے۔۔۔حیا نے بالآخر کہہ ہی دیا۔۔۔۔۔

جبکہ میر اسکی بات سن کر سکتے میں آگیا۔۔۔ مرتسم بار بار اپنی ماں کے پاس جانے کیلئے مچل رہا تھا۔۔۔حیا کے دل پر کیا بیت رہی تھی اس سے صرف خدا واقف تھا۔۔۔

مرتسم بے بی رومت مما آپ کے پاس ہی ہے پلیز رومت آپکی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔وہ مرتسم کو باتوں سے بہلانے لگی لیکن وہ اپنی ماں کے پاس جانے پر بضد تھا۔۔۔رو رو کر اسکا گلہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔پلیز میر آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں میرا بچہ مر جائے گا پلیز آپ مجھے طلاق دے دیں ویسے بھی آپ نے مجھے چھوڑ ہی دیا تھا ہم میں اس کاغذی رشتے کو لے کر کچھ بھی نہیں بچا۔۔۔میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے سوائے میرے مرتسم کے میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز مجھے طلاق دیں دے۔۔۔۔۔وہ میر کے آگے گڑگڑا رہی تھی۔۔۔جبکہ میر لب سیے

کھڑا تھا بھلا وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔ حیا اس سے جان مانگ لیتی وہ دینے سے دریغ نا کرتا لیکن وہ تو اسے زندگی بھر کی اذیت سے دوچار کرنا چاہتی تھی ایسا وہ کیسے ہونے دیتا بھلا میر کو ہارون کا انتظار تھا جو کبھی بھی پولیس کے ساتھ یہاں پہنچتا ہو گا وہ یہ بات حیا کو کیسے بتائے جو اس سے طلاق مانگنے پر بضد تھی۔۔۔

نعمان قدم بہ قدم حیا کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔ اس کے ساتھیوں نے حیا کو چھوڑا۔۔۔۔۔ نعمان نے حیا کو بالوں سے جکڑا۔۔۔ حیا نے بے ساختہ اپنے ہاتھ نعمان کے ہاتھ کے نیچے رکھے اور اپنے بالوں کو نعمان کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا لیکن مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔ نعمان چھوڑا اسے. میر چیخا۔۔ چچ چچ چچ۔۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ عاشق تو اپنے محبوب سے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں آسمان سے چاند تارے توڑ کے لانے کیلئے محبوب کیلئے کچھ بھی کر جانے کے۔۔ لیکن تمہارا عاشق تو عشق کے اس امتحان میں فیل ہو گیا۔۔۔

جسے تمہارے آنسو کی کوئی پرواہ نہیں۔۔۔ لیکن فکر مت کرو میں ہوں نا۔۔۔ ناکام ہی سہی لیکن ہوں تو تمہارے عاشقوں کی فہرست میں ہی شامل۔۔۔۔۔

میں تمہیں دوسرا موقع دیتا ہوں تمہیں میرے پاوں پکڑ کر اپنے بچے کو پانے کی بھیک مانگنی پڑے گی۔۔۔۔۔۔

نعمان۔۔۔ نعمان کے کہنے پر میر طیش سے پھر چیخا۔۔۔۔۔۔

کہو پکڑو گی نا۔۔۔ نعمان اسکے چہرے پر شہادت کی انگلی سے لکیر کھینچتا بولا۔۔۔ ورنہ بھول جاو اپنے بچے کو۔۔۔ چوائس از یورس بے بی۔۔۔ نعمان نے کہتے ساتھ ہی حیا کو نیچے پٹخا۔۔۔ اور خود جا کر وہاں رکھی کرسی پر پاوں کے اوپر پاوں رکھ کر کروفر سے بیٹھ گیا۔۔۔

مرتسم کے رونے کی آواز اب بند ہو چکی تھی وہ ایک دم نیلا پڑ چکا تھا۔۔۔

حیا جلدی سے آگے بڑھتی نعمان کے قدموں میں جا گری۔۔۔ پلیز مجھے میرا بچہ دے دو وہ مر جائے گا۔۔۔۔۔ پلیز خدارا مجھ پر رحم کرو۔۔۔۔۔۔ دونوں ہاتھ اسکے پاوں پر رکھے وہ کہتی بلک بلک کر رودی۔ ۔۔۔۔۔۔

۔ میر نے بھی مرتسم کی طرف دیکھں جواب نہیں رو رہا تھا ایسا لگ رہا تھا اس کا سانس رک سا گیا ہے۔

پلیز مجھے میرا بیٹا دے دو۔۔۔۔۔۔۔حیا بار بار مرتسم کی طرف دیکھتے رو رہی تھی جبکہ نعمان کی نظریں مسلسل میر پر تھی جسے حیا کا بلکنا بے چین کر رہا تھا وہ اسے پریشان ہوتا دیکھ لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔لیکن میرا ایک اور کام کرو میرے بوٹ پر مٹی لگ چکی ہے تم پلیز پہلے اسے صاف کر دو۔۔۔اپنے سر کے ڈوپٹے سے۔۔۔۔

نعمان نے اپنے گھٹنے پر رکھے پاوں میں موجود بوٹ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔اور خباثت سے میر ۔۔کو آنکھ ماری

حیا جس سے اپنے بچے کی حالت نا دیکھی جا رہی تھی اس نے فوراً اپنے ڈوپٹے کا کونہ پکڑا اس سے پہلے وہ نعمان کا بوٹ صاف کرتی۔۔۔میر چلا اٹھا.

میں سردار میر محتشم علی اپنے پورے حوش و حواس میں ماہین بنت چوہدری سلمان حیدر کو طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔

میر کے کہنے پر نعمان ایک دم اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور میر کے قریب پہنچا۔۔۔جب کہ حیا فوراً اپنے بچے کہ قریب پہنچی۔۔۔۔۔کیا کہا تم نے ابھی اسکو۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ماہین بنت سلمان۔۔۔۔۔

میر نے اطمینان سے جواب دیا۔۔۔۔

مطلب کہ۔۔۔۔۔نعمان سے پوری بات نا ہو سکی۔۔۔

مطلب یہ کہ حیا کوئی اور نہیں میری بہن ہے۔۔۔۔۔ہارون کی آواز پیچھے سے آئی۔۔۔نعمان نے رخ موڑا تو ہارون ہاتھ میں گن تانے اسکے سارے آدمیوں کو سرینڈر ہونے کا کہہ رہا تھا کیوں کے وہاں بھاری تعداد میں نفری وارد ہو چکی تھی اور نعمان کے سب ساتھیوں کو ملقے میں لے چکی تھی۔۔۔۔

ہاں یہ وہی حیا ہے جسے تمہارے باپ نے مروانے کی کوشش کی تھی لیکن مارنے والے سے بچانے والا خدا ہوتا ہے۔۔۔۔ہارون نے نشانہ لے کر میر کے بندھے دونوں ہاتھوں کو آزاد کیا۔۔۔

میر لپک کر حیا کی طرف بھاگا جو پہلے ہی سب سے بے نیاز اپنی گود میں مرتسم کو لیکر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا اسے میر نے پہنچتے ساتھ ہی بے تابی سے مرتسم کو حیا کی گود سے لیا اور تھپتھپانے لگا۔۔۔

چلو ڈاکٹر کے پاس۔۔۔۔۔۔میر حیا کو اپنے ساتھ کھڑا کرتے بولا۔۔۔۔

ٹھرو میر ہاسپٹل جاتے جاتے کافی دیر ہو جائے گی۔۔۔حیا روتے ہوئے بولی تو پھر۔۔

میر نے نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

آپ اسے پیروں سے پکڑے تاکہ اس کا سر نیچے ہو۔۔۔۔

میر نے اسکی ہدایات پر عمل کیا۔۔۔

حیا فورا مرتسم کے اوپر جھکی اور اپنا منہ مرتسم کے منہ پر رکھے اسے آکسیجن دینے لگی۔۔۔حیا نے مرتسم کے منہ میں اپنی شہادت کی انگلی ڈالی ہوئی تھی تاکہ اس کا منہ نا ملے۔۔۔لیکن مرتسم کے چنے منے دانتوں کی وجہ سے اسکی انگلی زخمی ہو چکی تھی۔۔وہ اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر اسے مسلسل آکسیجن دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جس سے حیا کا خود کا سانس کافی پھول چکا تھا لیکن وہ پھر بھی پیچھے نا ہٹ رہی تھی آخر تھوڑی دیر بعد مرتسم کا سانس درست ہوا اور وہ رونے لگا۔۔حیا نے لپک کر مرتسم کو میر کے بازوؤں سے لیا اور اسے چٹ پٹ پیار کیا۔۔۔مرتسم بھی ماں کے چہرے پر ہاتھ مار کے خوشی کا اظہار کرنے لگا۔۔۔میر نم آنکھوں سے ماں اور بیٹا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیانے خود پر میر کی نگاہیں محسوس کر کے نا محسوس طریقے سے اپنا رخ اسکی جانب سے پھیرا۔۔۔۔ گویا اپنی ناراضگی جتائی۔۔۔۔

اور ہارون کو آواز دی۔۔۔۔ جو نعمان کو اچھی طرح پیٹنے کے بعد ہتھکڑی لگا رہا تھا۔۔۔ حیا کی آواز پر اس نے پاس کھڑے کانسٹیبل کو ہتھکڑی لگانے کا کہا۔۔۔ اور خود حیا کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

کیا آپ مجھے میرے گھر ڈراپ کر دینگے میری مدر پریشان ہو رہی ہونگی۔۔۔ اس نے بشریٰ بیگم کا حوالہ دیتے ہوئے مرتسم کو اپنے کندھے سے لگائے اسے تھپتھپاتے ہوئے بولی۔۔ بلکل گڑیا کیوں نہیں صرف مدر ہی کیا سب گھر والے ہی آپ کے منتظر ہے۔۔۔۔ ہارون نے آگے بڑھ کر اسے خود میں بینچا پھر اس سے الگ ہو تا نم آنکھوں سے اسکی پیشانی چومنے لگا۔۔۔ جب کہ حیانے ہارون کی حرکت پر میر کی جانب دیکھا۔۔۔ کہی اک اور نیا الزام تو نہیں لگائے گا۔۔۔ لیکن حیا حیران ہوئی یہ دیکھ کر کہ میر کا چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا بلکہ اسکے بر عکس اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔ حیا اس کا یا پلٹ پر حیران تھی۔۔۔۔ یہ سوچ کر کہ ہارون بھی تو ارمغان کا ہی بھائی تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ادھر نعمان نے اس کانسٹیبل کو آنکھ سے کچھ اشارہ کیا کانسٹیبل نے سب سے نظریں بچا کر اسے جیب سے گن نکالنے کا موقع دیا۔۔۔ گن نکال کر نعمان نے کانسٹیبل کو دکھا دیا اور پستول حیا کے اوپر تان لی اگر تم میری نا ہوئی تو تمہیں میں کسی کا بھی نا ہونے دونگا کہتے ساتھ ہی کسی کو کچھ سمجھنے کا موقعہ دیے اس نے لگاتار دو فائر کھول دیئے حیا نے مارے ڈر کے اپنی آنکھیں بند کرلی۔۔۔۔ جو اس نے کسی کے کراہنے پر کھولی۔۔۔۔ اسکے سامنے دیوار کی مانند کوئی اور نہیں میر کھڑا تھا لیکن وہ صحیح سلامت تھا۔۔۔۔ حیا نے میر کے پیچھے دیکھا۔۔۔۔ میر نے بھی حیا کے تعاقب میں اپنی گردن کا رخ موڑا تو وہ کوئی اور نہیں ارمغان تھا جو ان دونوں کی آئی خود پر لے گیا۔۔۔

ارمغان۔۔۔۔۔۔حیا۔۔۔ تڑپ کر آگے بڑھی۔۔۔۔۔

____جواب زمین پر گر چکا تھا

ہارون نے جلدی سے ارمغان کو سنبھالا۔۔۔ لیکن وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔ نعمان اپنا وار خالی جاتا دیکھ کر ایک بار پھر حیا کا نشانہ لینے لگا لیکن اس بار میر نے ایسا نا ہونے دیا اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا میر نے آگے بڑھ کر اسکے پستول والے ہاتھ کو پکڑ کر اس کا رخ بائیں جانب کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑتے ہوئے اسے پیچھے کی جانب دھکیلتا گیا جس کے سبب اس کا سر پیچھے دیوار سے بہت

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

زور کا لگا اور اس کے ہاتھ سے پستول چھوٹ کر گر گیا اسے دیوار کے ساتھ پن کر کے میر نے پے در پے اس کے منہ پر مکوں کی برسات کر دی جس سے اس کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا نعمان نے اپنے بچاو کیلیئے میر پر حملہ کیا لیکن اس کا وار خالی گیا میر نے اسے فرش پر پٹخا اور لاتوں سے اسے پیٹنے لگا میر نے باری باری اسکے دونوں گھٹنوں پر اپنے بھاری بوٹ والا پاوں مارا جس سے نعمان چیخ اٹھا اسے لگا اسکے دونوں گھٹنے ٹوٹ گئے ہو۔۔۔۔میر پھر بھی اسکی ٹانگوں پہ وار کرتا گیا۔۔۔۔اسے بار بار حیا کا اسکے قدموں میں گرنا یاد آرہا تھا۔۔۔۔میر پہ اک جنون سا طاری ہو گیا تھا۔۔۔سب حیرت سے منہ کھولے میر کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔میر پاگل ہو گیا وہ مر جائے گا ہارون ارمغان کو اٹھاتا چیخا اور اپنے ساتھیوں کو میر کو پکڑنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔پر میر کسی کے قابو میں ہی نا آرہا تھا۔۔۔۔میر چھوڑ دو اسے تم قانون کو اپنے ہاتھ میں نا لو۔۔۔ہارون بولا میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔میر نے کہتے ساتھ ہی اسکے پیٹ پر وار کیا جس سے نعمان کے منہ سے بہت سا خون نکلا۔۔۔۔کیوں اس کے گندے خون سے خود کو آلودہ کر رہے ہو میر اس کے تو ویسے ہی بچنے کے چانسیس بہت کم ہے جتنے اس نے کانٹ کیے ہے اسے اب پھانسی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔پھر تم کیوں اسے مار کے جیل جانا چاہتے ہو۔۔۔۔۔۔ہارون کے سمجھانے پر بلآخر تھک ہار کر میر خود ہی پیچھے ہٹ گیا۔۔۔۔

کھڑے کھڑے میر امنہ کیا دیکھ رہے ہو لے جاو اسے۔۔۔ہارون اپنے ساتھیوں پر دھارا اور خود بھی ارمغان کو لیے باہر بھاگا۔۔۔حیا۔۔۔میر نے اس سے بات کرنی چاہی لیکن وہ ان سنا کرتی ہارون کے پیچھے ہولی۔۔۔

///////

وہ سب ہاسپٹل پہنچے تو سامنے ہی انہیں زین مل گیا۔۔ارمغان کو بنا وقت ضایع کیے i.c.u لے جایا گیا۔۔ہارون نے گھر والوں کو فون پر اطلاع کر دی تھی تھوڑی دیر تک سب ہی پہنچ گئے۔۔۔حیا کو سامنے دیکھ کر سب کو حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

نوشین نے بے صبری سے آگے بڑھ کر حیا کو خود میں بھینچ لیا اور کتنی دیر تک اسے خود سے لپٹائے رکھا۔۔۔جیسے اس کو محسوس کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔پھر تھوڑی دیر بعد ہی نوشین نے اسے خود سے الگ کیا۔۔۔

میں آپ کی حالت سمجھ سکتی ہوں پھوپھو آپ فکر نا کرے انشاءاللہ اسے کچھ نا ہو گا۔۔۔حیا سمجھی وہ ارمغان کی وجہ سے پریشان ہے۔۔۔۔

پھوپھو نہیں۔۔۔۔مجھے ماں کہو۔۔۔۔ماہین بچے۔۔۔۔نوشین نے اسکے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے گرم جوشی سے دباتے ہوئے کہا۔۔۔

میرا نام حیا ہے۔۔۔۔حیا سمجھ نا پائی ان کی بات اس لیے فقط اتنا ہی بولی۔۔۔

نہیں تم ماہین ہو میری ماہین۔۔۔تم میری بیٹی ہو۔۔۔جس بیٹی کو میں مرا ہوا سمجھتی تھی لیکن وہ زندہ تھی کتنی بدنصیب ہوں نا میں وہ میرے آنکھوں کے سامنے تھی۔۔۔اور میں اسے پہچان ہی نا پائی۔۔۔۔نوشین اس کے ہاتھوں پر اپنی پیشانی رکھتے سسک اٹھی۔۔۔حیا کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی یہ سب کیا ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نا آ رہی تھی۔۔۔۔اسے یہ تو معلوم تھا کہ وہ نصیر کی سگی اولاد نا تھی نصیر نے اسے بہت پہلے سے ہی سب بتایا ہوا تھا۔۔۔شاید وہ اسے آنے والے حالات کیلئے ذہنی طور پر تیار کرنا چاہتا تھا۔۔۔لیکن نوشین ہی اسکی حقیقی والدہ ہے یہ انکشاف اس کیلئے جان لیوا تھا۔۔۔

پر یہ بھی سچ تھا اس سے نوشین کا یوں سسکنا دیکھا نا جا رہا تھا۔۔۔

ماں۔۔۔۔بے ساختہ حیا کے لب ہلے۔۔۔۔۔نوشین نے اس کے ہاتھ سے اپنا چہرہ اٹھایا۔۔۔۔اور پیاسی نظروں سے حیا کو دیکھا جیسے یقین کرنا چاہتی ہو کہ حیا نے ہی اسے ماں کہا ہے۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیا کہا ایک مرتبہ پھر سے کہنا نوشین نے بے تابی سے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔۔۔

ماں۔۔۔۔حیا نے اپنے ہاتھ سے نوشین کے ہاتھ کو گال سے ہٹا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

میری بچی۔۔۔۔نوشین نے اسے اپنی آغوش میں بھر لیا۔۔۔جبکہ اب بلک بلک کے رونے کی حیا کی باری تھی۔۔۔کافی دیر یونہی گزر گئی۔۔۔بلآخر سلمان نے ہی آگے بڑھ کے نوشین کو سنبھالا اور اسے حیا سے الگ کیا۔۔۔۔۔حیا نے چونک کر سلمان کی طرف دیکھا۔۔۔نوشین نے حیا کی آنکھوں میں موجود تحریر پڑھی۔۔۔یہ تمہارے بابا ہیں۔۔۔۔نوشین نے اپنے کندھے پر رکھے سلمان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔۔۔

بابا۔۔۔حیا نے سرگوشی نما آواز میں کہا۔۔۔۔نوشین نے اسکی گود سے کسمساتے ہوئے مرتسم کو لیا۔۔۔۔حیا سلمان کی جانب بڑھی اور ان کے سینے سے لگ گئی سلمان نے بھی پدرانہ شفقت سے مغلوب ہو کر اسے خود میں بھینچ لیا۔۔۔۔۔میری بچی سلمان بار بار یہ ہی کہے جا رہے تھے۔۔۔اگر بابا سے مل لیا ہو تو ہم بھی کھڑے ہیں راہوں میں۔۔۔۔ہارون نے اسے چھیڑا۔۔۔۔۔سلمان سے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

مل کر وہ ہارون سے ملی۔۔ پھر رامین سے جبکہ رامین کے ساتھ کھڑی زوبی کو اس نے اگنور کیا۔۔۔ جسے وہاں کھڑے سب نے محسوس کیا۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر زین نے انہیں ارمغان کی کنڈیشن سے آگاہ کیا جو کافی بہتر تھی دونوں گولیاں نکال دی گئی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد تک اسے روم میں شفٹ کر دیا جانا تھا۔۔۔

///////

ازلان کو ہوش آچکا تھا ہوش میں آنے کہ بعد اس نے سب سے پہلے حیا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔۔۔۔ حیا جب ملنے گئ تو ارمغان نے اس سے ہاتھ جوڑ کر اپنے کیے کی معافی مانگی جسے حیا نے فورا معاف کر دیا تھا کیونکہ نوشین اسے بتا چکی تھی کہ کسطرح سے شازمہ اور نعمان نے اسے زوبی کے حوالے سے بلیک میل کیا تھا۔۔۔ اور جب سے ارمغان کو معلوم ہوا کہ حیا اسکی سگی بہن ہے تب سے وہ گھر سے یہ کہہ کر نکلا تھا کہ اب تبھی اس گھر میں قدم رکھوں گا جب آپی ساتھ ہوئی تو۔۔۔

ارمغان کو ابھی چھٹی نامل سکی جسکی وجہ سے وہ سب گاوں اپنے گھر چلے گئے سوائے ہارون کے۔۔۔۔ ہفتے بعد ازلان بھی ہارون کے ہمراہ گھر آگیا جس کے شولڈر پر ابھی بھی پلستر تھا۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

نوشین نے اس کے ہاتھ صدقے کے بکروں پر پھروائے۔۔۔ جیسے اس نے حیا اور مرتسم کے آنے پر کیا تھا پھر اسے گھر میں قدم رکھنے کا کہا۔۔۔ہارون کو پولیس اسٹیشن سے کال آگئی وہ تو ڈیوٹی پر چلا گیا۔۔۔۔شام تک میر ضیغم۔۔۔ میر محتشم ہمراہ زوبی کے ارمغان کی عیادت کو آئے۔۔۔ حیا تو ان کو دیکھ کر کمرے میں ہی بند ہو گئی بقول اسکے وہ میر کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی۔۔۔۔ جبکہ میر ضیغم تو اپنے پوتے کو اپنی گود میں لینے کیلئے مچل گئے۔۔۔۔ حیا نے نوشین کے اصرار پر ملازمہ کے ہاتھ مرتسم کو بھیجوایا۔۔۔۔ میر کی وجہ سے وہ خود نا آئی ورنہ وہ یوں مرتسم کو ہر کسی کے حوالے نہیں کرتی کیونکہ مرتسم انجان لوگوں کو دیکھ کر رونا شروع کر دیتا ہے جو اسکی صحت کیلئے اچھا نہیں ہے۔۔۔۔۔

شام میں جب ہارون واپس آیا تو اس کے ہمراہ نعمان کے مر جانے کی خبر تھی۔۔۔۔ جو جیل سے بھاگنے پر تو کامیاب ہو گیا پر پولیس کی گولی سے فرار نا ہو سکا نتیجہ پاس میں بہتے دریا میں جا گرا۔۔۔۔

اس خبر کے سنتے ہی رامین بلکل گم سم ہو گئی جو بھی تھا جیسا بھی تھا اس کا تو بھائی تھا پہلے اس کا باپ چل بسا اب بھائی۔۔۔۔ اس کا تو میکہ ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔۔ سلمان اور نوشین کو بھی نعمان کی اسطرح موت سے دکھ ہوا تھا۔۔۔۔ آخر کو اس کے بھائی کی نسل ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔ اس بات کو ہفتے سے اوپر کا عرصہ بیت چکا تھا ______

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

سب کی زندگی معمول پر آگئی تھی ارمغان بھی بہتری کی طرف آرہا تھا۔۔میر باقاعدگی سے ان کی حویلی کا چکر لگاتا خواہ جو بھی وقت ہو وہ مرتسم سے ضرور ملنے آتا اسی بہانے وہ حیا کو بھی دیکھ لیتا جو اس کے آتے ہی منظر سے غائب ہو جاتی۔۔۔

ارمغان کمرے میں لیٹے لیٹے بور ہو گیا تھا اس لیے باہر آکر کیرم کھیلنے کا کہا حیا نے مرتسم کو نوشین بیگم کی گود میں دیا اور خود جاکر رامین کو اس کے کمرے سے نکال لائی۔۔۔یوں رامین اور حیا۔ازلان اور سلمان ساتھی تھے۔۔۔نوشین بیگم بھی صوفے پر بیٹھی بڑی دلچسپی سے ان کی گیم دیکھ رہی تھی ساتھ ہی ساتھ مرتسم بھی خوش ہو رہا تھا جسکا اظہار وہ تالیاں پیٹ کے کر رہا تھا۔۔دونوں طرف کو ئین کو لے جانے کی لگن تھی۔۔۔اتنے میں ہی ہارون اور میر ساتھ ساتھ آتے دیکھائی دیئے ان کے پیچھے ہی میر ضیغم بھی تھے حیا حسب معمول میر کو آتے دیکھ گیم چھوڑ کر رفو چکر ہو گئی پھر تبھی روم سے نکلی جب ان کے جانے کا اطمینان ہو گیا۔۔۔۔رات کہ نو بج رہے تھے۔۔۔اسے بھوک نے ستایا اس سے زیادہ مرتسم کی فکر تھی۔۔۔۔وہ نیچے لاونج میں آئی تو نوشین بیگم کو ٹیبل سے کھانا اٹھاتے دیکھ رکی نوشین بیگم جو رامین سے کچھ کہہ رہی تھی ان کی نظر بھی حیا پر پڑی لیکن انہوں نے حیا کو اگنور کرتے اپنی بات جاری رکھی حیا کو وہ کچھ ناراض لگی انکی ناراضگی کا سوچتے حیا تڑپ کے ان کی جانب

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

بڑھی۔۔۔ماں آپ مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔۔۔حیانے ان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوِے کہا نہیں بنا اسکی طرف دیکھتی وہ جواب دیتی کچن میں چلی گئی۔۔۔۔

حیانے ملازمہ سے مرتسم کے بابت پوچھا۔۔اسکا جواب سن کر وہ نوشین کے پاس کچن میں آئی۔۔۔

ماں۔کس سے پوچھ کر وہ میرے بیٹے کو لے کر گئے ہیں۔۔۔۔۔

وہ نوشین سے سوال پوچھ رہی تھی۔۔۔

انہیں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں وہ کوئی غیر تو نہیں ہیں۔۔۔۔اسکے باپ دادا ہیں۔۔۔

باپ دادا۔۔۔۔

نوشین کے جواب پر۔۔۔۔حیا کہتی تلخی سے مسکرائی۔۔۔

جس پر نوشین نظریں چرا گئی۔۔۔۔۔

کہاں جارہی ہو۔۔۔۔

حیا کچن سے نکلنے لگی۔۔۔تو نوشین نے پیچھے سے پکارا۔۔۔۔

اپنے بچے کو اس کے نام نہاد باپ سے لینے۔۔۔۔۔۔

حیا یہ کہتی رکی نہیں۔۔۔۔

رک جاو ماہین۔۔۔کب تک آخر کب تک تم اس حقیقت کو آخر کیوں نہیں تسلیم کر لیتی کہ تم دونوں بلخصوص مرتسم کو میر کے ساتھ کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

نوشین کے کہنے پر حیا رکی اور ماں کی طرف رخ کیا جو اسکے پیچھے ہی کچن سے نکل آئی تھی۔۔۔۔

میں اور میرا بچہ ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے کافی ہیں۔۔۔رہی بات میر کے ساتھ کی تو مجھے اب مرتے دم تک اس کا ساتھ قبول نہیں ہے۔۔۔۔۔۔کیوں کہ کسی بھی رشتے کی پہلی کڑی اعتماد و یقین کی ہوتی ہے جو انہیں مجھ پر زرا برابر نہیں ہے۔۔۔۔۔۔حیا کے لہجے میں دکھ پنپ رہا تھا۔۔۔ غلطی تمہارے بھائی کی ہے اسی نے تم دونوں میں غلط فہمی پیدا کی اپنے بھائی کو تو تم نے معاف کر دیا۔۔۔لیکن میر بچارا جو روز اپنا کام دھندا چھوڑ کر تم سے ملنے آتا ہے اور تم بغیر اسکی کوئی بات سنے روم میں بند ہو جاتی ہو ایسا کب تک چلے گا۔۔۔اسے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا موقع تو دو۔۔۔

کیوں دوں۔۔کیوں دوں میں انہیں موقع وہ نوشین کے کہنے پر ایک دم بھڑکی۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کیا میر نے مجھے موقع دیا تھا بغیر میری سنے بغیر سچائی کو جانے مجھے اپنی زندگی سے نکال دیا تھا۔۔۔۔ میں تو ایسا نہیں کرتی وہ روز آتے ہیں مرتسم سے ملتے ہیں۔۔۔۔ میں نے کبھی منع نہیں کیا اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتی ان کیلیئے۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔۔۔۔۔ وہ قطعی انداز میں بولی۔۔۔

پر بچے یہ تو کسی مسئلے کا حل نہیں ہیں نا۔۔۔۔۔ میں تمہیں اپنے گھر میں خوش و آباد دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ بھائی سائیں دو مرتبہ پہلے بھی آ چکے ہیں وہ تمہیں اور مرتسم کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں لیکن تمہارے خود کو روم میں بند کرنے سے وہ مایوس ہو کر چلے جاتے ہیں آج پھر وہ مجھ سے اور سلمان سے ۔۔۔۔۔ تمہیں اور مرتسم کو مانگنے آئے تھے

ایسا کب تک چلے گا بچے۔۔۔۔۔۔ میں تمہارے باپ سے بات کرتی ہوں اب وہی سمجھائینگے تمہیں۔۔۔۔۔۔۔ نوشین بیگم اس کے رویے میں لچک نا پاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

امی میں تو یہاں اپنے ماں باپ کا گھر سمجھ کر رہ رہی تھی لیکن میں بھول گئی تھی عورت ذات کیلیئے کوئی گھر بنا ہی نہیں ہے۔۔۔ میکہ اس کے لیے والدین کا گھر اور سسرال شوہر کا گھر ہوتا ہے۔۔۔ تبھی تو مرد کو پوری آزادی مل جاتی ہے کہ وہ عورت کے ساتھ کوئی بھی سلوک کرے۔۔۔۔۔ چاہے تو اسے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

عرش پر بیٹھا دے اور چاہے تو پل میں اسے فرش پر پٹخ دے۔۔۔۔اس کی کوئی حیثیت کوئی ویلیو ہی نہیں ہے . ۔۔۔

آپنے کبھی مجھ سے پوچھنے کی کوشش کی کہ میر کے یوں مجھے گھر سے نکالنے کہ بعد میں در در کہاں پھری وہ بھی اس حالت میں جب میرے اندر اک اور روح بھی سانس لے رہی تھی۔۔۔

چھوڑیے نامیں بھی کس سے کہہ رہی ہوں یہ سب جو خود مجھ سے اک ماں ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ اک پھوپھو کی حیثیت سے مخاطب ہے جسے اس وقت صرف اور صرف اپنے بھتیجے کی فکر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

____ آپ فکر نا کریں بہت جلد میں مرتسم کو یہاں سے لیکر چلی جاوں گی آپ پر بوجھ نہیں بننا چاہتی بچپن سے عادت ہے در در بھٹکنے کی اب تو شاید قبر میں ہی سکوں پا سکوں۔۔۔۔

وہ بے دردی سے اپنے آنسو پونچھتی مڑی۔۔۔۔تو سامنے ہی میر مرتسم کو گود میں اٹھائے کھڑا تھا جو اسکی گود میں سو گیا تھا۔۔۔جب کہ اس کی بات پر نوشین سن سی کھڑی رہ گئی کیا بول گئی تھی وہ۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیا بے تابی سے آگے بڑھی اور میر کی گود سے مرتسم کو چھیننے کے سے انداز میں اٹھایا آپ ہمارا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے آخر گھر سے تو ویسے ہی نکال چکے ہیں تو اس کاغذ کے رشتے کو رکھنے کا فائدہ۔۔۔ مجھے آزادی چاہیے اس رشتے سے وہ درشتی سے کہتی بنا میر کی کوئی بات سنے مرتسم کو خود میں بھینچیں سیڑھیاں چڑھتی اپنے روم کی طرف بھاگی۔۔۔۔

جبکہ وہاں صرف میر ہی نہیں باقی سب بھی کھڑے سے جنہیں حیا نہ دیکھ سکی وہ سب ہی لان میں گئے ہوئے تھے حیا سمجھی وہ واپس چلے گئے ہیں۔۔۔۔

میر بنا کچھ کہے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چل دیا۔۔۔ اسکے پیچھے پیچھے میر ضیغم بھی خاموش کھڑی نوشین کے سر پر ہاتھ رکھے چل دیئے۔۔۔۔۔۔

جبکہ ماں کو روتا دیکھ ہارون نے آگے بڑھ کر ماں کو اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیا اور انہیں اپنے ساتھ لگا کر سب ٹھیک ہو جانے کی یقین دہانی کروائی۔۔۔

//////////////////

پھر کافی سارے دن گزر گئے کسی نے دوبارہ یہ موضوع نہیں چھیڑا اس سارے وقت میں حیا کا رویہ سب سے کچھ کھچا کھچا سا تھا وہ جو یہاں آتے ہی سب سے گھل مل سی گئی تھی اب اپنے خول میں سمٹ گئی تھی کسی نے کوئی بات کر لی تو ٹھیک ورنہ زیادہ خاموش ہی رہتی اس کے بعد سے میر حویلی سے بھی کوئی نہیں آیا تھا۔۔۔۔میر زوبی کے ساتھ ان دنوں شہر گیا ہوا تھا۔۔۔۔

ہارون اور رامین کا رشتہ بھی جوں کا توں تھا دونوں میں سے پہل کرنے کو کوئی تیار نہ تھا رامین کو تھا کہ ہمیشہ کی طرح ہارون اسکے پاس آئے گا جبکہ ہارون رامین کی طرف سے پیش قدمی کا منتظر کا تھا۔۔۔ارمغان ٹھیک ہو کر باپ کے ساتھ آفس جانے لگا اور بہت ہی جلد وہ سب سنبھال گیا۔

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ جبکہ زوبی بھی گریجویٹ کر چکی تھی۔

نوشین نے سلمان سے زوبی اور ازلان کی شادی کی بات کی جس پر اس نے بھی رضامندی کا اظہار کیا ۔۔۔۔ تھا۔۔۔اب دونوں کو میر کے گاؤں آنے کا انتظار تھا۔

اس وقت سب رات کے کھانے پر ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ان سب میں حیا بھی خاموشی سے سر جھکائے پلیٹ میں تھوڑے سے چاول لیے اسپون کی مدد سے کھا رہی تھی۔۔۔۔وہ کھا کم رہی تھی اور

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کسی سوچ میں ڈوبی تھی۔۔۔۔حیا بچے۔۔۔سلمان نے اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پکارا باپ کی پکار کر

۔۔۔ اس نے باپ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

بچے ارمغان آفس جانے لگا ہے جبکہ زوبی بھی گریجویٹ کے پیپر دے چکی ہے تو ہم چاہ رہے ہیں کہ

اب انکی شادی کر دی جائے آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔۔۔۔۔۔سلمان نے تمہید باندھتے

۔۔۔۔ ہوئے کہا۔

۔۔۔۔ بابا جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔

۔۔۔ حیا نے آہستگی سے کہتے ہوئے سر جھکا لیا۔

۔۔۔۔ پھر بھی بچے آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔

۔۔۔۔ نہیں بابا یہ ارمغان کی زندگی ہے اور ہر کسی کو اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کا حق ہے۔

حیا کہتے ساتھ ہی کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے روم کی طرف چل دی۔۔۔۔۔جہاں وہ

۔۔۔ مرتسم کے پاس ملازمہ کو چھوڑ کر آئی تھی کیوں کہ وہ سو رہا تھا۔

۔۔۔ حیا درپردہ انہیں باور کروا گئی تھی کی میر کی وجہ سے اس پر کسی قسم کا دباو نا ڈالا جائے۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پھر میر نے جلد ہی گاوں کا چکر لگایا سب سوائے حیا کے شادی کی ڈیٹ رکھنے کیلئے گئے لیکن میر ضیغم نے بھی حیا کی واپسی کی شرط رکھ دی جب کہ میر اس دوران کچھ نا بولا یوں وہ سب نامراد لوٹ آئے ۔۔۔۔۔ لیکن سلمان کے منع کرنے پر کسی نے بھی اس بات کا تذکرہ حیا سے نا کیا۔

میر کو گاوں آئے ابھی ایک ہی دن ہوا تھا کہ آفس کے کسی ضروری کام سے شہر جانا پڑا۔۔۔شہر سے پہلے پہلے ہی کسی کی گولی کا نشانہ بن گیا میر کے گارڈز نے بھی جوابی کاروائی کی لیکن دشمن اپنا کام کر کے ۔۔ بھاگ چکا تھا میر کو ہاسپٹل پہنچایا گیا۔

ہارون کو جوں ہی اس سب کی اطلاع ملی وہ دوڑا چلا آیا ساتھ ہی ساتھ اس نے گھر والوں کو بھی اطلاع دی۔۔۔سب گھر واکے بھاگے بھاگے گئے حیا اپنے روم میں تھی اسے پتہ نا چل سکا ارمغان اور رامین ۔۔۔۔۔ گھر ہی تھے۔

شام کو جب حیا مرتسم کو لیکر اپنے روم سے نکلی تو لاونج میں ارمغان کو بیٹھے دیکھ کر اس کی طرف ہی چلی ۔۔۔۔ آئی۔

۔۔۔۔ جو لاونج میں بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

ازلان کیا بات ہے۔۔۔حیا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکا۔آپی آپ بیٹھئے نا۔۔۔ارمغان ۔۔۔۔۔۔ نے حیا کیلئے صوفے پر بیٹھنے کی جگہ بنائی حیا بیٹھ گئی۔

اٹھ گیا یہ۔۔۔ارمغان نے حیا کی گود سے مرتسم کو لیا۔۔۔۔جس نے جاتے ساتھ ہی ارمغان کے بالوں کو دونوں مٹھی سے پکڑ لیا۔۔۔نہیں مرتسم بیٹے بری بات ایسا نہیں کرتے۔۔۔۔۔حیا نے فورا مرتسم کے ہاتھوں سے ارمغان کے بال آزاد کرانے چاہے۔۔۔لیکن مرتسم نے مزید پکڑ مضبوط کرلی۔۔کوئی بات نہیں ہے آپی شاید یہ مجھے میرے کیے کی سزا دینا چاہتا ہے شاید اسے معلوم ہے کہ اسے اس کے باپ سے جدا کرنے والا میں ہی ہوں ارمغان زخمی مسکراہٹ لبوں پر سجائے بولا۔ ۔۔۔جب کہ حیا کے ہاتھ ارمغان کی بات پر ساکت ہو گئے۔

ایسا کیوں کہہ رہے ہو ارمغان ایسا کچھ نہیں ہے جو کچھ بھی تھا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ ۔۔حیا اسکی گود سے مرتسم لو لیتی بولی۔۔۔۔یہ آپ کا بڑا پن ہے آپی جو آپ کو میرا یہ قصور نظر نہیں آتا۔۔۔لیکن سچ یہ ہی ہے جتنا میرا قصور ہے میر بھائی کا اتنا قصور نہیں ہے اس سب میں۔ ۔۔انہوں نے وہ ہی سمجھا جو انہیں دیکھلایا گیا ہے جہاں آپ نے بڑا دل کر کے مجھے معاف کر دیا ہے وہیں آپ میر بھائی کیلئے بھی دل وسیع کر دیں۔۔۔انکی پہلی اور آخری غلطی سمجھ کے معاف کر دیں۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔اس بارے میں پھر کبھی بات کریں گے میں ابھی آئی۔۔۔حیانے کہنی کترا کر اٹھ کر جانا چاہا کہ ارمغان نے اسکا کا ہاتھ پکڑ لیا پھر کب آپی جب وہ آپ کا انتظار کرتے کرتے اپنی سانسیں ہار جائیں گے کیا تب۔۔۔۔۔۔ارمغان کی بات پر حیا جھٹکے سے مڑی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ارمغاان کو دیکھنے لگی۔۔۔

مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔حیانے پوچھا۔۔۔

مطلب یہ کہ میر بھائی پر آج کسی نے شہر جاتے ہوئے فائرنگ کر دی دونوں گولیاں ان کے سینے پر لگی ہیں جس سے کافی سارا خون بہہ گیا ہے آپریشن کر کے بلیٹ تو نکال دی گئی ہیں میر بھیا اپنی ول پاور سے ہوش میں آسکتا ہے۔۔۔لیکن۔۔۔اتنا کہہ کے ازلان خاموش ہوا۔۔۔لیکن کیا۔۔۔حیانے بے تابی سے اس کا کندھا ہلایا۔۔۔لیکن ڈاکٹر کا کہنا ہے آپی کہ میر بھائی خود ہی زندگی کی طرف نہیں آنا چاہتے جیسے وہ جینا ہی نا چاہتے ہو۔۔۔۔

ڈاکٹر نے اڑتالیس گھنٹوں کا ٹائم دے دیا ہے ابھی ابھی ہارون بھیا کا فون آیا ہے۔۔۔۔۔کہ میر بھائی کے بچنے کے چانسیس بہت کم ہیں۔۔۔۔۔۔آپی آپ صرف آپ ہی ہیں جو انہیں بچا سکتی ہیں پلیز آپی۔۔۔۔۔ارمغان نے کہتے ساتھ ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑا میر بھائی کو بچالے آپی اگر بھائی کو

کچھ ہو گیا تو زندگی بھر مجھے اس بات کا گلٹ رہے گا پہلے ہی آپ دونوں کی جدائی کا بوجھ اپنے کندھوں پہ لیے پھر رہا ہوں اب اور نہیں میں مرتسم کو یتیم کرنے کی وجہ نہیں بن سکتا.. ارمغان روتے روتے اسکے قدموں میں گھٹنوں کے بل گر گیا۔۔۔حیا جس کی اپنی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ازلان کے منہ سے مرتسم کیلئے یتیم لفظ سن کر تڑپ اٹھی۔۔۔۔۔جیسے اس کے کلیجے پر ہاتھ پڑا ہو۔۔۔مجھے لے چلو میرے میر کے پاس وہ مرتسم کو کندھے سے لگائے گھٹنوں کے بل بیٹھتی ارمغان کے کندھے پر ہاتھ رکھے بولی۔۔۔ارمغان خوشی سے اپنے آنسو صاف کرتا اثبات میں سر ہلاتا افسردہ سا مسکرا دیا۔۔۔

//////////////

رامین کو بتا کے یہ دونوں گھر سے نکلے جب کہ مرتسم کو رامین نے اپنے پاس روک لیا تھا۔۔۔جب یہ دونوں ہاسپٹل پہنچیں حیا کو وہاں دیکھ کر سب کہ مرجھائے چہرے کھل سے گئے تھے۔۔۔۔

میر کیسے ہیں امی۔۔۔۔۔۔۔حیا نے آگے بڑھ کر نوشین سے بے تابی سے پوچھا۔۔۔۔۔

تم آگئی ہو نا بیٹا اب دیکھنا اسے ٹھیک ہونا ہی پڑے گا۔۔۔۔۔۔میر ضیغم نے آگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

حیانم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔۔۔۔

اتنے میں زین باہر آیا حیا اسکی طرف بڑھی مجھے میر کے پاس لے چلو زین۔۔۔۔۔زین اسے دیکھ کر سر ہلاتا اسے لے کر میر کے روم کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔جہاں وہ مشینوں میں جکڑا بے بس پڑا تھا۔۔۔۔اس کا پورا سینہ پٹیوں سے جکڑا تھا۔۔۔۔۔سائیڈ پر لگی مشین میں کچھ ٹیڑھی اوپر نیچے ہوتی لائنیں میر کی زندگی کی ضمانت تھی۔۔۔

حیا اپنے بے ساختہ امڈتے آنسو کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی آگے بڑھی اور میر کے بیڈ کے قریب چیئر رکھتی۔۔۔اسکے برنولہ لگے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتا۔۔۔میر کے ہاتھ نے جنبش کی۔۔۔۔۔

پلیز میر واپس آجائے مجھے ہمارے بیٹے کو آپ کی ضرورت ہے پلیز۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کے ہاتھ پر اپنی پیشانی ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

حیا کے آنسو میر کے ہاتھ کی پشت کو نم کرنے لگے میر کے ہاتھ نے ایک بار پھر جنبش کی۔۔۔۔اور آہستہ سے آنکھیں کھولی۔۔۔۔۔اپنے ہاتھ پر سر رکھے روتی حیا کو آہستہ سے پکارا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

حیا۔۔۔۔۔۔۔حیا جو رونے میں مصروف تھی اپنے کانوں میں میر کی آواز کو سنتی بے ساختہ سر اٹھایا۔۔۔اسے آنکھیں کھولتے دیکھ وہ خوش ہوئی میر۔۔ آپ۔۔ آپ کو ہوش آگیا۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکے چہرے کو خوشی سے چھوتی بولی۔۔۔۔میر اسے اپنے قریب دیکھ کر خوش ہوا اور منہ پر لگے آکسیجن کو ماسک کو اتارنے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا جسے حیا نے تھام لیا اور سر کو نفی میں ہلایا۔۔۔۔

میر نے اشارے سے حیا کو اپنے قریب بلایا حیا نے اپنا چہرہ میر کے قریب کیا میر نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے حیا کے آنسو صاف کیے اور سر کو نفی میں ہلایا۔۔۔۔

پھر حیا کا ہاتھ پکڑ کر دھیرے سے اپنے سینے پر رکھا اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر آسودگی سے آنکھیں موند گیا اب کہاں کا درد جب ساتھ میں متاع جان تھی جبکہ حیا اس کی حرکت پر مسکرا دی۔۔۔۔۔

/////////////

تھوڑی دیر بعد تک میر کو روم میں شفٹ کر دیا تھا۔۔۔سب ہی بہت خوش تھے رامین بھی مرتسم کو لے آئی تھی جو اس وقت حیا اور میر کے پاس تھا سب میر سے مل کر باہر جا چکے تھے جبکہ میر کے پاس حیا زوبی اور مرتسم تھے مرتسم میر کے چہرے پر ہاتھ مار کے اپنی خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔۔۔میر بھی اپنی تکلیف بھلائے مرتسم کے ساتھ اسکی زبان میں باتیں کر رہا تھا جس سے وہ کھکھلا کر ہنسے جا رہا تھا حیا

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ان دونوں کو یوں دیکھ کر بہت خوش تھی ناگاہ حیا کی نظر کونے میں بیٹھی زوبی کی طرف پڑی جو انہیں بڑی حسرت سے دیکھ رہی تھی وہ کب سے یونہی بیٹھی تھی رشتے کے نام پر اسکے پاس صرف میر ہی بچا تھا اور جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ میر کو گولی لگی ہے تب سے ہی وہ شاک میں تھی نا کسی سے کوئی بات کی تھی دل ہی دل میں خدا سے اپنے باپ کی زندگی کی بھیک مانگتی رہی۔۔ حیا کو اسکی آنکھوں کی حسرت تڑپا گئی۔۔۔۔اس نے میر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اس کا دھیان زوبی کی جانب دلایا میر نے زوبی کو یوں دیکھ کے اپنا بازو پھیلایا جس میں زوبی بھاگ کر آسمائی۔۔۔۔میر کے ساتھ لگتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔میر نے کافی دیر تک اسے خود سے لگائے رکھا پھر حیا نے ہی اسے میر سے الگ کیا میر سے جدا ہو کر وہ حیا کے گلے لگ کر رونے لگی ساتھ ہی ساتھ اس سے معافی بھی مانگے جا رہی تھی۔۔۔حیا نے اسے خود سے الگ کیا اسکے آنسو صاف کرکے اسکی پیشانی چومی پھر میر سے مرتسم کو لیکر زوبی کی گود میں لیا زوبی نے اسے احتیاط سے پکڑا۔۔۔۔اور اسے لیکر سامنے بینچ پر بیٹھ کر اس سے دنیا جہان کی باتیں کرنے لگی۔۔۔۔۔ جس کا جواب مرتسم اپنی زبان میں دے رہا تھا۔۔۔میر نے حیا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے اوپر گرانے کی کوشش کی لیکن اسکی کوشش بے کار گئی حیا نے بروقت ہی خود کو

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

سنبھال لیا اور میر کو آنکھیں دیکھائی جس پر میر نے معصوم سی شکل بنائی۔۔۔۔ جس پر حیا کھکھلا دی۔۔۔۔۔۔۔

///////////////

میر ٹھیک ہو کر گھر آ گیا تھا جتنے دن میر ہاسپٹل رہا حیا بھی ساتھ رہی اس سب میں زوبی نے مرتسم کا کافی دھیان رکھا مرتسم بھی زوبی سے کافی مانوس ہو چکا تھا۔۔۔

آج سب میر حویلی میں جمع تھے ازلان اور زوبی کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنے ایسے میں حیا بھی اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنے بڑے بھائی کو بھی خود سہرا باندھنا چاہتی ہے۔۔۔۔اس لیے ہارون کی بھی دوبارہ شادی کی جائے۔۔یوں سب نے حیا کی خواہش کا پاس رکھتے ہوئے منظوری دے دی تھی۔۔۔حیا رامین اور ہارون کے بیچ رشتے کی دوری کو جان چکی تھی جسکی بابت اس نے رامین سے پوچھا رامین بھی خود سے لڑتے لڑتے تھک چکی تھی اس لیے سب حیا کو بتاتی چلی گئی ساتھ یہ بھی بتایا کہ اب وہ خود چاہتی ہے کہ ان کے رشتے کو کوئی نام ملے لیکن ہارون سے کہنے میں اسے شرم آتی ہے تبھی حیا نے یہ راستہ نکالا۔۔۔۔۔

شادی کی ڈیٹ دو ہفتے بعد کی تھی حیا نے بھائیوں کے ساتھ ساتھ بھابیوں کی بھی شاپنگ کرنی تھی اس سب میں وہ گھن چکر بن کے رہ گئی تھی۔۔۔۔۔اس نے اس سب میں شینا کی ہیلپ لی۔۔۔۔شینا کی گو کہ خود کی کنڈیشن نارمل نہیں تھی کیونکہ جلد ہی وہ دو سے تین ہونے والے تھے پھر بھی وہ آگئی۔۔۔اور ہر کام میں حیا کا بھرپور ساتھ دیا۔۔۔چھٹیاں ہونے کی وجہ سے بشری ماں بھی آگئی وہیں نصیر احمد اور ان کی بیوی بہن سب میر حویلی میں آگئے سوائے چھوٹو کے کیونکہ ان دنوں وہ پیپرز کی تیاریوں میں مصروف تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اللہ اللہ کر کے تیاری کمپلیٹ ہو گئی

مایوں اور مہندی کی تقریب بخیریت انجام پا گئی تھی۔۔۔۔

/////////

انوکھا بندھن

آخری حصہ پارٹ ٹو

از قلم نور عباس

از کیا مصیبت ہے۔۔۔میر روم میں داخل ہوا تو حیا کی جھنجلائی سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔جو سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی ہار کا ہک بند کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔

میر دبے پاوں سے آگے بڑھتا نرمی سے اسکے ہاتھوں کو ہٹاتا خود ہار کا ہک بند کرنے لگا۔۔۔۔ہک بند کرنے کے بعد میر نے ادنی سی گستاخی کی جس پر حیا کسمسا کر اس سے دور ہوئی اور بالوں کو باندھنے لگی رہنے دو ایسے اچھی لگ رہی ہو۔۔۔میر نے اس کے ہاتھ سے کومب لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔میر وہاں پر ابو ماموں بھائی سب ہونگے ان کے سامنے ایسے کیسے کھلے چھوڑ دوں مجھے شرم آئے گی۔۔۔حیا نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔۔۔چلو جیسے تمہیں اچھا لگے میر کو اسکی بات اتنی پسند آئی کہ بے ساختہ اسے ہگ کرنے کو آگے بڑھا او ہو میر جی ایک تو میں آپ کے بار بار کے اس رومینس موڈ سے کافی تنگ ہوں ناموقعہ دیکھتے ہیں نا محل رومیوں صاحب ذرا گھڑی پر بھی نظر ڈالیں لیٹ ہو رہا ہے جلدی سے جائیں تیار ہو۔۔۔بارات کا استقبال ہم نے ہی کرنا ہے یہ نا ہو بارات ہمارا استقبال کر رہی ہو۔۔۔۔حیا نے اسے اچھی طرح لتاڑا۔۔۔۔اور جلدی جلدی بال باندھنے لگی۔۔۔جب کہ میر بیچارا سا منہ لے کر رہ گیا اور بیڈ پر کھیلتے مرتسم کے پاس ڈھرام سا گرا دیکھا مرتسم آپ کی مما میرے ساتھ کتنی ناانصافی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کر جاتی ہے ایک تو ہاتھ نہیں آتی اور جب میں موقعہ پر چانس مارنا چاہوں تو مجھے ڈانٹ دیتی ہے۔۔ میری تو چھوڑو یار اسے تمہاری بھی پرواہ نہیں ہے تم بھی تو اکیلے کھیل کھیل کے بور ہو گئے ہونگے نا میں تو چاہتا ہوں کہ تمہارے لیے بہن آجائے لیکن دیکھو تو اپنی ماں کو کیسے مجھے ڈچ دے جاتی ہے ہر بار وہ میر کو گود میں لیتا حیا پر نظریں جمائے بولا۔۔۔اسکی بات پر حیا کانوں تک سرخ ہوئی۔۔۔۔میر بہت بے شرم ہے آپ بچے سے کوئی ایسی باتیں کرتے ہیں۔۔۔۔وہ مرتسم کو اسکی گود سے لیتی اسے شرم دلاتی بولی۔۔۔۔جب بیوی کے پاس سننے کو ٹائم نا ہو تو بیٹے سے ہی تو شکایت لگاوں گا ناوہ مزید بیڈ پر پھیلیتا بولا۔۔۔۔میر۔۔۔۔کیا کر رہے ہیں آپ اٹھیے اور جا کر تیار ہوئیے دیر ہو رہی ہے وہ مرتسم کو بیڈ پر بیٹھاتی اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتی بولی۔۔۔ایک شرط پر۔۔۔۔ایک جام ان۔۔۔میر اس سے پہلے کہ میر پھیلتا وہ چلائی اچھا یار جا رہا ہوں کانوں کے پردے کیوں پھاڑ رہی ہو وہ بدمزہ سا ہو تا واش روم کی طرف بڑھا جبکہ حیا جو خود تیار ہو چکی تھی اب مرتسم کو چینج کروانے کی غرض سے آگے بڑھی تبھی کسی نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔میڈم دیکھا لے نخرے جتنے بھی دیکھانے ہیں۔۔۔۔لیکن یہ مت بھولیے ہم بھی میر ہیں اپنے بیٹے سے اسکی بہن لے آنے کا وعدہ کر چکے ہیں جو ہم پورا کر کے رہے گے اس لیے کہتے ہیں بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی کبھی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

نا کبھی تو چھری تلے آئے گی نا۔۔۔۔اور یوں بھی تم میرے پسندیدہ کلر کے کپڑوں میں ملبوس ہو کر میرے آتش شوق کو بڑھا چکی ہو اب اسکی تپش سہنے کیلئے بھی تیار رہنا اسکے کان میں اپنے جذبوں کا لاوا انڈیل کر وہ واش روم میں بند ہو گیا جبکہ حیا کتنی دیر تک اسکی موجودگی کو محسوس کرتی رہی۔۔پھر مرتسم کی جانب متوجہ ہوئی جو خود ہی قدم اٹھاتا ماں کی طرف آگیا تھا۔۔۔۔

۔/////////

رخصتی کے بعد طرح طرح کی رسموں سے گزر کر جو صالحتا حیا کی ایجاد کی ہوئی تھی۔۔۔دلہنوں کو کمروں میں پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔دونوں ہی دلہنیں بیچاریاں گھبرائی ہوئی تھی کیونکہ دونوں کے ہی دلہے اسٹیج پر سلطان راہی کا کردار ادا کر چکے تھے یعنی اکڑ کر بیٹھے تھے۔۔۔ناہی دلہونوں سے بات کی اور ناہی چہرے سے پتہ چلنے دیا کہ من میں تو لڈو پھوٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔

زوبی تو اتنا گھبرائی ہوئی تھی کہ اسٹیج پر بھی حیا کا ہاتھ نا چھوڑ رہی تھی ارمغان کو اسکی حالت پر بے انتہا ہنسی آئی جسے وہ کمال خوبصورتی سے ضبط کر گیا دوسری طرف رامین کا حال بھی زوبی سے مختلف نا تھا۔۔اس کے تو ہاتھ پاوں پھول رہے تھے۔۔۔۔۔جوں ہی ہارون کو اسکے ساتھ بیٹھایا گیا اس کا تو

مانو سرہی اٹھنے سے انکاری ہو گیا کمرہ مین نے دیسوں دفعہ سراونچا کریں میم کا نعرہ بلند کیا لیکن وہ ٹھس سے مس نا ہوئی۔....

رخصتی کے وقت زوبی میر سے لپٹ کر اتنا روئی کے سب کی آنکھ اشکبار ہو گئی۔۔۔سب سمجھتے تھے اسکی حالت کو کہ وہ اس وقت شازمہ کو یاد کر رہی تھی جسے شادی کا دعوت نامہ بھی بھیجوایا گیا تھا لیکن اس نے آنے سے صاف انکار کر دیا یہ کہہ کر کے اسکی بیٹی اس کے لیے مر چکی ہے میر کے طلاق دینے کے بعد شازمہ دو مرتبہ زوبی کو اپنے ساتھ لے جانے آئی لیکن زوبی نا گئی جس کا شازمہ کو بہت غصہ تھا جو اس نے اب نکالا تھا۔۔۔۔۔۔

میر سے مل کر وہ حیا سے لپٹ گئی پھر مرتسم سے ملی۔۔۔۔۔میر ضیغم نے بھی اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے خوب دعائیں دی۔۔۔۔۔

رامین کی رخصتی کا سین بھی زوبی سے کچھ مختلف نا تھا۔۔۔رامین کے بھی ماں باپ بھائی کوئی بھی اس دنیا میں نا رہا سوائے چچا کی فیملی کے سو وہ سلمان کے گلے لگ کر خوب روئی۔۔۔۔پھر دونوں کو اپنے اپنے دلہاوں۔کے ساتھ گاڑیوں میں بٹھایا گیا حیا تو زوبی کے ساتھ بیٹھ گئی جبکہ رامین نوشین کے ساتھ تھی میر ضیغم واپس حویلی چلے گئے جبکہ میر حیا کے پیچھے ہی گیا تھا۔۔۔

اوہیلو کہاں ہم بھی کھڑے ہیں راہوں میں۔۔۔۔۔ ارمغان جو سرشار سا قدم اٹھاتا اپنے روم کی طرف بڑھ رہا تھا حیا کی بات پر رک گیا جو سامنے ہی شینا کے ساتھ ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔۔۔

اب کیا ہے آپیوں ارمغان جی بڑھ کر بدمزہ ہوا نیگ دو میرا۔۔۔ حیا نے ہتھیلی پھیلائی۔۔۔۔ اب یہ کیا ہے بھئی۔۔۔ سب کچھ تو لے چکی ہیں آپ اب کچھ نہیں بچا میرے پاس۔۔۔ ازلان نے دونوں جیبیں باہر نکال کر دکھلائی۔۔۔ صبح لے لینا ارمغان نے اس کی منتیں کیں جس پر اس نے کان نا دھرا۔۔۔ ایسے کیسے۔۔۔ ابھی دو ورنہ اپنی دلہن کو بھول جاو۔۔۔۔ حیا نے گھورتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی کمرے کے دروازے سے ٹیک لگالی۔۔۔ بدعا لگے گی آپ کو میری اتنے امیر شوہر کے ہوتے ہوئے غریبوں کی جیبیں خالی کرواتی پھر رہی ہیں۔۔۔ ازلان نے اسے بلیک میل کیا۔ جسے اس نے ہوا میں اڑایا۔۔۔۔ کتنے چاہیے۔۔۔ آخر ازلان نے ہار مانی پچاس ہزار حیا نے سکون سے کہا۔۔۔ کیوں مرتسم کی شادی کی شاپنگ میرے پیسوں سے کرنی ہے۔۔۔ ازلان روہانسہ ہوا جی نہیں تمہارے بچوں کی شادی کی شاپنگ کرنی ہے کنجوس انسان۔۔۔۔ حیا نے اسے آنکھیں دیکھائی۔۔۔ ازلان نے مجبوراً شیروانی کی اندرونی جیب سے پرس نکالا اور اس میں سے نوٹ نکال کر گننے لگا تبھی اس کے پرس سے ہزار کے دو نوٹ گرے اوپس سوری ازلان نے کہا کوئی بات نہیں حیا نوٹ اٹھانے کو نیچے جھکی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ارمغان نے اپنے کمرے میں داخل ہونے میں ایک سیکنڈ لگایا جب تک حیا نوٹ اٹھا کر سیدھی ہوئی ارمغان اسے ڈج دے چکا تھا۔۔۔

حیا نے ہینڈل گھمایا لیکن دروازہ لاکیڈ تھا تمہیں تو میں صبح دیکھتی ہوں کنجوس انسان۔۔۔۔۔حیا غصے سے چلائی دیکھ لینا پہلے بڑے بھیا کے پاس تو جاو کہیں وہ بھی ہاتھ سے نا نکل جائے ارمغان نے اسکی توجہ ہارون کی طرف دلوائی۔۔۔۔وہ دونوں جلدی سے ہارون کے روم کی طرف بھاگی تو سامنے سے ہی انہیں ہارون آتا دیکھائی دیا۔۔۔۔۔۔نیگ حیا نے ہاتھ پھیلایا اس کا ہاتھ پھیلانا تھا کہ ہارون نے جیب میں سے اک خوبصورت سا کیس نکالا اور اسکے ہاتھ پر رکھا۔ساتھ ہی شینا کو بھی نیگ دیا۔حیا نے اسے کھولا تو اندر خوبصورت سا بریسلٹ تھا جسے پا کر حیا بہت خوش ہوئی تھینک یو بھائی۔۔۔۔۔ہارون نے اسے خوش ہوتے دیکھا تو اسے اپنے گلے لگا کر اسکے بالوں پر بوسہ دیا۔۔۔۔اور خود روم میں داخل ہوتے ہوئے دانستاً دروازہ پوری قوت سے بند کیا جسکا باہر تو کسی نے نوٹس نا لیا لیکن اندر بیٹھا وجود اپنی جگہ سے ہل گیا۔۔۔۔۔ہارون شیروانی کے بٹن کھولتا اسے اتار کر صوفے پر پھینکتا وارڈروب سے ٹی شرٹ اور ٹراوزر نکالتا واش روم میں چلا گیا پانچ منٹ بعد بالوں کو ٹاول سے رگڑتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔۔۔تولیے کو صوفے پر پھینکتا۔۔۔بیڈ کی دوسری سائیڈ پر آکر لیٹ گیا اور کروٹ بھی بدل لی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

رامین نروس سی انگلیاں چٹخاتی لہنگا سنبھالتی بیڈ سے اٹھنے لگی جس سے چوڑیوں کا شور اٹھا۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے کروٹ بدل کر اسے بازووں سے تھاما اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی خود پر گرا کر اپنے حصار میں لے لیا۔۔۔۔ کیا میڈم کہاں جانے کا ارادہ ہے۔۔۔۔ہارون نے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اسکے چہرے پر رب کرتے ہوئے کہا۔۔۔ چینج کرنے۔۔۔ مختصر سی بولی۔۔۔کیوں کس کے کہنے پر۔۔۔۔۔ہارون کی انگلی اب صرف ہونٹوں پر گردش کر رہی تھی۔۔۔۔کسی کے کہنے پر بھی نہیں۔۔۔۔۔وہ آنکھیں بند کرتی بولی۔۔۔۔۔۔ حیرت ہے ورنہ میں سمجھا اس کیلئے بھی حیا سے مشورہ لیا ہو گا۔۔۔وہ طنز کرتا بولا جب کہ اسکے اسطرح سے کہنے پر رامین آنکھیں کھولتی حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔کیوں کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں کیا تم نے ہماری باتیں حیا سے شیئر نہیں کی۔۔۔ہارون پوچھ رہا تھا جب کہ اسکے پوچھنے پر وہ سر جھکا گئی۔۔۔۔ میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔اب کے وہ زور سے بولا۔۔جی۔جی کی تھی۔۔۔۔ کیوں کس کے کہنے پر کس کی اجازت سے۔۔۔۔۔۔وہ پھنکارہ تھا۔۔۔وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔اس نے بودی سی دلیل دی جسے اگلے ہی منٹ میں ہارون نے رد کیا مجھ سے بھی پوچھا تھا لیکن میں نے اسے کچھ نا بتایا۔۔۔ لیکن تم نے کیا کیا فوراہی اسے بتانے کیلئے تیار ہو گئی۔۔۔۔ تم نے سب ختم کر دیا ہمارے سات سالہ رشتے کا بھرم تم نے

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پل میں توڑ دیا کیوں۔۔۔۔وہ کروٹ بدلتا بولا یوں کے اب وہ اسکے اوپر تھا۔۔۔اتنے دن ہو گئے تھے آپ مجھ سے بات جو نا کر رہے تھے اس لیے مجھے رونا آ گیا۔۔۔۔۔اور حیا کے پوچھنے پر میں نے سب بتا دیا۔۔۔۔وہ کپکپاتے لہجے میں بولی۔۔۔۔۔دو تین مہینے تم سے میرا رویہ برداشت نا ہوا تو داد دو مجھے میں نے مرد ہو کر بے قصور ہوتے ہوتے سات سالہ تمہاری بے رخی برداشت کی ہے تو میرے ضبط کا یارانہ کیا ہو گا۔۔۔۔وہ ڈوپٹے کے اوپر سے ہی اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے بولا جو جوڑے کی شکل میں بندھے ہوئے تھے۔۔۔رامین اس کے درد دینے پر بے ساختہ کراہی درد ہو رہا ہے نا تو تصور کرو میرے درد کا جو تم نے میری روح کو چھلنی کر کے دیا ہے۔۔۔تمہیں مجھ سے اظہار کرتے ہوئے شرم آ رہی تھی اور وہ ہی بات نند کے آگے کرتے ہوئے تمہیں ذرا بھی غیرت نا آئی۔۔۔۔۔۔تمہیں پتہ ہے اس دن سے میں حیا سے کترایا کترایا سا پھر رہا ہوں۔۔۔۔جو بھی ہو میں اپنے بارے میں اور خود سے جڑے ہر رشتے کیلئے بہت پوزیسیو ہوں۔۔۔اور تم نے میری انا پر چوٹ لگائی ہے رامین بیگم اب مجھ سے کسی اچھے کی امید نا رکھنا۔۔۔۔۔۔ایک جھٹکے سے اس کے بال چھوڑتا وہ اس کے سر کے نیچے سے تکیہ کھینچتا غرایا تھا۔۔۔۔۔جبکہ رامین اٹھ کر بیٹھتی دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام گئی۔۔۔۔۔اور بیڈ سے اٹھتی ہارون کے پاوں پہ گر گئی پلیز مجھے معاف کر دے میں نے آپ کا یقین نہیں کیا مجھے جو سزا

بھی دینگے مجھے منظور ہو گی لیکن پلیزیوں مجھ سے بیگانہ نا ہویئے میں نے ہمیشہ اپنے ساتھ آپ کا نرم رویہ دیکھا ہے پلیزیوں مجھ سے بد ظن نا ہو ورنہ میں جیتے جیتے مر جاوں گی۔۔۔۔ مجھ سے آپ کی یہ بے رخی برداشت نہیں ہوتی مجھے خود سے یوں دور نا کریں میں آپ کے بغیر نہیں رہ پاوں گی۔۔۔۔۔ کہتے ساتھ ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔۔ہارون سے مزید برداشت نا ہوا اس نے رامین کو زمین سے اٹھا کر خود میں بھینچ لیا۔۔۔۔۔۔

جب کہ وہ اس کے سینے سے لگی۔ بلک اٹھی۔۔۔۔۔ہارون اسے بازووں میں اٹھا کر بیڈ پر بٹھاتا اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔۔وہ ایک مرتبہ پھر سسکی۔۔۔میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں پر آپ سے کہنے کی ہمت نا جٹا پائی کس منہ سے کہتی میں آپ سے جب کہ میں نے آپ کی کسی بات کا یقین نہیں کیا تھا مجھے دھڑ کا سا لگا تھا کہیں آپ مجھے میری محبت کو دھتکار نا دیں جس طرح میں نے کیا تھا۔۔۔۔

وہ روتے روتے نا دانستگی سے اعتراف محبت کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔

معاف کیا اب آ گے۔۔۔۔ہارون اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامتا نرمی سے بولا۔۔۔۔۔اور رامین پل میں اسکے لہجے بدلنے پر حیران ہوئی۔۔۔۔ آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔ اس نے حیرت کو زبان دی۔۔۔۔۔

معاف تو میں تمہیں کب کا کر چکا تھا بس تمہاری طرف سے پہل کا منتظر تھا جبکہ جانتا بھی تھا جو تم مر کے بھی نا کرو گی۔۔۔۔۔ لیکن تم نے سب حیا کو بتایا تو مجھے غصہ آ گیا۔۔۔پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں آئندہ ایسا نا ہو۔۔۔۔ورنہ ابھی تو تم نے صرف ٹریلر دیکھا ہے۔۔۔۔۔ہارون کی بات پر رامین نے خوف سے جھرجھری لی۔۔۔۔

میری توبہ۔۔۔۔وہ بے ساختہ کہہ گئی جس پر ہارون مسکرایا۔۔۔۔ہارون نے جیب سے اک کیس نکالا اور اگلے ہی پل خوبصورت سے کنگھن رامین کے ہاتھ کی زینت بن گئے۔۔۔۔خوبصورت مہندی کے ڈیزائن سے سجے ہاتھوں پر ہارون نے محبت کی پہلی مہر ثبت کی۔۔۔۔۔۔۔جس پر رامین اپنے آپ میں سمٹی۔۔۔۔۔ہارون نے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر عقیدت بھرا بوسہ دیا اور اسے خود میں بھینچ لیا آخر سات سال کے انتظار کے بعد اسکی محبت سرخرو ٹھہری۔۔۔۔۔

///////

ارمغان روم میں آتے ہی ایک ہی جسٹ میں بیڈ پر دھڑام سے گرا۔۔۔۔زوبی ڈر کے مارے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔کیا ہوا۔۔۔۔ازلان نے سوالیہ نظروں سے اسے تکتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔ک۔کچھ نہیں۔۔۔۔زوبی ہکلائی۔۔۔۔تو پھر دور کیوں کھڑی ہو جان من پاس آؤنا

ارمغن نے لیٹے لیٹے ہی ہاتھ آگے بڑھایا جسے زوبی نے ہچکچاتے ہوئے تھاما۔۔۔۔اور اگلے ہی پل وہ ازلان پر گری۔۔۔۔۔۔ازہان نے نرمی سے اسکا سر اپنے سینے پر رکھا۔۔۔

بہت انتظار کیا ہے میں نے اس گھڑی کا۔۔۔۔۔تمہیں نہیں معلوم تمہاری اس دن کی بے رخی نے دو سال مجھے تڑپایا تمہاری شکوہ کرتی آنکھوں نے مجھے چین نا لینے دیا پل پل میں اس گلٹ میں مرا ہوں ۔۔۔۔۔لیکن میں مجبور تھا کیونکہ بات تمہاری تھی۔۔۔۔اس سب میں سب سے زیادہ آپی اور میر بھائی کا نقصان ہوا ہے۔۔۔اگر خدانخواستہ میر بھائی کو کچھ ہو جاتا تو میں بھی خود کو ختم کر لیتا۔۔۔۔۔وہ زوبی کو اپنے ہجر میں کٹے دنوں کی روداد سنا رہا تھا۔۔۔۔جسے وہ چپ چاپ سنتی آنسو بہائے گئی۔۔۔ازلان کو اپنی شیروانی بھیگتی محسوس ہوئی۔۔۔ہے یہ کیا۔۔۔اس نے فوراً سے زوبی کا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔۔۔۔یہ بن بادل برسات کیوں۔۔۔۔۔ارمغان نے اسکے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔۔۔جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔کیا بات ہے زوبی۔۔۔ازلان اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔یہ سب میری ماں کی وجہ سے ہوا ہے نا اور برداشت آپ سب کو کرنا پڑا۔۔۔میں بھی ان دو سالوں میں سکون سے نا رہی یہ سوچ سوچ کر کہ کاش میں ہی حیا کا یقین کر لیتی تو شاید آج حالات مختلف ہوتے۔۔۔اماں سائیں نے یہ سب کیوں کیا کیا حاصل ہوا انہیں یہ سب

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کر کے اور مجھ سے بھی ناطہ توڑ دیا ہے۔۔۔۔وہ آنسوؤں کے بیچ اپنی آپ بیتی سنانے لگی۔۔۔تم فکر نا کرو وقت کے ساتھ ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔ایک دن آنٹی کو اپنی غلطی کا ضرور احساس ہو گا۔۔۔اور وہ سر کے بل آئے گی تم سے ملنے۔۔۔۔۔ازلان کے کہنے پر وہ بچوں سی خوش ہو گئی آپ سچ کہہ رہے ہیں نا۔۔تمہاری قسم اور پھر میری زوبی ہے ہی اتنی پیاری کہ کوئی اتنے دن اس سے ناراض رہ ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔ارمغان کے میری زوبی کہنے پر وہ شرم سے گلنار ہو گئی۔۔۔۔جبکہ ارمغان دلچسپی سے اسکے چہرے پر پھیلتے گلال کو دیکھنے لگا۔۔۔نا کرو مسسز یہ ظلم ہم پر ہم تو پہلے ہی بن پیے بہکے سے ہیں۔۔۔۔۔ازلان کی سر گوشی پر زوبی نے شرماتے ہوئے اس کے سینے میں اپنا منہ چھپایا۔۔۔۔جب کہ ارمغان اس کی ادا پر نثار ہو تا ہوا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔

/////////////

حیا نے بیڈ پر مرتسم کو لٹایا جو گاڑی ہی میں سو گیا تھا۔۔۔رات کافی ہو چکی تھی۔۔۔سب کے اصرار پر بھی وہ وہاں نا رکی کیوں کہ میر نے اسے سختی سے منع کیا تھا وہاں رکنے سے اسی لیے تو وہ ساتھ ہی گیا تھا۔۔۔اسی بات پر حیا کا موڈ آف تھا۔۔۔وہ ڈریسنگ روم کے آگے کھڑی اپنی جیولری کو اترتی

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

چیزوں کو پٹخ رہی تھی۔ کیا بات ہے بیگم صاحبہ مزاج بخیر ہیں نا۔۔۔۔۔۔میر واش روم سے ٹاول سے چہرہ خشک کر رہا تھا۔۔۔حیا کے بگڑے مزاج کو پل میں بھانپ گیا اس لیے اسے چھیڑا۔۔۔۔

جس پر وہ کچھ نا بولی۔۔۔اور اپنی چوڑیاں اترنے لگی۔۔۔۔۔۔کیوں زخمت کر رہی ہو یہ نا چیز کس لیے ہے۔۔۔۔وہ حیا کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا اسکی گردن پر اپنی بیرڈ چبھوتا اسکے کان میں گھمبیر سی سرگوشی کرتا بولا۔۔۔۔۔

اسکی حرکت پر حیا کسمسائی۔۔۔۔ہٹے پیچھے میں ناراض ہو آپ سے میر اکتنا دل تھا وہاں ٹھہرنے کو لیکن آپ مجھے لے آئے۔۔۔۔وہ میر کے حصار سے نکلتی ہوئی بولی۔۔۔۔

یار سمجھا کرو نا پھر میں کیا کرتا مجھے تمہارے بغیر نیند نہیں آتی میر چہرے پر مسکینیت طاری کرتا بولا۔۔۔۔

جھوٹے۔۔۔۔۔حیا نے منہ بنایا۔۔۔۔اچھا نا یار کل ولیمہ ہے کل رات وہیں رک جانا اب ٹھیک ہے میر نے ہار مانی۔۔۔۔سچ کہہ رہے ہیں آپ...حیا کو جیسے یقین نا آیا۔۔۔۔ہاں تو اور کیا۔۔۔۔۔کھاو قسم۔۔۔۔۔حیا نے پکا کرنا چاہا۔۔۔قریب تو آو اتنے دور سے کیسے کھاوں وہ ہونٹوں کے کناروں پر مسکراہٹ روکتا بولا۔۔۔۔حیا مشکوک سی اسکے قریب گئی میر نے اسے فورا سے اپنے حصار میں لے

لیا۔۔اب کھائیے نا۔۔۔۔کیا حیا کہ کہنے پر وہ انجان پن سے بولا۔۔۔میر۔۔۔حیا چلائی اوکے اوکے۔۔۔۔میں اپنی حیا کی قسم کھاتا ہوں کہ اسے ولیمے والی رات کیا بلکہ آئندہ بھی کبھی میکے میں رات گزارنے کی اجازت نا دونگا۔۔۔۔میر مزے سے بولا۔۔۔

میر آپ نے غلط بول دیا ہے اور میری قسم بھی کھا چکے ہیں. حیا صدمے سے بولی۔۔۔کیا واقعی ہاں یار میں تو غلط ہی بول گیا اب کیا یو گا اب تو تم کبھی بھی میکے رہنے نہیں جا سکتی ورنہ قسم ٹوٹ جائے گی اور بہت سخت گناہ ملے گا۔۔۔۔میر نے افسوس سے کہا۔۔۔سچ میں میر ہاں نا حیا تمہیں مجھے قسم کیلئے فورس ہی نہیں کرنا چاہیے تھا غلطی تمہاری ہی ہے اب۔۔۔میر نے اپنا کیا اس پر انڈیلا۔۔۔

اچھا۔۔۔۔حیا مردہ سی آواز میں بولی۔۔۔۔

اچھا چھوڑو نا اسے۔۔۔۔میر نے بات بدلی۔۔۔۔

میں کیا کہہ رہا تھا پھر کیا سوچا ہے تم نے۔۔۔میر نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔کس بارے میں وہ نا سمجھی سی بولی جبکہ اس کا ذہن اب تک قسم والی بات پہ ہی اٹکا تھا۔۔۔۔۔

کیا خیال ہے پھر مرتسم کی بہن آنی چاہیے یا نہیں۔۔۔۔۔میر کے پوچھنے پر وہ جھینپ سی گئی۔۔۔میر۔۔۔۔۔وہ خفگی سی بولی۔۔اچھا ایک بات تو بتاؤ میر اسے اپنے ہمراہ لیے بیڈ پر بیٹھا جبکہ اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔۔۔کیا۔۔۔۔تم نے ارمغان کو تو اتنی جلدی معاف کر دیا تھا لیکن مجھے نہیں ایسا کیوں۔۔۔۔کیا اس لیے کہ وہ تمہارا بھائی تھا۔۔اور تمہارا اس سے قریبی رشتہ تھا۔۔۔اوہو آخر ہو نا اپنے پھوپھو کے بھتیجے ان ہی کی طرح بات کرو گے وہ دل ہی دل میں تلملائی۔۔۔نہیں میں نے ارمغان کو دو وجوہات کی بنا پر جلدی معاف کیا تھا۔وہ اسکے کرتے کے بٹنوں سے کھیلتی بولی۔۔۔۔۔پہلی یہ کہ اس کا اور میرا رشتہ چاہے کتنا ہی قریبی سہی لیکن وہ مجھے اتنا نہیں جانتا تھا اور اس نے جو کچھ بھی کیا اس نے غیر ارادی طور پر کیا کسی کے پریشر میں آکر کیا۔۔۔جب کہ آپ سے میرا سب سے قریبی اور مضبوط رشتہ تھا آپ کے سامنے ہی میرے شب وروز گزر رہے تھے اس کے باوجود آپ نے مجھ پر شک کیا نا صرف شک کیا بلکہ مجھے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا موقعہ دیئے بغیر مجھے اپنی زندگی سے جانے کا کہہ دیا۔۔آپ کو معلوم ہے آپ کے وہاں سے چلے جانے کے بعد شازمہ نے میرا مذاق اڑایا۔۔۔مجھے جب جب وہ سب یاد آتا میرے دل میں نئے سرے سے غصہ جنم لیتا۔۔۔حیا اتنا کہتے ہی خاموش ہو گئی۔۔۔

سوری حیا اس بات کا پچھتاوا تو مجھے بھی ساری عمر رہے گا کہ میں تمہیں وہ مان نا دے سکا جو ہمارے رشتے کا حق تھا۔۔۔۔۔میر اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے پیشمان سا بولا۔۔۔۔

میر آج کے بعد ہم میں اس موضوع پر پھر کبھی بات نہیں ہو گی میں گزرا ماضی بھلا دینا چاہتی ہوں ہمارے آج میں جینا چاہتی ہوں نئی یادیں بنانا چاہتی ہوں جس کے رہتے ماضی کا مجھے خیال تک نا گزرے۔۔۔۔۔۔حیا کے کہنے پر میر نے فوراً سے انشاءاللہ کہا۔۔۔اور ساتھ ہی اپنی جیب سے وہی کنگھن نکالے جو حیا چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔میر نے پھر سے کنگھن حیا کے ہاتھ کی زینت بنا دیے۔۔۔۔۔حیا کی ان کنگھن کو دیکھ کر آنکھیں نم ہو گئی۔۔۔

دوسری وجہ کیا تھی حیا۔۔۔۔۔میر نے اسے یاد دلایا۔۔۔۔

میر کی بات پر چند ثانیے تو وہ خاموش رہی پھر لبوں کو دانتوں سے کچلتی بولی۔۔۔۔کیونکہ ارمغان نے میری جان کی جان بچائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔حیا نے کہتے ساتھ ہی اپنا چہرہ میر کے سینے میں چھپا دیا تھا۔۔۔جبکہ حیا کے اقرار پر میر اندر تک سرشار ہو گیا اور اسے خود میں سمو گیا۔۔۔۔۔

////////////

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

پانچ سال بعد۔۔۔

یہ میر حویلی کے منظر ہیں جہاں آج میر اور حیا کی بیٹی کی تیسری سالگرہ بہت دھوم دھام سے منائی جا رہی ہے۔۔۔اس کے لیے ہر خاص و عام کو دعوت دی گئی ہے کہ آج سب کی دعوت میر نے کی تھی۔۔حویلی میں خاصی چہل پہل تھی۔۔۔شینا اور زین بھی اپنے جڑواں بچوں کاشان اور شایان کے ہمراہ تھے جو تقریباً پانچ سال کے تھے۔۔۔۔ہارون اور رامین کو بھی خدا نے بیٹے اور بیٹی سے نوازا تھا بیٹا ضرغام حیا کی بیٹی میرب سے ایک سال بڑا تھا جبکہ بیٹی حورین ابھی دو سال کی تھی کی تھی۔۔۔۔

زوبی اور ارمغان کو بھی اللہ بہت جلد اولاد جیسی نعمت سے نوازنے والا تھا۔۔۔۔

آج کی دعوت دوہری خوشی میں تھی کیوں کہ آج ہی کی فلائٹ سے میر ضیغم نوشین سلمان نصیر احمد ان کی زوجہ اور نفیسہ بیگم اللہ کے گھر کی زیارت کو جانے والے تھے۔۔۔۔۔

کیک کٹنگ کے بعد حیا میرب کو روم میں سلانے چل دی۔۔۔۔کیوں کہ بخار ہونے کی صورت میں وہ تھوڑا چڑچڑی ہو رہی تھی۔۔۔۔اسے سلا کر حیا نیچے آئی اور ملازمہ کو میرب کے پاس جانے کو کہا خود کھانے کا انتظام دیکھنے لگی۔۔۔کھانے کے فوراً بعد مہمان ایک ایک کر کے رخصت ہونے

لگے۔۔۔۔۔۔انکی فلائٹ میں گھنٹہ برابر رہتا تھا اسلیئے سب بڑے وہیں محفل جما کر بیٹھ گئے ۔۔۔بچے نیند سے بے حال ہوئے تو انہیں نیچے کے کمروں میں سلا دیا۔۔۔۔

میرب کہاں ہیں۔۔۔میر کے پوچھنے پر حیا نے بتایا کہ وہ اوپر اپنے روم میں سو رہی ہے ساتھ ملازمہ بھی ہے حیا کے جواب پر مطمئن ہوتا میر دوبارہ سے باتوں میں مشغول ہو گیا۔۔۔۔تھوڑی دیر بعد ہی سب کے جانے کا وقت ہوا سب ہی باری باری سب سے ملنے لگے۔۔۔ان سب کو دعاوں کے حصار میں رخصت کیا گیا۔۔۔میر ہارون زین اور ارمغان انہیں چھوڑنے ائیر پورٹ تک گئے۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ چاروں اپنی اپنی باتیں لیکر بیٹھ گئی وہ باتوں میں اسقدر مشغول ہوئی کہ حیا کا میرب کی طرف دھیان بھی نا گیا۔۔۔کہ ایک نظر اسے دیکھ لے اور یہ ہی ایک بھول اسے آگے جا کر تڑپانے والی تھی۔۔۔

//////

وہ جو کوئی بھی تھی بہت آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہی تھی تا کہ قدموں کی آواز پیدا نا ہو سکے۔۔۔اور چہرے پر گھونگھٹ نما کپڑا اوڑھ رکھا تھا۔۔تا کہ کوئی پہچان نا سکے۔۔۔مطلوبہ کمرے کے باہر رک کر اس نے ارد گرد دیکھا تو کسی کو نا پا کر مطمئن ہوتی روم میں داخل ہوئی تو سامنے ہی حسب معمول ملازمہ

کو سوتا پایا وہ فاتح سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے آگے بڑھی اور بیڈ پر سوئی میرب کے پاس کھڑی ہو کر شاطرانہ سا مسکرائی۔۔۔۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels